۲۶۳

آصف اللغات

جامع الفاظ مفردہ و مرکبہ و اصطلاحی و استعمال فارسی زبان و مقولہای عجم مترجم با شاہد

متقدمین و متاخرین مسلمۃ الاستناد و برای ہر یک لفظ

ترجمہ بامحاورۂ زبان اردو مع شاہد کلام زباندانان ہند

جلد پنجم

مؤلفہ خان بہادر شمس العلما ابو احمد العزیز مولوی عبد العزیز ناطقی (نواب عزیز جنگ بہادر) وظیفہ یاب حسن خدمت

سرکار آصفیہ

سنہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۲۱ فصلی

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلیٰ کامیابی پر خداوند کریم کا شکرگزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقاے ولی نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعہ مراسلہ نشان (۴۲۵۸) ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۶ع مجھ کو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا۔

اعانت (۳) مین ہز اکسلنسی ویسراے موصوف کا دل سے شکرگزار رہون کہ آپنے

باجلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح

وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے

(۴) مین اپنے آقای ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن حضور پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان ودل ادا کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی

مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جائے

پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ تالیف عطا کیا جاے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینانس نشان (۳۰۹۱) مورخۂ ۱۶ - آبان ۱۳۱۸ف موسومہ معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ)

(۵) حیدرآباد کے امراے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام صیغۂ تعلیمات وعدالت وطبابت وامور عامہ کی علم دوستی کا بھی شکرگزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے -

شکریہ عملی | (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی صرفہ بقدر الاکھ سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالقابہم کی امداد کا مجموعہ ہنوز وقت تک تقریبًا الاکھ سکۂ محبوبیہ - لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصّہ کا بار اپنی ذات پر اٹھا کر جملہ نسخہای مطبوعہ کو مع حق تالیف کتاب بلا کسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کر دیا ہے

معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ (۲۸) جلد کی کتاب ہے اور بکمال اہتمام کے ساتھ چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھکو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل (یعنی) باقیماندہ عمر مین کرسکون - وہو علی کل شیء قدیر - اعلان وقف آخر کتاب پر طبع ہوا ہے -

پبلک کا فدائی

احمد عبد العزیز نائطی

(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله که نوبت بآغاز جلد پنجم این کتاب رسید و وقت آن بود که بتکمیل جلد پنجم ششم را آغاز
می کردیم حیف است که در اوائل سال هزار و سه صد و بست هجری صحت ما قائم نماند و مبتلای مرض
ذات الجنب شدیم و شش ماه صاحب فراش ماندیم تا نوبت بجراحی رسید که از پهلوی ما مقدار کثیر
آب مجتمعه را خارج کردند۔ باری مرض لاحقه زائل شد ولیکن ناتوانی بدرجه غایت بگذاشت که کم کم
توانا می شویم حالا دهمی ماه است که بعد ختم جلد چهارم امتثالاً لامر الطبیب محنت دماغی را الوداع گفته ایم
شکر ایزد بیست که حالا درخور آن شدیم که باز بشغل خود گرائیم۔

(۲) طالبان تحقیق لغت و شائقین این کتاب پریشان خاطر نشوند که جلد پنجم هم متعلق بالف است
و بخیال ما عجبی نیست که ششم و هفتم هم الف را نگذارد و حقیقت این است که الف مقصوره بر بسی
از لغات ممدوده شامل است و بوجه آنکه اکثری از لغات دیگر ردیف ها بالف وصلی متصل است

بیانش ہمہ درین ردیف آمده وسلسلهٔ آن ہم باعث طوالت این ردیف شده است - ما بخیال خود مجموعهٔ
جلد ہای این کتاب را بر چہار حصه تقسیم کرده ایم - ربع اوّل متعلق باشد بالف ممدوده ومقصوره وربع
دومش بای عربی وفارسی راست ودر ربع سوم وچہارم لغات جیم تا یاست - اگر حیات مستعار دست
دہد واعتدال مزاج باقی ماند قریب است که دست بحصهٔ دوم زنیم - والسعی منی والاتمام من الله تعالیٰ
خاکسار - عزیز جنگ - مؤلف

اسامیس بقول ضمیمۂ برہان بروزن نوامیس بابونۂ صحرا را گویند صاحب محیط بابونہ فرماید کہ اسم فارسی است ومعرّب آن (بابونج) ودرمغرب (بابونق) وبعربی (زہر الملک و(حبق البقر) وبیونانی (رما الیون) و(اسامیس) وبسریانی (قوبلا) وبمصری (کرکاش) وباندلسی (سقدر) وبافریقیہ (رجل الدجاج) وبفارسی (کرہانک) وبہندی (سونہل) و(سوناموتی) و(مرہی) گویند بقول شیخ خشک دراوّل وگویند در دوم وگویند گرم وخشک باعتدال مفتح وملیّن ومنقّی بدن ومقوّی ومحلّل بغیرجذب ومنافع بسیار دارد (اردو) بابونہ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ ایک قسم کی بوٹی نباتات مین سے ہے جس کے پھولون کا پرورده روغن اکثر درد وغیرہ کے کام مین آتا ہے

اسب بقول ناصری بکسر اوّل (۱) موی زہار وآن را آرم نیز گویند۔ صاحب برہان وہفت بہ بای فارسی ودر آخر گوید کہ موی دُبر را نیز گویند و (۲) بفتح اوّل معروف است کہ بعربی فرس خوانند و (۳) نام یکی از مہرہای شطرنج۔ صاحب جامع نسبت معنی اوّل فرماید کہ موی سفید ہم و ذکر معنی دوم وسوم ہم کرده صراحت کند کہ بہ بای فارسی است صاحب جہانگیری بہ تخصیص بای عربی بمعنی اوّل قانع یعنی موی زہار ودبر وصاحب مؤید بہ بای فارسی ذکر معنی دوم وسوم کرده معنی اوّل را ترک کرد وصاحب رشیدی بہ بای فارسی بمعنی دوم قناعت کرده بہار ذکر اینرا بہ بای عربی کرده گوید کہ معروف ودر ہندی کتابی (اسو) بہ واو است وصاحب منتہی الارب بہ بای عربی را بکسر الف بحوالۂ منتہی الارب لغت عرب گوید بمعنی موی زہار و موی زہار ودبر بہ بای فارسی ہمزبان بہار۔ صاحب سخندان

فارس فرماید که بزبان سنسکرت اسپ را (اشو) گویند۔ صاحب ساطع گوید که (اشو) بشین معجمه و (اسو) بسین مهمله هر دو آمده۔ پس بخیال ما (اسو) اصل است و فارسیان بقاعدهٔ خود و آو را به بای موحده بدل کرده اسب کردند چنانکه (آو) و (آب) و (نوشتن) و (نبشتن) و پس ازان بای عربی به بای فارسی بدل شد چنانکه (تپ) و (تب) و این هم ممکن است که واو (اسو) را به بای فارسی بدل کردند۔ چنانکه (وام) و (پام) و جائز که از (اشو) (اسپ) ساختند۔ به تبدیل شین معجمه بسین مهمله۔ چنانکه (شار) و (سار) و تبدیل واو به بای فارسی چنانکه بالا مذکور شد نیست معنی اوّل ما را با صاحب انند اتفاق است که (اسب) بکسر اوّل و سکون بای عربی بمعنی اوّل لغت عرب است که صاحب منتهی الارب این را بمعنی موی زانو و موی فرج و موی کون آورده و آنانکه بدین معنی با بای فارسی گرفته اند نیست آن خیال ما این است که فارسیان از عربی گرفته اند و به تبدیل بای عربی به بای فارسی مفرّس ساخته اند و معنی سوّم استعاره باشد برای مهرهٔ شطرنج که آنرا هم اسپ نام است۔ مخفی مباد که معاصرین عجم این را بمعنی دوّم و سوّم به بای عربی و فارسی هر دو۔ استعمال کنند۔ صاحبان بهار عجم و انند صفات اسپ را بیان کرده اند و برای آن ما هم یافته ایم و همه را بذیل عرضه دهیم (۱) آب گردش (۲) آتش پای (۳) آتشین پای (۴) آتش مزاج۔ (۵) آهخته گوش (۶) آهن خای (۷) آهن عصب (۸) آهو پای (۹) آهو سرین (۱۰) آهو شکم (۱۱) ابر گردش (۱۲) باریک دم (۱۳) بحر نورد (۱۴) پلنگ هیئت (۱۵) چشم چراغ (۱۶) چیده میان (۱۷) حلقه شکن (۱۸) حیلت گر۔

(۱۹) خارا دل (۲۰) خورشید فر (۲۱) خوش جلو (۲۲) خوش رفتار (۲۳) خوش عنان۔
(۲۴) خوش گام (۲۵) خوش لگام (۲۶) دراز گردن (۲۷) دراز گیسو (۲۸) روئین
سم (۲۹) رہ انجام (۳۰) زمین سپر (۳۱) زمین کوب (۳۲) سندان جگر (۳۳) ضرغام
بر (۳۴) طوطی پر (۳۵) عقاب طلعت (۳۶) عنقا شکوہ (۳۷) غرغا دم (۳۸)
فراخ کفل (۳۹) فربہ سرین (۴۰) قمر سم (۴۱) قوی قوائم (۴۲) کشتی گذار (۴۳) کوتاہ
سم (۴۴) کوہ پیکر (۴۵) کوہ توان (۴۶) کیوان منش (۴۷) گرد شکم (۴۸) گوزن سرین
(۴۹) لاغر میان (۵۰) ہوا نہاد و از تشبیہات او (۵۱) تدرو (۵۲) زندہ پیل (۵۳)
شیر (۵۴) عزم (۵۵) کلاغ (۵۶) دال۔ سند ہر یکی در اشعار ذیل می آید و ما ہندسی
نشان سلسلہ بر آن قائم کردہ ایم (حکیم سنائی ۵۲) ازنعل او پہ زمین در گام او کوتہ
زمین ؛ در ہنگ او آگہ زمین در طبع او حالی غضب ؛ باد بہاری خویش او نا وردجولا
کیش او ؛ صحرا و دریا پیش او چون ہرہ پیش بوالعجب ؛ آہو سرین ضرغام بر کیوان منش
خورشیدفر ؛ خارا دل و سندان جگر روئین سم و آہن عصب ؛ (ولہ ۵) بسہم شیر و بتن
زندہ پیل و چشم چراغ ؛ چو عزم بر سر کوہ و چو وال در دل یم ؛ قوی قوائم و فربہ سرین و چیدہ
میان ؛ دراز گیسو و آہختہ گوش و گرد شکم ؛ (اوحد الدین انوری ۵) ملک ہیئت غرغا
دم گوزن سرین ؛ عقاب طلعت و عنقا شکوہ و طوطی پر ؛ قوی قوائم و باریک دم فراخ
کفل ؛ دراز گردن و کوتاہ سم میان لاغر ؛ بگاہ پویہ ہوا در دو پای او مدغم ؛ بوقت حملہ صبا
در دو دست او مضمر ؛ بوقت جلوہ گری چون تدرو خوش رفتار ؛ بگاہ حیلہ گری چون کلاغ

حیلت گر۔ خروش مور شنیدی زروم در کابل ٭ خیال مور بدیدی زہند در ششتر٭ (عثمان بخاری سے) آتش مزاج وکوہ توان وہوا نہاد ٭ کشتی گذار و بحر نورد و زمین سپر٭ (ملا طغرا سے) چراگاہ این اسپ آہو شکم ٭ رمیدہ ز مشیر گی ارم ٭ (عبدالواسع جبلی سے) آبادبران بارۂ میمون ہمایون ٭ خوش گام چو کیموم ورہ انجام چو دلدل ٭ (ابو طالب کلیم سے) ہمہ اعضاش از ہم سبقت اندیش ٭ کفل داغ است ازپس ماندن خویش ٭ (نظامی سے) خرامندہ ختلی فش دم سیاہ ٭ تگا ور تر از باد در صبحگاہ ٭ چو وہم از ہمہ سوی مطلق خرام ٭ چو اندیشہ در تیز رفتن تمام ٭ (اردو) (۱) موی زہار۔ بقول آصفیہ (فارسی وعربی) اسم مذکر۔ زیر ناف کے بال۔ سرین کے بال (۲) اسپ۔ بقول امیر (فارسی) فرس۔ گھوڑا مذکر۔ کیف سے) دنیا کے مال وجاہ پہ غافل نہ کر دماغ ٭ کیون چڑھ کے اسپ وفیل پہ تیتا ہے خر دماغ۔ (۳) اسپ بقول امیر شطرنج کے ایک مہرے کا نام جو ڈھائی گھر چلتا ہے (سودا سے) مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پاؤن ٭ جز دست غیر کے نہین چلتا ہے زینہار ٭

اسبا | بفتح اوّل وسوّم بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار جمع اسب است کہ گذشت۔ ودیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ جز این نباشد کہ مخفف (اسبان یا اسپہا) است بحذف نون آخر یا ہای ہوز۔ فارسیان در روزمرۂ خود در بسیاری از الفاظ حرف آخر و وسط را حذف کنند واین ایجاد معاصرین است کہ حذف زبان را در کتابت ہم داخل کردند وما بر لفظ (اسب) صراحت کردہ ایم کہ بہ بای فارسی وعربی ہر دو آمدہ و از ماخذش ہم

همه را اینجا ذکر کرده ایم (اردو) گھوڑے (گھوڑا) کی جمع -

اسباب | بہار گوید که بالفتح جمع سبب و فارسیان بمعنی رخت و اثاثه استعمال کنند و بالفظ برساختن و بستن و بهم افتادن و بهم چیدن و کشیدن متعمل و باہم افتادن کنایه از پریشان شدن باشد و صاحب انند نقلش برداشته صاحب بول چال هم ذکر این بمعنی آله و اوزار کرده مؤلف عرض کند که لغت عربی است و جمع سبب و سبب بقول صاحب منتخب بفتحتین رسن و هرچه بدان بدیگری پیوسته بود و پیوند و خویشی و در شعر یک حرف ساکن و یک حرف متحرک (انتهی) بخیال ما استعمال فارسیان با هیچ مصادر بیان کردهٔ بهار منحصر نیست و معنی مرکبات این در ملحقات می آید - ما استعمال این بدون ترکیب مصدر هرجا که دیده ایم (۱) بمعنی وجوه و سامان یافته ایم و معاصرین عجم (۲) بمعنی آله و اوزار هم استعمال کنند - صاحب بول چال بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده است و این مجاز معنی اول باشد (ظهوری ه) سرفرازی در خور افتادگی ، کامران تر هر که بی اسباب تر ، (وله ه) ز ترتیب اسباب دل خانهٔ غم ، غم و عیش و یک دگر ریختیم ، (وله ه) ازان اسباب ایمانی که بر هم میشود ایمان ، فدای چشم کافر ما جرائی می توان کردن ، (انوری ه) اوصاف بزرگیش چه اصلی چه مالیست ، کانرا همه اسباب فلک فرع و زکاتست ، (عرفی ه) ایکه گوئی باعث غم خوی غمگین روی باش ، غم زبی باکی ندارم ورنه خود اسباب هست ، وله ه) اسباب عفو را چه بجا جلوه میدهی ، ما توبه دشمنیم و ستم بر نصوح تست (اردو) (۱) اسباب

بقول امیر سبب کی جمع۔ وجوہ۔ ذریعے۔ اثاثہ۔ ضرورت کا سامان (گلزار نسیم ؎) اسباب نہ جمع کر ضرر کے ؛ رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے ؛ (ولہ ؎) اسباب کو کشتیون پہ کر بار۔ ؛ سونپا سب ناخدا کو گھر بار ؛ (۲) کل۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث مشین کام کرنے کا آلہ۔ جیسے کپڑا سینے کی کل۔ برف کی کل۔

اسباب بخار | استعمال۔ باضافت۔ مرکب اضافی بمعنی لفظی سامان بخار است و معاصرین عجم این را بمعنی آلہ استعمال کنند کہ بزور دخان حرکت کند۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) دخانی کل۔ صاحب آصفیہ نے لفظ (دخانی) کی ذیل مین (دخانی کل) کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وہ مشین یا آلہ ہے جو دہوین کے زور سے حرکت کرتا ہے۔

اسباب برابر نہادن | استعمال۔ بحث این برا اسباب نہادن می آید و سند این ہم ہم در آنجا مذکور (اردو) دیکھو اسباب نہادن۔

اسباب بردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی زائل کردن سامان و باقی نہ داشتن آن باشد (کلیم ہمدانی ؎) ور بدزنتوان بدنبال خریداران دوید ؛ خوب شد اسباب ما را یک قلم سیلاب برد ؛ (عرفی ؎) ای خواجہ کہ از تو مرگ۔ جان خواہد برد ؛ اسباب زمانہ را زمان خواہد برد ؛ (اردو) سامان و اثاثہ لے لینا۔ قبضہ سے نکال لینا۔ ضائع کرنا۔ چھین لینا۔

اسباب برساختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی مہیا کردن سامان است (نظامی ؎) بود ہر کی را قدر مایہ پیش ؛ گزان پیش

برسازد اسباب خویش ﴿ (اردو) سامان مہیا
کرنا - سامان درست کرنا -

اسباب بستن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت و از ہیجو جامی
سند پیش کند (ســ) البته ہیجو آفتاب عمر بتاب
سفر ﴿ میدود چون سایه درپی بخت ناسازم
ہنوز ﴿ بخیال ما ازین سند (اسباب سفر بستن) بمعنی
سامان سفر مہیا و درست کردن و آماده سفر
شدن پیدا می شود و از مجرد اسباب بستن
ہم ہمین وجہ آمادگی سفر ظاہر و لیکن این را سند بایست
باید (اردو) سامان سفر کرنا - تہیۂ سفر کرنا
اسباب باندھنا بہی کہہ سکتے ہین جس سے
روانگی کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے - دکن ہین ایسے
مواقع پر باندھا بوندھی کرنا کہتے ہین -

اسباب جرثقال | استعمال - بکسر بای
موحدہ و دوم و رای مہملہ در محاورہ معاصرین
عجم آلہ جرثقیل را گویند کہ بواسطہ آن بارہای
گران را بسہولت بردارند مخفی مباد کہ ثقال
بقول صاحب محیط المحیط جمع ثقل است و
معنی لفظی این (سامان کشیدن وزن ہا)
و کنایہ باشد از آلۂ خاص - صاحب رہنما بحوالہ
سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است
(اردو) وزنی اشیا اٹھانے کی کل جرثقیل
کی کل کہہ سکتے ہین -

اسباب چیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت و از باقر کاشی
سند آوردہ (ســ) ای معارض بیش ازین
درہم مچین اسباب بحث ﴿ دم مزن کان
خاطر نازک ندارد تاب بحث ﴿ مؤلف
گوید کہ ازین سند اسباب چیزی درہم چیدن
بمعنی جمع کردن سامان چیزی باشد و بمعنی حقیقی
مجرد (اسباب چیدن) را بمعنی جمع کردن سامان
استعمال توان کرد (اردو) سامان جمع کرنا -
سامان فراہم کرنا - سامان مہیا کرنا -

(۱۵۴۶) **اسباب چیزی بہم افتادن** استعمال۔ بمعنی مہیا شدن وحاصل شدن سامان چیزی باشد چنانکہ انوری گوید (سه) در تلخ چو پیری وجوانی بہم افتاد ٭ اسباب فراغت بہم افتاد جہان را ٭ (اردو) سامان جمع ہونا۔ سامان مہیا ہونا۔

(۱۵۴۷) **اسباب چیزی درست شدن** استعمال۔ بمعنی ساز وسامان چیزی بہم رسیدن باشد۔ (عرفی سه) با وجود آنکہ عشق آورد صد داروی تلخ ٭ بہر درد مانشد اسباب درمان درست ٭ (اردو) ساز وسامان درست ہونا۔

اسباب چیزی درہم چیدن استعمال۔ بحث این بر اسباب چیدن گذشت وسند ہم ہمد رآنجا مذکور شد (اردو) کسی چیز کا سامان فراہم کرنا۔ جمع کرنا۔ مہیا کرنا۔

(۱۵۴۸) **اسباب چیزی فروچیدن** استعمال۔ مرادف اسباب چیزی درہم چیدن است کہ گذشت (ظہوری سه) فروچیدم بکام خویشتن اسباب ناکامی ٭ بزوبرگ خود را برسر برگ مراد آرم ٭ (اردو) دیکھو اسباب چیزی درہم چیدن۔

اسباب حلوا ناتمام است (مقولہ) صاحب ناصری فرماید کہ کنایہ باشد از نقصان کار است ٭ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم تصدیق این می کنند۔ فارسیان چون در کاری سامان آن را ناکمل وناقص بینند این مقولہ را استعمال کنند (اردو) سامان ناقص ہے دکن مین جب کسی کام کا اہتمام یا سامان ناقص نظر آتا ہے تو کہتے ہین "حلوا پھیکا ہے" "چاول کچے ہین"

اسباب خانہ استعمال۔ صاحب انند فرماید کہ مرادفات این در اثاثہ گذشت مولف عرض کند کہ مقصودش جز این نباشد کہ این مرادف رخت خانہ وترجمہ اثاث البیت است۔

مرکّب اضافی است (اردو) اثاث البیت (عربی) بقول امیر - مذکر - اسباب خانہ داری گرستی کی چیزین -

اسباب خرازی | استعمال - بفتح خای معجمہ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار فروشندۂ ہمہ قسم سامان را گویند - صاحب برہان بر لفظ (خرز) فرماید کہ اسباب خردہ فروشی را گفتہ اند از مہرہ و آئینہ و شانہ و امثال آن چہ (خرزی) خردہ فروش باشد والخ) پس معاصرین عجم لفظ اسباب در اوّل خرزی زیادہ کردہ اند و بعد رای مہملہ الف ہم - و این قسم الف زائد نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و در قاعدۂ فارسی ہم آمدہ و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ چنانکہ (مہابہ و ماہار) (اردو) خوردہ فروش - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - بساطی پرچونیا - پھیری پھر کر بیچنے والا - دکن مین منیار کہتے ہین -

اسباب دادن | استعمال - صاحب اصطلی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی سپردن اسباب و سامان است و (۲) بمعنی پیدا کردن اسباب (شانی شہدی ۵۸) ہرچہ اسباب طرب ہست بہ بید روان دہ ٭ و آنچہ در دست بجان من رنجور گذار ٭ (انوری ۵۴) تا خاک کف پای ترا نقش نبستند ٭ اسباب تب لرزہ نداوند ستم را ٭ (اردو) (۱) اسباب حوالہ کرنا - دینا (۲) اسباب پیدا کرنا -

(۱۹۲۵)

اسباب دلغ وزدیدن | استعمال بمعنی پنہان کردن سامان دلغ باشد کہ کنایہ از جمع و فراہم کردن است و عیبی نیست اگر بجای دلغ لفظ (چیری) استعمال کنیم - مخفی مبادا کہ (دزدیدن) بقول صاحب بحر بالضم بمعنی پنہان ساختن و ربودن ہم آمدہ (عربی ۹

منم کہ بہر دل اسباب داغ می ورزدم ؎
نسیم گلشن دل درد ماغ می ورزدم ؎ (اردو)
داغ کے اسباب جمع کرنا۔

اسباب دروگری استعمال۔ بقول صاحب انجمن آلۂ درودن کاہ یا غیر آن کہ ارہ و امثال آن ہم داخل آنست۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ مخفی مبادکہ (دروگر) بقول صاحب برہان مخفف (درودگر) بحذف دال مہملۂ دوم بضم اوّل و فتح کاف فارسی۔ استاد چوب تراش باشد کہ بعربی نجار گویند و بکسر اوّل و فتح ثانی شخصی کہ غلّہ درو می کند و آن را بعربی حصّاد خوانند (انتہی) پس باید کہ (۱) آلہ درودن کاہ و امثال آنرا بکسر دال مہملہ خوانیم و (۲) آلۂ نجاری را بضم دال و یای تحتانی آخر۔ مصدریست و حذف دال بقاعدۂ فارسی درست است چنانکہ (بدتر) و (تبر) و (اروتی) واز وتر) (اردو) (۱) درانتی۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ہنسیا۔ گھاس کاٹنے کا قوس نما اوزار۔ (۲) نجاری کا سامان۔ بڑھئی

(۱۵۵۰) **اسباب درہم کردن** استعمال بمعنی پریشان کردن سامان است و اصل این اسباب چیزی درہم کردن باشد ہمچو اسباب طرب و اسباب شکیب وغیرہ (ظہوری ؎) کردہ ام خوش درہم اسباب شکیب و طاقتی ؎ می کنم بی تابی و خوش سر بسامان می کنم ؎ (اردو) اسباب پریشان کرنا۔ بگاڑنا۔ سامان درہم برہم کرنا۔

(۱۵۵۱) **اسباب درہم کشیدن** استعمال آراستہ و درست کردن سامان باشد (ظہوری ؎) چہ سرگرمی کہ اسباب دکانداری کشی درہم ؎ نخواستہ در جگر کش آتش کالای دکان شو ؎ (اردو) اسباب و سامان درست کرنا۔ قرینہ سے رکھنا۔

(۱۵۵۲) **(الف) اسباب دلبری** (الف) بمعنی سامان دلبری۔ یعنی ناز

(ب) اسباب دنیا

واندازوعشوه وکرشمه وغیره که خاصهٔ معشوقان
است (عرفی ﴿ے) اسباب دلبری همه جنبش
به فتنه داد ؛ در عهد حسن او که بسامان فتنه است؛
صاحب انند ذکر (ب) کرده از معنی ساکت
مؤلف گوید که (ب) بمعنی حقیقی سامان دنیاست
(حافظ شیراز ﴿ے) جمشید جز حکایت جام از جهان
نبرد ؛ زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی ؛ چنین
پیدا که از سند بالا استعمال ------

(ج) اسبابِ دنیوی | پیدا است که لفظ عدد
فارسی - بزیادت یای نسبت در آخر کنایه باشد
از شان وتزک و دولت که منسوب به سامان
دنیاست (اردو) (الف) دلبری کا ساز
وسامان - مذکر - یعنی عشوه وکرشمه - ناز وادا
وغیره (ب وج) دنیوی ساز وسامان - مذکر
یعنی دولت - احتشام - شان وتزک وغیره

اسباب دیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده از معنی ساکت واز شانی مشهدی
سندی آورده (﴿ے) بحسرت هر دم آن
خال وخط وزلف وذقن بینم ؛ بچشم آرزو اسباب
مرگ خویشتن بینم ؛ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی
مشاهده کردن سامان چیزی است (اردو)
ساز وسامان کا دیکھنا - مشاهده کرنا -

اسباب ساختن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت واز یحیی
لاهجی سند آورده (﴿ے) برای وصل او هر دم
اگر صد حیله انگیزم ؛ فلک یک یک برای دوریم
اسباب می سازد ؛ مؤلف گوید که بمعنی سامان
کردن وتهیه کردن وانتظام کردن باشد (اردو)
سامان کرنا - بقول آصفیه کسی چیز کی درستی کا
انتظام کرنا - تیاری کرنا -

اسباب سفر بستن | استعمال - همان است
که بر اسباب بستن بحث این گذشت وسندش
هم در آنجا مذکور وسندی دیگر از کلام ظهوری
هم بدست آمده (﴿ے) صبر می جوشد و

اسباب سفر بستن ؛ پختگی کرد وداع آرزو
تمام مرا ؛ (اردو) سفر کی تیاری کرنا۔
سامان سفر کرنا۔

اسباب سوختن استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شفائی
اصفہانی سند آوردہ (ے) آزادگان غلام
و رخانہ توانند ؛ اسباب عقل سوختہ دیوانہ
توانند ؛ مؤلف گوید کہ اگرچہ معنی لفظی این سوختن
سامان است ولیکن از سند پیش کردہ اش
(اسباب عقل سوختن) کنایہ باشد از بےعقل
شدن از قبیل دست از عقل شستن (اردو)
ساز و سامان جلا دینا۔ بےعقل ہونا۔

اسباب طرب استعمال۔ بقول صاحب
رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاجار
بمعنی سامان نغمہ و سرود باشد (اردو) سامان
عیش و نشاط (مذکر) صاحب آصفیہ نے
سامان عیش پر لکھا ہے کہ اسم مذکر۔ نشاط
کے لوازمات۔ جیسے ناچ رنگ۔ دہن دولت
وغیرہ۔

اسباب عقل سوختن (مصدر) تمامی
بحث این بر (اسباب سوختن) کردہ ایم۔
(اردو) دیکھو اسباب سوختن۔

(۱۵۵) **اسباب کردن چیزی را** استعمال بمعنی
سامان کردن و انتظام کردن برای آنچیز ظہوری
(ے) لکن گو خواجہ این اسباب کبر و نخوت
خود را ؛ کہ در چشم گدایان حشمت قیصر نمی آید ؛
(اردو) سامان کرنا۔ دیکھو اسباب ساختن

اسباب کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ از معنی ساکت و از دانش مشہدی
سندی آوردہ (ے) توشۂ ما پارۂ دل بار
بار خاطر است ؛ ناتوان موری درین رہ میکشد
اسباب ما ؛ مؤلف گوید کہ بمعنی نقل اسباب
و سامان کردن است (اردو) سامان اٹھانا
ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانا۔

اسباب گذاشتن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از کلام
ابوالفرج رونی سند آورده (ع) که رحیل
که گذاشتم همی اسباب ۂ ز آب دیده همی گشت
گردمن گرداب ۂ مؤلف گوید که بمعنی حقیقی
فروگذاشتن سامان و باخود نگرفتن اسباب
باشد (اردو) سامان ۔ اسباب چھوڑ دینا

اسباب گنجیدن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از کلام
شانی مشهدی سند آورده (ع) اسباب
صنم پرستی ما ۂ در هیچ کلیسا نه گنجد ۂ مؤلف
گوید که بر آخر این باید که (در چیزی) زیاده کنیم
و بمعنی حقیقی است یعنی وسعت و گنجایش
اسباب و سامان داشتن چیزی ۔ همین معنی
ازین مصدر بطریق لازم پیدا می شود (اردو)
اسباب و سامان سمانا ۔

اسباب مفرغی | استعمال - صاحب ناصری
این را بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاجار
(بمعنی از فلزات ساخته شده) گوید و مقصود
جز این نباشد که در قالب ریخته شده مخفی مباد
که (فرغ) بالفتح بقول صاحب اننداللغت
عربی است بمعنی خنور و خنور بقولش لغت
فارسی است بمعنی ظرف و کاسه و کوزه و سبو
و مانند آن مطلقاً و (مفروغ) بقول غیاث
بمعنی ریخته شده پس عجبی نیست که معاصرین
عجم بر آخر (مفروغ) یای تحتانی نسبت
زیاده کرده صفت اسباب قرار داده باشند
و (اسباب مفروغی) سامان در قالب ریخته
شده را گفته باشند و بکثرت استعمال حذف
شد پس باید که رای مهمله را مضموم خوانیم و
حذف واو از وسط کلمه مطابق قاعدهٔ فارسی
است چنانکه (هوشیار) و (هشیار) (اردو)
ڈھلا ہوا سامان ۔ مذکر ۔

اسباب مکانیک | استعمال - صاحب

رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار
نوشتہ گوید کہ آلہ را گویند کہ بوسیلۂ آن چیزی کشند
صاحب بول چال صراحت کند کہ این مفرس
است کہ از (میگ نی ٹک) لغت انگلیسی
زبان ساختہ اند بمعنی آلات جاذبہ و کنایہ
از آلہ کہ ازان آب برکشند (اردو) پانی
کھینچنے کی کل - (انتہی) پمپ (انگریزی)

اسباب نمودن استعمال صاحب
آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از میلی
ہروی سندی آوردہ (ص) تا خجل از
تنگدستی سازدم در بزم خویش ٭ ملیناید غیر
اسبابکہ می سوزد مرا ٭ مؤلف گوید کہ
بمعنی حقیقی است یعنی نشان دادن و بنظر
آوردن سامان - (اردو) سامان دکھلانا

اسباب نوردمانند استعمال صاحب
رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ چیزی است سطبر و
مدوّر و طویل و رآلہا کہ آنرا در اردو بیلن
خوانند کہ از گردش و دورش - دیگر اجزای
آلہ کار کند و بعربی محور گویند و این مرکب است
از (اسباب) و (نورد) و (مانند) معاصرین
عجم مطلق آلہ را اسباب گفتہ اند کہ بجایش گذشت و از نورد
مخفف نوردیدہ اسم مفعول (نوردیدن) و (مانند)
بمعنی مثل پس (نورد مانند) چیزی است کہ
مشابہ باشد بہ چیز نوردیدہ شدہ ہمچو جانماز
یا بوریای نوردیدہ کنایہ از ہمان محور کہ ذکرش
بالا گذشت و آن فی الحقیقت مشابہ بوریای
نوردیدہ باشد - پس ترکیب اضافی (نورد
مانندِ اسباب) محور آلہ باشد و قلب اضافت آن (اسباب
نوردمانند) دیگر ہیچ (اردو) بیلن بقول آصفیہ
(ہندی) اسم مذکر محور ہماری راے مین آپنے اسکی
تعریف دلخواہ نہین کی ہے ہم کہتے ہین کہ وہ لوہے یا لکڑی
یا اور کسی دہات کا گول اور طولانی اوزار جو کل
کے درمیان ہوتا ہے جس کی مدد سے کل کے

اجزا گھومتے ہین جیسے چھاپے کی کل کا بیلن

اساب نہادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از کلام نظیری نیشاپوری سند آوردہ (ع) اساب رزم و زرم برابر نہادہ * مؤلف گوید کہ

بخیال ما ازین سند (اساب برابر نہادن) پیدا می شود کہ بجای خودش نوشتہ ایم بمعنی مساوی داشتن سامان و مجرد اساب نہادن بمعنی قائم کردن و داشتن سامان بمعنی حقیقی باشد (اردو) سامان مساوی کرنا۔ اساب کرنا

اسانبر | بقول صاحب برہان و ہفت و انند با بای بالف کشیدہ و بنون زدہ و ضم بای دیگر و سکون رای قرشت نام شہریست کہ انوشیروان بنا کردہ و طاق کسری دران بود۔ با بای فارسی ہم آمدہ۔ جامع این را (اسفانبر) و (اسفابر) نوشتہ بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (انبر) اسپ بمعنی فرس گذشت و انبر بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و ضم بای عربی آلتی باشد از آہن کہ زرگران و مس گران طلا و مس تفتہ را بدان گیرند و بعربی کلوب خوانند پس (اسپ انبر) قلب اضافت (انبر اسپ) باشد بمعنی آلہ کہ اسپ را می گیرد و شہری را بدین نام نامزد کردند کہ در کمال وسعت آبادی باشد و این انتہای مبالغہ در وسعت آن شہر است کہ اسپ بقبضہ اش چنان بود کہ طلا در انبر تا بہ مردم پیادہ چہ رسد یعنی اسپ با وجود گرم سیری نمی توانست کہ سیر آبادیش کند و نمی توانست کہ از معمورہ اش بیرون رود و از کثرت استعمال ہم بر زبان و ہم در رسم الخط بای اول بالف دوم پیوستہ (اسانبر) علم قرار یافت و در (اسفانبر) بای عربی بقاعدہ تبدیل با فا بدل شد چنانکہ (زبان) و (زفان) و در (اسفابر) نون بکثرت استعمال حذف شد۔ صاحب

سهروری ذکر این گروه فرماید که در اصل اسفابور و اسفابنر نیز گویند۔ مؤلف عرض کند
که اندرین صورت اسفار بلغت عرب باشد بقول منتخب بالکسر بمعنی روشن شدن و بقول
صاحب منتهی الارب روشن شدن صبح و نور۔ بقول منتخب بالضّم فاسد گشته پس۔
(اسفاربور) بمعنی فساد در روشنی صبح پیدا شده) باشد و نام شهری که بلندی عمارتش
روشنی صبح را زائل کند و ظاهر نکند۔ اندرین صورت فا بقاعدۂ تبدیل فرس به بای عربی
بدل شد همچو (زفان) و (زبان) و رای مهمله به نون چنانکه (تار) و (تان) و واو بکثرت
استعمال حذف شد چون (هوشیار) و (هشیار) پس (اسفاربور) (اسابنر) شد و در (اسفابنر)
صرف تبدیل رای مهمله بانون و حذف واو واقع شد و در (اسفابر) که مخفف (اسفاربور)
باشد حذف رای اوّل و واو هر دو۔ والله اعلم بالصّواب (اردو) اسابنر ایک شہر
کا نام ہے جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور طاق کسری اسی شہر مین تھا۔ مذکر۔

اسپاه | بقول برهان و هفت بکسر اوّل و سکون ثانی و بای بالف کشیده و به های زده
(۱) لشکر۔ انبوه سپاه باشد و (۲) سگ را نیز گویند که به تازی کلب خوانند و حالا به تخفیف
(اسپه) مشهور است و بای فارسی نیز۔ خان آرزو در سراج بر (اسپاه و اسپه) گوید که لشکر
و سگ و سپاه و سپه مخفف آن و ازین ماخوذ است (اسپاهان) که همیشه موضع اقامت
سپاه ایران بوده و دران سگ نیز بسیار بود۔ پس بدو جهت منسوب باشد زیرا که الف و نون
در اسپاهان برای نسبت است چنانکه صاحب تاریخ اصفهانی گفته مؤلف گوید که
نتیجه این همه تحقیق آنست که اصل این (سپاه) بود به بای فارسی بمعنی اوّل و معنی دوم

مجاز آن بوجهی که خان آرزو ذکرش کرد۔ بای فارسی با عربی بدل شد چنانکه (تپ) و (تب) و (اسپ) و (اسب) والف وصلی در اولش آورده (اسباه) کردند و (اسپاه) به بای فارسی هم همین معنی می آید پس (سپاه و سپه) را مخفف (اسپاه) نتوان گفت چنانکه خان آرزو نوشته و صراحت (اسپاهان) بجایش کنیم (اردو) (۱) سپاه۔ بقول صاحب آصفیه (فارسی) اسم مؤنث۔ فوج۔ لشکر۔ (۲) کتا۔ بقول آصفیه (ہندی) اسم مذکر کلب۔ سگ۔ ایک مشہور جانور کا نام جو ساتون کو بھونکتا اور آدمیون کا کمال رفیق ہوتا ہے۔

اسبغول صاحب ناصری در آغاز کتاب ذیل آرایش سوم فرماید که این نباتیست شبیه به گوش اسپ چه غول بمعنی گوش آمده و انرا بپارسی اسپرزه نیز گویند و بعربی بذر قطونا و آنرا شعرا در شعر به (شپش) تشبیه داده اند و آنرا (اسبغول جانور) خوانند و جانور بمعنی جان دار۔ صاحب سروری ذکر این کرده ۰ وجه تسمیه مبنیّه صاحب ناصری هم آورده بر معنی بذر قطونا قائم۔ صاحب برهان این را به بای فارسی و بکسر اول و فتح ثالث آورده بذکر وجه تسمیه بالا فرماید که چون برگ آن بگوش اسپ شبیه است بنابرین اسپغول خوانند و گوید که بعضی به شپش تشبیه کرده اند و بفتح اول هم درست است خان آرزو و سراج به بای فارسی نوشته نسبت وجه تسمیه گوید که اصح انست که خود شبیه بگوش اسپ است نیز فرماید که برین تقدیر باید که بفتح اول خوانیم صاحب رشیدی فرماید که اسپغول۔ و اسپیوش و اسفیوش و سپیوش و سفیوش همه مرادف یکدیگر است بمعنی گیاه معروف

بشباہت گوش اسپ و غول گوش باشد۔ مؤلف گوید کہ نسبت مرادفات این بجای
خودش بحث کنیم درینجا ہمین قدر۔ قابل غرض است کہ تخم معروف است نہ گیاہ معروف
صاحبان ہفت و(دری و پہلوی) و شمس و انند دجامع ، مؤید ہم ذکراین بہ بای فارسی
کردہ اند بخیال ما بای فارسی و عربی چیزی نیست۔ فارسیان بایکدیگر تبدیلش کنند چنانکہ
بر (اسب) ذکرش کردہ ایم و در وجہ تسمیہ این نہ بالا ندکور شد اتفاق محققین فرس است
و ما ہم اتفاق داریم و نسبت فتح الف مارا با خیال خان آرزو اتفاق است و وجہی
نیست کہ آنرا مکسور گیریم و معاصرین عجم نیز بالفتح خوانند۔ صاحب محیط فرماید کہ اسم فارسی
است و بفارسی قدیم (اسپیوس) و (اسفیوس) و (اسفیدش) می نامند و در اصفہان باسم
(اسپرزہ) و در شیراز بنام (بنگو) و (شکم دریدہ) معروف و بعربی (بذر قطونا) و برومی یا یونانی
یا سریانی (اشبولیون) و بیونانی (قسلیون) و بسریانی (قاطو) و بترکی (قارنی باروق)
و بہندی (اسپغول و ایسگول) و (کسقیلا) گویند۔ نبات آن در زمین مزروعہ می روید
بقول شیخ سرد و تر در دوم و گویند سرد در سوم و مائل برطوبت اندک۔ گویند کہ کوفتہ آن
در حرارت شدید تر و آن از تحلیل ظاہر خالی نیست ضماد آن منضج و منفجر اورام و منافع بسیار
دارد (اردو) اسبغول۔ بقول امیر فارسی (مذکر) بزرقطونا۔ ایک قسم کا لعاب دار تخم جو پیچش
اور بعض اور امراض کے لئے مفید ہوتا ہے اس کا مزاج سرد و تر ہے۔ گٹا اور بھوسی
نکالا ہوا اسم ہے۔ سلم پھانکا جاتا ہے یا لعاب استعمال کرتے ہیں (سودا ؒ) صاحب
پیچش کو تبلا یا کتول نہ واسطے ہیضے کے لکھا اسبغول ؛

اسبغول جانور (اصطلاح) صاحب
ناصری در آرایش سوم آغاز کتاب بر
(اسبغول) وخان آرزو در سراج وصاحب
رشیدی بر لفظ (اسپغول) ذکر این کرده اند-
کنایه باشد از شلپش که بقول برهان جانوریست
معروف که در سر پیدا می شود محققین بالا گویند
که جانور درینجا بمعنی جانداراست وبدین وجه
که شپش مشابه باشد به اسبغول- آن را
اسبغول جاندار گفتند (بهرامی سرخسی ؎
بهیچ گاه نیارم بنجانه کرد مقام؛ چراکه خانه پراز
اسبغول جانوراست؛ صاحب جهانگیری
همین شعر را به سند (اسپخول) آورده ودر
مصرع ثانی (اسبغول بغین معجمه) را (اسپخول
به خای معجمه) نقل کرده- اهل تحقیق بر لفظ اسبغول
و (اسپغول) براو اعتراض کرده اند وخود صاحب
جهانگیری بر (اسپخول) فرماید که آنچه (هندوشاه
و (حافظ اوبهی) این شعر را سند (اسبغول) بمعنی
بذر قطونا آورده اند ظاهراً بمعنی نرسیده اند
(الخ) وصاحب ناصری بر لغت (اسبغول)
جوابش داده مؤلف گوید که اعتراض
جهانگیری بر (هندوشاه) و (حافظ اوبهی)
بسیار درست است که در شعر بهرامی اسبغول
بمعنی بذر قطونا نیست و آنرا سند بذر قطونا
آوردن درست نباشد بلکه شعر مذکور متعلق
از (اسبغول جانور) است که کنایه از شپش
باشد ولیکن ادّعای جهانگیری هم درست نباشد
که درین شعر اسپخول را به خای معجمه نوشته بمعنی
(رفکندگی مرغان) گرفته است- اهل تحقیق را
درین معنی کلام است وما بجای خودش بر
لفظ (اسپخول) تصفیه آن کنیم چون این شعر را
در نسخ متعدده دیدیم- در مصرع ثانیش
(اسبغول به غین معجمه) یافتم نه به خای منقوطه
ازینجاست که ما این را سند (اسبغول جانور)
قرار دادیم (اردو) جون- بقول آصفیه

(ہندی) اسم مؤنث شپش - وہ کیڑے جو بالوں | یا کپڑوں میں عفونت جسم یا میل کی سبب سے پڑجاتی ہیں -

اسبور | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل وضم ثالث لغت فارسی است بمعنی احمق - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بہ بای عربی نکرد و ماصراحت این بر (اسپور) بہ بای فارسی کنیم کہ می آید (اردو) دیکھو - اسپور -

اسبونتن | بقول برہان با تای قرشت بروزن پہلوشکن بلغت ژند و پاژند بمعنی (۱) دیدن و مشاہدہ کردن و (۲) بمعنی دوانیدن - صاحب ناصری بحوالہ برہان بر معنی اوّل قانع - صاحبان ہفت و انند این را بہ بای فارسی آوردہ اند و صاحبان موارد و جہانگیری ہمین لغت را بہ تای فوقانی (استونتن) ہم بمعنی اوّل نوشتہ اند و صاحب موارد بہ بای فارسی ہم ذکر کردہ مؤلف گوید کہ (اسب و اسپ) ببای عربی و فارسی ہر دو یکیست و (ون) بقول برہان بفتح اوّل بمعنی شبہ و نظیر و مانند آمدہ و (تن) علامت مصدر - پس (اسپ و ن تن) بمعنی حقیقی مانندگی اسپ وجا دارد کہ بمعنی دوانیدن گیرند بہ تصرف حرکات و بدین وجہ کہ (است - بہ تای فوقانی) مخفف استر است - (استونتن) بہ معنی (مانندگی استر) من وجہ باد وانیدن تعلّق دارد و بقول برہان (است) بہ تای فوقانی بمعنی اسپ ہم آمدہ - ولیکن برای معنی اوّل ہیچ بفہم ما نمی آید و تبدیل بای عربی و فارسی با تای فوقانی ہم خلاف قیاس است و چارہ نیست بجز اینکہ برای معنی اوّل اسبون و اسپون و استون را بلغت ژند و پاژند بمعنی مشاہدہ - اسم جامد گیریم - حیف است کہ ذخیرہ موجودہ بتحقیق این کفایت نکرد (اردو) (۱) دیکھنا (۲) دوڑانا -

اسبه بقول صاحبان برهان وهفت و جامع و آنند بکسر اول و سکون ثانی و فتح بای ابجد و ظهور های هوز ـ مخفف (اسباه) است که گذشت ـ و فرمایند که با بای فارسی هم گفته اند ـ **مؤلف** عرض کند که ما همه آنجا بحثی کامل کرده ایم (اردو) دیکھو اسباه ـ

اسبیل بقول صاحب سروری بحواله تحفه بعد از سین بای موحده بوزن (مندیل) دزد اسپ را گویند که بغیر از اسپ دزدیدن کار دیگر نکند ـ صاحبان برهان و رشیدی و هفت و جامع و ناصری و آنند ذکر این به بای فارسی کرده اند و ما بر لفظ (اسپ) صراحت کرده ایم که به بای عربی و فارسی هر دو آمده ـ خان آرزو در سراج فرماید که ظاهر اصل (اسپ بیر) بود مرکب از (اسپ) و (بیر) ببیر بمعنی یاد و حفظ و چون او غیر از اسپ چیزی نه دزد داو را بدین ـ موسوم کردند که گویا یاد اسپ دارد و چیز دیگر بخاطر نمی گذرد و بعد از آن یک با بسبب اجتماع دو با محذوف شده و را به لام تبدیل یافته (انتهی) **مؤلف** گوید که اگرچه بقاعدهٔ فارسی تبدیل رای مهمله به لام درست است چنانکه (چنار) و (چنال) ولیکن خیال ما نیست که اصل این (یل اسپ) است ـ مرکب اضافی از لفظ (اسپ) و (یل) اسپ بمعنی اوست و یل بقول برهان بمعنی شجاع و پهلوان و دلاور و آویختهٔ چیزی ـ پس معنی لفظی (یل اسپ) پهلوان اسپ یا آویختهٔ اسپ و موسوم کردند به کسی که به دزدی اسپ مخصوص است و شک نیست که اسپ را دزدیدن خیلی دلاوری و پهلوانی است پس قلب اضافت این (اسپیل) شد یا اینکه اصل این (اسپ ایل) باشد ـ ایل بقول برهان بکسر اول بزبان ترکی بمعنی دوست و رام باشد پس (اسپ ایل) اسم فاعل ترکیبی بمعنی دوست دارندهٔ

اسپ و رام کننده اسپ باشد کنایه از (آسپ
وزد - الف دوم از کثرت استعمال حذف
شد چنانکه (ازاین) را بحذف الف دوم
(ازین) کردند وجادارد که اصل این (اسپ
بر) گیریم بفتح بای عربی بمعنی برندهٔ اسپ
اسم فاعل ترکیبی - کنایه از اسپ دزد که
اسپ رامی برد - رای مهمله آخر بقاعدهٔ
فارسی که بالا گذشت به لام بدل شد اسپ بل
شد و از اجتماع دو با - یکی را حذف کردند
(اسل) ماند و میان با و لام یای تحتانی
آوردند برای سهولت تلفظ چنانکه (شبخون)
و (شبیخون) والله اعلم بحقیقة الحال - بنیاد این
عبارت بر قیاس است وبس (اردو) گھوڑ چکا
چور - مذکر - وہ شخص جو گھوڑے چرایا کرتا ہے

اسپ | همان اسب است که بای عربی
بجایش مذکور شد و کیفیت تبدیل بای عربی
به فارسی و صراحت ماخذ همه آنجا کرده ایم
(اردو) دیکھو (اسب)

(الف) **اسپ آتش فعل** | (اصطلاح) بقول
صاحب هفت قلزم اسپ تیز گام و تیز رو
را گویند - اگرچه دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند و فارسیان
آتش پای و آتش مزاج را بصفت اسپ
آورده اند چنانکه بر لفظ (اسب) گذشت پس آتش
فعل هم صفت اسپ تواند شد که تیزی و تندی
او مقتضی آنست - فارسیان مجرد (آتش فعل)
هم اسپ جلد و تند و تیز رو را گفته اند چنانکه در
ممدوده گذشت - صاحب آنند این را -

(ب) **اسپ آتش نعل** | به نون - نوشته
و صاحب مؤید هم - و در ممدوده مجرد (آتش نعل)
هم بمعنی اسپ تندرو گذشت پس عیبی نباشد
اگر آتش نعل را با لفظ اسپ بصفت او استعمال
کنند که در تیزروی - آتش از نعلش می جهد (اردو)
الف و ب تیز رو گھوڑا (مذکر)

اسپ اصطرلاب اصطلاح - بقول
صاحب بحر عجم چیزی است که بشکل حیوانی ساخته
بر اصطرلاب نصب کنند - خان آرزو در
چراغ ذکر این کرده و از اشرف سند آورده
که به هجو اسپ گفته است (ے) بگسلد از
یکدگر در دم چو تار عنکبوت ؛ گر کنی چون اسپ
اصطرلابش از آهن جدا ؛ صاحبان انندو
بهار عجم اسطرلاب را به سین مهمله نوشته اند و
در سند اشرف هم به سین نقلش کرده اند تحقیق
کاملش بر (اصطرلاب) کنیم (اردو) اصطرلاب
کا گھوڑا - مذکر - وہ حیوانی شکل جو اصطرلاب
پر نصب کی جاتی ہے -

(الف) **اسپ افگن** (اصطلاح) بقول
صاحبان برهان و بحر و جامع و هفت و جهانگیر
مردم دلاور و بهادر و دلیر و شجاع را گویند
که تنها و یکه بر فوج غنیم اسپ اندازد یعنی بتازد
صاحبان ناصری و سروری از فردوسی سند
آورده اند (ے) بر آشفت آن پور اسفندیار
جوانی بد اسپ افگن و نامدار ؛ و بهار از وله
هروی (ے) اسپ افگن میدان دلیری
بدلیری ؛ درهم شکن جوشن فولاد بفولاد ؛
مؤلف گوید که اسم فاعل ترکیبی است از
مصدر - - - - - - - -

(ب) **اسپ افگندن** که دو معنی دارد
(۱) سوار بر اسپ خود را بمیدان افگندن و
(۲) به زور بازو اسپ را بر زمین افگندن
(امیر خسرو ے) - تو دران بقعه بکن پیل بند
اسپ بخواهم من ازین سو فگند ؛ سندی
که بر الف گذشت معنی دوم (ب) را هم
بکار خورد - بهار ذکر (ب) کرده از معنی ساکت
صاحبان برهان و ناصری (الف) را بباے
عربی آورده اند و دیگر محققین آنرا به باے
فارسی - ما بر لفظ اسپ بیان کرده ایم که
(اسب و اسپ بباے عربی و فارسی) هر دو

صحیح است و ہم را آنجا ذکر ما خدشہ ہم کردہ ایم
آنچہ محققین اوّل الذکر در معنی الف بہ تعریف
شجاع و دلیر (تنہا و یکہ بر فوج غنیم اسپ
انداختن) را نوشتہ اند بخیال ما درست نیست
بلکہ (الف) ہم شل (ب) دو معنی دارد (۱)
بمعنی اسپ افگندہ در میدان و غیر ذلک
یعنی سوار بر اسپ خود را بمیدان افگنندہ
(۲) بزور بازو اسپ را بر زمین افگنندہ
و از ہمین معنی کنایہ باشد از مرد شجاع و دلیر و
این کنایہ را من وجہٍ بامعنی اوّل ہم متعلق توان
کرد (اردو) (الف) (۱) گھوڑا ڈالنے والا
(۲) دلیر۔ شجیع (ب) (۱) گھوڑا ڈالنا بقول
صاحب آصفیہ کسی رخ پر گھوڑے کو دوڑانا
گھوڑا سرپٹ کرنا۔ کسی کے پیچھے گھوڑا لپکانا
گھوڑے سے تعاقب کرنا (۲) گھوڑے کو
گرا دینا۔

(الف) اسپاناخ | بقول صاحب رشیدی
مرادف (اسپناخ) و (اسپانج) د معرب آن
اسفاناخ بمعنی ترۂ معروف و صاحب برہان
(ب) اسپانج | فرماید کہ بابای فارسی بالف
کشیدہ و فتح نون و سکون جیم مرادف اسفناج
و آن سبزی است کہ در آش کنند۔ صاحب
ناصری ذکر ہر دو کردہ فرماید کہ ترہ ایست کہ
در آش کنند و ازان بورانی سازند۔ مولوی
معنوی (ب) ۵) اسپانج خوشیم خوان
تا ترش شود شیرین ٭ با ہر دو شدم پختہ تا با تو
بپیوستم ٭ صاحب سروری بذکر (ب) فرماید
کہ بانمای معجمہ اصح است اگرچہ باجیم شہرت
دارد۔ صاحب جامع ہم ذکر (ب) کردہ گوید
کہ اسفناج معروف است خان آرزو در سراج
بر ذکر (ب) قانع و گوید کہ ببای پارسی بالف
کشیدہ و فتح و نون و سکون جیم بمعنی اسفناخ کہ
سبزی معروف باشد صاحب انند بذکر الف
فرماید کہ اسفناخ معرب آنست و آنرا۔۔

(ج) اسپانخ نیز گویند ونسبت (ب)
نوشته که مرادف (الف) است صاحب محیط
برد(اسفاناخ) گوید که این را برومی (اریقیا) و
بفرنگی (اسپس) وبفارسی (اسفناج) و
(اسپناج) و (اسپانک) وبهندی (پالک)
گویند بقلهٔ مشهور است - سرد وتر در آخر اوّل
وگویند معتدل در گرمی وسردی وتری وبرای
ابدان یابس وصاحبان وسواس وصداع
را غذای نیک ونافع ومنافع بسیار دارد - صاحب
سوا السبیل آورده که اسم یونانی این (سپنا
گیا) است مؤلف عرض کند که فارسیان
ازهمین اسم یونانی (اسپانک) ساخته باشند
بزیادت الف وصلی در اوّل وتبدیل کاف
فارسی بعربی وحذف یا والف آخر وتقدیم
الف بر نون واین قسم تصرف خلاف قیاس
در لغات السنهٔ غیر یافته می شود در تفریس -
پس اصل این در فارسی (اسپانک بکاف
عربی) باشد - حیف است که لغات فرس
ازین ساکت اند ومجرد وصاحب محیط ذکر
(اسپانک - لغت فارسی) کرده) باقی حال
مبدل همین (اسپانک) (اسپانخ) است
به تبدیل کاف عربی بجای معجمه بحسب قاعدهٔ
فرس همچون (تلک) و (تلخ) وبه تبدیل
خای معجمه به جیم عربی (اسپانج) کرده که صاحب
قوانین دستگیری ذکر این قسم تبدیل خای
معجمه به جیم عربی کرده است وهم در آنجا
فرموده که بهمین قاعده (اسفاناخ) را
(اسفاناج) کردند وبای فارسی به فا هم بدل
شود - چنانکه (پیل) و (فیل) وهم ازین
قبیل است تبدیل بای فارسی به فا در
(اسفاناخ) و (اسفاناج) و (اسفناخ)
و (اسفناج) وزیادت الف سوم در
(اسپاناخ) هم بقاعدهٔ فارسی درست است
چنانکه (میرد) و (میراد) و (مهار) و (ماهار)

پس تحقیق شد که (اسپاناخ) جمیع مرادفات
آن که بالا مذکور شد مفرّس است و ماخوذ از
لغت یونانی (اردو) الف - ب - ج
دیکھو اخیروس -

(الف) اسپ انداختن | (مصدر اصطلاحی)

(ب) اسپ اندازی | (الف) مرادف

هر دو معنی اسپ افگندن باشد که گذشت
و (ب) حاصل بالمصدر (الف) صاحب
رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاه قاجار
ذکر (ب) کرده است و صاحب بول چال
هم (اردو) (الف) دیکھو اسپ افگندن
(ب) اسی کا حاصل بالمصدر - گھوڑا دوڑانا
مصدر کے وزن پر آتا ہے -

(الف) اسپ انگیختن | (اصطلاح) -

(ب) اسپ انگیز | (ب) بقول

برہان و هفت که به بای عربی آورده (۱) مهمیز
را گویند و آن آهنی باشد سر تیز که بر پاشنهٔ
کفش و موزه نصب کنند و (۲) اسپ انگیزانندہ
را نیز گویند که سوار باشد و (۳) امر باین معنی
هم هست یعنی اسپ را برانگیز و جهان - صاحب
ناصری ببای عربی بمعنی اوّل قانع و همچنین
خان آرزو در سراج به بای فارسی و صاحب
بحر ببای فارسی معنی اوّل و دوّم را آورده
و صاحب سروری به بای فارسی ذکر هر سه
معنی (ب) کرده مؤلف عرض کند که بای
عربی و فارسی هر دو درین لغت یکی است
که صراحت آن بر لفظ (اسب) کرده ایم
(الف) اصل است بمعنی برانگیختن و هوشیار
کردن اسپ باشارهٔ مهمیز یا مجرّد پاشنه یا چیز
دیگر و (ب) امر حاضر و اسم فاعل ترکیبی الف
و معنی اوّلش کنایه باشد بمعنی فاعلی (اردو)
(الف) ایڑ کرنا - بقول امیر گھوڑے کو تیز کرنے
کے لئے ایڑی مارنا - گھوڑے کو ٹھکرانا بقول
صاحب آصفیہ مہمیز کرنا بھی انہیں معنوں میں

مستعمل ہے (ب) (۱) مہمیز۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی اسم مؤنث) وہ آہنی میخ جو سواروں کی ایڑی پر لگی ہوتی ہے۔	(۲) ایڑ کرنے۔ ایڑ ہمیز کرنے والا (الف) کا اسم فاعل (۳) ایڑ کر۔ ہمیز کر (الف) کا امر حاضر۔

اسپانیول بقول صاحب رہنما و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی اسپین است و اسپین بقول امیر لغت انگلیسی ملک ہسپانیہ و اندلس را گویند کہ در جنوب فرانس واقع است و بتحقیق ما استعمال این بکسر نون و ضم یای تحتانی و سکون واو و لام است و این مفرّس باشد بر خلاف قیاس (اردو) اسپین بقول امیر (انگریزی) ملک ہسپانیہ۔ اندلس۔ جو فرانس کے دکن مین واقع ہے۔ مذکر۔

اسپاہ بکسر اول ہمان (اسباہ) است کہ بہ بای عربی گذشت مابحث کامل ہمدرانجا کردہ ایم۔ صاحبان رشیدی و پہلوی و شرفنامہ و سروری و شمس و مؤید ذکر این کردہ اند (اردو) دیکھو اسباہ۔	زیادہ کردہ اسپاہان نام شہری نہادند۔ و آن شہر ہمیشہ موضع اقامت سپاہ ایران بود و در آن سگ نیز بسیار می بود چنانچہ مؤلف تاریخ اصفہان علی بن حمزہ) ذکر این کردہ (انتہی) خان آرزو ہم این را نوشتہ
اسپاہان بقول صاحب رشیدی نام شہری کہ اصفہانش بصاد مہملہ نامند و این مرکب است از (اسپاہ) کہ بمعنی لشکر و سگ گذشت والف و نون نسبت را در آخرش	(اردو) اصفہان۔ بقول امیر ملک فارس کے وسط مین ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دار الخلافہ بھی تھا۔ یہان کی تلوار اور سرمہ مشہور ہے۔

اسپ الخی استعمال - صاحب رہنما بحوالۂ
سفرنامۂ ناصرالدین شاه قاچار - ذکر این کرده
فرماید که بچۀ خانه زاد اسپ را گویند - صاحب
غیاث بر (الخ) نوشته که بکسر اول و یای تحتانی مع الخط
غیر ملفوظ و سکون لام و خای معجمه بمعنی گله اسپان
لغت ترکی است و از بعض ترکان (الخی)
بزیادت یای تحتانی در آخر هم مسموع (انتهی)
و صاحب لغات ترکی (الیقی) به قاف را
بمعنی گلۀ اسپان نوشته فرماید که بغین معجمه هم آمده
ادر لغات ترکی به خای معجمه نیافتیم - بخیال
ما فارسیان (الیغی) را به تبدیل غین معجمه به خای
معجمه (الخی) کردند چنانکه (چرغ) و (چرخ)
و جا دارد که (الیقی) به قاف را هم به تبدیل
قاف بخای معجمه (الخی) کرده باشند چنانکه
(یقماق) و (یخماخ) باقی حال - معنی لفظی این
(اسپ گلۀ اسپان) است و کنایه باشد از
بچۀ اسپ خانه زاد (اردو) خانه زاد بچیرا - مذکر

اسپ باروت اصطلاح - بقول بہار
صورت اسپ می سازند که آتش بازان
با آتش در حرکت آرند - صاحب انند فرماید که
اسپ کاغذی است که با آتش در حرکت
آید (اردو) باروت کا گھوڑا - آتشبازی
کا گھوڑا - مذکر -

اسپ بجل اصطلاح - بہار ذکر این کرده
از معنی ساکت و صاحب انند مثله و ہر دو
از سعید اشرف سند آورده اند (ـه) بیخودم
در پی آن شوخ دغل ؛ توسن عمر من است
اسپ بجل ؛ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
و در نسخۀ قدیم بہار عجم این را به حای حطی قائم
کرده است و در مصرع دوم سند ہم بجای
حطی نوشته خان آرزو در سراج (بجل) بروزن
کچل به جیم فارسی آورده فرماید که شخصی که بیہوده
لباس را ضائع کند و چرکین سازد و صاحب
برہان ہم این را نوشته - پس عجبی نیست که

فارسیان این صفت اسپی قرار دادہ باشند کہ
پیوستہ بہ بی اختیاری چرکین سازد و این مرضی ست
از امراض اسپان. و بلحاظ معنی مصرع اول سند
تشبیہی است برای بی خودی کہ توسن عمر خود
(اسپ بچل) قرار دادہ یعنی اسپی کہ دائما چرکین
بہ بے اختیاری کند (اردو) وہ گھوڑا جو
ہمیشہ بے اختیار لید کرے یہ حالت ایک
خاص مرض مین پیدا ہوتی ہے۔

اسپ بدویدن آخور یاد می کند | امثل
صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ
فارسیان چون کسی را مشغول در محنتی بینند گویند"
آغا امروز نان بسیری بخور کہ اسپ بدویدن
آخور یاد می کند" مقصود اینست کہ محنت کشندہ
غذا را زود ہضم کند و اشتہای غذا آغاز شود
قبل از وقت (اردو) دکن مین کہتے ہین۔
محنت مین غذا کا لطف آتا ہے ""

اسپ بزیر زین درآوردن | استعمال
بقول بہار کنایہ از تہیئہ سواری کردن (حکیم
زلالی ؎) بزیر زین درآورند بادی ؛ کہ
صد میدان بآتش طرح دادی ؛ صاحب
انند این را با (اسپ در زین کشیدن) آوردہ
مرادفش گوید۔ معنی بالا مؤلف گوید کہ سند
متعلق است از (باد بزیر زین کردن) و باد
درینجا استعارہ باشد از اسپ و این داخل
است در تعمیم (اسپ بزیر زین درآوردن)
(اردو) صاحب آصفیہ نے (زین دھرنا)
(زین کسنا) پر لکھا ہے کہ گھوڑے پر کاٹھی رکھنا
چار جامہ لگانا۔ ہماری رائے مین اس سے
تہیئہ سواری کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہین

(۱۵۱۵ل) **اسپ پی کردن** | مصدر اصطلاحی معنی
پی اسپ بریدن باشد یعنی رگ پاشنہ بریدن
برای منع دویدن و راہ رفتن و کنایہ باشد از
معذور و بی کار کردن اسپ را (انوری ؎

از سعدؒ تو خصم تو پی کرد اسپ ÷ هیچو عجمی
از صد دک چرخ ما در شکست ÷ مخفی مباد که در
مصرع اول بعد لفظ اسپ کلمهٔ را محذوف
گیریم (ا ر د و) گھوڑے کی کوچین کاٹنا۔ صاحب
آصفیہ نے (کوچین کاٹنا) پر لکھا ہے کہ (پی
کردن) کا ترجمہ ہے یعنی ایڑی کے اوپر سے
پاؤن کے پٹھے کاٹ ڈالنا۔

(الف) اسپ تاختن | استعمال۔ صاحبان

(ب) اسپ تاز | برہان و بحر و ہفت

و جامع و سراج ذکر (ب) کرده فرمایند که بابای
فارسی و تای قرشت بروزن دست باز (۱)
معروف که اسپ دوانده باشد و (۲) نام
روز هجدهم است از ماه های ملکی و (۳) زمین
هموار را نیز گفته اند صاحب ناصری و انند
بذکر هر سه معنی بالا نسبت معنی سوم صراحت کند
که زمین صاف و هموار که قابل تاختن اسپ
باشد صاحب جهانگیری و شمس بمعنی دوم

قانع مؤلف عرض کند که (الف) اصل است
بمعنی دواندن اسپ و (ب) اسم فاعل مفعول
ترکیبی یعنی اسپ تازنده و معنی دوم مجاز آن یعنی
روزی که در آن فارسیان اسپ تازند و بیرون
از خانه روند و آن روز هجدهم هر ماه ملکی است
و همچنین معنی سوم هم مجاز باشد یعنی میدانی هموار
که در آن اسپ تازند (ا ر د و) (الف) گھوڑا
دوڑانا (ب) (۱) گھوڑا دوڑانے والا۔
(۲) ہر ماہ ملکی کی اٹھارویں تاریخ (۳) مسطح
اور ہموار میدان جس میں گھوڑے دوڑائین مذکر

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان
طوق زرین همه در گردن خرمی بینیم

(مثل) این شعر خواجه شیراز است که فارسیان
بطور مثل استعمالش کنند۔ صاحب محبوب الامثال
ذکر این کرده از معنی و محل استعمالش ساکت
مؤلف گوید که چون صاحب علم و فضل و
ماہر فن و کمال را از نا مساعدت بخت مبتلای

مصیبت احتیاج ببیند و علی الرغم آن بحیرد آن را بیاوری طالع در خوشحالی فارسیان این مثل را زنند (اردو) تازی مار کہاتے ترکی آش پاسے ؏ صاحب محبوب نے اسکو لکہا ہے اور یہ فارسی مثل کا بعینہ ترجمہ ہے صفات اور خوبیون کے اعتبار سے عربی گھوڑا کل اقسام سے فائق ہے اور صفتون کے ساتھہ اسمین یہ صفت بہی ہے کہ تھوڑے دانے چارے پر تر و تازہ رہتا ہے اور محنت اور وفاداری مین ممتاز - اس کے برخلاف ترکی گھوڑا زیادہ بارکش اور مثل تازی کے خوبیون سے موصوف نہین ہے اوسکی خوبصورتی اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اسکو عمدہ راتب ملے اگر ذرا بہی اسمین کمی ہو تو وہ دبلا ہوکر بدڈول ہو جاتا ہے اس لئے باوجودیکہ اس کا درجہ باعتبار صفات - عربی سے کم ہی اس کے دانے چارے کی فکر ہمیشہ رکھی جاتی ہے اور عربی گھوڑے کو اوسکے صفات کے بدولت دانا چارہ کم نصیب ہوتا ہے - اور اُس سے خدمت زیادہ لی جاتی ہے -

(۱۵۵۵) استعمال (ب)	(الف) اسپِ چوب	
بقول بہار و صاحب	(ب) اسپِ چوبین	

بحر (۱) تابوت و (۲) نی کہ اطفال و بازیگران بر آن سوار شوند صاحب جہانگیری در دستور اوّل خاتمۂ کتاب ذکر این بمعنی اوّل کردہ و صاحبان رشیدی و شمس و ضمیمۂ برہان ہم بمعنی اوّل قانع (عرفی الف ۵) عرفی بر اسپ چوب چو طفلانہ سوار شدہ کی رسی بدوست کہ میدان آتش است ؏ (محمد قلی سلیم ب ۵) بکشتی می شدم ہر سو شتابان ؏ سوار اسپ چوبین ہمچو طفلان ؏ صاحب جہانگیری سند معنی دوم از شاہ نعمت اللہ ولی آوردہ (ب ۵) بندید روان بر اسپ چوبین ؏ جوئید طریق عز و تمکین ؏ جای دگرم

فرد میار یدپدر خاک نجف مرا سپار یدپدو بہ تحقیق
ما (۳) بمعنی بت و تمثال اسپ کہ از چوب سازند
و کنایہ از شخص غیر موزون و احمق و نااہل
برای کاری (واغط قزوینی ۵۳) شہیکہ
بستہ دو صد اسپ بر درش غافل چو کہ سر طویلہ
آنہاست اسپ چوبینش چو مخفی مباد کہ فارسیان
تابوت را کنایتہً اسپ چوبین گفتند بدین وجہ
کہ حامل موتی است و چوبی کہ طفلان بر و سوار
شوند یعنی آنرا درمیان ہر دو پای کردہ سیر کنند
و ادعای سواری اسپ نمایند ہم کنایہ باشد
از اسپ چوبین و در معنی سوم مقصود از اسپ
نقلی است کہ از چوب بصورت اسپ سازند
و بطور عام کنایہ از کسی کہ غیر محل اوست و احمق
کہ از حقائق و فرائض خود بیخبر باشد۔ بخیال ما
این ہر سہ معنی برای الف ہم توان گرفت کہ
بمعنی لفظی۔ (الف) مرادف (ب) باشد۔
(اردو) الف و ب (۱) تابوت۔ بقول
آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ مردہ کا صندوق
جسمین لاش رکھکر لیجاتے ہین۔ جنازہ نعش کے
صاحب آصفیہ نے اس تابوت اور جنازے
کو (کاٹھ کی گھوڑی) بہی کہا ہے (۲) وہ
لکڑی جس کو لڑکے دونون پاؤن کے
بیچ مین قائم کرکے اپنے آپکو گھوڑے پر
سوار خیال کرتے ہین یا لکڑی کا بنایا ہوا
گھوڑا جس پر لڑکون کو دل بہلانے کے لئے
سوار کرتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے (کاٹھ
کا گھوڑا) پر لاٹھی عصا۔ لکڑی کا بنا ہوا
گھوڑا لکھا ہے (۳) کاٹھ کا الو۔ بقول آصفیہ
(ہندی) اسم مذکر محض بے وقوف اور دوسرون
کی عقل پر چلنے والا۔ کندۂ ناتراش۔ دکن
مین ایسے شخص کو جو اپنے مفوضہ کام کا اہل
نہ ہو (کاٹھ کا پتلا) کہتے ہین۔

اسپ چوبین راہ نمی رود (مثل)

صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر ان

از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید
کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود
از بیان بد دیانتی داروغۂ اسپان باشد گویند
کہ از داروغہ کسی سوال کرد کہ آغا این اسپ را
چہ قدر جو در راتبہ می دہی گفت کہ ہیچ کہ اسپ
من جو نمی خورد و راتبہ نمی پسندد۔ سائل گفت
چرا نباشد کہ سیر شکم است از مہمانی۔ مقصودش
آنست کہ اسپان شاہی کہ بقبضہ اختیار داروغہ
باشد۔ اسپ داروغہ را ہموارہ مہمان
خود کنند ازینجاست کہ ضرورت راتبہ ندارد
(اردو) دکن مین کہتے ہین ۔ داروغۂ اصطبل
کا گھوڑا گھانس نہین کھاتا"۔ اسکے دو معنی
ہین ۔ ایک یہ کہ کسی نے داروغہ جی کو اپنے
گھوڑے کے لئے گھانس خرید کرتے ہوے
دیکھا ہی نہین ۔ دوسرے معنی یہ ہین کہ
راتب اس کثرت سے اسکو نصیب ہے
کہ گھانس کی ضرورت ہی نہین پڑتی۔ اس
کہاوت ہے ۔ داروغۂ اصطبل کی بد دیانتی
کا اظہار مقصود ہے ۔ کہتے ہین کہ کسی نے داروغہ
اصطبل سے پوچھا کہ داروغہ صاحب ماشاء اللہ
آپکے گھوڑے کی پیٹھ مین نالی پڑگئی ہے آپنے
فرمایا جی ہان اسلئے کہ وہ گھانس نہین کھاتا

(۱۵۵۱) (الف) اسپ در زیر زین کشیدن | استعمال
(ب) اسپ در زین کشیدن | اب

بقول بہار و انند کنایہ از تہیۂ سواری کردن
مؤلف گوید کہ مرادف (اسپ بزیر زین
در آوردن) کہ گذشت و عیبی نیست اگر بجای آن
مرادف یا مماثل آن استعمال کنند ملا عبداللہ ہاتفی
الف ؎) ازان پس خبیث کشان گزین؛
نگاور کشیدند در زیر زین؛ (خواجہ نظامی ب
؎) کہ رومی چو از زنگیان کین کشید؛ سکندر
کجا رخش در زین کشید؛ (اردو) دیکھو اسپ
بزیر زین در آوردن ۔

(الف) اسپ دوانی | استعمال (ب)

(ب) **اسپ دوانیدن** | مصدر است بمعنی حقیقی و (الف) حاصل بالمصدر آن صاحبان بول چال و بهار عجم و آنند راج الحقه فرهنگ ناصر الدین شاه قاجار ذکر (الف) کرده و زبان اردو ترجمه آن (گهوڑ دوڑ) نوشته اند یعنی تقریبی که در آن اسپها بدوانند و سواری را انعام دهند که بر دیگران سبقت برد - صاحب روزنامه (الف) را بمعنی میدان دوانیدن اسپ آورده بخیال ما تسامح اوست زیرا که از الفاظ (الف) معنی میدان پیدا نمی شود ما با صاحبان بول چال و بهار اتفاق داریم (اردو) (الف) گهوڑ دوڑ (ب) گهوڑا دوڑانا -

اسپ دورکابه بداماد چه بخشی | (مثل) صاحبان خزینة الامثال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان اسپ دورکابه اسپی را گویند که خیلی تیز رو و تند و بدلگام باشد که سوار آن در هر جانبش بر سبیل احتیاط دو رکاب دارد و خودغرضان این قسم متاع عیب دار را بدیگری بخشش کنند و خیال نمی کنند که نقصانی به معطی له برسد - مردی بود خودغرض و اسپی داشت دورکابه میخواست که ازین بلا سبکبار شود و نجات یابد - و به تقریب عروسی دختر خود اسپ را بداماد عطا کرد و خیال نکرد که نقصان جانش نقصان دختر خود است پس این مثل قرار یافت ازین حکایت و فارسیان چون خودغرضی را مرتکب امری می بینند که ازان اندیشه نقصان دیگری باشد این مثل را بحق او زنند (اردو) دکن مین اس شخص کی نسبت جو انتها درجے کا خودغرض ہو کہتے ہین کہ " بدبخت بگڑا ہوا کھاتا فقیرون کو کھلاتا ہے " یعنی اپنی تھوڑی سی نیک نامی کے لئے دوسرے کی جان کی پروا نہین کرتا -

اسپر | بقول برهان وجامع وهفت ورشیدی واننداباباي فارسی بروزن مهتر سپر را گویند وبعربی جنة خوانند مؤلف گوید که الف وصلی در اوّل لفظ سپر زیاده کرده اند وبس (اردو) سپر- بقول آصفیه (فارسی) اسم مؤنث - ڈهال - پهری -

اسپ را بزیر زین در آوردن (مصادر
اسپ را زین کردن اصطلاحی)
اسپ را زین کشیدن هر

مرادف یکدیگر - بقول صاحب بحر عجم تهیهٔ سواری کردن مؤلف گوید که هر سه مرادف (اسپ بزیر زین در آوردن) که گذشت (اردو) دیکهو - اسپ بزیر زین در آوردن -

اسپ را لجام انداختن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رام کردن اسپ وتوسن واز خیرگی باز آوردنش - وارسته وبهار از ابونصر نصیرائی بدخشی سند آورده (س) آه ما رو بفلک کرد که مانع گردد ؛ توسن سرکش ما را که لجام اندازد ؛

مؤلف عرض کند که از سند پیش شده (توسن سرکش را لجام انداختن) پیدا است وعیبی ندارد که این مصدر اصطلاحی مخصوص بلفظ اسپ نباشد بلکه مرادفات اسپ ومماثل آن هم درین داخل باشد ولیکن بخیال ما (۱) مجرّد (اسپ را لجام انداختن) بمعنی تهیهٔ سفر کردن است وتا آنکه با اسپ یا مماثل آن لفظ سرکش زیاده نکنیم معنی بیان کردهٔ محققین بالا درست نمی شود پس (۲) (اسپ سرکش را لجام انداختن) بمعنی رام کردن واز خیرگی باز آوردن اسپ باشد (اردو) (۱) گهوڑے کو لگام چڑهانا - (۲) گهوڑے کو سدهانا - شریر گهوڑے کو درست کرنا -

اسپ راندن | استعمال - بقول بهار

معروف مؤلف گوید کہ بمعنی بر پشت اسپ سوار شدہ سیر کردن باشد واین را خصوصیت با اسپ نیست بلکہ بر مرادفات اسپ و مماثل آن شامل باشد چنانکہ سمند و توسن	راندن وخر راندن وشتر راندن (عرفی ۵) ہان سمند آہستہ ران ای گمرہ ناہوشمند ؎ منحرف می تازی وستی وتاریک است راہ ؎ (اردو) گھوڑا چلانا -

اسپرائین | بقول برہان وہفت با بای فارسی بروزن ومعنی (اسفرائین) باشد وآن شہریست مشہور درخراسان وچون رسم وعادت مردم آن جا چنان بود کہ پیوستہ با سپر می بودند - لہذا باین نام موسوم شد - صاحب انند ذکر این کردہ اشارہ کند کہ اسفر معرب اسپر است ازین اشارہ متحقق شد کہ (اسپرائین) اصل است و (اسفرائین) مبدل آن کہ فارسیان بای فارسی را بفا بدل کنند چنانکہ (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) خان آرزو در سراج فرماید کہ (اسفرائین) معرب (اسپرائین) باشد وآن مرکب است از اسپر بمعنی سپر وآئین بمعنی رسم واز ہمین شہر است استاد بواسحق اسفرائنی کہ امام اہل سنت است (اردو) اسپرائین - ایک شہر کا نام ہے جو خراسان میں واقع ہے - مذکر -

اسپردن | بقول صاحب نوادر - باتمامی مشتقات لغتی است در سپردن بالکسر و صاحب موارد ہمزبانش و صاحب رشیدی (سپردن) و (اسپردن) ہر دو را بیک معنی نوشتہ مؤلف گوید کہ این قدر متحقق است کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اول (سپردن) آوردہ (اسپردن) کردند پس (سپردن) اصل است وماخذش بجای خود

(۱۵۵)

ازمعنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف گوید
که فارسیان این مثل راجائی زنند که مقصود
ازبیان بددیانتی داروغهٔ اسپان باشد. گویند
که از داروغه کسی سوال کرد که آنما این اسپ را
چه قدر جو در راتبه می دہی گفت که هیچ که این
من جو نمی خورد و راتبه نمی پسندد- سائل گفت
چرا نباشد که سیر شکم است از مہمانی- مقصود
انیست که اسپان شاهی که بقبضه اختیار داروغه
باشند- اسپ داروغه راهمواره مهمان
خود کنند ازینجاست که ضرورت راتبه ندارد
(اردو) دکن مین کہتے ہین - داروغہ اصطبل
کا گھوڑا گھانس نہین کھاتا" اسکے دو معنی
ہین - ایک یہ کہ کسی نے داروغہ جی کو اپنے
گھوڑے کے لئے گھانس خرید کرتے ہوے
دیکھا ہی نہین - دوسرے معنی یہ ہین کہ
راتب اس کثرت سے اسکو نصیب ہے
کہ گھانس کی ضرورت ہی نہین پڑتی- اسپا
کہاوت سے - داروغہ اصطبل کی بددیانتی
کا اظہار مقصود ہے - کہتے ہین کہ کسی نے داروغہ
اصطبل سے پوچھا کہ داروغہ صاحب ماشاءاللہ
آپکے گھوڑے کی پیٹھ مین نالی پڑ گئی ہے آپنے
فرمایا جی ہان اسلئے کہ وہ گھانس نہین کھاتا

(الف) اسپ درزیر زین کشیدن | استعمال
(ب) اسپ درزین کشیدن | (ب)

بقول بہار واند کنایه از تہیه سواری کردن
مؤلف گوید که مرادف (اسپ بزیر زین
درآوردن) که گذشت وعیبی نیست اگر بجای اسپ
مرادف یا مماثل آن استعمال کنند. ملا عبدالله هاتفی
الف سے) ازان پس جنیبت کشان گزین ؛
تگاور کشیدند در زیر زین ؛ (خواجه نظامی ب
سے) که رومی چه از زنگیان کین کشید ؛ سکندر
کجا رخش در زین کشید ؛ (اردو) دیکھو اسپ
بزیر زین درآوردن -

(الف) اسپ دوانی | استعمال (ب)

(ب) اسپ دوانیدن | مصدر است که سوار آن در هر جانبش بسبیل احتیاط
معنی حقیقی و (الف) حاصل بالمصدر آن دو رکاب دارد و خود غرضان این قسم متاع
صاحبان بوزن چال و رہنما بحوالہ سفرنامہ عیب دار را بدیگری بخش کنند و خیال نمی
ناصر الدین شاہ قاچار ذکر (الف) کرده و رہنما کنند که نقصانی به معطی له برسد. مردی بود
اردو ترجمہ آن (گھوڑ دوڑ) نوشته اند یعنی تفریحی خود غرض و اسپی داشت دو رکابه میخواست
که در آن اسپها بدوانند و سواری را انعام که ازین بلا سبکبار شود و نجات یابد. و
دهند که بدیگران سبقت برد. صاحبان رہنما و تجمل بتقریب عروسی دختر خود اسپ را بداماد
(الف) را معنی میدان دوانیدن اسپ آورده عطا کرد و خیال نکرد که نقصان جانش نقصان
بخیال ما تسامح اوست زیرا که از الفاظ (الف) دختر خود است پس این مثل قرار یافت
معنی میدان پیدا نمی شود با صاحبان بوالہمان ازین حکایت و فارسیان چون خود غرضی را
و رہنما اتفاق داریم (اردو) (الف) گھوڑ دوڑ مرتکب امری می بینند که ازان اندیشه نقصان
(ب) گھوڑا دوڑانا۔ دیگری باشد این مثل را بحق او زنند (اردو)

اسپ دو رکابه بداماد چه بخشی (مثل) دکن میں اس شخص کی نسبت جو انتہا درجے
صاحبان خزینه و امثال فارسی ذکر این کا خود غرض ہو کہتے ہیں کہ "بدبخت گھر
کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند. ہوا کھانا فقیروں کو کھلاتا ہے" یعنی
مؤلف گوید که فارسیان اسپ دو رکابه آنرا اپنی تھوڑی سی نیک نامی کے لئے دوسرے
را گویند که خیلی تیز رو و تند و بدلگام باشد که کی جان کی پروا نہیں کرتا۔

اسپیر بقول برہان وجامع وہفت ورشیدی وانند بابای فارسی بر وزن مہتر سپر راگویند وبعربی جنۃ خوانند مؤلف گوید کہ الف وصلی در اوّل لفظ سپر زیادہ کردہ اند وبس (اردو) سپر۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ ڈھال۔ پھری۔

اسپ را بزیر زین درآوردن (مصدر اصطلاحی)

اسپ را زین کردن

اسپ را زین کشیدن ہر سہ

مرادف یکدیگر۔ بقول صاحب بحر عجم تہیۂ سواری کردن مؤلف گوید کہ ہر سہ مرادف (اسپ بزیر زین درآوردن) کہ گذشت (اردو) دیکھو۔ اسپ بزیر زین درآوردن۔

اسپ را لجام انداختن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رام کردن اسپ وتوسن واز خیرگی بازآوردنش۔ وارستہ وبہار از ابونصر نصیرائی بدخشی سند آوردہ (ﻋﻪ) آہ ما رو فلک کرد کہ مانع گردد* توسن سرکش ما راکہ لجام اندازد*

مؤلف عرض کند کہ از سند پیش شدہ (توسن سرکش را لجام انداختن) پیدا است وہمچنین اندازد کہ این مصدر اصطلاحی مخصوص بہ تعلق اسپ نباشد بلکہ مرادفات اسپ ومماثل آن ہم درین داخل باشد ولیکن بخیال ما (۱) مجرّد (اسپ را لجام انداختن) بمعنی تہیۂ سفر کردن است۔ تا آنکہ با اسپ یا مماثل آن لفظ سرکش زیادہ نکنیم معنی بیان کردۂ محققین بالا درست نمی شود پس (۲) (اسپ سرکش را لجام انداختن) بمعنی رام کردن واز خیرگی بازآوردن اسپ باشد (اردو) (۱) گھوڑے کو لگام چڑھانا۔ (۲) گھوڑے کو سدھانا۔ شریر گھوڑے کو درست کرنا۔

اسپ راندن استعمال۔ بقول بہار

معروف مؤلف گوید کہ معنی بر پشت اسپ سوار شدہ سیر کردن باشد و این را خصوصیت با اسپ نیست بلکہ بر مرادفات اسپ و مماثل آن شامل باشد چنانکہ سمند و توسن	راندن و خر راندن و شتر راندن (عرفی ۵) بان سمند آہستہ ران ای گمرہ ناہوشمند ٭ منحرف می تازی و ستی و تاریک است راہ ٭ (اردو) گھوڑا چلانا ۔

اسپراین بقول برہان و ہفت با بای فارسی بروزن و معنی (اسفراین) باشد و آن شہریست مشہور در خراسان و چون رسم و عادت مردم آن جا چنان بود کہ پیوستہ با سپر می بودند ۔ لہذا باین نام موسوم شد ۔ صاحب انند ذکر این کردہ اشارہ کند کہ اسفر معرب اسپر است ازین اشارہ متحقق شد کہ (اسپراین) اصل است و (اسفراین) مبدل آن کہ فارسیان بای فارسی را بفا بدل کنند چنانکہ (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) خان آرزو در سراج فرماید کہ (اسفراین) معرب (اسپراین) باشد و آن مرکب است از اسپر بمعنی سپر و آئین بمعنی رسم و از ہمین شہر است استاد بو اسحق اسفرائنی کہ امام اہل سنت است (اردو) اسپراین ۔ ایک شہر کا نام ہے جو خراسان مین واقع ہے ۔ مذکر ۔

اسپردن بقول صاحب نوادر ۔ با تمامی مشتقات لغتی است در سپردن بالکسر و صاحب موارد ہم زبانش و صاحب رشیدی (سپردن) و (اسپردن) ہر دو را یک معنی نوشتہ مؤلف گوید کہ این قدر متحقق است کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اول (سپردن) آوردہ (اسپردن) کردند پس (اسپردن) اصل است و ماخذش بجای خودش

بیان کنیم (اردو) دیکھو سپردن -

(الف) اسپ رز (اصطلاح) (الف) بقول برهان وجهانگیری ورشیدی بابای

(ب) اسپرز فارسی وزای هوّز بروزن دسترس میدان وفضا وعرصه را گویند وبکسر هم گفته اند - صاحب جامع فرماید که (اسپرزیه) و (اسپرس) و (اسپرس) و (اسپرسپ) و (اسپرسف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) همه بکسر و فتح مرادف یکدگر است بمعنی میدان - صاحب هفت بذکر (الف) نسبت (ب) فرماید که بضمّ اوّل وسکون سین مهمله وضم بای پارسی وسکون رای مهمله وزای منقوطه زده (۱) بمعنی (اسپرز) (۲) لغت ترکی است بمعنی میان فرج - صاحب سروری نسبت معنی اوّل (ب) نوشته که بکسر همزه وضم بای فارسی پارهٔ گوشتی درکمال رخاوت که محل سودا است وبعربی طحال گویند وبقول خان آرزو در سراج (الف) بکسر اوّل وسکون دوّم وکسر رای مهمله وزای معجمه بمعنی میدان است واو بر برهان اعتراض کند که چرا بفتح رای مهمله نوشت چراکه این مخفف (اسپ ریز) است بیای مجهول مؤلّف عرض کند که اگر اصل این (اسپرس) هم بفتح رای مهمله درست است ولیکن بیچ وجه الف را مکسور گرفت ما درین خصوص با او اتّفاق نداریم و واضح باد که (اسپ ریختن) بمعنی (اسپ افگندن) از نظر ما گذشت بهرحال (اسپ رس) یا (اسپ ریز) اصل این است یعنی جائی که درآن اسپ ریزد یعنی اسپ افگند و (اسپ رز) مبدّل یا مخفّفش - اسم مفعول ترکیبی - بمعنی جای اسپ رسیده وریخته شده کنایه از میدان نسبت به مرادفات این بجای خودش بیان کنیم ونسبت (ب) عرض شود

که معنی اوّل اصل آن (اسپرز) است که بجای خودش می آید و آن بضمّ اوّل باشد۔ سرگا الف وصلی در اولش آورده (اسپرز) کردند باید که بضمّ اوّل خوانیم پس صاحب سروری غور نفرمود که این را بکسر ہمزہ نوشت و نسبت معنی دوم (ب) صاحبان کنز و لغات ترکی ساکت اند و صاحب مؤید بذیل لغات ترکی تصدیق آن می کند (اردو) (الف) میدان (مذکر) دیکھو (اپرش) (ب) (۱) تلّی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک اندرونی عضو کا نام جو سودا پیدا ہونے کا مقام ہے اور معدہ کی بائیں جانب واقع ہے۔ سپرز۔ طحال۔ ہماری رائے میں (تلّی) سودا جمع ہونیکا مقام ہے (۲) فرج کا درمیانی حصّہ۔

اسپرزہ بقول صاحب محیط که برلفظ اسبغول نوشته در اصفهان۔ اسبغول را گویند که بیان کاملش برا (اسبغول) گذشت بخیال ما این مرکّب است از (اسپ) و (رزہ) اسپ بمعنی خودش و رز بقول برہان بمعنی زہر ہلاہل و ہای نسبت برو زیادہ کردہ (رزہ) کردند و (اسپ رزہ) بمعنی چیزی که منسوب به زہر اسپ است قلب اضافت (رزۂ اسپ) گویند که خورانیدن مقدار قلیل آن اسپ را بکشد (اردو) دیکھو اسبغول

اسپرس بقول صاحب سروری مرادف اسپریس و ہر دو بکسر ہمزہ و رای مہملہ و سکون سین مہملہ و فتح بای فارسی بمعنی میدان باشد صاحبان جامع و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند مؤلّف گوید که این میدان (اسپرز) است که گذشت فارسیان بقاعدۂ خود زای ہوّز را به سین مہملہ بدل کردند۔ چنانکه (ایاز) و (ایاس) و (ہرفز) و (ہرمس) خان آرزو در سراج برلفظ (اسپرز) اشارۂ این کردہ است پس باید که این را به فتح اوّل و کسرۂ

رای مهمله خوانیم که (رس) مبدل (رز) و (رز)
مخفف (رزه) است چنانکه صراحتش در (اسپ
رز) گذشت و یاد دارد که (رس) را هم
گیریم از رسیدن و (اسپ رس) را اسم مفعول
ترکیبی بمعنی (اسپ رسیده) وکنایه از میدان
باشد و درین صورت باید که بفتح رای مهمله
خوانیم (شمس فخری از جهانگیری سه) نظم
پادشاهی که سطح فلک ٭ بود بندگان ترا اسپ
رس ٭ (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف

اسپرسب | بقول برهان بسکون سین
و بای ابجد مرادف (اسپ رس) که گذشت
بمعنی میدان - صاحب جامع هم ذکر این
کرده به بای دوم عربی و صاحب هفت قلزم
نوشته که بفتح اول و سکون سین و موحده تحتانی
و فتح رای مهمله و سکون سین و بای پارسی
زده باشد و صاحب سروری هر دو بارا
فارسی گرفته - خان آرزو در سراج این را
مرادف (اسفرسپ) آورده گوید که بکسر اول
و سکون دوم و فتح بای پارسی و سین دوم
مفتوح است بمعنی میدان مؤلف عرض
کند که حلیهٔ سینه صاحب هفت صحیح باشد
که این مرکب است از (اسپ) و (رسب)
اسپ بمعنی خود است اعم از انکه بای عربی
گیریم یا فارسی و در (رسب) بای عربی یا فارسی
زائد است و جز این نیست که بر (اسپرس)
که گذشت بای موحده در آخر زیاده کرده اند
خلاف قیاس - دیگر هیچ (اردو) دیکھو
(اسپ رز) کا الف -

اسپرسف | بقول برهان بافا بر وزن
و معنی (اسپرسب) که میدان باشد صاحبان
جامع و مؤید و جهانگیری و شمس هم ذکر این
کرده اند - خان آرزو در سراج گوید که این
مبدل (اسپرسپ) باشد که گذشت مقصودش
جز این نباشد که بای فارسی یا عربی دوم که به تحقیق

زائد بود بقاعدۂ فارسی بدل شد بہ فا چنانکہ (زبان) و (زفان) و (پیل) و (فیل) (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف۔

اسپ رش اصطلاح - بقول صاحب ہفت بفتح اوّل و فتح رای ہملہ و شین معجمہ ساکن بمعنی میدان - دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ مبدل (اسپ رز) یا (اسپ رس) باشد کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود زای ہوز و سین ہملہ ہر دو را بہ شین معجمہ بدل کنند - چنانکہ (زلوک) و (شلوک) و (کستی) و (کشتی) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز) کردہ ایم پس اصل این (اسپ ریز) باشد یا (اسپ رس) (اردو) دیکھو اسپ رز کا الف

اسپرصف بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ و سکون سین و صاد ہملتین و فتح بای فارسی و رای ہملہ میدان باشد و فرماید کہ بجای صاد سین ہملہ ہم بنظر رسیدہ و (اسفرسف) نیز صاحب سروری و پہلوی ہم این را آوردہ مؤلف گوید کہ صاحب قواعد فارسی فرماید کہ سین ہملہ بہ صاد ہملہ بدل شود چنانکہ (قفس) و (قفص) و (شست) و (شصت) پس خیال نیست کہ این مبدل (اسپرسف) باشد کہ گذشت ما نسبت حلیہ لفظ بر (اسپرسپ) بحثی کردہ ایم و بخیال ما اینرا ہم باید کہ بفتح اوّل و فتح رای ہملہ خوانیم (اردو) دیکھو (اسپ رز) کا الف

اسپرغم بقول خان آرزو در سراج با اوّل مکسور و سکون دوّم و رای ہملہ و بای عجمی ہر دو مفتوح و سکون غین - مرادف (سپرہم) بمعنی گلہا و ریاحین فرماید کہ مشہور بسکون را است و بعضی بفتح اوّل نیز گفتہ اند و (اسپرغم) مرادف (سپرغم) است و (اسپرم) مخفف آن - صاحب رشیدی گوید کہ بواسطۂ بوی خوش کہ تقویت قلب کند گویا سپریست از برای غم و ہمین است وجہ تسمیہ - صاحب ناصری بفتح غین آوردہ فرماید کہ بمعنی سپہر

وبالغ غم است کنایه از ریحان بغین ساکن زده هم آمده (مختاری ۵) از بدیع سپرغمها
صحرا به همچو دیبا همه منقش گشت (اثیر ۵) زره با سمع خون پالات کم باشد پر ورزن
سپر با تیر باران تو نازک تر ز اسپرغم ؛ صاحب هفت و برهان فرماید که بکسر اول معنی گلها
و ریاحین باشد مطلقاً و ریحانی را نیز گویند که آن را (شاه اسپرم) خوانند و بمعنی سبزه هم
آمده و بفتح اوّل و سکون غین هم گفته اند - صاحب سروری هم این را بکسر اول آورده
گوید که (شاسپرم) و (شاه اسپرغم) نیز گویند و فرماید که استعمال این بفتح را و سکون غین
هم بنظر آمده و بحواله قصیدنه گوید که این اسم مطلق ریحان است و (شاه اسپرغم) نام یکی
از اقسام ریحان که برگ خورد دارد و بغایت خوشبو و آنرا (شاسپرم) هم گویند - صاحب
جهانگیری (اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) هر سه را مرادف یکدیگر گفته و صاحب جامع
(اسپرغم) و (اسپرم) و (اسپرهم) و (اسفرم) هر چهار را بکسر اول به همین معنی مرادف
یکدیگر نوشته - صاحبان پهلوی و انند و مؤید هم ذکر این کرده اند - خان آرزو نسبت وجه تسمیه
با صاحب رشیدی اختلاف کند و گوید که غم و هم لفظ عربی است و ترکیب لفظ فارسی
الاصل را از فارسی و عربی گفتن بیجا - و بدین وجه که (اسپرغم) به فتح را و سکون غین نیز
آمده توجیه بالا رکیک می نماید (الخ) مؤلف عرض کند که خان آرزو از تحقیق ماخذ الفاظ
مرکبه السنه ذوقی نبرده است و ما بسیاری از لغات مرکبه فارسی یافته ایم و بجای خودش
ذکر کرده ایم که مرکب است از لغات فارسی و عربی و ترکی و سنسکرت وغیر ذلک و این
کلیه مبنیه اش ناقابل تسلیم است که ترکیب لفظ فارسی الاصل را جز از با لسنه دیگر تعلقی نیست

صاحب رشیدی در تحقیق ماخذ این درست خیال کردہ است کہ غم و ہم ہر دو لغت
عرب را با سپر مرکب کردہ (سپرغم) و (اسپرہم) بترکیب اضافی نام نہادہ اند برای گل و ریحان
و ہمین ہر دو لغت اصل است کہ معنی لفظی این مانع غم باشد و کنایہ از گل ریحان - و گل
من وجہ تشبیہ با سپرہم دارد و الف وصلی در اولش آوردہ (اسپرغم) و (اسپرہم) کردند
و جا دارد کہ (اسپرہم) را مبدل (اسپرغم) ہم گیریم کہ بقاعدہ فارسی تبدیل غین معجمہ
با ہای ہوز و بالعکس آن ہم آمدہ ہمچو (ہم) و (ملغم) بمعنی مرہم - آنانکہ این را بفتح اول
نوشتہ اند غلط کردہ اند و نسبت فتح رای مہملہ و سکون غین معجمہ عرض میشود کہ مختاری در
کلام خود کہ بالا مذکور شد غین را ساکن آوردہ است نتیجہ بیخبری او از ماخذ باشد و بس
و در کلام اثیر سکون رای مہملہ و فتح غین درست است و فتح رای مہملہ از سندی یافتہ
نشد و مجرد ادعای بعض بیخبران ماخذ اعتبار را نشاید - آنانکہ این را بمعنی جمع گرفتہ اند
غوری نکردہ اند - مخفی مباد کہ (اسپرم) مخفف (اسپرغم) است و (اسفرم) مبدل (اسپرم)
باشد (شاہ سپرغم) قسم خاص را نام است کہ تعریف کاملش بجای خودش کنیم و (شاہ
سفرغم) و (شاہ سفرہم) مبدلش و (شاہ اسپرغم) و (شاہ اسپرہم) مزید علیہش بزیادت
الف وصلی و (شاہ اسپرم) مخففش ہر یکی را بجای خودش عرض کنیم (اردو) پھول - بقول
آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - گل ورد - ریحان - عربی - مذکر - (دیکھو ایار)

اسپرگ بقول برہان و جامع و ہفت با کاف فارسی بر وزن بہترک (۱) گیاہی است
زرد کہ بدان چیزہا رنگ کنند و بعضی گویند برگ زردچوبہ باشد و (۲) درخت خرزہرہ را نیز گویند

صاحب سروری بذکر معنی اوّل گوید که این را (زریر) نیز گویند و صاحب رشیدی
بذکر معنی اوّل فرماید که (زریر) اسم عربی اوست صاحب مؤیّد نسبت معنی اوّل
نوشته که رنگیست که رنگ ریزان جامهٔ سبز بدان رزند و بذکر معنی دوّم گوید که در بعضی
از لغات طب اسم عربی این (اکلیل الملک) و (زریر) باشد۔ صاحب ناصری بر معنی
اوّل قانع و از مظفّر کرمانی سندی آورده (ع) ناز و نعم پرورده را از من بگو کین
راه را با اشکی بباید چون نتیم رخسارهٔ چون اسپرک. خان آرزو در سراج تصدیق معنی
اوّل و دوّم برهان کرده گوید که برگ ... در چوبه نباشد۔ صاحب سوال السبیل این را بای
عربی آورده گوید که در فارسی به بای فارسی است۔ بهتی معروف که از آن رنگ زرد و
سبز می کنند مؤلف عرض کند که صاحب برهان ذکر این بر (ارحیقنه) هم کرده است که
گذشت و ما هم تحقیق کاملش بما تحبا کرده ایم۔ صاحب محیط این را (اسفرگ) هم
نوشته و جز این نیست که مبدّل (اسپرگ) است و بر (اسپرگ) صراحت کرده که اسم
فارسی زریر باشد (ما تحقیق کامل این برهان (ارحیقنه) کرده ایم) و بقول بعض (تن)
و آنرا عروق نیز نامند و بر (تن) فرماید که بضمّ تا و تخفیف نون اسم هندی درختی است که
بور قامت و برگ و ثمر شبیه به درخت نیب - امّا بزرگ آن اندکی بزرگ تر از آن و در
هند کثیر الوجود و از گل خشک آن صبّاغان رنگ گیرند و زرد رنگ خوب می شود۔
سرد و خشک قابض شکم و بهی و رافع فساد خون و منافع کثیره دارد و بفارسی (اسپرنج بید)
نامندش مخفی مباد که التباس اسما و عدم تحقیق ماخذ سبب این است که صاحبان تحقیق

دراسمای اردو بہ مختلف البیان اند ما بر (ارجیقنہ) تحقیقی کردہ ایم نتیجہ آن اینست کہ (اسپرگ)
اسم (اکلیل الملک) و (زریر) است و در ینجا بقول صاحب محیط واضح می شود کہ بقول
بعض (تن) را اسم (اسپرگ) گفتہ اند وصراحت (تن) کہ بالا گذشت از ان می کشاید کہ (اسپرگ)
درحقیقت (تن) است باتحاد رنگ زرد ش کہ ازو می بر آید و اسم دیگر آن در فارسی
(سرخ بید) و فارسیان بمعنی اوّل این را (اسپرگ) بدین وجہ گفتہ باشند کہ شاخہای او ہمچو
رگہای اسپ سخت و کرخت باشد۔ نسبت معنی دوّم بیان کردۂ محققین اوّل الذکر اگرچہ
تصدیق کامل نشد کہ درخت خربوزہ را نیز (اسپرگ) گویند ولیکن اگر باعتبار قول صاحب
برہان تسلیمش کنیم جا دارد کہ بہ شباہت بیارہ ہای آن کہ ہمچو رسن دراز باشد فارسیان
آنرا (رگ اسپ) نام کردہ باشند واللہ اعلم (اردو) دیکھو۔ ارجیقنہ (۱) تن۔ بقول
صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ایک درخت کا نام جس کی لکڑی سرخ اور رہاگنی
کے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکے پہول کو بہی تن کہتے ہین جس سے زرد رنگ رنگتے ہین۔
(۲) خربزہ کی بیل۔ (مؤنث)

اسپرگی بقول صاحب مؤید بکسر یکم و فتح
دوّم رنگیست سبز کہ از (اسپرگ) نزند و آن
گیاہیست۔ سندی پیش نشد و دیگر کسی از
محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ
جز این نیست کہ بر (اسپرگ) یای نسبت
زیادہ کردہ (اسپرگی) ساختند۔ اندرین صورت
باید کہ بفتح اوّل و سکون دوّم و سوّم و فتح را
مہملہ خوانیم کہ صراحت ماخذ (اسپرگ) بجا آورد
کردہ ایم۔ کسرہ اوّل و فتح دوّم را وجہی نیست
وہم باید کہ بمعنی رنگ زرد گیریم و رنگ سبز

(اردو) سبزا ورزرد رنگ جو (تن) سے نکالا | جاتا ہے دیکھو (اسپرگ) جسپرتن کا بیان ہے

(الف) اسپرلوس | بقول برہان و جامع و ہفت و انند و شمس بالام و سین بے نقطہ و واو مجہول برون کشور سوز خانہ و سرای پادشاہان و سلاطین و حکام را گویند۔ صاحب ناصری سندی آوردہ کہ بال ابا شد (سہ) چہ نقصان دیدی از کعبہ تو بیند شہ کہ گردی گرد اسپرلوس شاہان ۔ خان آرزو در سراج این را ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) اسپرلوش | باشین معجمہ نوشتہ معنی با برہان متفق صاحب برہان این را بجای خودش بہ ہمین معنی (سپرلوس) ہم نوشتہ بہ سین مہملہ اوّل و آخر و خان آرزو ہم در ردیف سین مہملہ ذکر این بہ سین مہملہ آخر کردہ و کسی از محققین بہ شین آخر ذکر این نکرد مخفی مباد کہ شک نیست کہ این مرکّب است از لفظ (سپر) کہ بزیادت الف وصلی در اوّل این (اسپر) کردند و اسپر بمعنی سپر بجایش گذشت و لفظ آخر این (لوس) یا (لوش) است ۔ لوس بہ سین مہملہ بقول محققین بمعنی کج دہان و لوش بہ شین معجمہ گِل سیاہ و تیرہ و نیز بمعنی کج دہن ۔ پس (اسپرلوس) و (اسپرلوش) بمعنی سپر کج روی کنایہ از سقف مکان کہ کج و نشیب دار باشد تا آب باران بآسانی بریزد یا (اسپرلوش) بمعنی سپر و گِل سیاہ کنایہ از مکان کہ دیوارش از گِل سیاہ باشد و سقفش ہمچو سپر بالای آن و عجبی نیست کہ اصل این (اسپرپوش) بہ بای دوّم فارسی بجای لام و در آخرش شین معجمہ باشد کنایہ از خانہ مسقّف و عجبی نیست کہ فارسیان بای فارسی دوّم را بقاعدہ خود بالام بدل کردہ باشند چنانکہ (سراندیپ) و (سراندیل) و جا دارد کہ شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل شدہ (اسپرلوس)

شده چنانکه (شار) و (سار) والله اعلم بحقیقة الحال بخیال ما (الف و ب) بمعنی مطلق خانه باشد و محققین بالاکه آنرا به سلاطین و حکّام مخصوص کرده اند وجهی ندارد و سند پیش شده هم موافق خیال ماست (اردو) پادشاہی محل سرا - حکّام کا محل - مکان - ڈیوڑھان مکان - مذکر -

اسپرم بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثالث و رابع و سکون ثانی و میم بمعنی (اسپرغم) که گذشت یعنی مطلق گلها و ریاحین - صاحبان جامع و سروری و رشیدی و جہانگیری و انند و شمس هم ذکر این کرده اند و صاحب ناصری سندی آورده (زراتشت بهرام ۵) چنان پنداشتی آن مرد دلخواه چو که اندر اسپرم رفتی همه راه چو مؤلف گوید که ما بر (اسپرغم) ذکر این کرده ایم و از ماخذش هم بحثی و این مخفف (اسپرغم) یا (اسپرهم) باشد دیگر هیچ و صراحت معنی هم در انجا گذشت (اردو) دیکھو اسپرغم -

اسپرم آب (اصطلاح) بقول برہان و بحر و جامع و رشیدی و جہانگیری دارو های با آب جوشانیده باشد که بدن بیماران را بدان شویند و بعربی نطول خوانند - صاحب هفت صراحت حلیهٔ این کند که بکسر اوّل و سکون سین مهمله و فتح بای پارسی و رای قرشت و سکون میم و همزه بالف کشیده و موحده تحتانی زده باشد و معنی با برہان متفق - صاحب سروری فرماید که خلطی چند باشد که در آب جوشانند و بدن بیمار را بدان شویند و آنرا (پچنگاو) نیز گویند - خان آرزو در سراج فرماید که (آب اسپرم) مرادف این است یعنی گلها که عبارت از گلهای دوائی باشد که آنرا جوش داده بدن مریض را بدان

شوید مؤلف عرض کند کہ آب بمعنی خود است و اسپرم بمعنی گل و ریحان گہ گذشت و (آب اسپرم) بترکیب اضافی بمعنی آب گل و ریحان و مجازاً آبی را نام نہادہ اند کہ در وگل و ریحان دوائی را جوش دادہ باشند و (اسپرم آب) قلب اضافت این (اردو) ادویہ کا جوش دیا ہوا پانی جس سے بیمار وں کا بدن دہوتے ہیں۔ مذکر۔

اسپرنگ | بقول برہان بروزن و معنی اسفرنگ و آن شہریست بسمرقند و مولد سیف اسفرنگی صاحب ہفت صراحت کند کہ بفتح اول و سکون سین است و فتح بای پارسی و رای قرشت و سکون مابعد و صاحب انند نیز بکسر اول گفتہ خان آرزو در سراج بر (اسفرنگ) فرماید کہ بکسر اول است مؤلف عرض کند کہ بقول برہان (سپرنگ) بکسر اول ہم بہمین معنی آمدہ و صاحب برہان آنرا مخفّف (اسپرنگ) گفتہ پس این اصل است و (اسفرنگ) مبدل (اسپرنگ) و (سفرنگ) کہ می آید مخفف این بخیال ما این مرکب است از (اسپ) و (رنگ) (اسپ) بمعنی خود است و رنگ بقول برہان بمعنی خداوند و صاحب پس (اسپ رنگ) قلب اضافۂ خداوند اسپ باشد و عجبی نیست کہ این شہر برای اسپان مشہور و اسپہای خوب و بسیار در آنجا باشند۔ پس قول صاحب ہفت دربارۂ فتح اولین اصح و کسر اول غلط العام باشد در استعمال (اردو) اسفرنگ سمرقند کے ایک شہر کا نام جو سیف اسفرنگی کا مولد تہا۔

اسپرود | بقول صاحب ناصری بعد لغت (اسفرائین) بمعنی مرغ سیاہ و سنگ خوارہ کہ بعربی قطا خوانند۔ صاحب برہان ہمین معنی برا سفرود بکسر اول و فتح فا

نوشته و بدون الف (سفرود) هم بهمین معنی می آید بخیال ما (سفرود) اصل است و از ماخذ آن
بهدر رانجا بحث کنیم دریجا همین قدر کافی است که فارسیان بقاعدهٔ خود بای فارسی را
به فا بدل کرده اند چنانکه ز (پیل) (فیل) و الف وصلی در اول این آورده (اسپرود) کرده‌اند
(اردو) دیکھو - سفرود - عربی مین اس مرغ کو قطا کہتے ہین اور فارسی مین سنگ خوار
صاحب محیط المحیط نے قطا پر لکھا ہے کہ اوسکی آواز سے لفظ قطا پیدا ہوتا ہے اسلئے
عربون نے اس کو قطا سے موسوم کیا ہے -

اسپروزر بقول برہان و رشیدی و ... بسروری و جامع و ہفت و سراج و آنند
بکسر اول و ضم ثالث و رابع و سکون تحتانی و واو مجهول و زای هوز - نام کوهی است
بسیار بلند و رابع و بفتح ثالث هم گفته اند - صاحب جهانگیری از فردوسی نه آورده (س
همی رفت آن شاه لشکر فروز ٭ نزدکاه بر پیش کوه اسپروز ٭ مؤلف گوید که بخیال ما این
اضافی است بمعنی اسپ آفتاب که بقول برهان روز بمعنی آفتاب آمده پس فارسیان (اسپ
آفتاب) کوهی را نام کرده باشند که بسیار بلند بود یعنی آفتاب چون بنصف النهار بالای
آن رسد همچو سواری مینماید و این انتهای مبالغه در بیان رفعت کوه است و کسرهٔ اول غلطی
استعمال باشد پس (اسپروز) فک اضافت (اسپ روز) یا آنکه اصل این اسپر روز
باشد - بوجه اجتماع دو رای مهمله یکی را حذف کردند (اسپروز) بکسر اول ...
روز را سپر یعنی آنقدر بلند بود که آفتاب نظر نمی آید و همچو سپر حائل
را اقوی خیال کنیم (اردو) اسپروز ایک پہاڑ کا نام جو فارس مین ...

فردوسی نے شاہنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اسپیرہم بقول برہان با یای مجہول بروزن	وصفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند وما بلفظ
ومعنی اسپیرغم است کہ مطلق گلہا و ریاحین	(اسپرغم) صراحت کامل کردہ ایم واز ماخذ
باشد صاحبان جامع ورشیدی وجہانگیری واننا	این ہم بحث (اردو) دیکھو اسپرغم۔

اسپری بقول برہان وجامع وصفت وانند بروزن مہتری (۱) نیست ونابود شدہ ومعدوم گردیدہ و(۲) آخر شدہ وبنہایت رسیدہ وبمعنی تمام شدن وبآخر رسیدن ونیست گردانیدن و(۳) عبور کردن ہم آمدہ۔ صاحب سروری وپہلوی از انوری سند آوردہ (اسے ۵)

آنکہ قوم نوح را از تند باد لا تذر ☆ در دو دم کرد از زمین آسیب قہرش اسپری ☆ صاحب سروری فرماید۔ در شعر فنا معنی تمام شدن است واز شعر بالا استناد کند وفرماید کہ ازین سند معنی معدوم ونیست مفہوم می شود نہ تمام شدن۔ صاحب جہانگیری باستناد کلام انوری کہ بالا مذکور شد بمعنی اول قانع۔ صاحب مؤید فرماید کہ بمعنی تمام شدن و(۴) باسپرشدن چنانچہ گویند با اسپری ای با سپرہستی وبحوالہ قنیہ گوید کہ (۵) تیری است نیز کہ اوراسہ پر بود وخیال خود ظاہر کند کہ بمعنی آخر الف نمی آید۔ خان آرزو در سراج نوشتہ کہ بمعنی تمام شدہ وسپری مخفف آن وانچہ برہان بمعنی نیست گردانیدن وعبور کردن نیز آوردہ اول مجاز است ودوم در کتب معتبرہ دیدہ نشد وبقول صاحب رشیدی (اسپری) (سپری) بمعنی ناچیز ومعدوم وبانجام رسیدہ مؤلف عرض کند کہ بخیال ما سپری اصل است کہ زیادت الف وصلی در اولش (اسپری) کردند و (اسپری) حاصل بالمصدر

(اسپردن) واصلش (سپردن) وسپردن بقول صاحب نوادر بمعنی تفویض وتحویل نمودن
وراہ نوشتن وطی کردن وگذشتن وعبور نمودن وبقول صاحب بحر بکسر اوّل وضم ثانی
چیزی را پیش کسی امانت نہادن وحوالہ کردن ودادن وپائمال شدن وپائمال کردن وبکسر
اوّل وفتح ثانی وبضم ثانی نیز بمعنی طی کردن ونوردیدن وراہ رفتن وبمعنی بفتح اوّل
وثانی ہم آمدہ وبضمتین بانتہا رسیدن وتمام کردن۔ ما تحقیق کامل این مصدر بجایش کنیم
درینجا ہمین قدر کافی است کہ ہر قدر معانی این مصدر کہ متحقق است حاصل بالمصدرش بر
ہمہ آن شامل۔ نمیدانیم کہ صاحب برہان معنی مفعولی ومصدری ہر دو را چہ طور جمع کردہ۔
مقصود محققین بالا از معنی مصدری غیر از حاصل بالمصدر نباشد یعنی (۱) نیستی و (۲)
اختتام یعنی بنہایت رسیدگی و (۳) عبور وغیر ذلک بلحاظ معانی (اسپردن) انچہ صاحب
مؤید ذکر معنی چہارم کردہ است عجب است از تحقیقش۔ اگر اسپری را بیای فاعلی گیریم
کسی باشد کہ سپر دارد وتثلیثش یعنی (با اسپری) بمعنی با سپرہستی عجب تر از تحقیق کہ بکارش
نمی خورد کہ درین یای خطاب است ومعنی پنجم مجازاً باشد از معنی مصدری طی کردن
وگذشتن کہ تیر ہم می گذرد یا چیزی کہ سہ پر دارد بیای نسبت در آخر۔ مخفی مباد کہ از سند
حکیم انوری مصدر (اسپری کردن) پیدا می شود بمعنی۔ گذاشتن وروانہ کردن ورخصت
کردن (اردو) (۱) نیستی۔ مؤنث (۲) اتمام۔ انجام۔ اختتام۔ مذکر (۳) عبور۔ مذکر (۴) سپر دار یعنی وہ
شخص جو ڈھال باندھے ہوئے ہو (۵) تیر کی ایک قسم جس میں تین پر لگے ہوئے ہوں۔ مذکر

اسپ ریز	اصطلاح۔ بقول برہان	بروزن گرم خیز بمعنی اسپ رس است کہ سید

و عرصه باشد و بکسر اوّل هم آمده - صاحبان
جامع و سروری و رشیدی و جهانگیری و شمس
و هفت و ناصری و انند هم ذکر این کرده اند
مؤلّف عرض کند که ما بر (اسپ رز) صراحت
کرده ایم که (اسپ ریز) اصل است - و
(اسپ رز) مخفّفش و از ماخذ این هم بهد شتا
سجتی کرده ایم (حکیم جلالی از رشیدی سه) بهر
کرده یک سر سلیح ستیز ؛ نهادند رو جانب
اسپ ریز ؛ بعضی بر آنند که اصل این (اسپ
رس) است که گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود
سین مهمله را بزای هوّز بدل کرده (اسپ رز)
کردند همچو (سماروغ) و (زماروغ) و بعدها یای
تحتانی زائد درمیان رای مهمله و زای معجمه آورده
(اسپ ریز) کردند چنانکه (شنخون) و (شبیخون)
(اردو) دیکھو (اسپ رز کا الف)

اسپ ریس | اصطلاح - بقول صاحب
برهان مرادف اسپ ریز که گذشت - صاحبان
رشیدی و جهانگیری و شمس و ناصری و هفت
و جامع و سروری و مؤیّد ذکر این کرده اند مؤلف
عرض کند که این مبدّل (اسپ ریز) باشد
فارسیان بقاعدهٔ خود زای هوّز را به سین مهمله
بدل کرده اند چنانکه (ایاز) و (ایاس) و (هرمز)
و (هرمس) ما صراحت ماخذ این بر (اسپ رز)
کرده ایم که اصل این (اسپ ریز) است و بس
او جا دارد که بر (اسپ رس) که گذشت یای
زائد بعد رای مهمله آورده (اسپ ریس) کرده
باشند چنانکه (شنخون) و (شبیخون) شمس فخری
(از سروری سه) زهی پادشاهی که سطح فلک
بود بندگان ترا اسپ ریس ؛ صاحب جهانگیری
همین سند را برای (اسپ رس) آورده و در
مصرع ثانی هم (اسپ رس) نقل کرده (اردو)
دیکھو اسپ رز کا الف -

اسپ ریش | اصطلاح - بقول صاحبان
انند و شمس به کسر رای مهمله بمعنی میدان و صاحب

برهان بذیل (اسپ ریس) ذکر این کرده مؤلف
گوید که بخیال ما جز این نیست که مبدل (اسپ ریز)
یا (اسپ ریس) باشد که فارسیان بقاعده خود زای
هوز و سین مهمله هر دو را بشین معجمه بدل کنند
چنانکه (زلوک) و (شلوک) و (کستی) و (کشتی)
ما صراحت ماخذ این بر (اسپ زر) کرده ایم
و اصل این (اسپ ریز) یا (اسپ رس) است
(اردو) دیکھو اسپ رز کا الف -

اسپ زین کردن (مصدر اصطلاحی) بقول بهار و انند کنایه از تهیه سواری کردن (امیر خسرو ؎) بر خسرو بیدل از کین
اسپ جفا را کرده زین ٭ گر ریزدش چون بر زمین در زینهار کیست این ٭ مؤلف
عرض کند که سند متعلق است از (اسپ را زین کردن) که گذشت و این مرادف آنست
(اردو) دیکھو اسپ زیر زین درآوردن

اسپشر بضم میم و سوم بقول صاحب شمس آن پاره گوشت که در معدهٔ مردم سوده است
که اهل هند آن را پلهی گویند - ما این لغت را در کتابی دیگر نیافتیم عجبی نیست که فارسیان
(اسپرز) را بحذف رای مهمله و تبدیل زای هوز به زای فارسی بر خلاف قیاس و تصرف
در اعراب (اسپشر) بمعنی طحال استعمال کرده باشند و ما همین معنی را بر (اسپرز) بیان
کرده ایم - تعریف صاحب شمس معنی خیز نیست بلکه پارهٔ گوشتی باشد در شکم ورای معده
که محل سودا است هندیان این را تلی و پلهی گویند ما بدون وجود سند این لغت را تسلیم نکنیم
که مجرد بیان صاحب شمس با این تعریف بی معنی اعتبار را نشاید (اردو) دیکھو اسپرز

اسپست بقول صاحب برهان و جامع و هفت و انند و رشیدی بفتح اوّل و کسر
ثالث و سکون ثانی و سین سعفص و تای قرشت (اسپست) را گویند و آن علفی است

که بترکی آنرا یونجه خوانند و بعربی (فصفصه) و تخم آنرا (بذر الرطبه) خوانند. صاحب سروری
از سنجاق سند آورده (ع) نخوردی یک شکم اسپست برگزیده چراگاهست و صحرای
پرنار. خان آرزو در سراج فرماید که خوردن آن اسپان را فربه کند و در (اسپست) فرماید
که این مخفف (اسپست) باشد و همچنین صاحب برهان نوشته. صاحب محیط بر (اسپست)
فرماید که اسم (رطبه) باشد و بر (رطبه) نوشته که تازهٔ آنرا بعربی (فصفصه) و بفارسی (اسپست)
و بلغت مصر (برسیم) و (برشان) و بترکی (یونجه) بدان علف چهارپایان کنند و فربه
می شوند. گرم و تر در آخر اوّل و گویند در دوّم و بعضی گرم و خشک در دوّم نوشته اند و آن
ملیّن و مبهی و نفّاخ است و منافع بسیار دارد. بخیال ما شک نیست که این مرکّب است از
(اسپ) و (است). اسپ بمعنی خودش و آست بقول صاحبان برهان و سراج بمعنی
میوه پس (اسپ است) قلب اضافت (استِ اسپ) بمعنی میوه اسپ باشد که اسپان
آنرا مثل میوه خورند و فربه شوند الف دوّم بکثرت استعمال حذف شده و ناقلین ماخذهای
فارسی را کسره داده اند یا وجهی دیگر باشد که ذهن ما از ادراک آن قاصر است. بالجمله
بعض اهل لغت که مخفف این (اسپست) را بکسر تین گفته اند خطا کرده اند. اردو) گھاس
کی ایک قسم جس کے کھانے سے گھوڑے تیار اور فربہ ہوتے ہیں۔

اسپش | بقول غیاث بحوالهٔ لطائف بضمّ اوّل و ضمّ بای فارسی کرمیکه در پوستین و نمد
گرم افتد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد. صاحب سروری این را بهر دو شین معجمه
آورده گوید که جانوریکه در بدن آدم تکون شود و بحذف همزه هم آمده و صاحب برهان

ر (شپش) فرماید که بکسر اول و ثانی جانوریست معروف - نیز فرماید که بضم اول و ثانی
بفتح اول وضم ثانی هم آمده و صاحبان تحقیق (سپش) به سین مهمله اول نیاورده اند
مؤلف گوید که تحقیق کامل (اشپش) بجای خود ش کنیم - بخیال ما (شپش) اصل است
فارسیان بزیادت الف وصلی در اول آن را (اشپش) کردند و جا دارد که بقاعده فارسی
شین معجمه اول به سین مهمله بدل شده (اسپش) شد چنانکه (اشار) و (سار) تا آنکه استعمال
این لبند ثابت نشود اعتبار را نشاید که محققین اهل زبان ازین ساکت اند باقی حال اینکه
جانوریست خورد ترکه اکثر در موی پیدا شود بسبب چرکش و باز در لباس هم منتقل گردد -
(اردو) جون - جوئیں - دیکھو اسپغول جانور -

اسپ صباح الخیر استعمال بقول صاحب رهنما بحواله سفرنامهٔ ناصر الدین شاه قاچار - نام اسپ شاه مؤلف گوید که حقیقت این است که (صباح الخیر) در زبان عرب ترجمه (صبح بخیر) است چنانکه بشب (شب بخیر) گویند - فارسیان اضافت اسپ بسوی آن کرده (اسپ صباح الخیر) اسپی را نام نهادند که شاه بصبح تفرجاً براو سوار شود (اردو) وه گهوڑا جس پر بادشاه صبح مین هوا خوری کرے - مذکر -

اسپطاره بقول صاحب شمس سخن باطل و چیزی باطل و افسانه - صاحب [illegible]
که لغت فارسی است و نمی فرماید که حرکت اول چیست - دیگر محققین فارس ازین ساکت
وسندی پیش نشده و در عربی هم به بای عربی یافته نمی شود و در السنه غیر هم خبری - بنا بر
اعتبار را نشاید (اردو) بیهوده باتین - افسانه - بقول امیر (فارسی) مذکر - [illegible]

قصہ کہانی۔

اسپ عمر | اصطلاح - بقول صاحب بحر
بمعنی عمر کہ ہمچو اسپ است در روانی۔ صاحب
ہفت مؤیدش و صاحب مؤید ہم مؤلف
عرض کند کہ اضافت اسپ بسوی عمر تشبیہی
باشد و خصوصیت با عمر نیست و نہ ضرورت
داشت کہ اصطلاحاً این را ذکر کنیم جا دارد کہ
اسپ را بسوی چیزہای دیگر ہم کہ تشبیہ با اسپ
دارد اضافت کنیم و مراد از ان چیز گیریم چنانکہ
(اسپ ہوا) کہ ہوا باشد و اسپ جوی کہ جوی
باشد و اسپ فکرت کہ فکر باشد و امثال آن
ما ذکر تشبیہات اسپ بر لفظ (اسپ) کردہ ایم
(انوری ۵) چو مدحت تو بر انگیزد اسپ
فکرت من ز جوی قدرت ادراک عقل بجہاند ۵
(اردو) عمر کا گھوڑا - جس سے عمر مراد ہے
عمر کو گھوڑے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

اسپغ | بقول صاحب شمس بمعنی اسپی کہ سفید
سمش یا دمش سفید باشد صراحت فرماید کہ لغت
فارسی است و محققین فارسی ازین ساکت
و صاحبان لغت ترکی ہم این را نہ نوشتہ اند
و سندی ہم پیش نہ شد و ماخذ این ہم بفہم ما
نمی آید - طالب سند باشیم (اردو) وہ
گھوڑا جس کے سم سفید ہوں یا وہ گھوڑا جسکی
دم سفید ہو - مذکر۔

اسپغول | ہمان است کہ بہ بای عربی
ذکرش گذشت ما بہ (اسب) بیان کردہ ایم
کہ بہ بای عربی و فارسی ہر دو آمدہ و صراحت
ماخذ این بر (اسبغول) کردہ ایم (اردو)
دیکھو (اسبغول)

اسپک | بقول صاحب انند و غیاث بالفتح و بای فارسی مفتوح قیمہ کلان را گویند
مؤلف گوید کہ حیف است کہ سندی پیش نشد - دیگر محققین فرس ازین ساکت اند۔

ومعاصرین عجم ہم۔ اگر استعمال این بسند ثابت شود توانیم عرض کرد کہ فارسیان کاف تعظیم بر آخر لفظ (اسپ) زیادہ کردہ۔ استعارۃً خیمہ کلان را گفتہ اند کہ قیامش با تعلق رسن ہا تشبیہی دارد با اسپ۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر کاف تعظیم کردہ گوید کہ در (مامک و بابک) کاف تعظیم است (اردو) بڑا خیمہ۔ بڑا ڈیرا۔ مذکر۔

(الف) **اسپ کاغذی** اصطلاح
(ب) **اسپ کاغذین** ۔ صاحب آنند ذکر الف کردہ وبہار (ب) را۔ ہردو زیادہ یای نسبت ویا ونون نسبت کنایہ باشد از اسپ باروت۔ ہردو محققین از سند ساکت ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند و پیکر اسپ کہ درین روزہا ہم با کاغذ درست کردہ میشود مخصوص است با آتش بازی مرادف اسپ باروت کہ گذشت (اردو) دیکھو اسپ باروت۔

اسپ کمان پای (اصطلاح) بقول بہار اسپی کہ پای او کج باشد (امیر خسرو ے) ز اہل روش کج قدمان را مگیر تو ٭ اسپ کمان پای نبوید چو تیر تو (اردو) وہ گھوڑا جس کے پاؤں سیدھے نہوں بلکہ مثل کمان کے خمیدہ ہوں۔ مذکر۔

اسپکنوی بکسر اول بروزن خدمت جوی بقول صاحب جامع نام کنیزک نژاد داماد افراسیاب کہ بسیار جمیلہ بود چون نژاد گریخت آن کنیزک بدست بیژن افتاد مرادف (اسپنوی) کہ می آید و دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) نژاد۔ داماد افراسیاب کی کنیزک کا نام جو بہت حسین تھی

اسپلنج بقول برہان بفتح اول وضم لام وسکون ثانی ونون وجیم ہووالی است کہ آنرا باصفاہان (شنگ) ودر خراسان (ریش بزغال دار) وبعربی (لحیۃ التیس) خوانند طبیعت

آن سرد و خشک است - خون بینی و جمیع اعضا را به بندد و ریشهای کہنہ را نافع باشد و قرحہ
امعا را سود دارد و (اذناب الخیل) ہمان ست - صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ گوید
کہ نام گیاہی است - دوائی - صاحبان انند و شمس صراحت کردہ اند کہ این لغت فارسی
است - صاحب محیط ذکر این نکرد آما بہ (لحیۃ التیس) فرماید کہ این را بیونانی (قسطوس الحارم)
نامند و عرب و اہل شام و شرق و دیار بکر آنرا (اذناب الخیل) و عامہ اہل اندلس (اسقواس)
و بفارسی (اسلنج) و باصفہانی (خشنک و الاشنک) و این نباتیست مجعد و بر روی زمین مفروش
و از زمین بلند نمی شود مردم بقلۂ آنرا می خورند و فرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بعدم تحقیق ہندی
آن (سرس) نوشتہ بسرد در آخر دوم و خشک در سوم - بغایت قابض و قاطع نزف الدم و
و اسہال صفراوی و دموی و حیض و بیخ آن قوی تر در قبض و بقول رازی خوردن بیخ آن
دافع سموم و منافع بسیار دارد - **مؤلف** گوید کہ عجبی نیست کہ بعض صاحبان لغت (اسلنج)
را کہ می آید بزیادت بای فارسی بغلطی کتابت (اسلنج) نوشتہ باشند کہ در مفردات ادویہ (اپلنج)
یافتہ نمی شود و باشد کہ عربان بوجہی کہ این را (لحیۃ التیس) گفتند فارسیان (اپلنج) بمعنی لب بز
نام نہادہ باشند کہ (لنج) بالضم بقول صاحبان تحقیق بمعنی لب است و جا دارد کہ (اسلنج) کہ
می آید مخفف این باشد (اردو) ایک دوائی گھانس کا نام جس کو عربوں نے (لحیۃ التیس)
نام رکھا ہے - صاحب الفاظ الادویہ نے اس کا اردو نام (سرس) کہا ہے اور صاحب
آصفیہ نے بھی (سرس) کا ذکر کیا ہے لیکن صاحب محیط نے اسکی تردید کی ہے -

رہنما - بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار	استعمال - بقول صاحب	اسپ مِقوّائی

اسپی کہ از کاغذ یا مقوی سازند مرکب اضافی است
دیگر ہیچ **مؤلف** گوید کہ مقصود از پیکر اسپ
باشد مخصوص ۔ کاغذ و مقوا (اردو) مقوی
یا کاغذ سے بنایا ہوا گھوڑا ۔ مذکر ۔

اسپِ مگسی اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر
و بہار و انند اسپی کہ داغہای سیاہ مثل مگس دارد
و در ہندوستان ہم ہمین نام مشہور (محمد قلی سلیم
ــہ) پیداست برارباب فراست کہ ندارد نشان
افشاندن دم فائدہ اسپ مگسی را ۔ خان آرزو
ہم در چراغ ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ یا
یای نسبت یعنی اسپ منسوب بہ مگس باشد و
بتحقیق ما تخصیص سیاہی با مگس نیست زیرا کہ داغہای
سرخ مثل مگس ہم دیدہ ایم و بر اسپ سیاہ
یا سرخ رنگ مگس ہای سپید ہم بنظر آمدہ (اردو)
صاحب آصفیہ نے (مگسی) پر لکھا ہے کہ وہ گھوڑا
جس کے تمام جسم کے بال سفید اور سارے بدن پر
سرخی کا چھینٹا ۔ دم اور ایال ہمرنگ ہو ۔ آپ
فرماتے ہیں کہ گھوڑا جس قدر سن و سال بڑھتا
جاتا ہے اسی قدر صاف رنگ ہوتا جاتا ہے
مثلاً اول کاسنی پھر گلدار بعد ازاں یکرنگ سفید
اور جب سلے پنج ہوتا ہے تو تمام جسم پر چھوٹے
چھوٹے داغ یعنی مکھی کے قد کے برابر چتیاں
چتیاں ہو جاتی ہیں جسکی وجہ سے مگسی نام پڑگیا
(الخ) **مؤلف** کہتا ہے کہ صاحب آصفیہ
نے سرخ چھینٹوں کی تخصیص کی ہے ہم کو اس سے
اختلاف ہے ۔ ہم نے سیاہ رنگ کے چھینٹے بھی
دیکھے ہیں ۔ اسی طرح سیاہ یا سرخ جسم پر سفید
مگس بھی ہوتے ہیں ۔

اسپ ملائم نمودن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب انند بمعنی رام کردن اسپ و
توسن ۔ حیف است کہ سندی پیش نہ شد و دیگر
کسی از محققین فرس ذکر این نکرد طالب سند
باشیم (اردو) دیکھو اسپ را انجام آمدن ختن

(الف) **اسپناج** (الف) بقول صاحب

(ب) **اسپناخ** | هفت مرادف اسپانج
(ج) **اسپناج** | و (ب) بقول برهان
و رشیدی و هفت و انند و سراج و شمس مرادفش
و (ج) هم بقول برهان و سراج مرادف آن
مؤلف عرض کند که ما به (اسپاناخ) صراحت
معنی و نیز از ماخذ این بحثی کرده ایم که اصل این
(اسپانک) است و صراحت طبیعت و خاصیت
این به (اخیروس) و (اخینوس) گذشت و همدر آنجا
اشاره (الف) موجود - بالجمله این هرسه بدل
(اسپانک) است فارسیان بقاعدهٔ خود کاف عربی
را با خای معجمه بدل کردند همچو (شاماکچه) و (شاماخچه)

بمعنی سینه بند زنان و الفی را که قبل نون بود بعد
نون آورده (اسپناخ) کردند و این قسم
تقدیم و تاخیر جائز داشته اند و در (الف) خای
معجمه (ب) را بقاعدهٔ خود با جیم بدل کرده
(اسپناج) کردند - صاحب قانون دستگیری
ذکر این قسم تبدیل کرده است و همین قسم عمل
در (اسفاناج) و (اسفاناخ) هم شد که مرادف
این گذشت و نسبت (ج) عرض می شود که نون
دوم درین زائد است که در لغات فرس قواعد
فارسی یافته می شود چنانکه در (گذاشن) و (گذارشن)
(اردو) پالک (دیکھو اخیروس و اخینوس)

اسپلنج | بقول صاحب جامع بضم ثالث بروزن شطرنج گیاهی است دوائی که بعربی آنرا
(اذناب الخیل) و (لحیة التیس) گویند - صاحب هفت هم این را به همین پنج حروف نوشته
فرماید که بفتح اول و سکون سین مهمله و بای پارسی و ضم لام و نون و جیم زده گیاهی دوائی که
آن را در خراسان (ریش بزخالدار) گویند از صراحت حلیهٔ حروف معلوم می شود که مقصودش
از (اسپلنج) است نه (اسپنج) و ما بر (اسپلنج) تعریف کاملش کرده ایم که گذشت و همدر آنجا حوالهٔ
قول صاحب محیط ذکر کرده ایم که (اسپلنج) را بحذف بای فارسی (اسلنج) هم نام است پس

عجبی نیست که صاحب جامع همان (اسلنج) را بوجه ناواقفیت از ماخذ (اپینج) نوشت
غلطی کتابت را دخلی نیست که سلسلهٔ ردیف الفاظش تائید بای فارسی می کند و موقع
لام نیست و بدین وجه که محقق زباندان بای فارسی را مضموم گرفته است توانیم قیاس کرد
که (اپنج) مخفف (اسپ پنچه) باشد - مرکب از اسپ و پنچه - اسپ بمعنی خود است و
پنچه بقول برهان بضم اوّل وجیم فارسی بروزن غنچه موی باشد که از سر زلف ببرند و آنرا
پیچ وخم داده بر پیشانی گذارند (انتهی) و این قسم موی از ایال اسپ بر پیشانیش هم درست میکنند
اندرین صورت (اسپ پنچه) بمعنی موی پیشانی اسپ و استعاره از گیاهی که نامش (اذناب
الخیل) و (لحیة التیس) به تشبیه گیاه مذکور باشد - جیم فارسی را بجیم عربی بدل کردن موافق قاعدهٔ فرس
است چنانکه (کاچ) و (کاج) و های هوز آخره حذف هم میشود همچو (گیاه) و (گیا) پس از این
تبدیل و حذف (اسپ پنچه) (اسپنج) شد و بسبب اجتماع دو بای فارسی یکی حذف شده
(اپنیج) بماند والله اعلم بحقیقة الحال ما باعتبار صاحب جامع که محقق زباندان است
این قدر جگر کاوی کرده ایم و تحقیق این گیاه به (اپلنج) گذشت (اردو) دیکهو اپلنج

اسپند | بالکسر وفتح بای پارسی بقول برهان و ناصری و هفت و جامع معروف است که
دانه باشد که بجهت چشم زخم در آتش بریزند خان آرزو در سراج فرماید که همان سپند سوختنی بلکه
سپند مخفف این است صاحب محیط بر (حرمل) نوشته که اسم عربی است و گویند سریانی و آنرا
بیونانی (رمولی) و (اسطرماطوس) و بسریانی (زرع) و (سیاسا) و (یاسیا) و بعربی عامه
(اسفند) و بفارسی (شیرسا) و (اسپند سوختنی) و بهندی (اسبند) و (هرملو) نامند و آن دو قسم

باشد یکی آنکه برگ آن شبیه به برگ بید و از ان کوچک تر و گل آن سفید مانند گل یاسمین و بوے
آن تند و غلاف و دانه آن در ازو این را حرمل ابیض و حرمل عربی نیز نامند، دوم آنکه برگ
آن ستدیر و نبات آن بقدر یک ذرع و غلاف و انتهای آن مدور و مثلث اضلاع و مخطط
به خط باندک سرخی و تخم آن سیاه و بقدر خردل و بوی آن گران و از مطلق حرمل مراد همین
قسم است و همین است مشهور بفارسی (اسپند سوختنی) گرم در سوم و خشک در دوم و گویند
گرم خشک در دوم و آن مقطع اخلاط غلیظ و لزجه و ملطف و مدر شیر و بول و حیض و منافع
بسیار دارد - صاحب مخزن حرمل را لغت سریانی نوشته فرماید که ترجمه فارسی آن اسپند
است مؤلف عرض کند که در زبان بهاشا این را (اسپندیت) نام است صاحب
خزانة اللغات بر لفظ اسپند ذکر این کرده و بخیال ما این مرکب است از (سپن) و (دیت)
هر دو لغت زبان سنسکرت (سپن) بقول صاحب ساطع بمعنی خواب و واقعه و (دیت)
بقولش بمعنی شیطان و دیو - پس معنی لفظی (اسپندیت) خواب شیطان و واقعهٔ شیطان باشد
پس عجبی نیست که اهل بهاشا کنایةً دانه معروف را بدین نام موسوم کردند که در اعتقاد شان
سوختن این دانها بلیات را دفع کند و شیطان را بغفلت نشاند و الف زائد در اولش زیاده
کرده (اسپندیت) کرده باشند و فارسیان از همین لفظ (اسپند) را اخذ کرده باشند اندرین
صورت قول خان آرزو درست باشد که (سپند) مخفف (اسپند) است یا اینکه (سپند)
اسم جامد فارسی زبان باشد که بزیادت الف وصلی (اسپند) شد و اهل بهاشا از فارسی گرفته
(اسپندیت) کرده باشند و لیکن قیاس اولین اقوی است مخفی مباد که در همه ممالک هندکار

سوختن اسپند ازدهنای حناگیرند و بعض معاصرین عجم هم تصدیق کنند که همین است رسم و
آئین عجم و عجب است که کسی از محققین عجم بر لفظ (اسپند) یا (سپند) ذکر تخم حنا نکرد بلکه ورا
تخم حنا (حرمل) را (اسپند) نوشته و محققین عرب (اسفند) و (سفند) را که معرب
(اسپند) و (سپند) است خردل بعض گفته اند پس بخیال ما خبر این نباشد که (حرمل) نایاب است
و تخم حنا که شابه آنست جانشینش قرار یافت و بدین وجه که تخم حنا بکثرت گیری آید و بر سر
آتش گاه سوختن مثل (اسپند) آواز هم می دهد - زمانیان تخم حنا را (اسپند) نام نهاده
استعمالش کردند صاحب شکسپیر بر اسپند نویسد که این خردل نیست بدین وجه که این را با تخم
خردل مخلوط کرده می سوزند قیاس کردند که خردل است و صاحب خزانته اللغات بر لفظ
اسپند فرماید که ترجمهٔ انگلیسی این (سیڈ آف دی ہنّا) است و این خبر می دهد ازین که در
انگلیسی زبان اسم این (تخم حنا) است که سیڈ بلغت انگلیسی بمعنی تخم است و (ہنا) (حنا) را
گویند معلوم می شود که لغت عربی (حنّا) را (ہنّا) کرده اند (اردو) اسپند بقول امیر (فارسی)
مذکر - حرمل (عربی) ایک قسم کا تخم جس کا مزاج گرم و خشک ہے دفع نظر بد کے لئے جلایا
جاتا ہے - زچہ خانے مین اسکی دھونی دینے کا معمول ہے - درد قولنج - مرگی گٹھیا اور تمام
سرپیکے درد اور امراض بارده کے لئے نافع ہے (ظفر ـــ۵) نکلتے چشم سے ہین اشک
خون یا لال انگارے ٭ بجائے دانہ اسپند مجمر سے نکلتے ہین ٭

اسپندار | بقول برہان و جامع (۱) بمعنی شمع باشد که معشوق پروانه است و (۲) نام
پسر گشتاسب هم و (۳) بودن نیر اعظم در برج حوت - صاحب ناصری فرماید که نام اسفندیار

روئین تن پسر گشتاسب و بحواله برهان و رشیدی ذکر معنی اوّل هم کرده خان آرزو در سراج
بر (اسپندار) فرماید که بکسر اوّل و فتح دوم بمعنی شمع و مخفّف (اسپندارند) بجهة معانیش و بقول
برهان (سپندار) مخفّف (اسپندار) صاحب شمس بر معنی دوم قانع و صاحب برهان بر
(اسفندیار) گوید که بمعنی (اسپندیار) است نام پسر گشتاسب و بمعنی قدرت حق و لطف
یزدان هم و رب ماه اسفندار و رب روز اسفندار که پنجم هر ماه شمسی باشد و (اسفند) بقول ایش
نام ماه دوازدهم از سال شمسی پس بخیال ما معنی اول اصل است که شمع را گفته اند و معنی ترکیبی آن
تاب دارنده باشد که از (اسپنددار) یک دال را حذف کرده (اسپندار) کردند و بقا عدهٔ فارسی
بحالت اجتماع دو حرف یک جنس یکی از ان حذف میشود همچو (سپیدیو) و (سپیددیو) و معنی
دوم مجاز آن که پسر گشتاسب را استعارةً (اسپندار) نام نهادند که او هم مثل شمع آب و تاب
داشت و نسبت معنی سوم عرض میشود که زمانهٔ بودن نیر اعظم در برج حوت را هم اسپندار گفتند
که آن زمان بخیال فارسیان آب و تاب خاص دارد مخفی مباد که اگر (اسپندیار) را اصل گیریم
و (اسپندار) را مخفف آن - هم جا دارد و درین صورت معنی ترکیبی این چیزی که تاب بآتش
یا آفتاب او را دوست دارد و خدای تعالی یار او باشد که فارسیان آتش پرست آتش و آفتاب
را پرستش می کنند پس بدین معنی ترکیبی هم شمع را (اسپندار) گفتن عیبی ندارد - تبدیل بای
فارسی به فا موافق قواعد فارسی است چنانکه (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) ازینجاست
که (اسپندار) مرادف (اسفندار) هم آمده و نسبت (سپندار) و (سفندار) عرض میشود
که بحذف الف اول مخفّف آن باشد (اردو) (۱) شمع - بقول صاحب آصفیه - اسم مونث

موم کی بتی - چربی کی بتی (۲) اسفندیار بقول امیر گشتاسپ کا بیٹا جو خاندان کیانیان مین پانچوان بادشاہ گزرا ہے - یہ روئین تن اور بڑا بہادر تھا (مذکر) (۳) اسفندار - ایک فارسی مہینہ کا نام جس مین آفتاب برج حوت مین رہتا ہے - دکن مین یہ چوتھا مہینہ ہو یعنی آغاز سال ماہ آذر سے ہوتا ہے اور اسفندار بالاتفاق ۳۰ دن کا مہینہ ہے (مذکر)

اسپندارمذ (اصطلاح) بقول برہان و هفت بفتح میم وسکون ذال نقطه‌دار بروزن و معنی اسفندارمذ است که (۱) نام ماه دوازدهم باشد از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم بود از ماه شمسی و فارسیان این روز را درین ماه مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند بنا بر قاعده کلیه که پیش ایشان ستداول است که چون نام ماه با نام روز موافق باشد آن روز را عید کنند و نیکوست درین روز جامه پوشیدن و درخت نشاندن و (۳) نام فرشته ایست که موکل است بر درختان و بیشه‌ها و تدابیر امور و مصالحی که درماه و روز اسفندار واقع می شود بدو تعلق دارد و (۴) زمین را نیز گویند که بعربی ارض خوانند صاحبان سراج و ناصری و جامع و آنند هم ذکر این کرده اند - صاحب سروری بر معنی اول و دوم قانع و از تاریخ وصاف سند معنی اول آورده (رلـ۵) در اسفندارمذ ماه او فتد جمر: و ما البرد مثل الجمر و الجمر: (استاد عطائی ۵۲) روز اسفندارمذ بر تخت شد: تخت را نو از قدومش بخت شد: صاحب مؤید بر معنی اول اکتفا کرده فرماید که مدت ماندن آفتاب در برج حوت که هندش پهاگن گویند و بعض چیت - مؤلف عرض کند که ما تحقیق اسپندار بجای خودش کرده ایم و مذ بقول برهان بضم اول و سکون ثانی بمعنی صاحب و خداوند آمده و مرکب می آید همچو اسفندارمذ صاحب آنند این را بالفتح و بالضم هردو نوشته

...راحت کند که لغت فارسی است بمعنی خداوند صاحب (الخ) پس (اسپندارمذ) مرکب است از همین دو لفظ بمعنی صاحب روشنی و خداوند تاب و آتش پس هر چهار بمعنی بالا در لفظ کنایه باشد (اردو) (۱) شمسی ہمینون میں بارہوین ہمینہ کا نام اسفندار ہے۔ دیکھو (اسپندار) کے تیسرے معنی (۲) ہر ماہ شمسی کی پانچوین تاریخ کا نام اسپندارمذ ہے (۳) ایک فرشتہ کو فارسیون نے اسپندارمذ کہا ہے جو درختون اور جنگلون کا موکل سمجھا جاتا ہے (۴) زمین و دانش۔

اسپندان | بقول صاحب برہان و ہفت و جامع بکسر اول بروزن بیدندان تخمیست بسیار ریزه و آنرا خردل گویند خان آرزو در سراج فرماید که سپندان مخفف این است و مرکب است از اسپند و الف و نون نسبت که افاده تشبیه کند مؤلف عرض کند که همان اسپند را که تحقیق کاملش بجایش کرده ایم اسپندان گویند و بخیال ما ورای خردل چیزی دیگر است که صراحتش به اسپند گذشت و الف و نون در آخرش زائد از قبیل مزید علیه بچو (آباد) و (آبادان) و (شاد) و (شادان) که هیچ عمل در معنی نکند (اردو) دیکھو اسپند۔

اسپنداورند | اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بالفتح (۱) فریب و خداع بحواله مؤید (۲) فروزیب بحواله بعضی از فرہنگہا (۳) بمعنی سیاهی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده و در مؤیدالفضلا هم این را نیافتیم صاحب مؤید مجرد (اورند) را بمعنی فریب و دغا آورده است بحواله ادات که بجای خود ذکر کنیم بخیال ما تسامح صاحب شمس بیش نیست که (اورند) را با اسپند مرکب کرده بمعنی (اورند) قناعت کرد و بلحاظ ترکیب (اسپند اورند) قلب اضافت (اورند اسپند) باشد اگر اسپند را مخفف

اسپنہ ارگیریم بمعنی لفظی این فریب و خداع اسپندالله است که می آید) پسر گشتاسپ باشد و آنرا اضافت ہے معانی ورندبسوا او (اردو) اسفندیار کا مکر - روئین تن گویند مؤلف عرض کند که ما

اسپند یار اصطلاح - بقول برہان و ہفت برِاسپندار) صراحت ماخذ این کرده ایم (اردو) وجامع و اننددو جہانگیری بروزن و معنی اسفندیار دیکھو اسپندار کے دوسرے معنی -

اسپِ نقارچی شده است (مثل) صاحبان خزینہ و انشال فارسی ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را بجائی زنند که ذکر کسی مقصود باشد که در ہر یک امر دخیل و پیشرو آن باشد که مداخلتش خوش نه نماید (اردو) دکن ہیں جب کسی شخص کو ہر ایک امر میں دخیل اور ہر ایک امر کا محرک پاتے ہیں تو کہاوت کی طرز پر کہتے ہیں کہ "نشان کا ہاتھی ہے" جو ہر ایک جلوس کے آگے رہتا ہے اور اس کا استعمال موقع ذم پر ہوتا ہے -

اسپ نمہ (اصطلاح) بفتح نون بدون اضافت اسپ - صاحب ضمیمہ برہان این را بمای عربی آورده عیبی ندارد که صراحت آن بر لفظ (اسپ) کرده ایم - بقولش برگستوان را گویند و آن پوششی است که در جنگ بر اسپ پوشانند - صاحب مؤید ذکر این بحوالہ قنیہ کرده فرماید که بتازیش عقاق خوانند صاحب شمس نوشتہ که برگستوان است که بہندی آنرا پاکہر نامند (انتہی) مؤلف عرض کند که مقصود از لباسی است آہنی مانند زره یا نمد که برای حفاظت وقت جنگ بر اسپ کنند بحیا یا ماننا مرکبست از اسپ و نمد - اسپ بمعنی حقیقی درست و نمد ہم بمعنی حقیقی پس (اسپ نمد) قلب اضافت نمد اسپ باشد فارسیان بقاعده خود دال مہملہ را

به های هوّز بدل کردند همچو تبرزد - و تبرزه - و این
تلفظ روزمره زبان است که اکثر الفاظ دال آخر
را دـ تلفظ همچنین خوانند که های هوّز در آخر
پیدا میشود و مراد از پوششی باشد که با غراض
جنگ از نمد درست کنند و آنچه از لباس آهنی را
هم همین نام شد مجاز است (اردو) پاکھر
بقول آصفیہ - اسم مؤنث - ایک قسم کی آہنی پوشاک زرہ
کے مانند جو اکثر جنگ کے موقع پر گھوڑے
ہاتھی وغیرہ کو پہناتے ہیں - برگستوان -

اسپنوی (اصطلاح) بقول برہان و ہفت
و سروری و جامع و جہانگیری بکسر اوّل و فتح
ثالث و ضمّ نون و سکون واو و یای حطّی - نام
کنیزک تزاد که ذکرش به (اسکنوی) گذشت و
این مخفّفش باشد و بس - خان آرزو در سراج بذکر
این فرماید که زیادت کاف نیز گفته اند و تحقیق
آنست که این لفظ ترکی است که همین قسم اکثر
نام های مردم طرف افراسیاب ترکیست و بسبب
آنکه در شاهنامه داخل شده ارباب فرهنگ
را گمان آنست که فارسی است و آن خطاست
چراکه نام های مردم هر ولایت بزبان آن
ولایت باشد انتهی) (فردوسی سه) یکی
ماه روئی بنام اسپنوی * سمن پیکر و دلبر و مشکبوی
مؤلّف گوید که فارسیان اسپ را از همه چیزها
فائق میدانستند و بتعریف هر چیزی که مبالغه
در بیان صفاتش مقصود می بود لفظ اسپ را
استعمال میکردند و در اسمای اکثر شاهان سلف
هم لفظ اسپ داخل بود همچو (لهراسپ) و
(گشتاسپ) وغیره پس عجبی نیست که درین نام
(اسپک - نوی) با کاف تصغیر و کسر آن و
فتح نون و کسر واو و سکون تحتانی آخره که مقصد نسبت
بمعنی حقیقی خوردش باشد یعنی اسپ خورد جدّت
دارنده و استعارةً زنی حسین را نام نهاده باشند
و تبدیل و تصرّف در حرکات نتیجهٔ کثرت استعمال
باشد و بس والله اعلم بالصواب (اردو)

دیکھو - اسپکنوی -

اسپور | بقول صاحب هفت بضم اوّل و
سکون سین مهمله وضمّ بای پارسی بواو مجهول
رسیده و سکون رای مهمله (۱) بمعنی نهایت
نادان وکُند طبع وخالی ذهن آمده و (۲)
درخت بِدِه را نامند - صاحب شمس بزبر
اوّل قانع - صاحب ضمیمهٔ برهان این را به بای
عربی بمعنی کج سلیقه وکم ذهن وبسیار غضب
آورده - اگرچه صاحب هفت نسبت معنی دوم
ذکر درخت (بِدِه به بای فارسی) کرده ولیکن
بقول صاحب محیط نام این درخت به بای عربی
(بده) است فرماید که اسم فارسی (غرب)
باشد و بر غَرَب نویسد که بفتح غین معجمه ورای
مهمله وسکون بای موحده بیونانی (اطاطاس)
وبعربی (اسفیدار) وبفارسی (بده) و درخت
نارون وشیرازی (ورک) و باصفهانی (ونگ)
وبهربری (درخت برو) گویند و این همانست
که تعریف کامل این بر لفظ (ارطی) گذشت -
بالجمله بخیال ما اصل این مرکب از (اس) باشد
که بمعنی عقل لغت ترکی است به تفخیم ضمّه - تعریفش
بجای خودش بیان کرده ایم و (پور) بقول
صاحبان برهان و سراج بضم اوّل بر وزن حور
کسی که خود را نادان وانماید صاحب منتخب گوید
که (بور) به بای عربی لغت عرب است بالضم
بمعنی هلاک شده وفاسد گشته که در وچیزی نباشد
و (اس) بقول صاحب منتخب در عربی زبان
بهر سه حرکت وتشدید بمعنی بنیاد و اصل هر چیز
(الخ) که مجازاً عقل را توان گفت پس جاداند
که اصل این لغت مرکب از همین هر دو لغت
عربی آخر الذکر باشد - فارسیان برای فاسد
العقل ونهایت نادان نام کرده باشند یا انکه
ترکیب این با هر دو لغت اوّل الذکر است
بصورت اوّل ببای فارسی وبصورت ثانی
ببای عربی - ما ذکر این با بای عربی هم بجای

خودش کرده ایم - بعض معاصرین ترک گویند که (قرتیان بور) در زبان (قرغیز) که ترکی خاص است بمعنی پیر فرتوت است یعنی (قرتیان) بمعنی پیر شده و (بور) بمعنی فرتوت پس این بور بمعنی عقل فرتوت می توان گرفت مگر حالا در ترکی این لفظ مرکب متروک است اندرین صورت اصل این بهای عربی باشد که گذشت و تبدیل بای عربی به فارسی تصرف فارسیان است همچو (تب و تپ) آنچه فارسیان درخت بیده را اسپور گفته اند وجه تسمیه جز این به فهم ما نمی آید که به وجوه خاص این را مجازاً پسر درخت آس قرار داده باشند که (آس ممدوده) را مقصوره گرفتن چیزی نیست - نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است و (پور) در فارسی زبان بمعنی پسر آمده والله اعلم بحقیقة الحال تحقیق ما مبنی بر قیاس است وبس (اردو) (۱) بے عقل نادان (۲) دیکھو ارطی

اسپ و زن و شمشیر وفادار که دید

(مثل) صاحبان خزینه و احسن و امثال فارسی ذکر این کرده اند فارسیان این مثل را بجائی زنند که مقصود شان به بیان واقعهٔ مذمومی باشد که متعلق از اسپ یا زن یا شمشیر بود حاصل اینست که اسپ با سوار خود و زن با شوهر خود و شمشیر با قابض خودش محبت اصلی ندارد مثلاً اسپ زید چون زیر ران بکر در آید مانع نشود بحملهٔ که بکر بر زید کند - هم برین قیاس زن مطلقه یا بیوه چون بحبالهٔ نکاح دیگری رود با او خوشحال باشد و شوهر اول را فراموش کند و هم چنین شمشیر خالد که بقبضهٔ عمرو (دشمن خالد) است در کشتن قابض سابق دریغ نکند (اردو) اہل ہند کی زبان پر یہی فارسی کہاوت ہے اگرچہ صاحبان امثال اردو نے اسکو ترک کیا ہے جہاں کہیں عورت کی بیوفائی کا بیان ہوتا ہے وہاں اس مثل کا استعمال کرتے ہیں -

(الف) **اسپ و فرزین می نہد**	(اصطلاح) (ج) بقول صاحبان برہان و بحر و ہفت
(ب) **اسپ و فرزین نہاد**	(۱) یعنی اسپ و فرزین بطرح دادن و بازی
(ج) **اسپ و فرزین نہادن**	ابردن و (۲) کنایہ از غالب شدن و (۳) زیاد

کردن بہار بریک معنی قانع وگوید کہ کنایہ از مات کردن است (شیخ شیراز سعدی) گدائیکہ برشیر زرین نہد: ابوزید را اسپ و فرزین نہد: (میرمعزی سعدی) اختران با بخت او شطرنج رفعت باختند: بخت او ہر ہفت را اسپ و رخ و فرزین نہاد: بہار گوید کہ آن کہ در سند آخر بمعنی چیدن مہرہای مذکور بود (انتہی) صاحب رشیدی در معنی دوم با برہان متفق وضمناً ذکر معنی اوّل ہم کند کہ حقیقی است و صاحب جہانگیری بسند شیخ شیراز کہ گذشت بر معنی دوم قانع مخفی مباد کہ نہادن بقول صاحب بحر عجم معنی دور کردن و وضع کردن آمدہ و بقول صاحب موارد بمعنی زدن و انداختن وگرفتن ہم بعض از معاصرین در معنی ہر دو شعر نہادن را بمعنی طرح و ترک کردن می گیرند یعنی ممدوح اسپ و فرزین را از بساط خود بر داشتہ و طرح دادہ غلبہ حاصل کرد اندرین صورت معنی حقیقی (ج) معنی دوم را پیدا می کند زیرا کہ از طرح و ترک کردن اسپ و فرزین خود لازم نمی آید کہ غلبہ شود ممکن است کہ بازی برابر شود یا مغلوب ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ کنایہ است از نہایت غلبہ و بقول ناصری بدون واو عطف کنایہ از غلبہ کردن صاحب سروری ذکر (ب) کردہ گوید کہ بطرح اسپ و فرزین بازی را بُرد ۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر الف کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (ج) اصل است و (الف و ب) مشتق ازان و معنی اوّل حقیقی است یعنی با فگندن اسپ و فرزین

که بهترین مهره‌های شطرنج است قوت حاصل کردن . مقابل را مغلوب کردن پس معنی دوم کنایه باشد و معنی سوم هیچ که متعلق بمعنی دوم است - طرز بیان محققین اول الذکر تحقیق پسندان را غلط می اندازد (زیادتی کردن) چیزی دیگر نیست و مقصود شان با معنی دوم یکیست اگرچه در بادی النظر معنی (زیادتی کردن) و رای (غالب شدن) است ولیکن مقصود شان غیر از معنی دوم نباشد که در عرض مطلب احتیاط لفظی را بکار نبرده اند که (ج) بمعنی ظلم و زیادتی کردن مستعمل نیست فارسیان (الف) را بطور مثل هم استعمال می کنند یعنی چون کسی را به بینند که اصرار بر قول خود می کند و بدلائل می خواهد که آنرا ثابت کند یا کسی را بکار خود سراپا ساعی یابند بطور مثل گویند که (اسپ و فرزین می نهد) یعنی می خواهد که اسپ و فرزین مدّ مقابل را افگنده غلبه خود حاصل کند - انچه بهار بذکر کلام میر معزّی معنی چیدن مهره‌ها پیدا کرده است درست نباشد (اسپ و رخ و فرزین نهاد) یعنی اسپ و رخ و فرزین مدّ مقابل بفگند و مقابل را مغلوب کرد متعلق است بمعنی دوم (ج) دیگر هیچ - و انچه صاحب ناصری واو عطف را حذف کرده است نتیجه کثرت استعمال باشد که فارسیان در روزمرّهٔ خود این قسم تصرف کنند (اردو) (۱) اسپ اور فرزین کو مار لینا - (۲) غالب آنا مغلوب کرنا -

اسپ وگاری استعمال - معاصرین فرس اسپ و کالسکه را گویند صاحب رہنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده - گاڑی بارای هندی لغت سنسکرت است کذا فی الساطع که ترجمهٔ ارابه و کالسکه باشد معاصرین عجم آنرا داخل روزمرّهٔ خود کرده اند به تبدیل رای هندی با رای مهمله - دیگر هیچ - (اردو) گھوڑا گاڑی - مؤنث

اسپونتن | صاحبان موارد و آنند و هفت ذکر این کرده اند و ما صراحت کامل این بر (اسبونتن - بباي عربي) کرده ایم - فارسیان بای عربي را به بای فارسي بدل کنند همچون (تب وتپ) (اردو) دیکھو اسبونتن

اسپه | صاحبان رشیدی و ناصری و شمس ذکر این کرده اند و خان آرزو بالفظ (اسپاه) اشاره این هم کرده مخفف اسپاه است بحذف الف فارسیان این قسم تخفیف جائز داشته اند همچون (ماه ومه) و (شاه وشه) ما صراحت کامل هر دو معنی این و حقیقت ماخذ بلغت (اسباه بباي عربي) کرده ایم و تبدیل بای عربي بفارسی در فرس آمده چنانکه (تب وتپ) (اردو) دیکھو اسباه

اسپهان | بقول صاحب برهان بر وزن و معنی اصفهان است و آن شهری باشد دارالسلطنته در ملک عراق و آن شهر را در قدیم دارالیهود می گفتندی - گویند دجال از آنجا خروج کند و ابتدای قحط عالم از آنجا شود و هر که چهل روز در آن شهر باشد بخیل و ممسک شود و جمع سپاه نیز هست و جمع سگ هم گفته اند که بتازی کلاب خوانند (الخ) صاحب هفت صراحت حلیه لفظ کند و فرماید که بکسر اول و سکون سین مهمله و بای فارسی و های مدوره بالف کشیده و سکون نون است - مرادف اصفهان و بجای بای فارسی - موحده تحتانی هم بنظر آمده صاحب ناصری نوشته که همان اصفهان که شهریست مشهور و سپاه ملوک عجم در آن شهر جمع بوده و از آنجا باطراف مامور می شدند چنانکه سپاه عرب در کوفه و بر برهان اعتراض فرماید که اسپاه و اسپاهان را بمعنی سگ چرا نوشت و بحواله معجم البلدان گوید که الاسبهان مشتق من الجند (الخ) مخفی مباد که فارسیان این را بزیادت الف بعد بای فارسی (سپاهان) هم گفته اند چنانکه خاقانی گفته (ع) مهبط مهدی نگر فضای سپاهان * و سین مهمله را بصاد

بدل کرده صفاهان هم گفته‌اند به تحقیق ما اصل این (سپاهان) است مرکّب از سپاه و الف و نون نسبت
خان آرزو هم در سراج بر لفظ اسپاه بحوالهٔ تاریخ اصفهانی اشارهٔ بسوی این کرده صراحت
کامل نفرموده است پس (سپاهان) بمعنی منسوب به سپاه شهری را نام شد که جای انبوهی لشکر
و سپاه بود فارسیان بقاعدهٔ نحو الف وصلی در اول این آورده (اسپاهان) کردند و بحذف
الف دوم که در (سپاه و سپه) می‌شود (اسپهان) هم گفتند و به تبدیل سین مهمله با صاد مهمله
و بای فارسی با فا (اصفهان و صفاهان و اصفاهان) شد۔ صاحب قوانین دستگیری گوید که
صاد در فارسی نیاید مگر تعریباً و تبدیل بای فارسی با فا در فارسی آمده چنانکه (سپید و سفید) و (سپید
و سفید) پس جا دارد که اهل عرب (اسپهان و سپاهان و اسپاهان) را تعریباً (اصفهان و صفاهان
و اصفاهان) کرده باشند و فارسیان استعمال معرب هم در فارسی کردند۔ غیر ازین چیزی دیگر
بفهم ما نمی‌آید و آنچه صاحب معجم البلدان این را مشتق از چند نوشته مقصودش هم همین باشد و
آنچه صاحب برهان (سپهان) را جمع سپاه و سگان با الف و نون جمع نوشته من وجه جا دارد
که (سپاه) و (اسپاه) بمعنی لشکر و سگ بجای خود گذشت و لیکن فارسیان استعمال این بدین معنی
نکرده‌اند و جز این نیست که از خیالش تائیدی در ماخذ می‌شود و لیکن الف و نون را علامت
جمع گرفتن و شهری را نام کردن بهتر از آن نیست که الف و نون نسبت را بقول خان آرزو
بر لفظ (سپه) یا (سپاه) زیاده کنیم۔ چیزی که منسوب به سپاه است کنایةً شهری را نام ملک
شد که انبوه سپاه در آن باشد بر خلاف آن جمع سپاه را اسم شهری کردن غیر از استعاره نباشد
و در وجه تسمیه کنایه بهتر است از استعاره (اردو) اصفهان۔ بقول امیر ملک فارس کے دارالسلطنت

ایک بہت بڑا شہر ہے جو کسی وقت مین دار الخلافہ بھی تھا۔ یہان کا سرمہ اور تلوار مشہور ہے۔

(الف) **اسپہبد** | بقول صاحب بحر بالکسر و بای فارسی مفتوح و سکون بای موحدہ۔ (۱) سپہ سالار چہ بد بالفتح بمعنی صاحب و دارندہ است۔ صاحب رشیدی بذکر معنی اول فرماید کہ (۲) لقب شاہان طبرستان ہم صاحب سروری گوید کہ بفتح ہمزہ اسمیست مخصوص ملوک طبرستان ہمچو قیصر و خاقان کہ مخصوص ملوک روم و ترک است و (۳) نام ولایتی کہ بطبرستان است کذا فی معجم البلدان امّا در کلام اکابر بمعنی مطلق سپہ سالار آمدہ چنانچہ حکیم فردوسی گوید (سلفہ) لہ زبیم اسپہبد نامور بہ چگونہ کشائیم پیش تو در ہو (ولہ ـــــہ) باستاد در پیش نیزہ بدست ہو تو گوئی مگر طوس اسپہبد است ہو صاحب ناصری بذکر معنی اوّل و دوم گوید کہ سپہبد (۴) نام نوالی ہم منسوب بیکی از سپہبدان مازندران کہ خورشید نام داشت و شہر اسپہبدان از بناہای دار مہر و سپہر اسپہبدان نبیرۂ فرخان زرنگ و (۵) بمعنی نفس کل آمدہ و آنرا (نور اسفہبد) و (اسپہبد خورہ) نیز گویند۔ صاحبان تحقیق (اسپہبد خورہ) را بمعنی نفس ناطقہ نوشتہ اند کہ بجایش می آید۔ صاحب جامع و ہفت بمعنی اوّل و دوم قانع۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ آنچہ بکسر اول نواحئے است از طبرستان۔

(ب) **اسپہبدان** | نام دارد منسوب بیکی از اسپہبدان کہ ملوک آن ملک اند۔ الف و نون برای نسبت است **مؤلّف** عرض کند کہ الف مرکب است از (سپہ مخفف سپاہ) و (بد بمعنی صاحب) صاحب برہان ذکر این بضم اول کردہ تحقیقش بجای خودش کنیم بالجملہ اصل الف (اسپہبد) است بمعنی صاحب سپاہ کنایہ از معنی اوّل و معنی دوم مجاز آن و حاصل معنی سوم بہ تحقیق ما و اتفاق

اہل لغت (ب) باشندہ (الف) و ذکر معنی چہارم و پنجم الف بجز صاحب ناصری دیگر کسی از محققین ذکر نکردہ کہ نواے خاص و نفس کل اسپہ شکر نوا ہا و نفوس قرار داد۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوّل این آوردہ (اسپہبد) کردند و در (اسپہبدان) ہم الف وصلی ہم برین قیاس است آنانکہ (الف) را بکسر اوّل نوشتہ اند موافق قیاس باشد و کسانی کہ برای معنی دوم بفتح اوّل گرفتہ اند خلاف قیاس ہست (اردو) (الف) (۱) سپہ سالار۔ مذکر (۲) اسپہبد۔ ملوک طبرستان کا لقب جیسے قیصر و خاقان شاہان روم و چین کے لئے ہے (۳) اسپہبد۔ طبرستان کی ایک ولایت کا نام (۴) اسپہبد ایک خاص اگنی کا نام مونث (۵) نفس ناطقہ بقول آصفیہ مذکر۔ بولنے والی روح۔ ہماری رائے میں اسکو نفس عاقلہ کہنا چاہئے۔ (ب) اسپہبدان دیکھو اسپہبد کے معنی نمبر (۲)۔

اسپہبد خورہ (اصطلاح) بقول برہان بفتح خاے نقطہ دار و رای بی نقطہ و واو معدولہ ساکن۔ اشراقیان فارس نفس ناطقہ را گویند کہ آن قوت متکلمہ انسانی است۔ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج بر صاحب برہان اعتراض کند کہ اینجا قوت متکلمہ انسانی نیست بلکہ قوت عاقلہ انسانی است و نفس ناطقہ غیر قوت متکلمہ باشد۔ مؤلف عرض کند کہ (خورہ) بقول برہان بفتح اول و ثالث و ثانی معدولہ نوریست از جانب خدای تعالی کہ بر خلائق فائض میشود کہ بوسیلہ آن قادر شوند بریاست و حرفت ہا و صنعت ہا الخ۔ پس معنی لفظی این بہ فک اضافت شاہ نور است یعنی بہتر از ہمہ انوار کہ نفس ناطقہ را بر دیگر نفوس ترجیحی ظاہر کند و چیزی نیست کہ این کنایہ باشد (اردو) نفس ناطقہ۔ مذکر۔ دیکھو اسپہبد کے پانچویں معنی۔

اسپ پایم (اصطلاح) بقول صاحب بحر عجم کے

حلّی اسپی که برای ڈاک چوکی در منازل گذارند
وارسته و بهار هم ذکر این کرده گوید که علامی فهامی
در طلب فرمودن عرش آشیانی مرزا کوکه را گوید
(فقره) از گجرات باسپ یام طلب فرمودند تا
از پیش قدمان رونق افزای معاملهٔ وداع گردد
صاحب برهان بر لفظ یام نوشته که بر وزن لام اسپانی
گویند که در هر منزلی بگذارند تا قاصدی که بسرعت
رود بران سوار شود تا منزل دیگر پس این مرکب
اضافی است صاحب سروری بر لفظ یام سندی
از ابن یمین آورده (ـه) مشکه چون عیسی نیا یام
بی خبری رفتن براه ؛ هر زمانم دیگری گیرد چو اسپ
یام الاغ ؛ **مؤلف** عرض کند که یام لغت ترکی
است که ترجمه آن در اردو ڈاک چوکی است
یعنی مقامی که در راه برای تبدیل سواری قاصدان
از اسپان و امثال آن درست کنند پس یام بمعنی
اسپ خاص است چنانکه محققین بالا نوشته اند حیف
است که لغات ترکی ازین لفظ ساکت اند۔ ما از معاصر ترکی
تحقیق کرده ایم و یامچی کسی را گویند که اهتمام آنخانه
بدست او باشد (اردو) ڈاک کا گھوڑا۔
مذکر۔ بقول آصفیه ڈاک لیجانے والا گھوڑا۔

اسپیجاب | بقول برهان وجامع وهفت وسراج باتحتانی مجهول وجیم فارسی بر وزن
استیعاب نام شهریست از ولایت ماوراءالنهر که آنرا بترکی شبران بر وزن کبران گویند۔ صاحب
ناصری گوید که اسپنجاب به نون چهارم وجیم عربی مبدل آنست صاحب برهان این را در ردیف
سین مهمله بحذف الف اول (سپنجاب) بانون وجیم عربی نوشته گوید که بحذف حرف دوم (سنجاب)
هم بنظر آمده (سید سراج الدین سگزی ـه) چشم ملکت را بروی روم قسطنطین نهاد ؛ چشم جاست
را بسوی چاچ و اسپیجاب روی ؛ (وله ـه) سند جودش فلک در روی قسطنطین نهاد ؛ قصد
[illegible] جهان در چاچ و اسپیجاب یافت ؛ **مؤلف** گوید که بخیال ما (سپنجاب) بدون الف اول

با بای فارسی و نون و جیم عربی - اصل است مرکب از (پنج) و (آب) پننج بقول برہان
بر وزن شکنج بمعنی مہمان و بمعنی عاریت و آرام گاہ عاریتی - فارسیان در اسمای شہرہا جائیکہ
جوی کلان واقع باشد در آخر آن لفظ آب زیادہ کنند یا آن معمورہ را بنام رودخانہ مذکور
موسوم نمایند پس درین شہر رودخانہ واقع باشد کہ آبش دائما در رو نباشد و گاہ گاہ
ہمچو سیل می آید و می گذرد ہمچو مہمان کہ قیام مستقل در خانۂ میزبان ندارد بہمین تشبیہ آن رودخانہ
را بدین نام موسوم کردہ باشند و معمورہ موسوم شد بنام رودخانہ و انچہ بحذف بای فارسی
است مخفف آن و اللہ اعلم - پس الف وصلی در اول این آوردہ (اسپنجاب) کردند و
تبدیل نون بہ یای تحتانی برخلاف قیاس تحریف است یا غلطی کتابت اہل لغت بعدم علم وجہ
تسمیہ و جیم فارسی بہ جیم عربی بدل شود چنانکہ (کاچ و کاج) پس (سپنجاب) نام اصلی را (اسپیجاب)
کردن پیش محققین نقل بردار ہیچ دشوار نیست - صاحب جامع این را (اسفیجاب) بہ فای سوم
ہم نوشتہ عیبی ندارد کہ تبدیل بای فارسی بہ فا آمدہ چنانکہ (پیل و فیل) و (سپید و سفید)
(اردو) اسپیچاب یا اسپنجاب یا اسفیجاب ایک شہر کا نام ہے جو ماوراء النہر میں واقع ہے۔

اسپید بقول برہان و جامع (۱) بمعنی سفید است کہ نقیض سیاہ باشد و (۲) بمعنی نقش
و بی نون ہم آمدہ - صاحب رشیدی بر معنی اول قانع - صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی گوید کہ
بکسر اول است و بالضم ہم بنظر آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ سپید مخفف این است و
معنی دوم مجاز معنی اول مؤلف عرض کند کہ (سپید) ببای فارسی بکسر اول اصل است و
سفید مبدل آن کہ بقاعدۂ فارسی تبدیل بای عربی بافا آمدہ ہمچون (گوسپند و گوسفند) الف اول

وصلی است و بی لون را سپید گفتن معنی حقیقی است البتہ بی نقش را سپید نام کردن مجاز باشد دیگر ہیچ ۔ آنانکہ این را بضم اول گرفتہ اند بر خلاف قیاس رفتہ اند مخفی مبادکہ (سپید) در استعمال فرس بمعنی سادہ مستعمل است چنانچہ (اسپید با) بمعنی شوربای سادہ کہ می آید اردو (۱) سفید بقول آصفیہ (فارسی) سیاہ کی نقیض ۔ ابیض (اسیر سے) زاہد ہو خاک بادہ پرستون مین روسفید ؛ ہے شل ابر اوسکے بدن مین لہو سفید ؛ (۲) سادہ ۔ بقول آصفیہ بی نقش و نگار

اسپیدار | بقول صاحب ضمیمہ برہان نوعی از درخت بید باشد و آنرا میوہ نبود صاحب ہفت فرماید کہ بکسر اول درختی است کہ بار ش نبود مثل بید و صاحب انند گوید کہ این را سپیدار و اسفیدار نیز گویند ۔ صاحب مؤید ہم بحوالہ قنیہ نوشتہ صاحب محیط بر (اسفیدار) گوید کہ درخت غرب را گویند و ما تعریف کامل این بر (ارطی) کردہ ایم کہ گذشت ۔ نسبت وجہ تسمیہ عرض میشود کہ (سپی) بقول برہان و سراج بر وزن صفی مخفف سپید باشد و (دار) بقولش بمعنی مطلق درخت پس (سپیدار) بمعنی درخت سپید است ۔ فارسیان سپید ۔ بی نقش و سادہ را گفتہ اند کہ گذشت و این مجاز است و عجبی نیست کہ درخت بی بار و ہر چیز سادہ را ہم سپید گفتہ باشند ازینجاست کہ (سپیدار) بمعنی درخت بی بار مستعمل شد و الف وصلی در اولش زیادہ کردہ اسپیدار کردند خان آرزو در سراج بر (سپیدار) نوشتہ کہ آنچہ در برہان (نوعی از بید) نوشتہ غلط است و این نوع علحدہ باشد ۔ نسبت وجہ تسمیہ فرماید کہ مخفف (سپیددار) است چون دو حرف از یک جنس جمع شد یکی ازان حذف کردہ اند و گویند کہ میان این درخت و درخت خرما مخالفت است کہ یکجا سبز نشود (انتہی) بندہ عرض می کنم کہ چون (سپی) مخفف (سپید) متحقق شد و

وخود خان آرزو ہم در سراج ذکرش کردہ پس ہیچ ضرورت ندارد کہ اصل این (سپیدار) گرفتہ قاعدۂ حذف جاری کنیم وانچہ محققین بالا (سپی) را بروزن (صفی) نوشتہ اند قابل غور است زیراکہ اصل (سپی) (سفید) است وآن بکسر اول آمدہ پس مخففش بفتح اول چرا۔ (اردو) دیکھو اطی۔

اسپیدبا | بقول صاحب ضمیمۂ برہان آشی راگویند کہ درآن ترشی نباشد۔ صاحب برہان بر (سپیدبا) فرماید کہ آش ماست را نام است چہ با بمعنی آش آمدہ۔ صاحب محیط بر (سپیدبا) نوشتہ کہ اسم شوربای سادہ مؤلف گوید کہ جزین نیست کہ فارسیان ہرچیز سادہ را سپید گفتہ اند کہ صراحت آن بجایش گذشت پس (سپیدبا) بتقدیم صفت (بای سپید) بمعنی شوربای سادہ والف وصلی در اول این زیادہ کردہ (اسپیدبا) کردند خان آرزو در سراج بر (سپیدبا) فرماید کہ از کتب طبیہ معلوم می شود کہ (سپیدبا) کہ معربش (اسفیدباج) است طعام دیگر است ورای (آش ماست) بخیال ما ہرچہ صاحب محیط نوشتہ درست وموافق قیاس وماخذ است۔ حاصل این ست کہ باید کہ این را بالکسر خوانیم کہ (سپید) بکسر اول است (اردو) سادہ شوربا۔ مذکر۔

اسپیدرود | بقول برہان وجامع وسراج نام رودخانہ ایست از آذربایجان کہ بگیلان ودیلمان گذرد۔ صاحب ہفت فرماید کہ بکسر اول وضم رای قرشت باشد وبضم اول ہم بدین آمدہ صاحب ناصری گوید کہ ہمان سپید رود است کہ می آید مؤلف عرض کند کہ بخیال ما درینجا سپید بمعنی مجازی سادہ باشد واین رودخانہ طلاطم نداشتہ باشد وآبش صاف وشفاف وور روانی سادگی دارد تا آنکہ این را بضم اول خواندہ اند برخلاف قیاس رفتہ اند کہ سپید بکسر

اوّل است - فارسیان در اوّل این الف وصلی زیادہ کردہ (اسپید) کردند پس الف را مکسور گرفتن موافق قیاس باشد (اردو) اسپید رود - ایک ندی کا نام ہے جو آذربایجان سے جاری ہوئی ہے اور گیلان اور طیلمان رستے گزرتی ہے - مؤنث -

اسپید کار (اصطلاح) بقول صاحب برہان شخصی را گویند کہ ظروف مس را اسفید کند و او را قلعی گر ہم نام است - ہم او بر (اسپیدکار) فرماید کہ کنایہ از مردم نیکوکار و صالح و نیکوکردار و جوان مرد باشد - صاحبان ناصری و بحر و جامع ہم ذکر معنی اوّل کردہ اند و صاحب ہفت صراحت فرماید کہ بکسر اوّل است و چرا نباشد کہ سپید بکسر اوّل آمدہ و الف وصلی در اوّل این را ہم باید کہ مکسور گیریم - بدین وجہ کہ قلعی گر ظروف را بوسیلہ سرب سپید کند او را فارسیان (اسپیدکار) نام کردند محققین را در معنی (اسپیدکار بدون الف وصلی) اختلاف است ما تصفیہ آن ہم در آنجا کنیم (اردو) قلعی گر - بقول آصفیہ تانبے کے برتنوں پر رانگ کا ملمع کرنے والا -

اسپیدہ بقول صاحب سراج و رشیدی (۱) سپیدی چشم و (۲) سپیدی صبح و (۳) سفید آب کہ زنان بر رو مالند و (۴) قلعی و سرب سوختہ کہ اسفیداج معرّب آنست صاحب سروری بر معنی دوّم و سوم قانع و برای معنی سوم سندی از امیر خسرو آوردہ (۵۳) صبح ہر اسپیدہ کہ در حقہ بنجیت ؛ حقہ نگون بود سپیدہ بریخت ؛ صاحب برہان بر (سپیدہ) ذکر معنی دوّم و سوم کردہ مؤلف گوید کہ الف اوّل - وصلی است و ہای ہوز آخرہ برای نسبت - باید کہ این را بکسر اوّل خوانیم کہ لفظ سپید بکسر است (اردو) (۱) آنکھ کی سپیدی مؤنث (۲) صبح کی سپیدی - یعنی روشنی - مؤنث صاحب آصفیہ نے مجرد (سفیدی) کی معنی بھی درج

صحیح لکھا ہے (۳) سفیدہ - بقول آصفیہ - مذکر
ایک قسم کا پوڈر جو بارہ سنگے کے سینگ کو پھونک
کر بناتے ہیں اور اسے چھاچ میں ملاکر عورتیں منھ پر
ملتی ہیں مگر یہ دستور ایران کا ہے (۴) قلعی - (دیکھو
(ازرنیز) مؤنث -

اسپیل | بقول برہان و ناصری و جامع و رشیدی
اسپ دزد - ما تعریف کامل این بر (اسپیل بہای
موحدہ) نوشتہ ایم و ذکر ماخذ ہم کردہ ایم - تبدیل
بای عربی با بای فارسی موافق قاعدۂ فارسیان
است کہ ذکرش بر لفظ اسپ گذشت (اردو)
دیکھو اسبیل -

اسپیوش | بقول صاحب برہان با شین
قرشت بر وزن و معنی اسپغول است کہ بزرقطونا
باشد صاحب محیط این را بر لفظ اسبغول السین
مہملۂ آخرہ (اسپیوس) نوشتہ و صاحبان ناصری
و جامع و رشیدی و ہفت و سراج با برہان
متفق اند بشین معجمۂ آخرہ - بخیال ما - اصل این
(اسپ گوش) بود مرکب از (اسپ) و (گوش)
بمعنی گوش اسپ - استعارہ بہ شباہت آن
با گوش اسپ - فارسیان بقاعدۂ خود کاف
فارسی را بہ غین معجمہ و شین معجمہ را بہ لام بدل کرد
اسپغول کردند کہ بجایش گذشت صاحب قوانین
دستگیری ذکر این قسم تبدیل کردہ و درین لغت صرف
تبدیل کاف فارسی با یای تحتانیست برخلاف قیاس کہ
شانش تا بحال از نظر ما نگذشت با حال باید کہ اسپیوش بفتح
الف و ضم تحتانی خوانیم (اردو) دیکھو اسپغول -

است | بقول صاحبان تحقیق بفتح اول و سکون ثانی و تای قرشت لغت فارسیست ہشت معنی
دارد (۱) بقول صاحبان برہان و جامع و جہانگیری و ناصری و سراج بالفتح مخفف استر کہ دواب
مشہور است صاحب جہانگیری از عسجدی سند آوردہ (ــہ) آن خسیس حرامزادہ چو است و ہمچو خر
عرعری کند پیوست ؛ صاحب سروری فرماید کہ درین معنی محل تامل است مؤلف گوید کہ حیف

است که وجه تامل ظاهر نکرد و بخیال ما ماخذ این تحقیق شد و سند بالا برای تسلیم این معنی کافی است
(اردو) خچر - بقول آصفیه - اسم مذکر - ہندی - استر - وه دوغلا جانور جو خر نر اور اسپ ماده سے پیدا ہو
(۲) است بقول برہان و جہانگیری و سراج بالفتح استخوان آدمی و سائر حیوانات و تخم و دانهٔ میوه ہا - صاحب ناصری بر استخوان آدمی و حیوانات قانع - صاحب جہانگیری فرماید که بدین معنی (استه) هم خوانند - خان آرزو در سراج صراحت فرماید که اگرچه استه بزیادت ہای ہوز در آخر مشهور است ولیکن (است) در ہندی استخوان را گویند و این دلیل بر آنکه (است) بدون زیادت ہای ہوز در آخر بمعنی استخوان است چرا که الف به ہا بدل شده و توافق سانین صحیح است مؤلف گوید که مقصود خان آرزو جز این نباشد که فارسیان این را از ہندی گرفته اند و بقاعدهٔ خود ہای ہوز را بالف بدل کرده استعمال کرده اند چنانکه (ہمیان و امیان) و نسبت ہای زائده در آخر عرض می شود که فارسیان در آخر بعض کلمات ہای ہوز زیاده کنند چنانکه (خونخوار و خونخواره) و (ستمگار و ستمگاره) پس جا دارد که بر آخر (است) هم ہای ہوز زیاده کرده (استه) کردند مخفی مباد که بقول صاحب ساطع (اَستهی) در سنسکرت بفتح اول بمعنی استخوان است پس عجبی نیست که فارسیان بحذف یای آخره (استه) بدین معنی استعمال کردند و این بر خلاف خان آرزو دلیل صحت (استه) باشد (اردو) ہڈی - بقول صاحب آصفیه (ہندی) اسم مؤنث - استخوان گٹھلی - بقول آصفیه (ہندی) اسم مؤنث - پھل کا بیج - خستهٔ ثمر - عجام - تخم - حب جیسے "بیر گٹھلی سب ہضم"
(۳) است - بقول برہان و ناصری و جہانگیری بالفتح تفسیر کتاب ژند و پاژند را گویند و

(استا) نیز خوانند و باین معنی بالضم ہم آمدہ و اصح ہمین است - صاحب جہانگیری از حکیم فردوسی سند آوردہ (ـــہ) کہ دین مسیحی ندارد درست ٭ ہمی گبرگی ورزد و ژندواست ٭ خان آرزو در سراج فرماید کہ این ماخوذ است از معنی ششم کہ آست بمعنی (ستایش) می آید - پس اعراب ہردو یکی باشد - صاحب سروری از شہنامہ سندی آوردہ (ـــہ) شہنشاہ ایران سروتن بہ شست ٭ بمعبد حرامید بازند و اُست ٭ مؤلف گوید کہ چاوہ روا این را بالفتح ہم خوانیم کہ ماخذ این بمعنی ششم تقاضای آن می کند (اردو) دیکھو البستا -

(۴) است - بقول صاحب برہان وجامع وجہانگیری وسروری ورشیدی وناصری وسراج باول مضموم سرین وکفل مردم واسپ را گویند و در عربی بالکسر بمعنی حلقہ دبر است کہ سوراخ کون باشد و بعضی بمعنی اول الذکر ہم عربی دانند - صاحب جہانگیری از کلام شمس فخری سند آوردہ (ـــہ) چرخ در مہر شیخ ابواسحٰق ٭ چون میان را بہ بست چابک وچست ٭ از پی افتخار حشمت خویش ٭ شیر را داغ او بود بر اُست ٭ خان آرزو در سراج فرماید کہ بالکسر بمعنی دبر - عربی است و بالضم بمعنی کفل - فارسی - مؤلف گوید کہ بقول صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است بالکسر بمعنی مقعد و حلقہ دبر است پس فارسیان این را مجازاً بمعنی کفل استعمال کردہ باشند و محقق نمی شود کہ بالضم فارسی است - باید کہ بمعنی کفل ہم مکسور باشد و استعمال بالضم تصرف فارسیان است بہ بیخبری از ماخذ - دیگر ہیچ - (اردو) چوتڑ - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - سرین - کفل - کولہ - (انسانون کے لئے) پٹھا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - جانور کا چوتڑ - علی الخصوص گھوڑے کا چوتڑ -

(۵) است۔ بقول برہان و ناصری و جامع و سراج بالضم بمعنی افگندن و انداختن صاحب ناصری گوید کہ بالکسر ہم بدین معنی دیدہ شد و صاحب جہانگیری باتفاق برہان صراحت مزید کند کہ (باستی) بمعنی (بیفگندی) است چنانکہ شفردہ گفتہ (سے) بر نطع زمین طرح تہی چو تو باستی؛ بیست ز تو کش فلک سرزدہ نہادہ؛ مؤلف گوید کہ ہمان امر استادن است کہ صاحبان لغت ذکر این جداگانہ کردہ اند و می آید۔ و (باستی) صیغۂ مضارع حاضر بزیادت بای موحدہ و بدینوجہ کہ (استادن) بمعنی برپا کردن ہم آمدہ (کذا فی بحر عجم) فارسیان (طرح استادن) را بمعنی قائم کردن طرح و طرح افگندن گرفتہ اند و ہمین معنی است در کلام شفردہ کہ بالا مذکور شد و این کم غوری تسامح محققین است کہ این را بمعنی مصدری بیان کردہ اند کہ اصلا معنی مصدری ندارد و بقول صاحب نوادر (است) بالکسر حاصل بالمصدر استادن ہم آمدہ مگر در سند بالا بدین معنی نیست۔ آنچہ صاحب جہانگیری (باستی) را بمعنی (بیفگندی) نوشتہ قابل غور است و اندرین صورت لازم می آید کہ (استن) را مصدر گیریم بمعنی نہادن و افگندن و (است) ماضی مطلق آن و (استی) صیغۂ واحد حاضر ماضی مطلق و مصدر را (استن) از نظر ما گذشت و محققین فرس ہم ازین ساکت اندپس خیال ما ہمانست کہ بالا مذکور شد (اردو) ڈال۔ قائم کر۔ ڈالنا۔ اور قائم کرنا کا امر جیسے کسی مکان کی بنا ڈالنا۔ طرح قائم کرنا۔

(۶) است۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و سراج بکسر اول بمعنی ستایش است و خان آرزو در سراج صراحت کند کہ از ہمین معنی معنی سوم ماخوذ است کہ گذشت۔ صاحب جہانگیری از حکیم سنائی سند جستہ (سے) گفتی بنیز و خواجگہ آن غزنوی غر است؛ تا زان سبب مرا بہ بری

نزد خواجه آب ؛ چون تو د ۔ و غ گفتی وا و از طریق است ؛ هم لفظ غزنوی مصحف ترا جواب
ما گوئیم که این حاصل بالمصدر است از (استودن) که بقول صاحب نوادر بالضم بمعنی ستایش کردن
است صاحب موارد نوشته که (ستایش) و (است) هردو حاصل بالمصدر (استودن) است و
ما (ستایش) را حاصل بالمصدر (ستودن) خیال کنیم بالجمله متحقق شد که بمعنی ستایش اسم جامد نیست
بخیال ما این را بالکسر و بالضم هردو توان گرفت زیراکه (استودن) بکسر و بضم اول هردو آمده
(کذا فی بحر عجم) پس بزیادت الف وصلی (استودن) هم بهردو حرکت آید و (است) حاصل بالمصدر است
بهردو حرکت مذکوره مخفی مباد که بقول صاحب ساطع (استت) بفتح اول وضم سوم بزبان سنسکرت
بمعنی مدح ومنقبت وثنا ست پس عجب نیست که فارسیان بحذف تای آخر این را از لغت
سنسکرت گرفته باشند اندرین صورت باید که بالفتح خوانیم باتی حال (استت) تعلقی دارد باین لغت
ومصدر (استودن) هردو (اردو) ستایش ۔ بقول صاحب آصفیه (فارسی) اردو مین
مستعمل (اسم مؤنث) تعریف ۔ توصیف ۔ سراہنا ۔

(۷) است ۔ بقول برہان وسراج وجہانگیری وناصری بالکسر امر بایستادن وصاحب سروری
گوید که بمعنی توقف وایستادن ۔ چنانکه مولوی معنوی فرماید (ع) بر شتر است رخت ای دل
تنگ سخت ما ؛ است کن چو قافله روی بدین طرف کند ؛ صاحب جامع بر ایستادن قانع شد
مؤلف گوید که آنانکه این را بمعنی ایستادن نوشته اند مقصود شان غیر از حاصل بالمصدر نباشد
که صاحب موارد بر ایستادن صراحت کرده است که (است) هم امر و هم حاصل بالمصدر است
وبقولش (ایستادن) بمعنی توقف کردن هم آمده که صراحت کاملش بجای خودش کنیم سند معنی

اوّل الذکر از سروری است (سراج الدین راجی ـــه) بطاعت شب و روز بر پای است ٭ بدرگاه پیک دعای فرست ٭ بخیال ما این هم من وجه بالغت سنسکرت تعلق دارد که (استها) بقول صاحب سخندان در سنسکرت به معنی (می استد) آمده و بقول صاحب ساطع (ست) بالفتح بمعنی زور و قوت و خوبی و راستی آمده پس مصدر (ستادن) ماخوذ است از لغت سنسکرت و بزیادت الف وصلی (استادن) مرادفش و (است) امرش و معنی قیام کردن اصلی است و توقف کردن مجاز آن ـ (اردو) کھڑا ہو ـ کھڑا ہونا کا امر ـ اُٹھ ـ اُٹھنا کا امر ـ استادہ ہو ـ استادہ ہونا کا امر ـ توقف ـ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکّر ـ دیر ـ وقفہ ـ تاخیر ـ

(۸) است ـ بقول خان آرزو در سراج ـ بفتح و تای قرشت کلمهٔ رابطه است که در جمله اسمیه آید و (هست به ها) ببدل آن و در استعمالات (هست) بر مسند و مسند الیه مقدّم نیز آید بخلاف (است) صاحب سخندان نوشته که در زبان سنسکرت (استی) به همین معنی آمده **مؤلف** گوید که عجبی نیست که فارسیان بحذف تحتانی این را استعمال کرده باشند (انوری ـــه) گه بقیهٔ کافور زیان کرد و گهر ریزه ٭ بینی که چه سود است مرا این مایه زیان را ٭ (اردو) ہے ـ بقول آصفیہ (ہندی) کلمۂ ایجاب ـ ہست یا است کا ترجمہ جیسے آیا ہے ـ گیا ہے ـ

ابستا بقول برهان و رشیدی و (دری و پهلوی) و جامع و ناصری و هفت و انند و سراج بفتح اول و سکون ثانی و ثالث بالف کشیده (۱) تفسیر کتاب زند و بالضم هم آمده **مؤلف** گوید که ذکرش بر (ابستا) گذشت ـ صاحب جهانگیری این را بالضم گفته و از فردوسی سند آورده (ـــه) اگر زیستی اندر استا و زند ٭ فرستاده را زینهار ار گزند ٭ صاحب سروری بحواله تحفه از شمس فخری استناد

کردہ (سـ۵) کند بیان معانی شۂ مطاوی او پس بدان مثال کہ الفاظ زند را استا و فرماید کہ اصح
آنست کہ زردشت کتابی تصنیف کرد ابستا نام و آن را (استا) نیز گویند و تفسیرش زند و تفسیری
کہ بر زند نوشتہ شد نامش پازند است (انتہی) از کلام شمس فخری کہ بالا مذکور شد تصدیق معنی اوّل
می شود و آنچہ صاحب سروری بر عکس آن نوشتہ بر خلاف سند اوست۔ ما اشارۂ این بر (ابستا)
کردہ ایم و صراحت ماخذش ہم در آنجا گذشت پس جا دارد کہ استا را مخفف آن گیریم اندرین صورت
بفتح اوّل باشد یا بر آخر (است) کہ ہمین معنی آمدہ بقاعدۂ فارسیان الف زیادہ کنیم درین حالت
بالفتح و بالضم ہر دو باشد یا این را مخفف (استاد) دانیم کہ بر معنی سوم می آید کہ شرح و تفسیر ہم کار
استاد میکند و خوانندہ را تعلیم مطالب متن کند پس باید کہ این را بضم اوّل خوانیم (اردو) دیکھو ابستا

(۲) استا۔ بقول برہان و جہانگیری و جامع و ناصری و ہفت و سراج بالفتح نام قلعہ ایست از ولایت
رستم دار کہ بحصانت تمام اشتہار داشت۔ صاحب سروری گوید کہ نام ولایتیست از رستمدار۔ موٴلف
گوید کہ اتفاق محققین بر معنی اوّل الذکر است و عجبی نیست کہ آنانکہ (استا) را متن زند دانند یمناً و تبرکاً
نام قلعہ نہادہ باشند کہ جامع ہمہ قوت ہا و خلاصۂ مقبوضات شاہی است یا مخفف (استہان) باشد
بحذف ہای ہوز و نون کہ در روزمرۂ فرس اکثر این قسم حذف شنیدہ می شود۔ صاحب ساطع
گوید کہ (استہان) بالفتح در سنسکرت بمعنی جای و مکان است پس قلعہ ہم جای و مقام پادشاہان
باشد و ہمین وجہ تسمیہ برای معنی آخر الذکر ہم درست می شود (اردو) ایک قلعہ کا نام (استا)
ہے جو ولایت رستم دار مین واقع تھا۔ مذکر۔

(۳) استا۔ بقول برہان و رشیدی و جامع و ہفت و سراج بالضم مخفف استاد کہ آموزانندہ باشد

صاحب جہانگیری و سروری فرماید کہ مرخم استاد است چنانکہ مولانا امیدی فرمودہ (ﮯ) ہر کہ
بیتی سہ چار موزون گفت ٭ گستراند بساط با بالی ٭ کہ طفیلی خوان طفلانش ٭ کی مسلّم بود باستائی
(مولوی معنوی ﮯ) چون مراد عشق استاگردہ ٭ خود مرا شاگرد گیر استا مگیر ٭ صراحت ماخذ
استاد بجایش کنیم کہ می آید - درین جا ہمین قدر کافی است کہ مخفف اوست - صاحب کنز کہ محقق
لغت ترکی است فرماید کہ (استا) بکسر اوّل در زبان ترکی (اُستاذ) را گویند (اردو) استاد بقول
امیر (فارسی) سکھلانے والا - معلم (آتش ﮯ) کیا استاد کو شاگرد اوس طفل پری رو نے پڑھا
روز بسم اللہ علم عشق ملا کو ٭ بقول صاحب آصفیہ (مذکر) (استانی) بقول امیر اس کا مؤنث -
(۴) استا - بقول برہان و رشیدی و ناصری و سراج بکسر اوّل بمعنی ستائیدہ و بدون ترکیب مستعمل
نشود - چون (خودستا) و (خوداستا) و بقول صاحب جہانگیری و سروری و ہفت و انند و جامع
ستایش کنندہ صاحب شمس بمعنی ستایش ہم نوشتہ **مؤلف** گوید کہ فارسیان بر آخر ہر لفظ الف
زیادہ کنند خصوصاً در نظم پس بمعنی ستایش مزید علیہ (است) باشد و بمعنی ستایش کنندہ ہم بر آخر
(است) امر است کہ بقاعدۂ فارسی بر آخر امر آمدہ افادۂ معنی فاعلی کند چنانکہ (دان و دانا) (بین و بینا) ازہمین
قبیل (است و استا) (اردو) دیکھو اَستَ کے چھٹے معنی - سراہنے والا - تعریف کرنے والا -
(۵) استا بقول برہان و جہانگیری و جامع و سروری و ہفت و انند و سراج نام قریہ ایست از
قرای سمرقند و منسوب بدانجا را استائی خوانند صاحب رشیدی گوید کہ در انساب (استان) بنون نوشت
آوردہ **مؤلف** گوید کہ بخیال ما ماخذ این ہمان (استھان) لغت سنسکرت است کہ بمعنی دِ دَم گذ
دیگر ہیچ - آنچہ صاحب انساب این را بنون آخر (استان) نوشتہ است ازنیم تصدیق ماخذ بیان کردۂ ما

میشود که (اسپهان) را فارسیان بحذف های هوز (اسپان) کرده باشند بعض اہل لغت منسوب به
(استا) را (استانی) نیون نوشته اند چنانکه در نسخه از نسخ برہان دیده ایم عجبی نیست که صاحب انساب
ازہمین استعمال دانسته باشد که اصل این استان است بالجمله اتفاق اہل لغت بر (استا) بدون نون
است وبس (اردو) سمرقند کے ایک قریہ کا نام فارسیون نے (استا) رکھا ہے - مذکر -

(۶) استا - بقول رشیدی و ناصری و انند بحواله سامانی بالضم بمعنی اصل و قانون آمده حیف است
که از کلام استادان فرس سندی بدست نیامد بنجیال ما عجبی نیست که این ماخوذ از (ست) با
باشد که بقول ساطع در سنسکرت بمعنی روح و خلاصه چیزی آمده فارسیان بزیادت الف وصلی
در اوّل والف زائد در آخر موافق قاعدۂ خود (استا) کرده مجازاً بمعنی اصل استعمال کرده باشند که
روح ہم اصل ذوی الارواح است غیر ازین چیزی دیگر بفہم ما نمی آید والله اعلم (اردو)
اصل بقول امیر (عربی) مؤنث - فرع کی ضد - بنیاد - جڑ - ماخذ - مادہ -

استاتو | استعمال - بقول صاحب بول چال مفرّس اسٹیچو (لغت انگلیسی) است که بمعنی بت
سنگی باشد معاصرین عجم تای ہندی را تای عربی و یای تحتانی را بالف وجیم فارسی را به تای قرشت
بدل کرده اند تبدیل اوّل موافق قیاس است که چاره نبود و تبدیل ثانی ہم چنانکه (ارمغان ودہقان)
تبدیل سوم برخلاف متقدمین و ایجاد معاصرین است - ناصرالدین شاه قاچار استعمال این در
در سفرنامۂ خود کرده (اردو) بت - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - مورتی - مورت - وہ
صورت جو پتھر اور پیتل وغیرہ کی بنادیں -

استاث | بقول صاحب شمس بالفتح وثای مثلثه در آخر چنانکه در بعضی فرہنگ است اغلب آنست

که تصحیف (استان) است بنون آخر بمعنی پیش و - مؤلف گوید که دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
و بقاعدۂ فارسی تبدیل نون با ثای مثلثه بنظر ما نیامد بخیال ما تصحیف کاتبین باشد دیگر هیچ - این
همان استان است که می آید (ارد و) دیکھو استان -

استاخ بقول برہان بضم اوّل (۱) بر وزن و معنی گستاخ است که بی ادب و لجوج باشد
و بکسر اوّل (۲) شاخی که تازه از درخت روئیده باشد - صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل گوید که
با واو (اوستاخ) هم آمده و صاحب جهانگیری از سیف اسفرنگی برای معنی اوّل سند آورده -
(س) تیر از گشاد چشم تو استاخ می رود ٭ شاید که در حریم دل خصم محرم است ٭ (حکیم سنائی س)
با کسی علم دین نگفت استاخ ٭ زانکه دل تنگ بود و علم فراخ ٭ و صاحبان انند و مؤید و شمس و ناصری
و جامع هم بر معنی اوّل قانع - صاحب سروری بذکر معنی اوّل فرماید که اوستاخ و بستاخ به بای
موحده اوّل هم گویند (س) بدین زبان مکش استاخی مرا و بدان ٭ مرا سخای تو کرد است بیش از این
استاخ ٭ خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی فرماید که مخفف (اوستاخ به واو مجهول) است مؤلف
عرض کند که صاحب برہان بر (ستاخ) ذکر معنی دوم کرده و معنی اوّل را ترک فرموده بخیال ما
(استاخ) بمعنی اوّل اصل است لغت فارسی و گستاخ مبدّل آن که بقاعدۂ فارسی الف با کاف
فارسی بدل شود چنانکه (ارگنج و گرگنج) که نام شهری است و ماخذ ستاخ بجایش ذکر کنیم و ازیجه
بعض محققین این را با واو (اوستاخ) نوشته اند غیر ازین نباشد که بلب و لہجۂ مقامی ضمۂ الف
را ظاهر کردند و بمعاوضۂ آن در کتابت و آواز یاده کردند و این قاعده در زبان ترک عام است
و لیکن در فارسی کم کم بنظر می آید بمجو (استاد و اوستاد) و نسبت معنی دوم خیال ما این است

کہ فارسیان مجازاً شاخ تازہ را نام نہادند مخفی مباد کہ صاحب برہان بر (ستاخ) نوشتہ کہ
بعضی شاخی را گویند کہ در شاخ دیگر بہ پیچد (الخ) پس این ہم نوعی از گستاخی باشد وجا دارد کہ فارسیان
(ستاغ) را کہ بقول برہان بمعنی شاخ گاو و گوسفند است (ستاخ) کردہ باشند بہ تبدیل غین معجمہ
باخای معجمہ ہمچو (چرغ وچرخ) وپس ازان بزیادت الف وصلی شاخ درخت را استعارۃً
نام نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) (۱) گستاخ۔ بقول آصفیہ (فارسی) شوخ۔ بے ادب
(۲) درخت مین نکلی ہوئی تازہ شاخ۔ (مؤنث)

استاد | بقول برہان بضم اوّل وسکون ثانی (۱) آموزگار و آموزانندہ و (۲) دانندۂ
صنعتی از امور کلیہ وجزئیہ واین را (ستاد) ہم گویند بقول مؤید آنکہ در کاری ماہر باشد گویندو
فلان کار را استاد است یعنی داناست بہار ذکر معنی اوّل فرماید کہ (استاذ۔ بذال معجمہ) معرّب و
(اوستاد) و (استادانہ) مزید علیہ و (استا) مخفف این۔ صاحبان انند و غیاث گویند کہ (استاد)
ہم مخفف (استاود) باشد مرکب از (استا) کہ بمعنی کتابت است و (ود) بفتح واو و دال
مہملہ بمعنی دانا و ترکیب مقلوب است از عالم گلاب۔ صاحب ہفت بذکر ہر دو معنی بالا فرماید
کہ (۳) بالکسر بمعنی استادن است مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نیست کہ حاصل بالمصدر
(استادن) باشد وچرا نگوئیم کہ (۴) ماضی مطلق ہم باشد از مصدر استادن۔ خان آرزو در
سراج بر معنی اوّل و دوم قانع۔ صاحب شمس بحوالہ سنجری آوردہ کہ (۵) بالفتح روز
بست وششم از ماہ شمسی است بخیال ما ماخذ بیان کردۂ صاحبان غیاث وانند درست
است کہ (استا) تفسیر زند باشد کہ گذشت مجازاً بمعنی مطلق کتاب ہم توان گرفت مگر ضرورت

نداردکہ معنی حقیقی ہم بکار می خوردو (و د) بقول برہان بمعنی دانشمند آمدہ کہ مرادف دوناست پس این
قلب اضافت (دانای استا) باشد یعنی عالم استاو مجازاً مطلق عالم وتعلیم دہندہ وآموزانندہ
ومعنی دوم ہم مجاز است ونسبت معنی سوم عرض میشود کہ محققین مصادر این را حاصل بالمصدر
(استادن) نہ نوشتہ اند میفرمایند کہ حاصل بالمصدرش (استادگی) است وغیراز صاحب ہفت
دیگر کسی ذکر (استاد) بالکسر نہ کرد وبقواعدی کہ برای حاصل بالمصدر مدون است کہ ذکرش
برلغت (آموی) کردہ ایم (استاد) را حاصل بالمصدر توانیم گرفت ومعاصرین عجم ہم بر زبان دارند
ومعنی پنجم را غیراز صاحب شمس کسی نہ نوشت حیف است کہ سندی پیش نہ شد واگر تسلیمش
کنیم وجہ تسمیہ این جزاین نباشد کہ فارسیان بست وششم ماہ شمسی را متبرک دانند وبعقیدۂ
شان در ہمین یک روز تقسیم کاروبار بفرشتگان ہر یک ماہ می شود پس از معنی اول این را مجاز
گرفتہ باشند واللہ اعلم (صائب سلہ) زنگی کہ از حزان خجالت شکستہ شد ٭ بر چہرہ کاریلی استاد
می کند ٭ (انوری ۵۲) رایت استادکار آن دیوان ٭ کہ دہد آفتاب را مرسوم ٭ سند
معنی سوم بر (استاد کردن) می آید (اردو) (۱) استاد - بقول امیر (فارسی) سکھانے والا معلم
دیکھو استاد (۲) استاد - بقول امیر آزمودہ کار - کامل ہر فن (قلق ۵) وہ قراول بلا کے
وہ صیاد ٭ فن صید وشکار میں استاد ٭ (۳) استاد - بقول امیر - (مؤنث) فارسی - استادن
کا حاصل بالمصدر فرمایا ہے کہ خیمون اور نگیرون کے ساتھ اس کا استعمال زیادہ ہے -
(فقرۂ امیر) داروغہ صاحب سے پوچھ لیجئے کہ خیمون کی استاد کہان ہوئی (۴) کہڑا ہوا -
کہڑا ہونا کا ماضی مطلق - کہڑا ہونا - بقول آصفیہ اٹھنا - استادہ ہونا - (۵) فارسیون نے ما

شمسی کی چھتیس تاریخ کو (استاد) کہا ہے۔

استادانہ | استعمال - بقول بہار مزید علیہ استاد
دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد (مخلص کاشی
ع) جا برای بادہ از شیشہ پر زہ نیست ؎
ساخت ہر کس شیشہ بہر بادہ استادانہ است ؎
اگر در مصرع ثانی بعوض لفظ (است) لفظ
(اوستادی) بود این سند برای معنی بیان کردہ
بہار مخصوص می شد - الف و نون و ہای ہوز
در آخر لفظ افادہ معنی مثل و طرز ہم کند ہمچون دوستانہ
و بعضی بر نیند کہ الف و نون جمع باشد و ہای
لیاقت بر و زیادہ کردہ اند ہمچو (شاہانہ و زرگانہ)
و بلفظ (جاودانہ) ہای نسبت بر (جاودان)
زیادہ شدہ و جاودان مخفف جاویدان و
جاویدان مزید علیہ جاوید است - پس درین
شعر این معنی ہم صادق می آید کہ ہر کہ شیشہ را
از برای بادہ وضع کرد کار او (استادانہ) باشد
یعنی مثل استادان و مقصود انیست کہ او استاد
است (استادانہ) در حقیقت بمعنی استادانہ باشد
زیرا کہ فارسیان برای مزید علیہ الف و نون و یا
نکنند نہ (الف و نون و ہا) ولیکن حاصل معنای
او بمعنی استاد باشد ازینجاست کہ فارسیان
(مستانہ وار) بمعنی مثل مست استعمال کردہ اند۔
(اردو) استادانہ - اردو مین مستعمل ہے۔
جیسے اونکا یہ فعل استادانہ اور دوستانہ ہے۔

(۱۵۵۲) **استاد بر آمدن** | استعمال - بمعنی استاد ثابت
شدن است چنانکہ ظہوری گوید (ع) با
خوشتن آوردہ ام این مہر و محبت تو شاگردی
خود کردہ ام استاد بر آیم ؎ (اردو) استاد
ثابت ہونا۔

استاد در سبق و طعام در طبق | مثل -
بجز صاحب احسن دیگر کسی از محققین امثال ذکر
این نکرد ولیکن معاصرین عجم تصدیق این می کنند
فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان

(۱۵۵۷)

از مزدمت استاد باشد کہ بر معاوضۂ خدمت خود حریص است و تلامذہ خدمتش ہم می کنند یعنی چون استاد شاگرد خود را سبق مید ہد طعام از برای او در طبق مہیا می باشد و او بپاس این درس شاگرد بدل وجان مصروف می باشد و بعضی برآنند کہ چنین باشد بلکہ ازین مثل تعریف استاد میشود کہ پروای طعام نمی کند و مشغول بہ تعلیم شاگرد است اما کثرت رای بر معنی اول است (اردو) استاد نہ پڑھائے جب تک کھانا نہ کہائے۔" اس کا استعمال دکن مین ہے۔ جس سے استاد کی خود غرضی کا اظہار ہوتا ہے اور قریب قریب یہ مثل کے فارسی مثل کا ترجمہ ہے۔

استادِ سرای ہفت رخشان | اصطلاح | بقول صاحبان بحر و ہفت و شمس و مؤید و فرہنگ انندراج کنایہ از ستارۂ مشتری است صاحب انند این را (استاد سرای ہفت درخشان) نوشتہ مؤلف گوید کہ اند ہفت رخشان) سبعۂ سیارہ مراد است و این۔ مرکب اضافی است بدین وجہ کہ مشتری را قاضی فلک گفتہ اند (استاد سرای ہفت رخشان کنایہ باشد ازو (اردو) مشتری بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ دیکھو ارمرکا نمبر ۱۲

استاد کردن | استعمال بمعنی ماہر کردن بدرجۂ اعلی است چنانکہ ظہوری گوید (ص) سنان غمزہ اش در زخم بندی کردہ استادم ؛ علاج زخم پیکان اینکہ پیکانی برو بندم ؛ (اردو) استاد بنا دینا۔ یعنی اعلی درجہ کا ماہر کر دینا۔

اِستادگار | استعمال۔ بقول صاحب انند بالکسر بمعنی دربان وخادم است فرماید کہ از فرہنگ سکندرنامہ این معنی بنظر آمد۔ مؤلف گوید کہ این متعلق است بمعنی سوم (استاد) گار بقول برہان لفظی است کہ افادۂ معنی فاعلی کند وقتی کہ بلفظی دیگر داخل شود ہمچو آموزگار و معنی خداوند ہم بنظر آمدہ (الخ) پس استادگار بمعنی کسی باشد کہ صاحب استادگی است وکنایہ از

دربان وخادم است کہ ہمیشہ استادہ باشد و ادائے
فریضۂ خدمت خود (اردو) دربان۔ بقول
آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ حاجب۔ ڈیوڑھی بان
ملازم دروازہ۔ پہرے دار۔ دیکھو اتالیق۔ خادم
بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ نوکر۔ چاکر۔
خدمتگار۔

استادگشتن | استعمال۔ بمعنی معلم شدن۔ (۱۵۹)
چنانکہ ظہوری گوید (ع) مرغ دلہامی پرانی
ونگہ برمیرہی ٭ گشتۂ استاد خود مشق شکاری کنی ٭
(اردو) استاد ہونا۔

استادگی | بقول بہار (۱) بالکسر ثبات وقیام
و (۲) توقف و اہمال و (۳) بجد گرفتن در کارے
ومواظبت نمودن۔ خان آرزو در چراغ ذکر
ہر سہ معنی کردہ (صائب ع) میتواند گشت
مارا قطرۂ سیراب کرد ٭ این قدر استادگی ای ابر
دریا دل چرا ٭ (صائب ع) آب در استادگی
از سرو یابد فیض بیش ٭ چشم حیران قدر داند جلوۂ
مستانہ را ٭ (ولہ ع) با قامت خم از عمر
استادگی مجوئید ٭ پا در رکاب باشد تیری کہ
در کمان است ٭ (شفیع اثر ع) استادگی
کشتن او وقف لازم است ٭ مؤلف گوید
کہ استادگی حاصل بالمصدر استادن است۔
حیف است کہ صاحبان نوادر و موارد این را
فرو گذاشتہ اند صاحب بحر ذکر این ذیل مصدر
(استادن) کردہ است و صراحت نمی کند
کہ حاصل بالمصدر باشد ولیکن ہمین آخر
معنی را ذکر می کند یعنی اوّل و دوم حقیقی
است و معنی سوم مجاز آن (اردو) (۱)
قیام۔ بقول صاحب آصفیہ (عربی) مذکر
ٹھہر رہنا۔ استادگی (۲) توقف۔ بقول صاحب
آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ دیر۔ وقفہ۔ ڈھیل
(۳) اصرار۔ بقول امیر۔ عربی۔ (مذکر) ہٹ
(قلق ع) جب پری نے کیا بہت اصرار ٭
یہ بھی سمجھا کہ عذر ہے بیکار ٭

(۱۵۴۰) **استادگی داشتن** استعمال - بمعنی قیام وثبات داشتن متعلق بمعنی اوّل استادگی. استادگی چنانکه صائب گوید (۵۰) ندارد اینقدر استادگی تعمیر احوالم ؛ مرا زیر و زبر یک جلوهٔ مستانه می سازد ؛ (اردو) قائم رہنا بقول آصفیہ کھڑا رہنا - ٹکا رہنا - برقرار رہنا -

استادگی رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که بمعنی اہمال رفتن و توقّف واقع شدن است ومتعلق بمعنی دوم استادگی - سند آصفی از شعر علوی مثنوا است (فقره) با همه روانیٔ طبع در ین فقره استادگی رفت ؛ (اردو) توقّف واقع ہونا

استادگی کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که متعلق باشد بهر سه معانی استادگی یعنی (۱) قیام کردن و (۲) توقف نمودن و (۳) اصرار کردن تشفیع اثر (۵۱) لطف کن تا بنده در خدمت کند استادگی دست چوبی می کند ثابت قدم تصویر را ؛ (غنی کشمیری ۵۲) گر کند استادگی ابر بهار ای باغبان آبروی می پرستان را بزیر تاک ریز ؛ (صائب ۵۳) استادگی چگونه کند در نثار جان ؛ صائب که مرگ و زندگیش از برای تست ؛ (محسن تاثیر ۵۴) خوش بجد استادگی در منع جانان می کند ؛ پاسبان بخت جان تاثیر منبع پرده است ؛ (اردو) (۱) کھڑا رہنا - قائم رہنا (۲) توقّف کرنا (۳) اصرار کرنا - ہٹ کرنا -

استادن بقول صاحب بحر بالکسر (۱) ضد نشستن یعنی راست کردن قامت و برپا شدن و (۲) برپا کردن و (۳) باز داشتن و منع کردن از رفتن (استد) مضارع این - کامل التصریف و فرماید که الف مکسوره در پنج صیغهٔ غیر سالم از مصادر مکسور الالف بآوردن بای [illegible] و نون نفی بیای حطی مبدّل شود صاحب نوادر در معنی اوّل قانع و گوید که بدون الف ستادن هم آمده

و (است) امرش۔ صاحب موارد فرماید که (ایستادن)
بزیادت تحتانی و دوم ہم گفته اند و حاصل بالمصدر
این بروزن امراست که گذشت نیز فرماید که (۴)
بمعنی توقف کردن ہم مؤلف گوید که (استاد) ہم
حاصل بالمصدر این باشد بروزن ماضی که ذکرش
گذشت و (استاده) اسم مفعول که می آید۔ صاحب
انند ہم ذکر این مصدر کرده بمعنی اول قانع۔ محققین
فرس (استای) را ہم امر این گفته اند ما درین
ہمچشی داریم و صراحت کاملش ز (استای) می آید
بخیال ما این ماخوذ است از سنسکرت که بقول
ساطع (ستا) بمعنی زور وقوت آمده و از ہمین است
(ستھاپت) بقولش بمعنی قائم و (ستھان) بمعنی مقام
و مکان پس فارسیان بزیادت علامت مصدر
بر آخر (ستا) ستادن کرده بمعنی راست کردن قامت
و قائم شدن گرفته باشند و اصل ہمین باشد (استادن)
بزیادت الف وصلی ز عیبهش و معنی دوم و سوم
مجاز آن (صائب ــــه) چون آب کز استادن
بسیار شود سبز ٭ از مهلت ایام شود تیره روانها
(اردو) (۱) ٹھنا۔ کھڑا رہنا (۲) کھڑا کرنا
(۳) روکنا (۴) توقف کرنا۔ ٹھہرنا۔

استاده | بالکسر۔ بقول انند (۱) چوبی که خیمه
و مانند آن بر آن نصب کنند فرماید که این لفظ
ہندیست (خان آرزو ــــه) آسمان باشد شکوه
او ز عاجز نالیم ٭ خیمه اش بر پا می از استاده آه من
است ٭ (وحید ــــه) ریسمان تا بیدن شاہان
پی چاکر خطا است ٭ خیمه دولت بپا از زور این
استاده است ٭ بہار بذکر معنی بالا ہر دو سند را
ذکر کرده و مقر ہندی بودن است بخیال ما از سند
ثانی پیدا است که استاده (۲) بمعنی چاکر و خدمتگار
ہم ہست که دائم استاده باشد و این مجاز معنی
حقیقی است۔ بعضی از معاصرین گویند که در کلام
وحید ہم استاده بمعنی اول باشد ما می گوییم که
در مصرع اول۔ ذکر چاکر و ریسمان و در مصرع
ثانی ضمیر (این) بطرف چاکر سند ادعای ماست و

ولفظ (زور) هم دلالت بمعنی دوم کند که خیمه استاده
نشود تا آنکه چاکران زور خود بر ریسمانهای خیمه صرف
نکنند - قائل - (۳) اسم مفعول است از مصدر
استادن - وارسته هم بزبان بهار و صراحت کنند
که در فارسی بودن این تردد است زیرا که نه در
کتب متداوله لغت بدین معنی دیده شده و نه در شعر
استادی - خان آرزو لفظ هندی بسته باشد و قرینه
که بهار که از معتقدان خان آرزو است با دعای
فارسی بودن آن بدین معنی آورده و بهمین شعر
خان آرزو متمسک گشته ای کاش بشعرای ایرانی
که زبان دانی فارسی حق ایشانست تمسک می جست
تا تردد از میان برمی خاست (انتهی) مؤلف
گوید که بیچاره بهار صراحت کرده است که این لغت
هندی است ولیکن صاحب بحر عجم که استاده را
ذیل مصدر (استادن) ذکر این کرده جواب
وارسته مید هد و فرماید که بهار در رای خان آرزو
شعر وحید هم نوشته شاید بنظر وارسته رسیده باشد (انتهی)
بنده (شاگردش) عرض می کنم که ما شعر وحید را
متعلق از معنی اول ندانیم چنانکه بالا عرض کرده ایم
ولیکن چوب خیمه را معاصرین عجم هم (استاده) گویند
و این معنی مجاز از معنی حقیقی خلاف قیاس هم نیست
اگر بقول وارسته از نظم استادان عجم سندی
بدست نیاید قصور تلاش ما بیش نیست (صائب
۹۳) مقبول نیست طاعت هر کس شکسته
نیست ٭ استاده را ثواب نماز نشسته نیست ٭
(اردو) (۱) استاده - بقول امیر (مؤنث) خیمہ
اور شامیانے کی چوب (بیخود ۵) یہ چاندی
کی استادوں میں ہے چمک ٭ مخمل چین سے ہے
کہکشان فلک ٭ صاحب آصفیہ نے اس لفظ
کو ترک کیا ہے اور انہیں معنوں میں (چوب)
کا استعمال کیا ہے (۲) نوکر - چاکر - ملازم -
خدمت گار (مذکر) (۳) کھڑا ہوا - کھڑا ہونا
کا اسم مفعول -

استاده رفتن | استعمال - بکسر اول بعد انتظار

رفتن معاصرین عجم استعمال این می کنند۔ صاحب
روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر
این کرده است چنانکہ "ایستاده رفتیم" یعنی
انتظار کرده رفتیم (اردو) راه دیکھکر جانا۔
انتظار کرکے جانا۔

استادِ ہفت آسمان (اصطلاح) بقول
صاحب بحر و ضمیمۂ برہان بالضم و اضافت استاد
ہمان کوکب مشتری است کہ بر (استاد سرای
ہفت رخشان) گذشت۔ بدین وجہ کہ مشتری
را قاضی فلک گویند کنایۃً بدین نام موسوم
کردند (اردو) مشتری (دیکھو ارمز) مؤنث

استاده گردیدن استعمال۔ بالکسر بمعنی

(۱۵۹۱) **استاده گشتن** قائم و ساکن شدن است
چنانکہ صائب گوید (ﮯ) نکرده اشک در چشمیکہ
حیران تو می گردد ٭ کہ آب استاده از سرو خرامان
تو می گردد ٭ (اردو) کھڑا ہونا۔

(۱۵۹۲) **استادی** استعمال۔ بالضم۔ یای مصدری

بر لفظ استاد زیاده کرده اند کہ بمعنی معلمی باشد و کنایۃً از
مہارت در ہنر و مجازاً بمعنی چالاکی فارسیان این
را با مصادر مفرده آورده مصدر مرکب
کرده اند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ﮯ)
شدند استادی غم آه مرا ٭ نفس سوختہ جانان
مزدور منند ٭ (ولہ ﮯ) بشاگردی قبولم کرد
دانای ہنر پرور ٭ ز استادی غرور یک نشان
در ہر فنی دارم ٭ (ولہ ﮯ) استادی شوق
ببین کہ چون است ٭ از موج بر آب دیده ام
پل ٭ (اردو) استادی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی
(مؤنث) بمعنی کمال ہنر۔ استاد ہونا۔ لفظ استاد پر
یای مصدری۔

استادی بکار بردن (مصدر اصطلاحی) بالضم (۱۵۹۳)
کنایہ باشد از چالاکی کردن و از ہوشیاری کار گرفتن
چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ) اگرچہ می برد استادی بکار
ولی ٭ بجد ست آمده در اختلاط تغییری ٭ (اردو)
استادی کرنا۔ چالاکی کرنا۔

استار باد | بقول برہان و انند و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل نام شہریست در طبرستان
مشہور باستر آباد (منوچہری ــہ) تا طرب و مطرب است مشرق با مغرب است ٭ تا مین
و یثرب است آمل و استار باد ٭ بنشین خورشید وار ای خورجشید وار ٭ فرخ و امید وار چون
پسر کیقباد ٭ خان آرزو در سراج گوید که استر آباد قلب آنست - صاحب سروری از فخر الدین
گرگانی ہم سندی آوردہ (ــہ) چو برخیز ز خواب باد ادی ٭ ز من خواہ حریر استار بادی ٭
صاحب ناصری فرماید که شہریست گرگان منسوب بگرگین و در بعضی تواریخ آمده که استر آباد را
نوشیروان ساخته چون (ہزار بد) والی استخر در خروج آن دخالت کرده وزری فرستاده نوشیروان
آن شہر را (استخر اباد) نام نہاد و بتدریج خا محذوف و (باستر اباد) معروف شد و (استار) نام
موضعی است در راہ گیلان باردبیل - مؤلف عرض کند که وجہ تسمیہ بیان کردۂ صاحب ناصری
قرین قیاس است پس اصل این (استر آباد) و لب و لہجۂ مقامی آنرا زیادت الف بعد تای
قرشت (استار اباد) کرد و بحذف الف ثالث (استار باد) شد سوقیان عجم و روزمرۂ اکثر الفاظ
حرکت فتحہ را طوالت می دہند و بجبران اخذ بعوض فتحہ الف را داخل کتابت کردہ باشند
پس (استار باد) را قلب (استر اباد) توان گرفت نہ بالعکس آن چنانکہ ادعای خان آرزو است
عجب است کہ صاحب ہفت این را (استار بارہ) بکسر اوّل و سکون سین مہملہ و مثناۃ فوقانی
بالف کشیدہ و رای مہملہ ساکن و موحدۂ تحتانی بالف کشیدہ و فتح رای قرشت و ہای مدور ہم
آوردہ - (اردو) استار باد - استر آباد - طبرستان کے مشہور شہر کا نام ہے (مذکر)

استارہ | بقول برہان و مؤید و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری و جامع بکسر اوّل (۱) معروف است

کہ ستارہ و کوکب باشد۔ صاحب ناصری از مولوی معنوی سند آوردہ (ع) دوش من پیغام دادم سوی تو استارہ را ؛ گفتمش خدمت رسان از من تو آن مہ پارہ را ؛ صاحب رشیدی گوید کہ ہمان (ستارہ) است و بس کہ می آید۔ بخیال ما فارسیان الف وصلی در اوّل (ستارہ) آوردہ استارہ کردند دیگر ہیچ و ماخذ (ستارہ) بجایش مذکور شود (اردو) ستارہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) (اسم مذکر) کوکب دیکھو ازرن زرین۔

(۲) استارہ۔ بقول برہان و مؤیّد و سروری و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر شامیانہ و سائبان راہم گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی سائبان و چادر و خیمہ و شامیانہ باشد۔ مؤلف گوید کہ بہار بر لفظ (ستارہ) کہ بدون الف وصلی است این را بالفتح آوردہ گوید کہ بر وزن شرارہ نوعی از چادر باشد کہ آنرا شامیانہ خوانند و خیمہ نیز کہ از پارچہ بسیار نازک دوزند بجہت منع مگس و پشّہ و آنرا درین زمان پشہ دان گویند و بمعنی چادر شامیانہ بکسر ہم آمدہ مؤلف عرض کند شامیانہ و سائبان ہم بالای سر بلندی باشد پس عجبی نیست کہ فارسیان از معنی اوّل این را مجازاً گرفتہ باشند آنچہ صاحب ناصری بمعنی خیمہ گرفتہ مقصودش ہمان باشد کہ بہار بر لفظ (ستارہ) صراحت آن کردہ و از ہمین صراحت می کشاید کہ (استارہ) را بالفتح ہم توان خواند (اردو) شامیانہ۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ کپڑے کا سائبان۔ آسمان گیر۔ مچھر دان۔ دکن میں اس پردہ سائبان کو کہتے ہیں جو جالی یا باریک کپڑے سے بنایا جاتا ہے۔ اور پلنگ یا فرشی بچھونے پر لٹکایا جاتا ہے تاکہ مچھروں سے بچیں۔ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہے بعض اہل زبان سے ہم نے مچھردان سنا ہے لیکن اکثر محاورۂ اردو میں مسہری کا پردہ کہتے ہیں۔

(۳) استارہ بقول برہان و مؤید و سراج و ہفت و شمس و جہانگیری بالکسر معنی مسطر فولادی و چوب جدول کشان ہست بخیال ما فارسیان این را از معنی چہارم مجازاً گرفتہ باشند کہ صورت مسطر فولادی مشابہ تار باشد و چادار و کہ فارسیان (ستار) را بزیادت ہای نسبت در آخر و الف وصلی در اول (استارہ) کردہ مجازاً برای مسطر فولادی نام نہادہ باشند ما میگوئیم کہ مسطری را ہم (استارہ) توان گفت کہ از رشتہ درست کنند کہ او ہم تار را دارد و چوب جدول مجازاً آن باشد کہ بوسیلۂ ان ہم نشان سطر درست میشود۔ (اردو) اول۔ بقول آصفیہ جدول کش۔ لکیر کھینچنے کا گول ڈنڈا۔ (مذکر) ۔ مسطر۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ کاغذ کی وصلی جس پر سطریں کھینچنے کے لئے ڈورے سے سی لیتے ہیں (مصحفی ﷺ) زخم اس تیغ کے ہیں میرے تن لاغر پر جیسے پرکار سے خط کھینچے کوئی مسطر پر ؛

(۴) استارہ۔ بقول برہان و مؤید و (دوری و پہلوی) و ناصری و سراج و ہفت و شمس بالکسر طنبورسہ تار را گویند صاحب سروری فرماید کہ استارہ طنبوری کہ سہ تار داشتہ باشد و صاحب جامع فرماید کہ مرادف ستارہ باشد و بس مؤلف گوید کہ صاحب برہان (ستار) بدون الف وہای ہوز و (ستارہ) بدون الف اول ہم ہمین معنی نوشتہ پس عجبی نیست کہ اصل این (ستارہ) باشد یعنی طنبوری کہ منسوب و مرکب از سہ تار است۔ فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ۔ (استارہ) کردند و (ستار) مخفف آن بحذف الف اول و ہای ہوز آخرہ (اردو) ستار بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک طنبورہ کی قسم کے باجے کا نام جس میں حضرت امیر خسرو دہلوی نے بہت کچھ ایجاد کیا۔ اوّل اوّل اس باجے مین صرف تین ہی تار ہوا کرتے تھے (رند ﷺ) چھیڑو پردہ اپنے عاشق

سے ۔ اس پری کا ستارہ کرتا ہے ﴿

(۵) استارہ بقول برہان و سروری و جامع و ہفت و شمس جہانگیری بالکسر نام بلوکیست از مضافات لاہیجان و نام قلعۂ از ملک دکن ۔ صاحب مؤید بر معنی آخر الذکر قانع و صاحب ناصری بر معنی اول الذکر ۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اول نسبت معنی آخر فرمایدکہ نام قلعۂ دکن (ستارہ) است بدون الف و فارسی نیست کہ گویند در اصل (ستارہ) بود (انتہی) مؤلف گوید کہ مقصود برہان جز این نباشد کہ فارسیان (ستارہ) را بمعنی آخر الذکر بزیادت الف وصلی (استارہ) ہم استعمال کردہ باشند عیبی ندارد و عجب است کہ صاحب برہان این ہر دو معنی را بر (استارہ) نہ نوشت و وجہ آن جز این نباشد کہ استعمال فارسیان بہمین دو معنی بالف وصلی باشد انچہ فارسیان بلوک خود را بدین نام موسوم کردند جز این نیست کہ آبادیش بر بلندی بود و مجاز از معنی اول بلحاظ مستقیم باشد بمجاز معنی سوم و انچہ اہل ہند قلعۂ را بنام (ستارہ) موسوم کردند عجبی نیست کہ ماخذ آن استر باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی سلاح و حربہ آمدہ و قلعہ ہم مقام حرب و سلاح و حربہ باشد یا ماخذ این (ستار) باشد کہ بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی فرصت و قابوست کہ قلعہ ہم جای فرصت و قابو باشد و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) استارہ ۔ مضافات لاہیجان سے ایک شہر کا نام (مذکر) اور ستارہ دکن کے ایک قلعہ کا نام ہے ۔ مذکر

استاسنہ	(استعمال) صاحب بول چال ذکر الف و ب ہر دو کردہ و صاحب (الف)
استاسیون	بہ بنا بر (ب) قانع این مفرس است از (اسٹیشن) کہ در انگلیسی زبان (ب)

جای قیام را گویند ۔ ہمچو ریلوی اسٹیشن کہ برای فرود آمدن و سوار شدن مسافران و دیگر ضروریات

معنای - تبدیل نقل و حرکت سامان وغیرہ ذالک در راہ سلک الحدید کالسکۂ دخانی درست کنند کہ
آن کالسکہ پنج یا دو دقیقہ یا کم وبیش ازان در انجا قیام کنند و باز راہ خود گیرد ناصر الدین شاہ
قاچار در سفرنامۂ خود ذکر این کردہ و بعض معاصرین عجم در روزمرۂ خود این را (استیشن)
ہم خوانند (اردو) اسٹیشن - بقول امیر (انگریزی) مذکر قیام کی جگہ جیسے ریلوے اسٹیشن
یعنی وہ مکان جہاں ریل مسافروں کو سوار کرنے اور اتارنے کے لئے ٹھہرتی ہے -

استافیل بقول برہان وہفت وغیاث واننددبروزن اسرافیل بلغت رومی انگور را گویند
وبعربی عنب خوانند - صاحب محیط برانگور فرماید کہ بروزن رنجور اسم فارسی است بعربی (عنب)
وبترکی (اوزم) وبہندی (داکہہ) گویند و آن ثمر مشہور درخت تاک ورز است کہ آنرا بیونانی
(انبالس) گویند ورنگ آن سفید وسرخ وسیاہ آنرا بعربی (احداق البقر) گویند - تری وجبلی
وبستانی می باشد وہر یک ازان تابستانی وزمستانی واقسام آن بسیار و بجواله شیخ می فرماید کہ انگور
سفید بہتر از سیاہ است گرم وتر در آخر اول وگویند بسیار شیرین آن گرم وتر تا دوم - بہترین سیوہ
در غذائیت وتولید خون صالح مصفی خون - دافع مواد سوداوی واحتراقی وجالی ومنضج
وسریع الانحدار ومصلح وموافق حال ومنافع بسیار دارد (اردو) انگور - مذکر - دیکھو ازم
کے دوسرے معنی -

استاک بقول صاحب جامع بروزن مسواک - شاخی کہ تازہ از تاک روید - صاحب ہفت
این را بکاف فارسی آورد فرماید کہ شاخی تازہ کہ از درخت تاک وسنبل وغیرہ می روئید و
باشد خان آرزو در سراج بتعمیم معنی متفق با صاحب ہفت مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این

بمعنی (استاخ) است که با خای معجمه در آخر بهمین معنی گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود خای معجمه را بکاف فارسی بدل کنند چنانکه (تلخ) و (تلک) و (خمان) و (کمان) پس کاف عربی را بقول هفت کاف فارسی گرفتن درست نباشد و تعمیم در معنی مسلمهٔ محققین فرس است که بر معنی اول (استاخ) گذشت و تخصیص صاحب جامع جز این خیال نباشد که (تاک) که درخت انگور را گویند داخل این لغت است پس (اس) را بمعنی اصل هر چیز گیریم چنانکه گذشت و شاخ هم من وجه مشابه به اصل هر درخت باشد که درخت بدون شاخ ثمر نمی دهد و مجرد تنه بکارش نمی خورد و جا دارد که اصل این بمعنی خاص (ست تاک) باشد که (ست) بالفتح بقول ساطع در سنسکرت بمعنی زور و قوت آمده و بالضم بمعنی پسر پس شاخ تازهٔ هر درخت علامت زور و قوت آنست و شاخ درخت را پسر درخت هم توان گفت که زادهٔ درخت است و تای فوقانی جمع شد یکی را حذف کردند و الف وصلی در اول آورده (استاک) کرده باشند باقی حال اگر این را بمعنی خاص گیریم اندرین صورت معنی عام مجاز باشد۔

(اردو) دیکھو استاخ کی دوسری معنی۔

استام بقول برهان و جامع و انند بضم اول بروزن دشنام (۱) ساخت زین و یراق اسپ را گویند که از طلا و نقره باشد و (۲) بمعنی معتمد و اعتمادی هم آمده۔ صاحب رشیدی بر معنی اول قانع و گوید که (ستام) و (اوستام) هم آمده صاحب سروری بذکر معنی اول از ناصر خسرو سند آورده (۵) بفرش و اسپ و استام و خزینه ۞ چه افرازی چنین از فخر سینه ۞ نه از زر ساختم استام تنگت ۞ و زابریشم فسار و پالهنگت ۞ صاحب جهانگیری بذکر هر دو معانی فرماید که بمعنی دوم (اوستام) هم آمده صاحب شمس گوید که اصل این (استوام) بود بحذف واو (استام) شد بمعنی

سازمرکب چون لگام، جز آن که ازز. ولفقره سازند وذکر معنی دوم ہم کند بحوالہ جہانگیری مؤلف
عرض کند که غلطی کتابت یا تسامح مؤلف شمس اللغات است که (اوستام) را (استوام) نوشته
خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل فرماید که (ستام) مخفف (استام) و (استام) مخفف (اوستام)
باشد صاحب برہان (ستام) را بدون الف اوّل بمعنی اوّل ذکر کرده و (اوستام) با واو
بہردو معنی نوشته۔ صاحب (دری وپہلوی) فرماید که (استام واوستام) ہردو برای معنی اوّل
(۳) بمعنی لگام ہم آمده (ناصرخسرو ۹۳) چون برآہختی زتن شرم ای پسر ۞ یافتی دیباو اسپ
اوستام ۞ مؤلف گوید که درین شعر (استام) بمعنی اوّل زیاده ترچسپان است۔ البته درشعر
دوم سند سروری (استام) بمعنی لجام مخصوص باشد۔ بالجمله بخیال ما میرسد که معنی سوم اصل
باشد یعنی (ستام) مبدّل (لجام که معرب لگام است) فارسیان بقاعدهٔ خود لام را باسین وجیم
عربی را بہ تای فوقانی بدل کردند چنانکه (یلچ ویسج) و (تاراج وتارات) پس فارسیان الف
وصلی در اوّل (ستام) آورده (استام) کردند ومجازاً بمعنی ساز وسامان اسپ گرفتند۔ اگرچه
لجام در زبان عرب بکسر اوّل است ولیکن اصلش (لگام) بقول برہان بضم اوّل آمده
ازینجاست که فارسیان (ستام واستام) را ہم بضم اوّل گرفته اند بعض محققین (لگام) را
بفتح اوّل ہم نوشته اند درین صورت باید که (ستام واستام) را ہم بالفتح خوانیم وصحیح آنست
که (ستام واستام) بالکسر باشد که این مفرس است از معرب ومعرب بالکسر گذشت خلاصه
اینست که فارسیان در روزمرّهٔ خود حرکات واعراب حروف را بر اصلیت قائم ندارند ولب
ولہجهٔ شان تصرفی میکند دیگر ہیچ۔ مخفی مباد که در (اوستام) واو زائد است مطابق قاعدهٔ فارسی

کرد (اشاد) را (اوستاد) و (افتادن) را (اوفتادن) کردند و بعضی برآنند کہ اصل این (اوستام) بواو دوم است (اوست) بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی ہست بمعنی بالا و فوق باشد فارسیان بزیادت الف زائد در آخرش میم تخصیص را زائد کردند. (اوستام) شد بمعنی چیزی مخصوص برای فوق و کنایۃً ساز و سامان اسپ را نام کردند کہ بالای اسپ قائم می شود اندرین صورت (استام و ستام) مخفف (اوستام) باشد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال آنچہ صاحبان تحقیق معنی اول را از طلا و نقرہ مخصوص کردہ اند قابل غور است بعض ازاینہا بر لفظ (ستام) نوشتہ اند کہ معنیش مطلق ساز و سامان و لجام اسپ است و سرافسار محلی بزر و نقرہ ہم آمدہ (الخ) پس تخصیص طلا و نقرہ در معنی اول نباشد و مجازاً برای ساز و یراق قیمتی ہم استعمال شدہ نسبت معنی دوم عرض می شود کہ حیف است کہ سندی پیش نشد و حالا در روزمرۂ معاصرین عجم متروک (اردو) گھوڑے کا ساز و سامان جو سونے اور چاندی سے بنایا گیا ہو۔ مذکر (۲) معتمد۔ بقول صاحب آصفیہ اعتماد کیا گیا۔ قابل اعتبار (۳) لگام۔ بقول آصفیہ فارسی اسم مونث۔ باگ۔ لغام۔ وہ لوہے کی بنی ہوئی چیز جس مین تسمہ باندھکر گھوڑے کے منہ مین اسے قابو مین رکھنے کے واسطے لگا دیتے ہین۔

(الف) استان	(الف) بقول برہان بفتح اول بروزن مستان (۱) جای خوابیدن و آرامگاہ
(ب) استانہ	باشد۔ صاحب جامع ذکر ہر دو کردہ کہ مرادف یکدیگر است و آرتہ

وبہار نسبت الف گوید کہ (۲) بہ پشت باز افتادہ (نثر ظہوری) ستیزہ جویان بر آستان ایمان استان می خوابیدند" خان آرزو در سراج نسبت ہر دو لغت بذکر معنی اول نوشتہ کہ بہندی (اتھان)

گویند چون اشتراک این دو زبان است این قدر تفاوت مضائقه ندارد پس هردو یکی باشد۔ چنانکه (اشتر) که تبا می هندی در هندی آمده و بفوقانی در فارسی شهرت دارد۔ صاحب جهانگیری بذکر هردو بمعنی اوّل قانع و برای (ب) از مولوی معنوی سند دهد (ف) گوئی از توبه بسازم خانهٔ در زمستان باشدم استانهٔ صاحب انند (الف) را بهردو معنی و (ب) را بمعنی اوّل مخصوص کند۔ صاحب برهان بر لفظ (استان) بدون الف اوّل معنی دوم را ذکر کرد و در ینجا گذاشت مولف عرض کند که استهان در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی جای و مکان است فارسیان در (الف) های هوّز این را حذف کردند و در (ب) های نسبت در آخرش زیاده کرده بمعنی اوّل گرفتند۔ نسبت معنی دوم عرض می شود که (الف) مرکّب باشد با (است) بالکسر که بمعنی توقف کن) گذشت و الف و نون که بر صیغهٔ امر آمده افادهٔ معنی فاعل کند چنانکه (جویان و گویان) پس معنی لفظی (استان) توقف کنان باشد و معنی دوم مجاز آن و های هوّز در آخر (ب) زائد است و بس همچون (خونخوار و خونخواره) پس باید که این هردو را بمعنی دوم بالکسر خوانیم (اردو) (الف) و (ب) (۱) آرامگاه۔ بقول امیر (مونث) سونیکا مقام (قلق ف) سوچی تدبیر راه مین اسکی ہو گئی آرام گاه مین اسکی ہو (۲) چت لیٹا ہوا۔ پیٹھ کے بل پڑا ہوا۔

(الف) استانید	(الف) بقول برهان بفتح اوّل بر وزن چسپانید بمعنی بازداشت و
(ب) استانیدن	منع رفتن کرد۔ صاحب رشیدی از مولوی معنوی سند آورده۔

(ف) مرکب استانید و پس آوازداده آن پیام و آن تحیت بازداده و بقول صاحب ناصری بمعنی بگیرید و بمعنی بازداشتن نیز۔ صاحب سروری هم بمعنی اوّل الذکر ذکر این کرده مولف

عرض کند که (الف) ماضی مطلق است از مصدر (ب) به یای معروف و صیغهٔ جمع حاضر مضارع بیای
مجهول از همان مصدر بجمیع معانی (ب) و (ب) بقول صاحب بحر بالفتح (۱) بمعنی استادن
که گذشت و (۲) باز داشتن و منع کردن از رفتن و (استاید) مضارعش مؤلف گوید که صاحب
این (استاند) به نون پنجم باشد نه (استاید) به یای تحتانی صاحب موارد مؤید خیال است
صاحب جامع بمعنی دوم قانع - خان آرزو در سراج فرماید که (۳) بمعنی گرفتن و ستانیدن مخفف
این و (۴) اشاره کردن و بذکر معنی دوم فرماید که متعدی استادن است (الخ) و بقول
نوادر استاده کردن که بمعنی دوم گذشت و نیز لغتی است از ستدن بمعنی گرفتن - و صاحب
موارد بمعنی دوم قانع مؤلف گوید که بمعنی اول که با استادن گذشت صراحت کرده ایم
که لازم و متعدی هر دو آمده پس (استانیدن) هم بمعنی اول هر دو باشد آنچه خان آرزو این را متعدی
استادن گفته از ین ظاهر می شود که (استانیدن) لازم نباشد چنین نیست و در معنی چهارم هم کسی
از محققین فرس با او نیست حیف است که سندی از نظر ما هم نگذشت و نسبت معنی
سوم بیان کرده اش عرض می شود که جز این نباشد که الف وصلی در آخر (ستانیدن) زیاده
کرده اند بخیال ما فارسیان این مصدر را ساخته اند از (ستا) لغت سنسکرت که بقول صاحب
ساطع بفتح اول بمعنی زور و قوت است و (ست) بدون الف هم بدین معنی آمده و در همهٔ
معانی متذکرهٔ بالا زور و قوت را دخل است که استاده شدن و کردن و باز داشتن از رفتن و گرفتن و
اشاره کردن همه از زور و قوت تعلق دارد - فارسیان اول از (ستا) بزیادت علامت مصدر ستادن
کردند و باز بزیادت الف وصلی در اولش (استادن) شد و بقاعدهٔ فارسیان متعدیش (استانیدن)

اما چون فارسیان استائیدن را بمعنی لازم و استادن را بمعنی متعدی هم گرفته اند تصرف در استعمال است
وہیں (اردو) (۱) دیکھو استادن (۲) روکنا۔ جانے نہ دینا (۳) بیٹھنا (۴) اشارہ کرنا۔

استای | بتبدل بہان و انند و نوادر و ناصری
و مؤنث بکسر اوّل و سکون یای حطّی (۱) امر به استادن
است بمعنی استاده شو اشاره این به استادن کرده
ایم که امر استادن نباشد بلکه موافق قیاس امر مصدر
(استاییدن) بهر دو تحتانی است لیکن محققین
فرس (استاییدن) را بمعنی ستائیدن و استادن
و ستودن ذکر نه کرده اند و بجایش (استانیدن)
بنون پنجم و تحتانی ششم آورده مرادف ستائیدن
و استادن گفته اند چنانکه گذشت ولیکن صاحب
بحر عجم و دیگر محققین (ستاییدن) را بدون الف
وصلی و با هر دو یای تحتانی مرادف ستودن گفته اند
پس وجهی نیست که (استاییدن) بزیادت الف
وصلی مرادف (استودن) نباشد و (استای)
امر آن بمعنی ستایش کن۔ مخفی مباد که فارسیان
(ستودن) را بمعنی مدح و ثنا کردن بزیادت الف
وصلی (استودن) هم آورده اند که می آید
و امر (استودن) را استای گفته اند پس هم برین
قیاس امر (استودن) استای هم باشد ولیکن
تحقیق آن بر (استودن) کنیم محققین فرس از
حقیقت ماخذ و قواعد فارسی کار نگرفته اند اینجا
که (استای) را امر (استادن) نوشته اند۔ ما بر
(استادن) صراحت کرده ایم که امرش (است)
بکسر اول نه (استای) پس نتیجه این همه جگر کاویها
آنست که (۲) (استای) امر (استاییدن) بهر دو
تحتانی باشد بمعنی ستای یعنی مدح و ثنا کن رضی الدین
نیشاپوری در کلام خود (استای) بمعنی قائم شو
آورده (س) اسپ چه طاقت تو دارد زین
برگ نه ؛ تخت چه در خور تو باشد بر چرخ استای ؛
صاحب موارد به استناد همین شعر (استای) را
امر استادن آورده و عجبی نیست که دیگر محققین

هم بهمین استنا دمعنی اوّل را نوشته اند **مؤلف** گوید که اندرین صورت در (استای) باید که الف و یای آخر را زائد گیریم که فارسیان الف را هم زائد گیرند. و یای تحتانی را هم بمعنی (است)

را که امر استا و نست بزیادت الف دوم (استا) کردند و (استا) را بزیادت تحتانی (استای) دیگر نیچ ۱ (اردو) کھڑا رہ - دیکھو استادن - (۲) سراہ - مدح و ثنا کر (سراہنا) کا امر -

استاییدن بالکسر بهردو یای تحتانی پنجم و ششم مرادف (ستاییدن) است که می آید بمعنی (۱۵۴۲)
مدح و ثنا کردن - محققین فرس این مصدر را فرو گذاشته اند و به (ستاییدن) قناعت کرده اند ما بر (استای) بحث کرده ایم که امر همین (استاییدن) است پس وجهی نیست که ذکر این مصدر نکنیم - حاصل اینست که (استاییدن) بزیادت الف وصلی است بر (ستاییدن) - صاحب بحر عجم بر مصدر (استانیدن - به نون پنجم) مضارعش را (استاید - بیای تحتانی پنجم) نوشته است و نیز گوید که تبدیل نون بیای حطی در صیغه های غیر سالم این مصدر سماعی است **مؤلف** گوید که تسامح اوست که نه چنین باشد بلکه مضارع (استانیدن) استاند به نون پنجم است چنانکه مضارع (ستانیدن) ستاند باشد و این چیزی نیست جز این که فارسیان (ستانیدن) را بزیادت الف وصلی (استانیدن) کردند و (ستاند) را (استاند) بالجمله یای تحتانی را در آن دخلی نیست بلکه (استاید) به یای تحتانی پنجم مضارع (استاییدن) است که ما وجودش را قائم کرده ایم فتامل (اردو) سراہنا - مدح و ثنا کرنا -

استبر بقول برهان و رشیدی و جامع با بای ابجد بر وزن اسطخر بمعنی سطبر و گنده و غلیظ باشد صاحب برهان بر (ستبر) هم همین معنی نوشته گوید که (سطبر) با طای حطی معرب اینست صاحب

تا مصری فرماید که ستبرق معرّب این باشد که قماش غلیظ و گنده را گویند- صاحب سروری صراحت
کند که بکسر همزه و سکون سین مهمله و فتح تای فوقانی است چنانکه دقیقی آورده (شعر) دو بازوش
استبرش تو نی به فروزان از و فرهٔ خسروی به صاحب هفت گوید که بضم اوّل و سکون سین
مهمله و ضم مثناة فوقانی و فتح موحده تحتانی با رای مهمله زده- باشد مؤلف گوید که از کلام دقیقی
که بالا مذکور شد فتح موحده ثابت می شود که مخل وزن شعر است خان آرزو در سراج تصریحت
نوشته بکسر اوّل و فوقانی مفتوح و بای موحدهٔ ساکن و فرماید که اگرچه امام سیوطی از جوالیقی
و ابوحاتم در مهذب روایت کرده که (استبرق) معرب اینست ولیکن ظاهرا (استبرق) معرّب
(استبره) بزیادت های مختفی است و (استبر) و (استبره) یکی است و این از جملهٔ لغات غیر عربی
است که در کلام مجید واقع شده مؤلف عرض کند که بخیال ما (استبرق) معرّب (استبرک)
است چنانکه بحث این بر (استبرک) می آید و در (استبر) و (استبره) فرق عام و خاص است که
ذکر این هم بر (استبرک و استبره) مذکور شود- صاحبان انند و غیاث بر (سطبر) تصدیق قول برهان
کنند که عربی است و معرّب (ستبر) فارسی (الخ) مخفی مباد که فردوسی که اکثر پابند لغت فرس است
در شهنامه (ستبر) را بهمین معنی آورده (شعر) چو چندی برآمد برین سالیان به ببد سرو بالا
ستبرش میان به پس خیال ما این است که ستبر- بکسر اوّل اسم جامد فارسی زبان است و
صاحبان تحقیق هم تصدیق این کرده اند فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اوّل این آورده
(استبر) کردند و حلیهٔ بیان کردهٔ صاحب سروری باستناد کلام دقیقی معتبر است (اردو)
گنده- بقول آصفیه- فارسی- موٹا- سطبر- غلیظ-

استبرک | بقول صاحب ضمیمهٔ برهان دیبای
گنده وسطبر باشد. دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد
امّا صاحب سوار السبیل بر (استبرق) بصراحت
معنی بالا گوید که فارسیان این را (استبرک) گویند
مؤلف عرض کند که آنچه بعض اہل تحقیق بضمن
(استبر) نوشته اند که (استبرق) معرب (استبره)
با شتقاقِ غور است بخیالِ ما (استبر) اہل است
بمعنی مطلق گنده وسطبر که گذشت فارسیان
بزیادت کاف عربی یا ہای ہوز نسبت آن را
(استبرک) یا (استبره) کرده برای دیبای گنده
وسطبر مخصوص کردند واہل عرب بہ تبدیل کاف
عربی بہ قاف معرب آن (استبرق) قرار دادند
چنانکه (منجنیک) و (منجنیق) صاحب محیط المحیط
(استبرق) را ذکر کرده فرماید که دیبای غلیظ است
وصراحت کند که معرب (استروه فارسی باشد
ما می گوئیم که تسلیم او ست از بیانش این قدر
متحقق شد که (استبرق) بمعنی دیبای غلیظ است
نه محض سطبر و گنده. پس قیاس ما متحقق شد که
(استبرق) معرب (استبرک) است نه (استبر)
زیراکه (استبر) بمعنی دیبای غلیظ نیامده (اردو)
استبرق. بقول امیر (مذکر) استبره کا معرب
ایک سنگین ریشمی کپڑے کا نام جو نہایت چمکیلا
اطلس کے مثل ہوتا ہے۔ (منیر ۵) خدمت
روضۂ پرنور کو سے کیا رضوان نے ﴿ فرش استبرق
وسندس تو ہوا مستعمل ﴿

استبره | مرادف (استبر) که گذشت صاحبان
تحقیق این را بطور مستقل نه نوشته اند ولیکن ذکرش
بضمن تعریف استبر گذشت و گویند که (استبرق)
معرب این است اگر ہمچنین باشد فارسیان ہای
نسبت بر آخر (استبر) زیاده کرده اند و عربان
ہای ہوز را بہ قاف بدل کرده معرب کردند ولیکن
خیالِ ما برخلاف این است که صراحت کاملش
بر (استبرک) کرده ایم و ما (استبره) را مرادف
(استبرک) خیال کنیم نه مرادف (استبر) و

تحقیق ما (استبرق) است بے استبرک است نہ	(استبرہ) (اردو) دیکھو استبرو استبرک۔

(الف) **استبعاد** بالکسر و کسر فوقانی لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب دور شدن
و دور جستن و دور شمردن۔ فارسیان این را با مصدر (نمودن) استعمال کردہ اند و بمعنی بعید
دور شمردن گرفتہ اند۔ صاحب ارمغان ذکر این کردہ از عالی شیرازی سند آوردہ (نثر)
چہ وقتی کہ می گفت مار امیر آتش می کنند ہم استبعاد می نمودیم؎ پس استعمال مصدر مرکب ۔۔۔
(ب) **استبعاد نمودن** با مصدر (نمودن) بمعنی دور از قیاس یا امید خیال کردن گرفتہ اند
پس این را با مصادر کردن و ساختن ہم استعمال توان کرد کہ مرادف (نمودن) است (اردو)
بعید سمجھنا۔ مشکل خیال کرنا۔ ناممکن خیال کرنا۔ دور از عقل جاننا۔

استپوی بقول صاحب شمس بالکسر و بای فارسی نام کنیزک افراسیاب کہ بغایت جمیلہ بود۔ اما چون
افراسیاب گریخت بیژن او را دستگیر کرد۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ ما نسبت وجہ تسمیۂ
این خیال می کنیم کہ مرکب است از (است) کہ بمعنی ستایش گذشت و (پوی) بقول برہان معنی رفتار
پس (استپوی) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی قابل ستایش رفتار دارندہ یعنی خوش رفتار مخفی مباد
کہ ہمین لفظ بہ بای فارسی سوم و نون چہارم بجایش گذشت بخیال ما از روی ماخذ (استپوی) بفوقانی
سوم و بای فارسی چہارم صحیح باشد اما اکثر محققین فرس بر (اسپنوی) اتفاق کردہ اند کہ گذشت
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) استپوی۔ افراسیاب کی ایک کنیزک کا نام تھا جو نہایت حسین تھی۔

استتباع لغت عربی است بکسر اول و تای فوقانی سوم و سکون فوقانی چہارم و عین مہملہ
در آخر بقول صاحب منتخب بمعنی پیروی کردن خواستن و بقول صاحب حدائق البلاغہ صنعتیست

کہ ممدوح را نحوی ستایند کہ از یک مدح او مدح دیگر حاصل آید۔ صاحب مجمع الصنائع ہم ذکر این کرده (انوری ؎) ای زیزدان تا ابد ملک سلیمان یافتہ ٭ ہرچہ جستہ جز نظیر از فضل یزدان یافتہ ٭ مخفی مباد کہ در مصرع ثانی بضمن مدح ممدوح از استثنا نظیر مدح دیگر عدیم المثالی او می برآید و از یک مدح مدح دیگر حاصل می شود۔ صاحب حدائق بضمن تعریف صنعت (ادماج) فرق (ادماج) و (استتباع) را ظاہر می کند و بتعریف (ادماج) گوید کہ در کلام سوق مدعا متضمن مدعای دیگر باشد یعنی از یک کلام دو معنی حاصل آید و تصریح بمعنی دوم نکرده باشند پس فرق در (استتباع) و (ادماج) آنست کہ آن مختص بمدح است و این اعم از ان صاحب مجمع الصنائع مثالش میدہد (؎) بس کہ سر بر دارم و مانم ببالین تا سحر ٭ در شب ہجر تو گویا از اجل دارم حذر ٭ فرماید کہ مقصود از اظہار بیخوابی است در شب ہجر و مستلزم معنی دیگر است و آن اظہار قرب ہلاکت است از ناتوانی و الم۔ صاحب انند مثالی از کلام حکیم شفائی برای (ادماج) آورده کہ واضح تر از اول الذکر است (؎) اشعار شان کہ ہست چو پیمان شان سخیف ٭ در محکمی است ہمسر بنیاد ریشان ٭ ظاہر است کہ درین شعر بضمن تمثیل سخافت اشعار نقص پیمان ہم ظاہر شد و ہمین است (ادماج) و واضح باد کہ (ادماج) بالکسر ہم لغت عرب است بمعنی در پیچیدن چیزی بجامہ و در پرده داشتن۔ اہل بلاغت از ہمین معنی حقیقی۔ کنایۃً معنی اصطلاحی را قائم کرده اند کہ مدعا و معنی دیگر بضمن مدعای اول در پرده می باشد ما (ادماج) را بجای خودش ذکر نکرده ایم ازین کہ بیانش بضمن (استتباع) باظہار فرق ہر دو مستحسن بنظر آمده و حیف است کہ اشارۂ این بجای خودش فروگذاشتیم تا تحقیق پسندان را کہ طالب تعریف (ادماج) باشند رہنمای تعریف (استتباع) شود مخفی مباد کہ فارسیان از برای این قسم صنائع بزبان خود

اسمی خاص ہ۔ از ہند وانر اسمای عربی کارگیرند اینجاست کہ ما ذکر این کردہ ایم (اردو) ادماج۔ عربی زبان کا لفظ ہے فن بلاغت میں ایک صنعت کا نام جو ایک مدعا کے بیان سے ضمناً دوسرا مدعا ظاہر ہو۔ یا بقول صاحب معیار البلاغت ایسا کلام ہو کہ اوس سے دو معنی حاصل ہون جیسے (امانت ص) سنی کسی نے نہیں غم کی داستان میری ؛ وہ کم سخن ہون کہ گویا نہیں زبان میری آپ فرماتے ہین کہ لفظ (گویا) خواہ بمعنی گویندہ لین خواہ مخفف گوئیا جو کلمۂ تشبیہ ہے مؤلف عرض کرتا ہے کہ ہماری راے مین یہ مثال (صنعت ایہام) کی ہے اس لئے کہ ایک لفظ سے دو معنی پیدا ہوتے ہین اور صاحب حدائق البلاغہ نے ذیل تعریف (ادماج) یہ صراحت کی ہے کہ اگر ایک لفظ سے دو یا کئی معنی حاصل ہون تو وہ ایہام ہے اور مجموع کلام سے دو معنی حاصل ہون تو وہ (ادماج) ہے پس ہماری راے مین (ادماج) کی مثال یہ بہتر ہے (ص) مثل ابرو ہے گرہ دل مین ترے ؛ تیری صورت سے ہے پیدا حال دل ؛ (استتباع) عربی بقول معیار البلاغت ایک صنعت کا نام ہے جسکو مدح موجہ بہی کہتے ہین۔ یعنی کسی کی مدح اس طرح کرین کہ ایک مدح سے دوسری مدح حاصل ہو (ص) لب ترا شیرین ہے مانند سخن ؛ اور کمر معدوم ہے مثل دہن ؛ اس شعر مین شیرینی لب اور معدومی کمر کی مدح مقصود ہے اور ضمناً شیرینی سخن اور معدومی دہن کی تعریف بہی حاصل ہوئی۔

(الف) استحضار | لغت عرب است بقول صاحب اَنند و منتہی الارب بالکسر ضاد معجمہ بمعنی یاد داشتن و حضور کسی خواستن و دوانیدن و بخود باز آمدن۔ فارسیان با مصدر داشتن استعمال کردہ اندیعنی ....

(ب) **استحضار داشتن** استعمال عرفی شیرازی گناہ نامۂ خویش ؛ ز بیم کہ کاتب عمال دارد استحضار
بمعنی یاد داشتن آوردہ (ف ۵) آب مہر تو شستم (اردو) یاد رکھنا۔

استحکام لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب استوار شدن فارسیان این را با مصادر خود مرکب کردہ مصادر مرکبہ ساختہ اند چنانکہ در لمعات آید و مجرد (استحکام) در فارسی زبان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (استواری) مستعمل (اردو) استحکام۔ بقول امیر (مذکر) مضبوطی۔ پختگی (منتظر ۵) گری از خود عمارت قصر تن کی ؛ ذرا ہمیں نہ استحکام دیکھا +

استحکام پذیرفتن استعمال بمعنی استوار شدن و قائم شدن است۔ صاحب آصفی بذیل استحضار از عالی شیرازی سند آوردہ (نثر) رگ و ریشۂ آن در ارض بلیات استحکام پذیرفت" (اردو) جڑ پکڑنا۔ بقول صاحب آصفیہ بمعنا مضبوط ہونا۔

استحکام دادن مکان استعمال با اضافت (۱۵۹۵)
نون اول بمعنی قائم و بنا کردن مکان است چنانکہ حزین اصفہانی نوشتہ و صاحب آصفی بذیل لفظ استحضار نقل عبارتش کردہ (نثر) در ہر دو فرسنگ و کمتر از جوانب مکانی استحکام دادہ" (اردو) مکان بنانا۔ عمارت قائم کرنا۔

استحکام گرفتن استعمال۔ بمعنی استوار شدن است چنانکہ صاحب آصفی بذیل لفظ (استحکام) از ابوالفضل سندش آوردہ (نثر) بتجدید از فرستادن مکتوب محبت اسلوب ضوابط وداد و قواعد اتحاد استحکام گرفت" (اردو) مضبوط ہونا۔ مستحکم ہونا۔

استحکام یافتن استعمال بمعنی مستحکم و استوار شدن است صاحب آصفی بذیل لفظ استحکام ذکر این کردہ از حزین اصفہانی سند آوردہ (نثر) عہد محبت و وفاق درمیان استحکام تمام یافتہ بود" (اردو) مستحکم ہونا۔

استخاره | انث عربیت بالکسر بقول بهار بمعنی بهتری خواستن از خدا و فارسیان بمعنی مطلق فال استعمال کنند (که در ملحقات می آید) صاحب اننداز فرماید که در اصطلاح عربی بمعنی آگاهی جستن از غیب در مآل کاری و استخاره در مذهب اهل سنت و جماعت بچند دستور است مختصر آنکه دعای قنوط یا دیگر ادعیه خوانده بخسپند آنچه شدنی باشد مناسبات آن بخواب مشاهده کنند و اکثر شیعیان بعد از خواندن ادعیه چشم بسته تخمیناً مقام ثلث دانهای تسبیح را بدو انگشت میگیرند و از آنجا تا امام دو دو دانه طرح می کنند اگر در آخر یک دانه ماند علامت خیر است و اگر دو ماند علامت شر **مؤلف** گوید که استخاره از آیات قرآن هم کنند چنانکه دو رکعت نماز گذارند و قرآن بدست گرفته از مدعا سوال کنند و قرآن را از میان بکشایند و از معنی آیت اولین جواب گیرند اعم ازینکه واضح باشد یا بسبیل کنایه و اشاره چون جواب تسکین بخش حاصل نشود از معنی سطر هفتم یا یازدهم کار گیرند فارسیان همین عمل را استخاره کردن بمصحف گویند که می آید - باقی حال فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر گرفته با مصادر زبان فرس بمعنی مصدری استعمالش کنند

(اردو) استخاره (عربی) مذکر - طلب خیر کرنا - کوئی بات کرنے یا نکرنے مین ایک طریق خاص سے اشارهٔ غیبی چاہنا (سحر ۵) آئی جب وعدے کی شب اسے سحر جاکر باغ مین دانهٔ انگور پر کیا استخاره ہوگیا ؛

استخارهٔ ذات الرقاع | استعمال - صاحب بحر عجم ذکر این کرده استخاره همان است که گذشت (ذات الرقاع) بقولش نوعیست از استخاره که برای استخاره ارتکاب امری بر رقعهٔ (افعل) و بر رقعه (لا تفعل) نوشته و آن رقعه ها پیچیده زیر گوشهٔ مصلا گذارند و بعد ادای نماز چشم پوشیده

یکی را از آن دو رقعہ بر دارند و امر و نہی ہرچہ آید
بر آن کار کنند - وارستہ و بہار ہم ذکر این کردہ
و از محسن تاثیر سند آوردہ (سه) من و لباس
سحر و کہ خرقہ پوشی من ؛ باستخارۂ ذات الرقاع
خوب آمد ؛ (اردو) استخارہ ذات الرقاع
ایک قسم ہے استخارے کی یعنی کاغذ کے دو پرچون
پر (کر) اور (نکر) کے الفاظ لکھکر اونکو جدا جدا
لپیٹ دیتے ہین اور پہر ان دونون کو مخلوط
کرکے جانماز کے نیچے رکھہ دیتے ہین اور بعد
ادا ے نماز آنکہ بند کرکے ایک پرچہ زیر جانماز
سے لیکر دیکہتے ہین اگر اسمین (امر) ہے تو مقصود
کا جواب اثبات مین ہوگا اگر (نہی) کا پرچہ
نکلا تو نفی مین ہے -

استخارہ کردن | استعمال - صاحب آصفی
بذیل لفظ استخارہ ذکر کردہ و سندی از تاثیر
اصفہانی آوردہ **مؤلف** گوید کہ بہ معنی فال
جستن و نسبت مرکوز خاطر خود استخارہ کردن
یا از نتیجہ مقصود خود خبر خواستن است (سه)
بروی غیر تو گر قصد یک نظارہ کنم ؛ ہمان مصحف
روی تو استخارہ کنم ؛ مخفی مباد کہ درین جا
استخارۂ مصحف مراد است کہ ذکرش بر لفظ
استخارہ گذشت و سند مطلق استخارہ کردن از
کلام خواجہ شیراز بہم رسیدہ (سه) بعزم توبہ
سحر گفتم استخارہ کنم ؛ بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ
کنم ؛ (اردو) استخارہ کرنا - بقول امیر استخارہ
دیکہنا - (اسیر سه) جنون نے تب بتایا ہی
مجہے رستہ بیابان کا ؛ کیا ہے استخارہ لے کے
جیب کہلا گریبان کا ؛

استخارہ نمودن | استعمال - صاحب آصفی
بذیل لفظ استخارہ ذکر این کردہ و از تاثیر اصفہانی
سند آوردہ مرادف ہمان استخارہ کردن است کہ گذشت
(سه) ہزار شکر کہ ہنگام رفتن از در تو ؛ چو استخارہ
نمودم بانگ راہ نداد ؛ مخفی مباد کہ درین شعر استخارۂ
تسبیح مراد است (اردو) دیکہو استخارہ کردن -

استخدام لغت عرب است بکسر اوّل و فوقانی سوم و بسکون خای معجمه و فتح دال مهمله بقول صاحب منتخب خدمت خواستن از کسی و باصطلاح ارباب معانی و بیان آوردن کلمه ایست بیک معنی و خواستن معنی دیگر بضمیری که باو راجع کنند خواه آن معنی دیگر حقیقی باشد خواه مجازی و این را از قسم محسّنات بلاغت دانند (انتهی) صاحب حدائق تمثیلش از کلام خود میش کند۔ (ﮰ) تا ببزم خویش ما را راه داده است آن سرو بار ۔ از نهال قامتش آن را شدیم امیدوار فرماید که لفظ بار در مصرع اوّل بمعنی حضور است و از ضمیر (آن) که در مصرع ثانی راجع باوست ثمر مراد است (اردو) استخدام ۔ صاحب معیار البلاغت فرماتے ہین کہ ایک لفظ ذو معنیین ذکر کرین اور ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہ معنی دوم ارادہ کرینا جیسے (ﮰ) مر کے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال ۔ جان دی ہمنے مٹایا خلش ہجران کو ۔ مصرع اوّل مین وصال سے مرگ مراد ہے اور باعتبار لفظ ہجران کے مصرع دوم مین وصل بمعنی ملاقات سمجھا جاتا ہے **مؤلف عرض** کرتا ہے کہ صاحب معیار کی تعریف اور تمثیل دونون ہمارے قول کو نہین بہاتین استخدام وہ صنعت ہے کہ ایک لفظ کو جو دو معنی رکہتا ہو ایک معنی مین استعمال کرین اور کسی ضمیر کے ذریعہ سے دوسرے معنی کی جانب اشارہ کرین جیسے ہم نے شعر فارسی کا ترجمہ کیا ہے (ﮰ) ہم نے پایا سرو قد جب سے تری محفل مین بار ۔ نخل قامت سے ترے ہم اوس کے ہین امیدوار ۔ مصرع اول مین (بار) بمعنی دخل مستعمل ہے اور بار کے دوسرے معنی ثمر ہین ۔ اور مصرع ثانی مین ضمیر غائب نے معنی دوم کی جانب اشارہ کیا ہے

استخر بقول برہان و رشیدی و سراج با خای نقطہ دار بر وزن استبرق (۱) آبگیر و تالاب

راگویند و (۲) نام قلعه ایست در ملک فارس و چون در آن قلعه تالاب بسیار بزرگی هست آنرا
بدین نام خوانند و معرب آن اصطخر است۔ صاحب ناصری نسبت معنی دوم فرماید که نام
شهری و قلعه ایست بفارس مشهور که تخت جمشید در آن بود و بعد از جمشید (ہمای) بنت بہمن
عمارت آنرا افزوده و اسکندر یونانی خراب نموده چون در آن قلعه تالاب و آبگیر بزرگی بوده
ستخر و ستخر تالاب راگویند بدین اسم موسوم شد (حکیم خاقانی ۵) مغانش در اول باستخر بوده
که گردن کشان را بدان فخر بوده ۵ صاحب جہانگیری ہم بسند ہمین شعر این را نام شہری گفته۔ صاحب
جامع فرماید که مرادف (ستخر) و (ستخر) بکسر اول و فتح خای معجمه بقول صاحب برہان مخفف استخر
بخیال ما این مرکب است از (است) و (خر) که (است) مخفف استہان باشد و استہان و نشستگاه
بمعنی مقام (کذا فی الساطع) و خر بقول برہان ہر چیز بزرگ پس معنی حقیقی (استخر) مقام بزرگ و کنایه
از شہر یا قلعه یا تالاب که ہر سه مقام بزرگ است۔ تالاب را در وجه تسمیهٔ این اصل گردانیدن
وجہی ندارد پس (استخر) اصل است و ستخر که می آید مخفف آن۔ آنچه خای معجمه در استعمال ساکن شد
و تای ساکن۔ مفتوح کردند تصرف اہل زبانست که از دو لغت یک لغت مرکب قرار دادند۔
(اردو) (۱) تالاب۔ بقول آصفیه (مذکر) آبگیر۔ پانی کا بڑا چشمه (۲) استخر ملک فارس کے ایک
قلعه اور ایک شہر کا نام جس مین ایک بڑا تالاب ہے۔ مذکر۔

(الف) **استخراج** لغت عربی است بالکسر بقول صاحب منتخب از خود چیزی بیرون آوردن
و بیرون آوردن خواستن۔ صاحب آصفی این را بمعنی بر آوردن گفته۔ فارسیان این را بمعنی
حاصل بالمصدر استعمال نمایند و با مصادر خود مرکب کرده بمعنی مصدری گیرند چون -----

(ب) **استخراج فرمودن** | بمعنی استخراج کردن است - صاحب آصفی بذیل لف - ب ر ذکر کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (نثر) از روی تقویم سینہ ہا استخراج احکام نیت وہا توانند فرمود " (اردو) (الف) استخراج بقول آصفیہ عربی - مذکر - نکالنا - برآمد - نکالنا
(ب) استخراج کرنا - کہہ سکتے ہیں -

(۱۵۹۵) **استخراج کردن** | استعمال - مرادف استخراج فرمودن است کہ گذشت صاحب یوسف سراج استعمال این کردہ (نثر) از کتب فقہ فتوا ہا استخراج کردہ نشان دادند " (اردو) دیکھو استخراج فرمودن -

استخفاف | بکسر اول لغت عربیست بقول صاحب منتخب بمعنی سبک شمردن و خوار داشتن و سبک گردانیدن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر و مصدر استعمال کنند (ظہوری ـہ) استخفاف پیر سبحہ خوانان بودہ ام عمری ؛ برای عزت من زلف بت زناری باید ؛ استعمال این با مصادر دیگر بمعنی مصدری می آید (اردو) ذلیل کرنا - بے عزت کرنا - ذلیل سمجھنا - ہلکا جاننا (۱۵۹۶)

استخفاف خواستن | استعمال - ذلت خواستن و ذلت قبول کردن (انوری ـہ) ز باد صولت او خاک خوار بہ استخفاف ؛ ز لطف ہیبت او آب گیرد استسقاء ؛ (اردو) ذلت قبول کرنا - ذلیل ہونا (۱۵۹۷)

استخفاف کردن | استعمال - بمعنی ساماں ذلت و خواری پیدا کردن و ذلت و خواری آوردن است چنانکہ انوری گوید (ـہ) بر مسلمانان آن نوع کنند استخفاف ؛ کہ مسلمان نکند صد یک ازان با کافر ؛ (اردو) ذلیل کرنا رسوا کرنا - (۱۵۹۸)

استخوان | بقول برہان و رشیدی و سروری و جامع و شمس و ہفت (۱) معروف است و آن عام است بر حیوانات و نباتات برخلاف (استہ) کہ مخصوص نباتات است کہ در عربی عظم خوانند

بهار بذکر معنی اوّل گوید که پنبه زار - شیر - صبح - قلم - از تشبیهات وست (ناصر علی ۵۱)
الهی ذره در رومی بجان ریزد ٭ شرر در پنبه زار استخوان ریزد ٭ (ملا ملک یزدی ۵۲) عجب مدار
که طوطی شود به بنگ همانا ٭ شکر ز در دتو در شیر استخوان در رمد ٭ (مسیح کاشی ۵۳) و ز شب خود
کاش امید سحری داشتم ٭ غیر صبح استخوان صبح دگر می داشتم ٭ (حید رذهنی کاشی ۵۴)
بعد از وفات ما قلم استخوان ما ٭ سر رشته نامه ایست بنا مهربان ما ٭ (نعمت خان عالی ۵۵)
خود پرتوی فگن که درین بیکسی شود ٭ شمع مزار ما قلم استخوان ما ٭ (ملا علی رضا تجلی ۵۶)
در قطره قطره خونم پیکان آبدار است ٭ چون استخوان که پنهان در دانهٔ انار است ٭ (صائب
۵۷) تمام راحت و لطف ند اهل دل صائب ٭ که میوه های بهشت استخوان نمیدارد ٭ (سعدی
۵۸) چو خرما بشیرینی اندوده پوست ٭ چو بازش کنی استخوانی در وست ٭ بهار گوید که بحذف
همزه (ستخوان) مخفف این است - صاحب رشیدی فرماید که استعمال استخوان بیشتر در حیوانات
و (استه) در میوه ها مستعمل **مؤلف** عرض کند که استعمال استخوان برای حیوانات و نباتات
هردو بکثرت آمده خان آرزو در سراج فرماید که آنچه صاحب برهان (استه) را مخصوص بانباتات
کرده قابل غور است که خود او (پیلسته) بمعنی استخوان فیل آورده که می آید - صاحب هفت
بصراحت حلیه لفظ نوشته که بضم اوّل و سکون سین مهمله و ضمهٔ تای قرشت و فتح خای منقوطه
و واو معدوله الف و نون زده باشد - صاحب محیط فرماید که بعربی عظم و بهندی (هدّی
و هاڑ) و بیونانی (سمولونوس) و برومی (سپتون) و بترکی (سموس) گویند - بهترین آن استخوان
انسان - سرد در دوم و خشک در اوّل سوّم - سوخته آن خشک در آخر سوم - قابض و

صاحب و محنف مجلل و منافع بسیار دارد۔ محققین فرس اتفاق دارند کہ این لغت فارسی
است و صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ہم این را فارسی نوشتہ امّا امیر خسرو استعمال
این در زبان ترکی کند (سہ) فلک کجرولیکیدین شکوہ لارقیلسام تاتگ ایرماس کیم ؛
ہما خہ استخوان تاشلاسب چینغہ طعمہ قندایتی ؛ (ترجمہ) اگر از کجروی فلک شکوہ بکنم عجبی نیست
کہ طعمۂ ہما استخوانش کرد و مگس را قند داد۔ بعضی از ترکیان استاسپول این را لغت ترکی
دانند و زباندانان عثمانی بر آنند کہ این لغت فارسی و مستعمل در ترکی است شکسپیر در تالیف
خود کہ بانگلیسی زبان نوشتہ این را لغت فارسی گفتہ (اردو) استخوان۔ بقول امیر (فارسی)
مذکر۔ ہڈی۔ (سحر سہ) ہمانے بعد فنا کھائین ہڈیان میری ؛ سگ حضور کو کوئی استخوان پہنچا
(۲) استخوان۔ بقول برہان و جامع دہفت کنایہ از مردم اصیل و بزرگ۔ بہار گوید کہ بمعنی اصل
است۔ چنانکہ گویند فلان استخوان بزرگ دارد یعنی اصیل و نجیب است صاحب شمس ہم با بہار
متفق خان آرزو در سراج گوید کہ بمعنی اصل و نسل و مجاز معنی اوّل است چنانکہ گویند کہ سلجوق
از استخوان افراسیاب است یعنی از نسل افراسیاب و فرماید کہ انچہ در برہان بمعنی اصیل و بزرگ نوشتہ
خطاست۔ صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل کنایات و استعارات از شیخ سعدی سند
آوردہ (سہ) چند استخوان کہ ہاون دوران روزگار ؛ خردش چنان بکوفت کہ خاکش غبار شد ؛
امیر خسرو در مدح تست چنگیز گفتہ (سہ) اصل ز سگ دان و ز گرگ استخوان ؛ گربہ بختی شدہ بوروی
نان ؛ بخیال ما این استعارہ باشد نہ کنایہ چنانکہ محققین بالا نوشتہ اند (بزرگ استخوان) از ہمین
است بمعنی عالی خاندان کہ بجایش می آید (اردو) اصل۔ بقول امیر مؤنث۔ نسب۔ ذات۔

نطفہ جیسے (فقرہ) جنکی اصل مین فرق ہوگا اسی سے ایسے کام ہونگے۔ (جانصاحب ؎) کلو
ہتھیاری کی خاطر جسنے مجھے چھوڑ دیا ٭ اصل پہ آپہنچے (کھچگئے) وہ قوم کے ہتھیارے ہین ٭

(۳) استخوان۔ بقول برہان و جامع و شمس و ہفت و سراج۔ سلاحی باشد: اسلحۂ جنگ۔ صاحب ناصری بذیل (استخوان خوار) سند این از نظامی آوردہ صاحب رشیدی و سروری گوید و صاحب ناصری بذیل (استخوان خوار) اشارۂ بدین معنی کند کہ دلاوران۔ استخوان پشت نہنگ را بطور سلاحی استعمال می کردند و فارسیان این سلاح را استخوان نام کردند (نظامی ؎) در آمد چو پیل استخوانی بدست ٭ کز و پیل را استخوان می شکست ٭ (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک ہتیار کا نام ہے جو مگر مچھ کی پشت کی ہڈی سے بنایا جاتا ہے۔ (مذکر)

(۴) استخوان۔ بقول برہان و جامع و ہفت نام جانوریست غیر معلوم مؤلف گوید کہ ترک این بر ذکرش تفوق داشت عجبی نیست کہ فارسیان ہما را مجازاً بدین نام موسوم کردہ باشند کہ استخوان خود می خورد (اردو) استخوان۔ فارسی زبان مین ایک جانور کا نام ہے جس سے محققین فرس خود ناواقف ہین (مذکر)

(۵) استخوان۔ بقول برہان و جامع استۂ خرما را نیز گویند مؤلف گوید کہ ذکر این بر معنی اول گذشت و این معنی پیدا نمیشود مگر باضافت و تخصیص باخرما ہم ندارد و از اہل زبان نشنیدیم کہ مجرد (استخوان) استۂ خرما را گفتہ باشند حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) کھجور کی گٹھلی مؤنث۔ اردو مین (ہڈی) بقول آصفیہ گاجر کے اندر کی سخت چیز کو کہتے ہین۔

(۶) استخوان۔ بتحقیق استعارہ باشد از لفظ کہ مقابل معنی است و این مجاز باشد کہ معنی را مغز قرار داد (۱۶۰)

چنانکہ مولوی معنوی فرماید (س) ما ز قرآن مغز را برداشتیم ۔ استخوان پیش سگان انباشتیم ۔ (اردو) لفظ
بقول آصفیہ با معنی کلمہ جو آدمی کے منھ سے نکلے۔ (مذکر)

استخوان افشاندن (مصدر اصطلاحی) بقول
صاحب بحر و بہار و ضمیمہ برہان و آنند (۱) ریختہ
شدن استخوان و (۲) تخم خرما در زمین کاشتن۔
صاحب مؤید (بر استخوان افشاندہ) ہمین دو معنی را
بحوالہ قنیہ نوشتہ مؤلف گوید کہ افشاندن بقول
جہانگیری ریختن و پاشیدن و نثار کردن و افگندن
و پراگندہ کردن آمدہ پس معنی اول حقیقی است و
معنی دوم مجاز و متعلق با معنی پنجم لفظ استخوان چیف
است کہ درینجا ہم سند معنی دوم پیش نشد بہ تحقیق ما
(۳) بمعنی افگندن و انداختن استخوان ہم آمدہ۔
چنانکہ خاقانی شروانی گوید (س) خاصگان حرم
از نخل کہن خرمای تر خوردہ اند و رہ جہودان استخوان
افشاندہ اند۔ (اردو) ہڈیاں پاش پاش ہونا
(۲) کھجور کی کاشت کرنا۔ (۳) ہڈیان پھینکدینا۔
استخوان انداختن استعمال۔ صاحب صفی
ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ بخیال ما مؤلف
معنی سوم استخوان افشاندن است کہ گذشت
(س) جہان استخوانیست بی مغز صائب ۔
بہ پیش سگ انداز این استخوان را ۔ (اردو) دیکھو
استخوان افشاندن کے تیسرے معنی۔

(۱۳۶۱)

استخوان اندر گلو داشتن (مصدر اصطلاحی)
بند شدن گلو باشد چنانکہ صائب گوید (س)
چنان ناسازگاری عام شد در روزگار ما ۔ کہ طفل
از شیر مادر استخوان اندر گلو دارد ۔ بخیال ما این مؤلف
(آب در حلق شکستن) باشد کہ گذشت۔ و عادت است
کہ مادر یک طفل شیرخوار است قوت فرو حلق کردن
شیر و امثال آن کم دارد و اکثر شیر در راہ نفس
داخل شدہ گلویش را بند کند پس ازین عادت فطری
صائب مضمون لطیف اند ناسازگاری پیدا کردہ است
(اردو) گلا بند ہونا۔

استخوان بالیدن استعمال - بهار ذکر این کرده
بمعروف قانع وصاحب آصفی واند هم هم زبانش
مؤلف گوید که بالیدن بقول صاحب بحر بمعنی نمو
کردن وبزرگ شدن است پس این بمعنی حقیقی است
(اردو) ہڈی پیدا ہونا - بالیدہ ہونا -

استخوان بجای دندان بستن استعمال بقول
بهار دندان از استخوان درست کرده بتار سیم یا آهن
بستن در زمانیکه دندان بنا بر مرضی سست ومتحرک
باشد مؤلف گوید که چون دندان فرو ریزد یا سست
ومتحرک شود آنرا از دهن جدا کرده بجایش دندان
مصنوعی از استخوان درست کرده قائم کنند خواه از تار
یا بطریق دیگر وصناعان معاصر بعوض دندان مصنوعی
از دندان فرو ریخته هم کار گیرند اگر درست باشد و
نقصانی در روییده نشده باشد (تاثیر سے) خوبی
زرفت کا نزاید جانشین نگردد؛ چون استخوان که بندند
مردم بجای دندان؛ (اردو) دانتوں کا چوکا لگانا

استخوان بحلق فرو بردن استعمال بقول
بهار واند وآصفی معروف وسندی پیش نشد -
بخیال ما (۱) بمعنی حقیقی و (۲) بمعنی (مبتلای
آفت شدن بدست خود) توان گرفت واین کنایه
باشد که استخوان بحلق رفته گاهی حلق را بند کند
وتکلیفی پیدا شود ومعاصرین عجم با خیال ما اتفاق
دارند (سعدی شیرازی سے) توان بحلق فرو
بردن استخوان درشت ؛ ولی شکم بدرد چو بگیرد
اندر ناف؛ (اردو) (۱) ہڈی نگلنا - (۲) اپنے
ہاتھوں مبتلای مصیبت ہونا - بلا میں گرفتار ہونا

استخوان برافشانده استعمال - بقول شمس
بمعنی ریخته وبجواله ادات گوید که تخم خرما در زمین
کاشته ودیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وضرورت
هم نداشت که مصدر (استخوان افشاندن) بسه
معنی گذشت واین مشتق است ازهمان وکلمه
(بر) درین زائد است - الحاصل این ماضی
مطلق است بزیادت های هوز در آخر از
مصدر (استخوان برافشاندن) وباضافت استخوان

اسم مفعولش بہر سہ معنی (استخوان افشاندن)
(اردو) دیکھو استخوان افشاندن یہ اسی مصدر
کا ماضی مطلق یا اسم مفعول ہے۔

استخوان بزرگ (اصطلاح) بقول برہان
و بحر و ناصری و شمس و ہفت کنایہ از شخصی است
کہ او را نجابت و اصالت و نجابت و نسب
عالی بودہ باشد **مؤلف** گوید کہ بدین معنی
باید کہ بہ تقدیم صفت (بزرگ استخوان) خوانیم
کہ اسم فاعل ترکیبی باشد و باضافت۔ مرکب
توصیفی است بمعنی نسب عالی و بقول رشیدی
مرادف عالی نسب۔ حیف است کہ صاحب رشیدی ہم
تسامح کردہ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ ع خود
شد اندر تہ کوہ گران ؛ اگرچہ کہ بودند بزرگ استخوان
صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور
اول و بضمن لفظ استخوان ذکر این کردہ معنیٔ د
تسامحاً ہمزبان برہان است عجب است از
خان آرزو کہ بذیل استعارات با برہان اتفاق
دارد و ہمزبانی محققین بالا این را بمعنی شخص اصیل
نجیب کنایہ می نگارد و ما می گوئیم کہ کنایہ ہم نباشد
بلکہ استخوان بزرگ باضافت و بفک اضافت
استعارہ ایست بمعنی نسب عالی و آفرین بر صاحب
مؤید کہ مؤید معنی ماست و بمقابلہ محققین کثیر التعداد
حق سرا است شد العجب در تحقیق لغات چہ بی توجہی
بکار بردہ اند و قاعدۂ فارسی را لاشی شمردہ اند طرفہ
اینست کہ سند شان ہم تائید شان نمی کند (اردو)
خاندانِ بزرگ۔ مذکر۔

استخوان بند استعمال۔ بقول صاحب آنند
بحوالۂ فرہنگ فرنگ عصابہ کہ بر استخوان شکستہ
بندند دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ اما معاصرین
عجم بر زبان دارند و موافق قیاس است اسم فاعل
ترکیبی۔ یعنی چیزی کہ بوسیلۂ آن استخوان شکستہ را
بحالت اصلی قائم کنند (اردو) وہ لکڑی یا تختہ
خاص جس کے ذریعہ سے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حالت
اصلی پر جما کر باندھتے ہیں۔

(الف) **استخوان بندی** (اصطلاح) بقول ملحقات بحر ربطا و انتظام و ترتیب درست باشد ۔۔۔۔

(ب) **استخوان بندی چیزی** بقول بهار کنایه از درست کردن انگاره و بستن و ترکیب الفاظ و عبارات و بند و بست اعضا و امثال آن باشد مؤلف گوید که ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ج) **استخوان بندی کسی** بمعنی حقیقی است یعنی بند و بست اعضا ۔ (الف) عام است و (ب) خاص برای درستی و انتظام کار و امثال آن و (ج) بمعنی بند و بست اعضا مخفی مباد که (ج) اصلست و (ب) مجاز آن (صائب ب ۵) بی قناعت نتوان شد ز سعادت مندان ٭ استخوان بندی دولت به هما پیوست است ٭ (محمد اسحق شوکت ب ع) استخوان بندی الفاظ خوشم وام هماست ٭ (محسن تاثیر ج ۵) محکم از عشق بتان جان فرح دشمن ماست ٭ استخوان بندی ما پنبهٔ داغ تن ماست ٭ مخفی مباد که استخوان بندی چیزی و کسی حاصل بالمصدر است از استخوان چیزی و کسی بستن که می آید (اردو) (الف) انتظام ۔ مذکر (ب) کسی کام کا انتظام (ج) بند و بست اعضا ۔ اعضا کا انتظام (الف) عام ہے اور (ب) اور (ج) خاص ۔

استخوان پوسیدن استعمال ۔ بقول بهار و آنند به بای فارسی معروف ۔ سندی پیش نشد مخفی مباد که (پوسیدن) بقول صاحب بحر بابای فارسی و واو مجهول بمعنی از هم رنجیدن و گداختن و فرسودن و کهنه و ناچیز شدن و پژمرده گردیدن و آماسیدن آمده پس استعمال این بمعنی حقیقی است و معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) ہڈی کا گلنا ۔ بوسیدہ ہونا ۔ ورم کرنا ۔

استخوانِ پوسیده وا نمودن (مصدر اصطلاحی) صاحب ناصری در خاتمهٔ کتاب بذیل کنایات و استعارات ذکر این کرده گوید که آبا و اجداد قدیم مفاخرت نمودن است دیگر کسی از محققین

از بس ذکر این ذکرد (اردو) باپ دادا کے نام
پر فخر کرنا ـ

استخوان چیزی بستن (مصدر اصطلاحی)
بقول صاحب بحر (۱) درست کردن انگاره و بستن ترکیب
الفاظ و عبارت و (۲) بند و بست اعضاء و مثال
آن ما صراحت کالمش بر استخوان بندی کرده ایم
و درین جا همین قدر کافی است که معنی اول
متعلق باین است و معنی دوم با استخوان کسی
بستن متعلق که می آید ـ بهار گوید که مرادف (استخوان
بندی چیزی) است **مؤلف** عرض کند که این
مصدر اصطلاحی است و (استخوان بندی) حاصل
بالمصدرش پس چگونه میتوان شد که این مرادف
آن باشد (خواجه آصفی سلمه) ز استخوان من که
از سنگ جنون صد جا شکست ٭ استخوان قصهٔ دیوانه
و مجنون بسته اند ٭ (اردو) کسی کام کا انتظام
درست کرنا ـ کسی چیز کو مرتب کرنا ـ الفاظ و عبارت
کی ترکیب درست کرنا ـ

(الف) استخوان خائیدن
(ب) استخوان خوار
(ج) استخوان خوردن

استعمال مرادف (ج) بقول بهار و آصفی
هر کدام معروف و صاحب اند نسبت (ب)
نوشته که (۱) پرنده ایست که هما نام دارد و آن را
(استخوان ربا) و (استخوان رند) و (استخوان رنگ)
نیز گویند و (۲) بمعنی سگ هم آمده **مؤلف** گوید که
(الف و ج) بمعنی حقیقی است ٭ (ب) اسم فاعل ترکیبی
از (ج) بمعنی استخوان خورنده ـ گویند که هما ـ استخوان
خود می خورد بهمین سبب او را استخوان خوار نام
کردند و سگ هم استخوان خوار است (سعدی شیرازی
سه) همای بر همه مرغان از آن شرف دارد ٭
که استخوان خورد و طایری نیازارد ٭ (اردو)
(الف) ہڈی چبانا (ب) ہما ـ بقول آصفیه
(فارسی) مذکر ـ ایک مشہور پرند کا نام جو ہڈیاں
کھاتا اور کسی کو نہیں ستاتا ہے اس جانور کی نسبت
ایشیائی لوگوں کا خیال ہے کہ جس کے سر پر یہ جانور

پہر جاے وہ بادشاہ ہوجاے۔ یعنی دولت و
سلطنت پاے بعض لوگ اسکو عنقا خیال کرتے
ہین (ظفرسہ) کہاتا ہے زاغ گوشت فقط
استخوان ہما؛ کیا منصفی ہے زاغ کہان اور ہما
کہان (ج) ہڈی کہانا۔

(الف) **استخوان دار** (اصطلاح) بقول
بحر و بہار و وارستہ و انند محکم و قائم و آراستہ
و بہار از ناظم ہروی سند آوردہ (سہ) رباعی منت
است سبب گفتگوی محکم را؛ کسی کہ خشک بود حرف
استخوان دار است؛ صاحب آصفی باستثنائی
ہمین شعر مصدر ۔۔۔۔۔۔

(ب) **استخوان داشتن** را نوشتہ از معنی
ساکت است و مقصودش از سکوت جز این
نباشد کہ او (ب) را (ا) بمعنی حقیقی پندارد و
سندی کہ از کلام صائب می آرد از ان ہم معنی
حقیقی پیداست (سہ) تمام راحت و لطف
اند اہل دل صائب؛ کہ میوہ ہای بہشت استخوان
نمیدارد؛ و بلحاظ معنی الف (۲) بمعنی استحکام
داشتن و مستحکم بودن است۔ اما بخیال ما از سندی
کہ بر (الف) گذشت می کشاید کہ استعمال ۔۔

(ج) **استخوان داشتن حرف** بمعنی درست
بودن زبان و معقول بودن گفتگو و محکم بودن
تقریر و مستحکم بودن قول است۔ اگر این را باستثنای
ہمین شعر ناظم ہروی عام کنیم باید کہ (استخوان
داشتن چیزی) قائم کنیم۔ بمعنی محکم بودن آنچیز
ولیکن این را سندی باید و ما از معاصرین عجم
مجرد (استخوان دار) بمعنی محکم و قائم نشنیدہ ایم
(اردو) (الف) محکم۔ بقول آصفیہ (عربی)
مضبوط۔ پایدار۔ مستحکم۔ (ب) گوشت مین
ہڈی ہونا۔ میوہ مین بیج یا گٹھلی ہونا (۲) مستحکم
ہونا۔ استحکام رکہنا۔ پایدار رہنا۔ (ج) گفتگو
درست ہونا۔ معقول ہونا۔ تقریر درست ہونا
بات بہروسہ کے قابل ہونا۔ پایدار رہونا یعنی
جو کہین اوس سے نہ ٹلین۔

استخوان در پوست گنجیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر غایت فرح حاصل کردن است مؤلف گوید که این کنایه باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد اگرچه سندی پیش نشد ولیکن موافق قیاس است معاصرین عجم هم این را درست خیال کنند (اردو) جامے میں پھولا نہ سمانا۔ بقول آصفیہ نہایت خوش ہونا۔ فرط خوشی سے آپے میں نہ رہنا۔ پھولا انگ نہ سمانا۔

استخوان درد استعمال - بهار این را با رای مهمله ذکر کرد و صاحب انند برای هر دو از تعریف لفظ ساکت و باتفاق می فرمایند که قلب اضافت است و سند هر دو از کلام محمد قلی سلیم (ـه) ز تاثیر هوای نفس هرگز نه ها هر دم کشد از استخوان درد، عجب است که بهار در مصرع ثانی این (درد) را به رای مهمله گرفته و صاحب انند برای هر دو (درد و دزد) نوشته و از سند بالا مصدر (درد کشیدن) پیداست که بجای خوش مذکور شود - اگر ادعای هر دو را بلا لحاظ سند بحال خود گذاریم (۱) استخوان درد) قلب اضافت درد استخوان و (۲) استخوان دزد) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی کسی که دزدی استخوان کند و بس - باقی حال این در خور آن نبود که بیانش کنیم - تسامح دو محققین ما را مجبور کرد که به تفصیلش پردازیم (اردو) (۱) ہڈی کا درد - مذکر (۲) ہڈیوں کا چور - یعنی ہڈیاں چرانے والا

استخوان در زخم گذاشتن (مصدر اصطلاحی) صاحب ناصری در خاتمهٔ کتاب ذیل استعارات و کنایات گوید که کنایه از تمام ناکردن کار ظهور و ناقص گذاشتن و این مثلی است مشهور که قصابی را استخوان زخمی بود و جرّاح از طمع گوشت دادن معطل میداشت چون استخوان بدر آمد گوشت دادن موقوف شد چنانکه صاحب گفته (ـه) تا نگردد قطع لحم شام و چاشته

استخوان در زخم می باید گذاشت ؏ (انتهی) مولف
گوید که حکایتی که بالا مذکور شد از ان واضح میشود که
این مصدر تمثیلی است کنایه از دانسته توقف کردن
در کار و نه کار را مهمل و ناقص گذاشتن جراح بطمع
گوشت استخوان از زخم قصاب نه بر آورد و عمداً در
بیت وصل انداخت ما این را مصدر تمثیلی نام
کردیم از ینکه کنایهٔ این پیدا می شود از حکایتی خاص
و هر مشتقی که ازین مصدر مستعمل شود تمثیلی را ماند چنانچه
در مصرع ثانی سند است - دیگر کسی از محققین فرس
ذکر این نکرد و این بر زبان معاصرین عجم است
(اردو) کسی کام مین عمداً ڈہیل کرنا - صاحب
آصفیہ نے (ڈہیل کرنا) بمعنی دیر کرنا - وقت گزارنا
لکھا ہے - اور ڈہیل دینا بھی کہ سکتے ہین -

استخوان در کام شکستن (مصدر اصطلاحی)
بہار ذکر این کرده از معنی ساکت - صاحب آصفی
گوید که مرادف (استخوان در گلو داشتن) است
و از تعریف مصدر آخر الذکر ساکت و صاحب آنند
بر معروف قانع و هر سه محققین از کلام صائب
سند آرند (س) گلگر که نی بناخن شکرستان شکست ؏
در کام طوطیان ز شکر استخوان شکست ؏ مولف
گوید که کنایه باشد از بند شدن گلو و آواز نه بر آمدن
مخفی مباد که شکستن درین جا بمعنی لازم است
(اردو) گلا بند ہونا - زبان بند ہونا - آواز نہ نکلنا

(الف) **استخوان در گلو** (الف) بقول
(ب) **استخوان در گلو گرفتن** صاحب شمس
کنایه از مزاحمت و تشویش و (ب) مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر و انند و برهان و رشیدی و جهانگیری
و ناصری و هفت و شمس (۱) رنج و محنت
کشیدن و بقول خان آرزو در سراج کنایه از
رنج و محنت - بہار گوید که (۲) بند شدن استخوان
در گلوست مولف عرض کند که معنی دوم (ب)
حقیقی است و معنی اول کنایه باشد از ان و (الف)
اسم فاعل ترکیبی است از مصدر (ب) بمعنی استخوان
در گلو دارنده یعنی مشوش و مبتلای رنج و محنت

و استعمال آن بمعنی بیان کرده صاحب شمس از نصیر
گذشت. اگرچه خلاف قیاس نیست حیف است
که سندی پیش نشده (اردو) الف - رنج ومحنت
رنج ومحنت مین گرفتار (ب) (۱) رنج ومحنت
مین گرفتار ہونا۔ (۲) ہڈی گلے مین اٹکنا۔

استخوان در ناف گرفتن (مصدر اصطلاحی)
بقول بهار وانند (۱) بمعنی بند شدن استخوان در
ناف است (شیخ شیراز ے) توان حلق فرو
بردن استخوان درشت ؛ ولی شکم بدرد چون بگیرد
اندر ناف ؛ صاحب آصفی این را (۲) بمعنی اول
(استخوان درگلو گرفتن) هم آورده سندی پیش نشد
و دیگر محققین فرس از معنی دوم ساکت اند (اردو)
(۱) ناف مین ہڈی اٹک جانا (۲) رنج ومحنت
مین گرفتار ہونا۔

(الف) **استخوان ربا** (اصطلاح) بقول جامع
و هفت وشمس وجهانگیری و برهان بضم رای قرشت
و بای ابجد بالف کشیده (۱) پرنده ایست که
که آن را بعربی هما می گویند و غذای او استخوان باشد نوراللغات
صاحب بحر هم ذکر این کرده و بهار بذکر معنی
اول گوید که (۲) سگ را هم گویند و بدین این
(ب) **استخوان ربودن** را آورده بر معروف
قانع - و صاحب آصفی همزبانش مؤلف گوید
که (ب) مصدر نیست مرکب بمعنی حقیقی خودش و
(الف) اسم فاعل ترکیبی آن و معنی اول و دومش
کنایه باشد از نیکه هما وسگ هردو استخوان می ربا
می خورد کسانیکه همای را ورای کرگس خیال کنند
و بگویند که غذای او استخوان و بازوی خودش
باشد نزد شان البته معنی اول الف قابل غور
باشد (اردو) (الف) (۱) هما - مذکر - دیکھو
استخوان خوار (۲) کتا - مذکر - دیکھو اشباه کا نمبر ۲
(ب) ہڈیان اٹھالیجانا۔

(الف) **استخوان رند** اصطلاح - بقول برهان
و بهار و بحر و هفت و جهانگیری و جامع و سروری
بفتح رای قرشت و سکون نون و دال ابجد بمعنی استخوان

ربا ست که هما ی باشد و مرادف این است۔ ۔

(ب) **استخوان رنگ** باکاف فارسی بروزن
الف خان آرزو در سراج فرماید که الف (۱) همای
و نیز ببعضی (۲) بمعنی سگ هم و بحواله مهذب آرزو و
که (۱) ترجمهٔ رخمه و آن غیر هماست چنانکه در رشیدی
است پس معلوم شد که استخوان رند جانوریست که
استخوان خوار و معنی ترکیبی آن چیزی که استخوان
را می رند یعنی می تراشد **مؤلف** گوید که رندیدن
بقول صاحب بحر بمعنی تراشیدن آمده پس بقول
صاحب سراج (الف) اسم فاعل ترکیبی باشد
بمعنی تراشندهٔ استخوان و نسبت (ب) فرماید که
دال بکاف بدل شود چنانکه (اورنگ) واورند
و لفظ (رنگ) برای نسبت باشد **مؤلف** گوید که
مقصودش جز این نباشد که (ب) اصل است بمعنی
منسوب باستخوان وکنایه از هر دو معنی بالا و الف
مبدّل آن و بخیال ما جا دارد که (الف) را اصل گیریم
و (ب) را مبدّلش و بقول صاحب ناصری (الف)
بمعنی کرگس و بذیل آن ذکر (ب) هم کرده و معنی
دوم را برای (الف و ب) هر دو آورده صاحب
ناصری در سروری برای الف از کلام شیخ عطار
سند آورده و بخیال ما قابل نظر است (ف) فغان
از حرص شتی استخوان رند ؛ همه سگ سیرتان موش
پیوند ؛ صاحب رشیدی این را مال سعدی گوید
(اردو) (الف) (۱) هما - مذکر - (ب) (۱)
هما - مذکر - (۲) کتا - مذکر - دیکھو استخوان ربا -

استخوان ریختن استعمال - بقول بهار معروف
و صاحب آصفی و آنند هم از معنی این ساکت
مقصود شان جز این نباشد که بمعنی حقیقی است
و پس مخفی مباد که ریختن بقول صاحب بحر بمعنی
افگندن و انداختن و پریشان کردن و شدن
لازم و متعدی هر دو آمده (عرفی ف) کسی که
نعمت مقصود بر در بش دیدم ؛ که استخوان هما پیش
زاغ می ریزد ؛ (اردو) ہڈیاں جھڑ جانا - گرنا
ہڈیاں پھینکنا -

استخوان زیر گلو داشتن (مصدر اصطلاحی)
بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و صاحب آنند
و آصفی همه پالنش و بهر — از همان شعر صائب
سند گیرند که بر استخوان اندر گلو داشتن گذشت
و در مصرع ثانی بجای لفظ (اندر) فقط (زیر)
آورده و ما در دیوان صائب اول الذکر یافتیم
تعریف این بهمه را آنجا بیان کرده ایم (اردو)
دیکھو استخوان اندر گلو داشتن —

استخوان سفید اصطلاح - بقول صاحب
آنند مراد از روز است و فرماید که از فرهنگ سکندرنامه
یافته ایم - حیف است که نقل شعر نکرد و دیگر کسی
از محققین فرس این را نه نوشت - بخیال ما خبرین
تبا شد که آفتاب را با استخوان سفید استعاره کرده
و از روز مراد گرفته باشند (اردو) روز - بقول
آصفیه (فارسی) اسم مذکر - دن - نهار —

استخوان سنگین (اصطلاح) بقول صاحب
بحر عجم باضافت بمعنی نجیب و شریف آمده - بهار
از اسمعیل ایما سند آورده (ع) خواهم از برای
دل دلبری به تمکینی نه بهر این هما باید استخوان سنگینی
صاحب آنند فرماید که همان استخوان بزرگ است که
گذشت - و راست هم بند همین شعر ایما ذکر این کرده
صاحب سروری در خاتمهٔ کتاب بذیل کنایات
و استعارات این را مرادف (استخوان بزرگ)
گفته **مؤلف** گوید که محققین بالا درین اصطلاح
هم با همچو (استخوان بزرگ) تسامح کرده اند و بر
قواعد فارسی غور نکرده اگر این را باضافت
خوانیم بمعنی خاندان شریف است و نسب
عالی و بفک اضافت هم بهمین معنی و اگر
صفت را مقدم کنیم (سنگین استخوان) بمعنی
شریف و نجیب است که اسم فاعل ترکیبی
باشد - مخفی مباد که در شعر اسمعیل ایما استخوان
سنگین بمعنی حقیقی استخوان کلفت و بزرگ
باشد و اگر از هما - استعارهٔ عاشق کنیم استخوان
سنگین بمعنی خاندان عالی - فافهم (اردو) دیکھو

استخوان بزرگ ۔

(الف) استخوان سوختہ را سگ نبوسد

(ب) استخوان سوختہ نبوید

امثال ۔ صاحبان امثال فارسی و خزینہ ذکر (الف) کردہ اند و صاحب احسن ذکر (ب) و ہر سہ از تعریف این ہر دو ساکت ۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان در مذمت چیزی کہ از کار رفتہ باشد این ہر دو مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "جلی ہڈی کو کتا بھی نہین چھوتا" یہ قریب قریب (الف) کا ترجمہ ہے اس کا استعمال ناکارہ اشیا کے بیان مین کیا جاتا ہے ۔

استخوان سودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و مقصودش معنی حقیقی باشد کہ (سودن) بقول بحر بمعنی سائیدن و ریزہ کردن آمدہ (علی سرہندی ؎) دل بخوان چرخ مہمان کش نہ بندی نہ نہار ۔ زنمکدان کواکب استخوانہا سودہ است ۔ (اردو) ہڈیان پیسنا گھسنا ۔ ریزہ ریزہ کرنا ۔

(۱۵۶۲) **استخوان شدن** استعمال بمعنی حقیقی است یعنی صورت استخوان پیدا کردن و معاصر عجم این را بمعنی (پوست و استخوان شدن) ہم گیرند یعنی سخت ناتوان شدن چنانکہ گوشت تحلیل شدہ محض استخوان باقی ماند (عرفی ؎) شدم شاخ گل ہیچ بلبل نخاست ۔ شدم استخوان ہیچ زاغم نخورد ۔ (اردو) ہڈیان نکل آنا ۔ پوست و استخوان باقی رہجانا ۔ یعنی انتہا درجہ مین ضعیف اور ناتوان ہونا ۔

استخوان شکستن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر عجم بمعنی (۱) کمال محنت و رنج کشیدن و (۲) استخوان خوردن نیز ۔ بہار برای معنی اول سند ہا آوردہ (میر نجات ؎) استخوانہا کہ شکستیم بدرگاہ تو ما ۔ گر سگ خویش نخوانی چہ بگویم ترا ۔ (زلالی خوانساری رباعی) (۱) در کوی تو عمرہا شکستیم عبث ۔ دل جز تو بہ دیگری نہ بستیم عبث ۔

و پیش تو اعتبار سگ بیش از ماست ؛ با این همه
استخوان شکستیم عبث ؛ و برای معنی دوم سند ملا شانی
تکلو پیش کرده (س ۵) به درّ مهر تو پرورده مغز مستی
من ؛ خوش آن هما که پس از مرگم استخوان شکند ؛
خان آرزو در چراغ بمعنی اول قلع مؤلف عرض
کند که در سند شانی تکلو (استخوان شکستن) بمعنی حقیقی
است که هما برای خوردنش اول آنرا می شکند و معنی
اول کنایه باشد زیراکه کسی که محنت و حرج بسیار کشد
آنرا مبالغةً گویند که استخوان خود شکسته است (اردو) (۱)
ہڈی چور رہونا۔ بقول آصفیہ نہایت تھکنا
تھک کر چور رہونا۔ دکن میں کہتے ہیں۔ ہڈیاں توڑ
کر محنت کرنا یعنی خوب محنت کرنا (۲) ہڈی پیانا۔

استخوان طوطیا شدن | استعمال۔ گداختن (۱۵۰۴)
استخوان و این کنایه باشد چنانکه صائب گوید (س ۵)
استخوانت طوطیا گردید در خواب گران ؛ تر نشد از اشک
ندامت دیده ات یکبار حیف ؛ (اردو) ہڈیاں
گل جانا۔ آٹا ہونا۔

(الف) **استخوان فروختن** (مصدر اصطلاحی)
(ب) **استخوان فروشی** | صاحب آصفی ذکر
(الف) کرده ازمعنی ساکت و صاحب بحر نسبت
(ب) فرماید که ستایش آبا و اجداد کردن باشد
بهار گوید که چنانکه گویند ؛ فلان از استخوان بزرگ
است اگر استخوان فروشی کند جا دارد ؛ صاحب
انند همزبانش مؤلف عرض کند که نه چنین
باشد بلکه فارسیان کسی را استخوان فروش گویند که
که باظهار خوبی های بزرگان ذلت خود را خواهد
که دفع کند مثلاً ؛ کسی بجرمی گرفتار آید یا بگداگری
برآید و برای اینکه مخاطب برو رحم کند از خوبیهای
بزرگان خود ذکر کند گویندش که استخوان فروش
است یعنی نام بزرگان را می فروشد و ذلیل می کند ؛
ما از معاصرین عجم تحقیق این کرده ایم. مخفی مباد که
(الف) مصدر است بهمین معنی و (ب) حاصل
بالمصدر (اردو) (الف) استخوان فروشی کرنا۔
(ب) استخوان فروشی۔ صاحب آصفیہ نے۔

(استخوان فروشی) بمعنی باپ دادا کی تعریف لکھا ہے لیکن اہل زبان سے ہم نے تحقیق کی ہے کہ زبان اردو مین (استخوان فروشی) سے آبا و اجداد کے نام کو ذلیل کرنا مراد ہے - دکن مین اسی کو جد فروشی کہتے ہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی الزام مین گرفتار ہو یا گداگری کرتا ہو اور صرف اس لئے کہ لوگون کو اسپر رحم آئے اپنے باپ دادا کی خوبیون کا ذکر کرے تو ایسا شخص استخوان فروش کہلائیگا - جس کو دکن مین جد فروش کہتے ہین -

استخوان کاری (اصطلاح) بقول بہار و بحر واننداستی خاتم بندی (مولانا کاتبی ؎) استخوانہای من ای آہ بگردون بردی ؛؛ استخوان کاری صندوق فلک چند کنی ؛؛ مخفی مباد کہ خاتم بندی بقول بہار بر استخوان فیل و شتر وجز آن گلہا و تصویرہا کندہ کردن است وہمین است خاتم بستن - وصاحب بحر ہم خاتم بستن فرماید کہ بر چوب وغیرہ از عاج واستخوان وصدف ریزہ کاری کردن مؤلف گوید کہ (خاتم بندی) عام است و (استخوان کاری) خاص وازسند مولانا کاتبی ہم تعمیم پیدا نیست پس کاریکہ از استخوان بر صندوق یا چوب وغیرہ برای زیبایش و آرایش آن کنند (استخوان بندی) است وجا دارد کہ این را مجاز از خاتم بندی گیریم مگر سندی باید (اردو) خاتم بندی یا خاتم کاری - بقول صاحب آصفیہ - مؤنث - ہاتھی دانت - اونٹ کی ہڈی یا لکڑی وغیرہ کی گلکاری جو اکثر امیرون کی چھت وغیرہ مین ہوتی ہے - جڑاوٹ کا کام کوفت کا کام - (الخ) مؤلف عرض کرتا ہے کہ امیرون کی چھت سے امرا کے محلسرا کی چھت مراد ہے - ہماری رائے مین ہاتھی دانت یا ہڈی کی جڑاوٹ اس کا خالص ترجمہ ہے - خواہ وہ چھت مین ہو یا صندوق پر یا اور کسی چیز پر -

استخوان کردن مغز استعمال - بمعنی مغز را استخوان کردن چنانکہ ظہوری گوید (؎) از قسم بمحنت سختی کشان خوردہ حلیم نصیب باد کہ

مغز استخوان کنم ؎ (اردو) از ہمین سند (استخوان را مغز کردن) ہم پیدا میشود (اردو) مغز کو ہڈی قرار دینا۔

استخوان کسی بستن | استعمال۔ این ہمانست کہ گزو این بذیل (استخوان بندی) کردہ ایم (اردو) دیکھو استخوان بندی۔

استخوان کشیدن | استعمال۔ بقول بہار بمعنی استخوان رسانیدن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سند بہار از حکیم اسدی است (ب) چو نوح آمد و یافت اید ردرنگ بکشید استخوانش بدز ہوخت گنگ ؎ مؤلف گوید کہ این بمعنی حقیقی است کہ کشیدن درینجا بمعنی با خود بردن است بجائی (اردو) ہڈیاں پہنچانا۔ لے جانا۔

استخوان گرفتن میوہ | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر رسیدن آن بحد پختگی چنانکہ طاہر وحید گوید (ب) اگر خواہی ز عمر خود حلاوت تن بسختی دہ ؎ ثمر را وقت شیرینی چو آید استخوان گیرد ؎ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم بزبان دارند (اردو) میوے کا پختہ ہونا میوے مین تخم یا گٹھلی پیدا ہونا۔

(۱۵۶۵) **استخوان مغز شدن** | (مصدر اصطلاحی) نرم شدن و گداختہ شدن استخوان باشد چنانکہ ظہوری گوید (ب) شب نگاہم میہمان نعمت دیدار بود ؎ استخوانم مغز شد خوش راحتی درکار بود (اردو) ہڈیاں گلجانا۔

استخوان مکیدن | استعمال۔ بقول بہار و انند معروف۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و سندی پیش نشد۔ مقصود جزین نباشد کہ بمعنی حقیقی است یعنی مکیدن۔ بقول صاحب بحر بمعنی چیزی را بدہان از چیزی درکشیدن۔ (اردو) ہڈی چوسنا۔

استخوانہای ریزریزہ | استعمال۔ بمعنی ریزہائے استخوان و استخوان ریزہ ریزہ شدہ (ظہوری) (ب) درجنون است سنگ بارانی ؎ استخوانہای ریزریزہ

مراشہ (اردو) ہڈیون کے ریزے - ٹکڑے (مذکر)	

استدراک بہار گوید کہ در لغت بمعنی تدارک است یعنی دریافتن خبر رفتہ و این بیت سید محمد عرفی بمعنی عجز یا عذر تقصیر مستفاد می شود (ع) رفتم آہستہ پیش و نمودم بخویش راہ در تمام استدراک ۔ مؤلف گوید کہ لغت عربی است بقول صاحب منتخب بالکسر طلب دریافت چیزی کردن پس معانی بیان کردہ بہار زائد از ضرورت است و در کلام عرفی ہم معنی حقیقی درست میشود اندرین صورت ہیچ ضرورت ندارد کہ تصرف فارسیان در معنی خیال کنیم (اردو) استدراک - بمعنی استفسار اردو مین کہا جا سکتا ہے - لیکن امیر اور صاحب آصفیہ نے اسکو ترک کیا ہو - اور صاحب آصفیہ نے (استفسار) پر لکھا ہے کہ (عربی) اسم مذکر - بمعنی دریافت کرنا - پوچھنا -

استر بقول برہان واند و ہفت بر وزن کفتر (۱) از دواب مشہور است و (۲) مرادف (آستر) و بطانۂ جامہ کہ (در ممدودہ گذشت) صاحب ناصری گوید کہ چارپائیست معروف میانۂ خر و اسپ و بقول بہار چاروای معروف کہ بتازی بغلش گویند و (ستر) بحذف ہمزہ و (است) بحذف را مخفف آن - خان آرزو - سراج بمعنی اول قانع (خاقانی ع) با نقل زر است فرج استر ۔ یا مہرۂ لعل گردن خر ۔ اسد اللہ خان غالب دہلوی در قاطع برہان بر صاحب برہان اعتراض کردہ گوید کہ بمعنی اول (استر) بضم اول وسوم باشد بر وزن پُر دُر و فرماید کہ شتر بضم اول و دوم مخفف آن و ستو رمزید علیہش - صاحب قاطع القاطع جوابش داد و ما با جوابش اتفاق داریم کہ اتفاق محققین فرس و معاصرین عجم با برہان است و سند خاقانی ہم مؤیدش - بخیال ما این بمعنی اول ماخوذ است از (استھر) کہ بفتح اول در سنسکرت بمعنی ناقائم و بی ثبات

آمده (کذا فی الساطع) و فارسیان بحذف های هوز (استر) دوابی معروف را نام کردند که نسل او قائم نیست یعنی بعداً آنکه از مادهٔ اسپ و نرِ خر (استر) زاید نسلش منقطع می شود و عجبی نیست که فارسیان این را از (اشوتره) اخذ کرده باشند که بقول صاحب خزانة اللغات در سنسکرت بمعنی استر است - بقاعدهٔ فارسی شین مثلثه به سین مهمله بدل شود همچون (شار) و (سار) و واو حذف شود چنانکه (هوشیار) و (هشیار) و های هوز آخر را هم بیفگنند چنانکه در (گیاه) و (گیا) و بمعنی دوم لغت ترکی است که فارسیان استعمالش کرده اند - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است ذکر این کرده فارسیان بلب و لهجهٔ مقامی این را بمدوده (آستر) هم گویند - صاحب مؤید بر آستر نوشته و ما ذکرش بجای خودش کرده ایم که بقول او آست اصل این بمقصوره باشد و ممدوده برای ضرورت شعر (اردو) (۱) دیکھو (ست) کا پہلا نمبر (۲) دیکھو آستر کے پہلے معنی -

استرآباد استعمال - این همانست که ذکرش بر (استاراباد) گذشت	(اردو) دیکھو استاراباد -

استرار | بقول برهان و جهانگیری و سراج و جامع و هفت واند بکسر اول و فتح ثالث بروزن بیدار نام غله ایست که او را مرجمک خوانند و بعربی عدس گویند صاحب محیط فرماید که این را در یمن (ملبس) و بفارسی (مرجمک) و (نیو سرخ) و (بهندی (مسور) گویند غله ایست از ماکولات مشهور و مدور و بقول جالینوس معتدل در گرمی و خشکی یا اندک مائل بحرارت و یبوست و گویند در حرارت و برودت مائل باعتدال و در دوم خشک و بعضی سرد و خشک در دوم دانسته اند و تحقیق آنست که پوست آن گرم در اول و مغز آن سرد در اول و لهذا آب مطبوخ پوست آن ملین و جالی و جرم مقشر آن قابض و نفخ آن زیاد و منافع بسیار دارد - صاحب انند صراحت کرده است

کہ این لغت فارسی زبان است و صاحب مؤید ہم این را بذیل لغات فارسی آوردہ و خبر آن
نیست کہ اسم جامد فارسی زبان باشد حیف است کہ از وجہ تسمیۂ این خبری نیافتم۔ (اردو)
مسور۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ۔ عدس ۔ ایک قسم کا غلہ جس کی دال پکائی
جاتی ہے۔

استرالیا | استعمال ۔ معاصرین عجم (اسٹریلیا) را گویند و معرّبش کردہ اند بہ تبدیل بای تحتانی با
الف و تای ہندی با تای عربی ۔ ناصر الدین شاہ قاجار ذکر این در سفرنامۂ خود کردہ و صاحب
رہنمای سہولت این را آوردہ ۔ نام جزیرہ ایست در شرق اقلیم ایشیا ۔ (اردو) اسٹریلیا ۔ ایک
جزیرہ کا نام ہے جو اقلیم ایشیا کی شرق میں واقع ہے ۔ مذکر ۔

استراوا | استعمال ۔ بقول صاحب سروری نام
شہری کہ استراباد و استاراباد نیز گویند مؤلف گوید
کہ مخفف و مبدّل استراباد است کہ دال مہملہ آخر
حذف شد و بای موحّدۂ عربی بقاعدۂ فارسیان با
واو بدل شد چون (زود تر) و (زو تر) و (بدتر)
و (دیتر) و (آب) و (آو) ماذکر ماخذ این بر
(استاراباد) کردہ ایم (قاسم انوار ۵) صوفیان
صاف دل را خاک راہ ؛ داشت اندر استراوا
تخت گاہ ؛ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد (اردو) دیکھو استر آباد ۔

استرخا | بقول برہان و ہفت بکسر اول و ثالث و خای نقطہ دار لغتی است یونانی بمعنی زرنیخ
سرخ ؛ آن نوعی از زرنیخ باشد کہ ارباب عمل داخل اکسیر کنند و زرنیخ احمر ہمان است اگر با
عصارۂ برگ درخت نارنج بر شیب نعل کہ موی آن را کندہ باشند طلا کنند دیگر بر نیاید و بفتح
و ضم اول نیز گفتہ اند و بجای حرف ثالث بای ابجد ہم بنظر آمدہ و باسقاط ثالث نیز باین معنی نوشتہ اند

کہ (اسرغا) باشد و (۲) بزبان عرب بمعنی سست شدن و فروگذاشتہ شدن کذا فی المنتخب - صاحب اننددکر ہر دو معنی کردہ - صاحب محیط بر استرخا گوید کہ زرنیخ سرخ است و بر (زرنیخ) فرماید کہ قسم سرخ (زرنیخ) را بیونانی (استرخار) گویند براء مہملہ در آخر و بہندی (منسل) و آن جسمی است معدنی کہ متولد میشود در معدن خود - ما صراحت این را بر (ارسانیقون) کردہ ایم بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد کہ صاحب محیط در آخر این رای مہملہ زیادہ کردہ است و خود او بر (استرخا) بدون رای مہملہ آخر نوشتہ صاحبان ہفت و اننددہم در آخر لفظ رای مہملہ را نہ نوشتہ اند - (اردو) دیکھو (ارسانیقون) جس پر ہرتال سرخ کا بیان ہے (لال ہرتال)

استرد | استعمال - بقول صاحب شمس التحقیق چارپای معروف - دیگر کسی از محققین زبن فکر این نکردہ ہمان (استر) باشد کہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود دال مہملہ را در آخر این زیادہ کردند ہمچون (پیرہن) و (پیرہند) (اردو) دیکھو استر -

استردن | بقول صاحب جہانگیری و برہان و بحر و سروری و مؤارد و انند و شمس با اول مضموم و ثانی زدہ و تای فوقانی مضموم بمعنی ستردن بود یعنی (۱) تراشیدن و (۲) محو کردن و پاک ساختن (مولوی معنوی ۵۲) از جا نبرد چیزی آن را کہ توجہ دادی ٭ غم نسترد آن دل را کو رازغم استردی ٭ صاحب نوادر فرماید کہ بمعنی تراشیدن و پیراستن موی بدن و معنی آخر مجاز است - صاحب مؤید (استرش) و (استرہ) را حاصل بالمصدر این نوشتہ صاحب جامع بر محو کردن و تراشیدن قانع - صاحب مؤید و ہفت بذکر معانی بالا گوید کہ (۳) در فرہنگی بمعنی ساختہ شدن ہم آمدہ - خان آرزو در سراج بذکر معنی اول فرماید کہ (ستردن) مخفف این باشد مؤلف گوید کہ بزبان سنسکرت

(استر) بروزن دستر سلاح وحربہ را گویند کذا فی السا طع وہمین باشد ماخذ (استرہ) کہ بمعنی آلہ موستردن می آید فارسیان ہای نسبت در آخرش زیادہ کردند و فتح اول را با ضمہ بدل کردند کہ نتیجۂ استعمال ولب ولہجۂ روزمرہ فارسیان است پس ہمین (استر) را بزیادت علامت مصادر (دن) در آخر مصدری ساختند وشک نیست کہ معنی حقیقی این مصدر تراشیدن است ومحو و پاک کردن مجاز آن ومعنی سوم ہم مجاز باشد و (استردہ) کہ بمعنی مخلوق می آید از ہمین معنی سوم است کہ پیشینیان بت را از چوب وسنگ می تراشیدند ودرست می کردند وصورت می دادند و (استردہ) کہ اسم مفعول ہمین مصدر است از ہمین طرز عمل بمعنی مخلوق قرار یافتہ باشد یعنی ساختہ شدہ۔ آنچہ صاحب موارد (استرہ) را حاصل بالمصدر قرار می دہد محل غور است کہ بمعنی (استرش) از نظر ما نگذشت (اردو) (۱) مونڈھنا۔ (۲) مٹانا۔ پاک وصاف کرنا (۳) بننا۔ مخلوق ہونا۔

استردہ اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بمعنی مخلوق۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کرد و نہ سندی پیش شد **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول است از مصدر (استردن) کہ گذشت بمعنی سومش یعنی ساختہ شدہ و جاداردکہ مجازاً بمعنی مخلوق گیرند ذکر ماخذ این بمصدر مذکور کردہ ایم معاصرین عجم این را ترک کردہ اند (اردو) مخلوق بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ خلق خلقت دنیا۔

استر را گفتند پدرت کیست گفت مادرم اسپ است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود از مذمت نسب کسی باشد یعنی شخصی را از نسبش سوال کنند و او بشرم لاعلمی کہ از اصل حلال نبود ذکر سلسلۂ مادر آغاز کند گویند کہ این پدر سوختہ مصداق آنست کہ ع استر را گفتند پدرت

کیت گفت او هم اسپ است"۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین " مان سیتے ہین" یعنی مان کا بیٹا ہے باپ سے واقف نہین ہے یعنی نسب صحیح نہین ہے ۔صاحب آصفیہ نے (پلا) پر فرمایا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر ۔کتے کا بچہ ۔مجازاً بچے کے معنون مین مستعمل ہے ۔جیسے "چھٹی نہ چھٹا حرام کا پلا" ۔تلنگی زبان مین (پلا) لڑکی کو کہتے ہین ۔صوبۂ مدراس کے ضلع ملیبار مین ایک خاص قوم ہو جس کو مان پلے سے موسوم کرتے ہین جن مین رواج ایک عورت متعدد مردون سے تعلق رکھتی ہے ۔اس قوم مین نسب معتبر نہین ہے ۔

استریش بقول جہانگیری و برہان و جامع و سراج و ہفت دانند باول مفتوح بثانی زده و تای فوقانی مضموم آہنی را گویند کہ زمین را بدان شیار کنند و آنرا سپار و آہن جفت نیز خوانند ما آہن جفت را بجایش ذکر کرده ایم کہ در مصدوده گذشت بخیال ما این حاصل بالمصدر (استرون باشد) کہ اشارۂ آن بحوالہ موارد ہم در آنجا کرده ایم و مجازاً آہنی را نام کرده اند کہ زمین را صاف و پاک کند و ذکر خند این ہم بر مصدر گذشت ۔ (اردو) دیکھو آہن جفت۔

استرلاب بقول صاحب ناصری بضم اول لغتی است یونانی یعنی ترازوی آفتاب گویند پسر ادریس او را وضع کرد ۔صاحب برہان ہمین لغت را بصاد مہملہ دوم و طای حطی سوم نوشتہ فرماید کہ آلہ معروف است از برنج و تال ساختہ کہ منجمان بدان ارتفاع آفتاب را معلوم کنند و فرماید کہ این لغت یونانی است چہ (اصطر) ترازو ۔و (لاب) نام آفتاب است و بعضی گویند نام پسر ادریس کہ واضع این بود ۔صاحب غیاث گوید کہ بصورت قرص باشد و اندرون آن چند اوراق از برنج و بر آن دوائر کثیر و خطوط بسیار منقوش و بر سطح اعلای آن عضاده می باشد ۔

آنرا می گردانند و آن را عضاده اصطرلاب گویند پس بقواعد علم اصطرلاب که علمی است برای
دریافت احکام۔ ارتفاع آفتاب و ستارگان و بلندی هر چیز معلوم کنند و این لفظ را بسین مهمله
هم می نویسند و واضع آن بقول اصح ارسطو و بلیناس است که از جام کیخسرو استخراج نموده و
بعضی گویند واضع این (ابرخس) حکیم یونانی است و بقول بعضی در اصل سین مهمله بود۔ جمع
(اسطر) جمع (سطر) ولاب بمعنی آفتاب۔ پس اسطرلاب بمعنی سطرهای آفتاب باشد۔
بعد از آن سین را بجهت مناسبت طای حطی بصاد بدل کردند چنانکه در صراط که در اصل
(سراط) به سین مهمله بود۔ صاحب انند این را به سین مهمله و تای فوقانی نوشته گوید که عربی است
(اردو) اصطرلاب۔ بقول امیر۔ یونانی۔ مذکر۔ پیتل کا وہ قرص نما آلہ جس کے ذریعہ سے
آفتاب اور ستارون کی بلندی دریافت کرکے انکے احکام استخراج کرتے ہین اس آلہ کے اندر
والے ورقون پر خطوط اور دائرے بنے ہوتے ہین بعضون کا قول ہے کہ موجد اس کے ارسطو
اور بلینوس ہین کہ جام کیخسرو دیکھکر بنایا تھا اور بعض ابرخس حکیم کا ایجاد بتاتے ہین۔

استرلبیدن | بقول جہانگیری بہ بای موحدہ ششم کنایہ از دلیری و جانبازی و بر حاشیہ
کتاب بطور نسخہ نوشتہ کہ بہ تقدیم تحتانی بر بای موحدہ ہم آمدہ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد۔ صاحبان برہان و بحر مصدر (لبیدن) را بمعنی سخنان لاف و گزاف زدن و ہرزہ کردن آوردہ اند
و صاحبان تحقیق (لبیدن) را بہرد و تحتانی دوم و سوم بمعنی خاییدن و جاویدن نوشتہ پس بخیال
ما اگر وجود این مصدر مرکب را تسلیم کنیم۔ ترکیب (استر) کہ بمعنی چاروا ای گذشت با مصدر ما بعد الذکر
من وجہ کنایہ از دلیری و جان بازی کردن پیدا می کند یعنی ہر آنکہ استر را می جاوود بصفت

باشد وجانبازو دلیر، ترکیب آن با مصدر اوّل الذکر مناسبتی با دلیری وجانبازی ندارد تقدیم تحتانی
بر مهملہ جز این نیست که غلطی کاتب باشد یا تصرف فارسیان از قبیل غلط العوام حیف است که
سندی پیش نشد تحقیق دیگر موید جہانگیری نیست وحالا بزبان معاصرین عجم هم متروک (اردو)
جانبازی کرنا۔ بقول آصفیه جان پر کھیلنا۔ دلیری کرنا۔ جرأت کرنا۔

استرنگ بقول برہان بفتح اوّل وثالث ورابع وسکون ثانی ونون وکاف فارسی مردم گیاه
باشد وآن گیاهیست مانند مردم ونگونسار بود وریشه آن بجای موی سر باشد۔ نر وماده هم دو
دو دستها در گردن یکدیگر کرده و پایها در هم محکم نموده۔ گویند هر کس آن گیاه را بکند هلاک می شود
بدین سبب اگر کسی خواهد او را بکند اوّل حوالی و اطراف آنرا خالی می کند وسگی گرسنه را ریسمانی بر پای می بندد
وسر دیگر ریسمان بر ریشه آن وقدری گوشت در پیش آن سگ۔ دور می اندازد۔ تا بقوت آن سگ
گیاه از بیخ کنده می شود وسگ بعد از چند روز می میرد وآنرا (سگ کن) هم گویند وتازی (یبروح
بالضم) وبکسر اوّل هم گفته اند۔ صاحب محیط بر (استرنج) ذکر این کرده گوید که (یبروح) است
وبر (یبروح الصنم) فرماید که (یبروح) در اصل اسم صنم است ودر اصطلاح اطبا قرار یافته
برای بیخ لفاح بری وآنرا (شاه بیرج) معرب (شاه بیرک۔ فارسی) ونیز بفارسی (مردم گیاه) و
(بیخ سگ شکن) وبیونانی (طبیطس) وبهندی (لکهنی) و (بیرجتی) نامند وبترکی (کن) بهترین
آن فربه وسنگین وطبع آن سرد وخشک در دوم وبقول بعضی سرد در اوّل سوم وخشک در دوم
منافع بسیار دارد که در محیط مرقوم۔ ما ذکر این بر (آسترنگ) درج کرده ایم۔ صاحب (دری بهلو)
از حکیم مسجدی سند آورده (ع) هند چون دریای خون شد چین چو دریا بار او بزین قبل رو

بمعنی برشبہ مردم استرنگ ؛ صاحبان ہفت وجامع وجہانگیری ورشیدی وسروری ہم ذکر این
کردہ اند۔ خان آرزو در سراج صراحت کند کہ (سترنگ) بحذف الف مخفف آن بخیال ما اصل
این (ست رنگ) است مرکب از لغات سنسکرت بمعنی مثل انسان کہ (ست) بضم اوّل
بمعنی پسر است (کذا فی الساطع) و رنگ بقول ش معروف کہ رنگاوٹ و رنگوائی ہردو
در سنسکرت از ہمین است۔ پس شبیہی نماند کہ فارسیان این ہر دو لغت سنسکرت ، بقاعدۂ خود
اسم فاعل ترکیبی قرار دادند ہمچون (آسمان رنگ) یعنی چیزی کہ رنگ آسمان دارد و مثل آسمان
و (ست رنگ) را بکنایۃً بمعنی (مردم گیاہ) استعمال کردند۔ ہیئتش مثل کودکی است الف در اول
استرنگ) وصلی باشد یا وہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی دیگر ہیچ (اردو) دیکھو آسترنگ۔

استرون بقول برہان وجامع وسراج وناصری وہفت وشمس بفتح اوّل و دوا و بروزن
چشمک زن زنی را گویند کہ ہرگز نزاید و او را بعربی عقیمہ خوانند و معنی ترکیبی آن استر مانند
است چہ ون بمعنی مانند ہم آمدہ۔ صاحب سروری سندی از خسرو آوردہ (ع) گشتہ
از زادن مخالف تو ؛ مادر روزگار استرون ؛ (مولوی معنوی ع) کاحی میکند با دل
بہر دم صورت عنّین ؛ نزاید گرچہ جمع آیند صد عنّین و استرون ؛ **مؤلف** گوید کہ استر
مادہ بچہ نمیدہد۔ بہمین وجہ زن عقیمہ را استرون گفتند (اردو) بانجھ۔ بقول صاحب آصفیہ
(ہندی) وہ عورت جس کو حمل نہ رہے۔ عقیمہ۔ عاقرہ۔

استروندن بقول برہان وانند وجہانگیری وہفت و موارد بروزن اندرون تن لغت
زند و پاژند بمعنی بستن باشد کہ در مقابل گشودن است۔ صاحب ہفت در بیان علایلفظ

صراحت کنند بنون اوّل را مکسور خوانند بخیال ما شک نیست که ماخذ این همان (استرون) است که بمعنی عقیمه گذشت که نسلش منقطع باشد فارسیان (تن) علامت مصدر را در آخرش زیاده کرده مصدری وضع کردند و بمعنی لیستن استعمال کردند حلیه بیان کرده محققین بالا فایل غور است که واو را ساکن و نون اول را مکسور گرفتند حیف است که سندی پیش نشد که تصفیه این میکرد حالا از زمره معاصرین متروک است (اردو) بند کرنا باندهنا۔

(۱۵۶۰) **استره** بقول صاحب موارد که بر مصدر (استردن) نوشته حاصل بالمصدر وی است آنجا ذکرش کرده‌ایم و با اختلاف داریم۔ بقول برهان بضم اول و ثالث (۱) آلتی است که بدان سر تراشند و بعربی موسی گویند مؤلف گوید که مقصودش جزین نباشد که (استره) آله موتراشی است۔ بهار و آنند و هفت و جامع و مؤید و نوادر را با برهان اتفاق است۔ صاحب ناصری گوید که بضم اوّل و سکون دوم و سوم و فتح رای مهمله باشد و (موی ستر) هم گویند ما ماخذ این بر مصدر (استرون) بیان کرده‌ایم که گذشت۔ صاحب انند برای این سندی آورده نه نوشته که مال کیست (ظ) استره اگرچه دم تیز یافت ؛ موستر دمو نتواند شگافت ؛ و بتحقیق ما (۲) بمعنی استر است که مقابل ابره بر معنی دوم لفظ استر گذشت و ماخذش همدر آنجا مذکور شد آنچه تواند درین غیر ازین نیست که لفافه فارسی زائد باشد همچون (خونخوار) و (خونخواره) (ظهوری ؎) ماه استره است ابره خورشید بنازم ؛ مشاطه او خواهد اگر آئینه دانی ؛ (اردو) (۱) استره۔ بقول امیر فارسی۔ مذکر۔ بال مونڈنے کا آله (رشک ؎) نه نموے خط نه یک سر مو بهی ؛ خدا کرے نه چهوئے استره تمهارے گال ؛ (۲) استر۔ دیکهو استر کے دوسرے معنی۔

استره لیسیدن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب

جو ... ج و بہار و ناصری و جامع و رشیدی	کنایہ باشد از دلیری و جانبازی ۱ و (اردو) استرہ چاٹنا
و صفت و سند دلیری و جانبازی کردن مؤلف	اسکا لفظی ترجمہ ہے۔ مگر محاورہ اردو مین دلیری
گوید کہ استرہ مثل تیغی است ... تیزی و برندگی لیس	کرنے کے مفہوم مین مستعمل نہین ہے پس اس کا
ہر کہ تیغ یا استرہ بہ لیسد و خوف زخم زبان نکند	صحیح ترجمہ۔ دلیری کرنا۔ جانبازی کرنا۔

استسقا بقول بہار نام مرضیست معروف و بالفظ گرفتن بمعنی مبتلا شدن بمرض مذکور بود۔ صاحب آصفی ہم بانش مؤلف گوید کہ لغت عربست بقول صاحب منتخب بکسر اوّل و فوقانی سوم بمعنی آب خواستن و نام مرضی مشہور۔ ما عرض کنیم کہ بیمار این مرض آب بکثرت خورد و سیری نشود و در مقام خاص شکم و ہم در اکثر حصص جسمش آب جمع شود در ینجاست کہ این مرض را استسقا نام کردند و بعض ہم را مستسقی نامند۔ فارسیان این را با مصادر ورس مرکب کردہ استعمال کردہ اندکہ در لحقات می آید (انوری ۵) در لگیتی نظری کرد بر تو تنگ گیرش کہ جہان دجلہ شد و ماہمہ را استسقاست (اردو) استسقا۔ بقول امیر۔ مذکر۔ بارد۔ مادّے کا مرض جس مین پیٹ بڑہتا جاتا ہے اور تمام جسم ڈھیلا اور سست ہو کر پہول جاتا ہے۔ پانی سے کسی طرح سیری نہین ہوتی ہندی مین اسکو (جلندر) کہتے ہین یہ تین قسم کا ہوتا ہے (۱) لحمی (۲) زقی (۳) طبلی۔ اونٹنی کا دودھ اس مرض کے لئے بہت ہی نافع ہے (ناصری ۵) شربت دیدار سے ہوتی نہین آسودگی ؛ پوچھتے ہین مجھ سے وہ کیا تجھکو استسقا ہوا ؛

استسقا گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ	استسقاست (انوری ۵) زباد صولت او خاک
و بہار بر لفظ (استسقا) نوشتہ کہ بمعنی مبتلا شدن بمرض	خواہد استغفار ؛ ز تف ہیبت او آب گیرد

استسقا: (اردو) استسقا ہونا۔ استسقا مین مبتلا ہونا۔

(الف) **استشمام** بقول صاحب آصفی بمعنی بوئیدن است و فارسیان این ر، با مصدر نمودن استعمال کردہ اند بمعنی بوئیدن و بقول صاحب منتخب لغت عرب است بکسر اول و سوم بروزن استفعال بمعنی طلب بوکردن و بوی یافتن از چیزی پس۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) **استشمام نمودن** استعمال در فارسی زبان بمعنی بوگرفتن و بوی یافتن باشد۔ صاحب آصفی از نصیر ہمدانی سندی آوردہ (نثر) از بوی پیرہن و نکہت جیب این شاہد استشمام نمودم"

(اردو) (الف و ب) سونگھنا۔

(الف) **استصواب** بقول بہار بمعنی صواب خاستن است و بقول صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است بمعنی صواب شمردن مؤلف گوید کہ فارسیان این را بمعنی صوابدید استعمال کردہ اند چنانکہ انوری گوید (ع) نقش مقدوری نیارد پست کردن ؛ جز باستصواب رای ہوشیارت

و نیز استعمال این با مصدر (جوییدن) آمدہ یعنی۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) **استصواب جوییدن از کسی** بمعنی صوابدید کسی خواستن یعنی امداد خواستن از صوابدید کسی بکاری (امیر خسرو ع) سپہر قدر اصبح از پی جہانگیری ؛ ز رای روشن عالیت جوید استصواب

(اردو) استصواب۔ بقول امیر رائے لینا جیسے (فقرۂ امیر) اس معاملہ مین تمنے انسے بھی کچھ استصواب کیا یا نہین" فرمایا ہے کہ اسی جگہ استصواب رائے بھی بولتے ہین۔ جیسے "کچھ صاحب نے مجسٹریٹ کے پاس استصواب رائے کے لئے مثل بھیجی ہے" ہماری رائے مین (الف) کا ترجمہ اردو مین بھی (صوابدید) ہے۔ بقول آصفیہ (مؤنث) صلاح مصلحت رائے (ب)

استصواب کرنا - اسکی مثال فقرۂ امیر مین گذر چکی ہے -

استطلس | بقول صاحب برہان و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و ضم لام و سکون ثانی و طا و سین بی نقطہ بلغت یونانی نوعی از مومیائی باشد و آن مانند زفت) و بوی قیر ازان می آید در شکستگی و کوفتگی اعضا عمل مومیائی می کند و آنرا مومیائی کوہی می گویند و بعربی (قفر الیہود) خوانند - صاحب مخزن گوید کہ قفر الیہود معرب کفر الیہود است و کفر الیہود بقول صاحب محیط کہ بر قفر الیہود نوشتہ بسریانی (یہود دایا) و برومی (قرسطون) و بیونانی (برفیونیا) و (ابوناموں) و (اسطلس) گویند و در تریاق فاروق مستعمل - اقوی آن گرم و خشک در سوم و قائم مقام زفت و قیر و عنبر - قریب بلومیائی - طلای آن بر اعصاب و اعضای مسترخیہ و ضعیفہ و دخان آن رافع زکام و نزلہ و منافع بسیار دارد (اردو) استطلس - یونانی زبان مین ایک پہاڑی مومیائی کا نام ہے جس کو بقول برہان عربی زبان مین قفر الیہود کہتے ہین - مؤنث -

استظہار | بر وزن استفعال - بقول آصفی بمعنی یاری خواستن - صاحب منتخب کہ محقق لغت عربی زبان است ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی یاد گرفتن و از بر خواندن و پشت پناہ شدن و قوی پشت شدن و یاری خواستن آمدہ و بقول منتہی الارب ظاہر خواندن ہم - **مؤلف** گوید کہ فارسیان این در کلام خود استعمال کردہ اند و با مصادر زبان فرس ہم چنانکہ در ملحقات می آید (انوری ؎) گفتمش را چو چرخ استعلاء ہمتش را چو بحر استظہار ؛ و ظاہر است کہ (استظہار) درین شعر بمعنی قوی پشتی است (ولہ ؎) گل از وطیرہ شد و گفت کہ ای بی معنی ؛ دم خوبی زنی آخر بکدام استظہار ؛ استعمال این درینجا بمعنی نمود و اظہار و نمایش است و ظہوری بمعنی پشت پناہی آوردہ (؎) بارحمت اہو

پشت طمع را خورد کردہ ئی زنم بر چرخ استغنا باستظہار عشق ؛ پس ازین ہر سہ اسناد معلوم شد کہ استعمال مجرد این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (۱) قوی پشتی و (۲) نمود و نمایش و (۳) پشت پناہی می آید - مخفی مباد کہ معنی دوم متعلق نمی شود از ہیچیک مصدر بتیۂ صاحب منتخب کہ بالا مذکور شد اگر در سند معنی دوم (استظہار) بمعنی آنچہ گیریم حاصل بالمصدر معنی اول صاحب منتخب باشد اندرین صورت بخیال ما از معنی شعر لطافت پیدا میشود گر معنی بیان کردۂ صاحب منتہی الارب تعلقی دارد و تائید معنی بیان کردۂ ما از سند (استظہار یافتن) ہم میشود کہ در ملحقات می آید (اردو) (۱) قوی پشتی بمعنی زور آوری اردو مین کہ سکتے ہین صاحب آصفیہ نے (شہ زوری) پر زور آوری اور پہلوانی کا ذکر کیا ہے (مؤنث) (۲) نمود - بقول آصفیہ اسم مؤنث - دکھاوا - اظہار - نمایش (ظفر ســ۵) ہے عجب حسن سے خط رخ جانان کی نمود ؛ دیکھو کس صورت زیبا سے ہے قرآن کی نمود ؛ (۳) حمایت - مددگاری - صاحب آصفیہ نے پشت پناہ کا ذکر کیا ہے بمعنی حامی - اور حمایت پر فرمایا ہے - پشتی طرفداری - صاحب آصفیہ نے لفظ یاد پر لکھا ہے اسم مؤنث - بمعنی حافظہ یادداشت -

استظہار آوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از آذری استقرا معنی سند آوردہ کہ دران استعمالش بمعنی پشت پناہی آوردن و قوی پشت شدن و حمایت داشتن کردہ (ســ۵) پس از دعای فراوان کہ کردمش گفتم ؛ کہ ای بذات تو آوردہ آدم استظہار ؛ (اردو) پشت پناہ پیدا کرنا قوی پشت ہونا - کسی کی حمایت مین آنا -

استظہار یافتن | استعمال - بمعنی نمود یافتن و منکشف و ظاہر شدن است چنانکہ انوری [illegible]

(س) ملکی ہمچو خرد عاقل و ہشیار در رو ؛ نیک مستظہر زو یافتہ حال استظہار ؛ مخفی مباد کہ این مشتق است از معنی دوم لفظ (استظہار) کہ گذشت۔ اردو: نمود مین آنا۔ ظاہر ہونا۔

استعارہ صاحب انند گوید کہ بکسر اوّل و ثالث و رای مہملہ لغت عربی ست بمعنی خواستن چیزی بعاریت و فرماید کہ صاحب تاج المصادر و کنز و رضوابط عظیم نوشتہ کہ استعارہ در اصطلاح شعرا مجاز را نامند و آنرا اضافت مجازی و اضافیہ بالاستعارہ خوانند چنانکہ سر ہوش و قدم فکر کہ ہوش و فکر را شخص فرض کردہ برای او سر و قدم مقرر نمودہ در رسالۂ عبد الواسع نیز ہمین است و صاحب مجمع الصنائع نوشتہ کہ استعارۃ عبارت از آنست کہ لفظی را کہ معنی حقیقی داشتہ باشد از معنی حقیقی آن نقل کردہ بر چیزی دیگر بسبیل عاریت استعمال نمایند از جہت مشابہت کہ میان ہر دو ست چنانکہ لفظ نرگس و آہو بجای چشم آوردن و سنبل بجای زلف و سرو بجای قد گفتن۔ و مثال دیگر از حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظہا خواب و بیداری برای لفظ فتنہ استعارہ واقع شدہ و بعضی از محققین این فن چنین تصریح کردہ اند کہ استعارہ قسمی از مجاز است و مجاز آنرا گویند کہ لفظی را در غیر معنی اصلی و حقیقی او بیک گونہ علاقہ و مناسبتی استعمال کنند اگر فیما بین علاقہ امری ست سوای تشبیہ مثل سببیت یا لزوم یا غیر ذلک آنرا مجاز مرسل خوانند و اگر علاقہ تشبیہ است آنرا استعارہ گویند و حاصل استعارہ آنست کہ مشبہ را عین مشبہ بہ ادعا کنند اگر مشبہ را متروک و مشبہ بہ را مذکور سازند آن را (استعارہ بالتصریح) نامند چنانکہ درین بیت اسدی

(س) ہمش مشک سا و شکر می فروش ؛ دو نرگس کمانکش دو گل درع پوش ؛ و اگر مشبہ بہ را متروک کنند و مشبہ را مذکور سازند آن را (استعارہ بالکنایہ) خوانند و استعارہ مکنی نیز۔ بدانکہ گاہی

استعارهٔ محسوس برای شی محسوس باشد بوجه حس او یا بوجه عقل او وگاهی استعارهٔ شی معقول برای شی معقول وگاهی استعارهٔ محسوس برای شی معقول وگاهی استعاره معقول برای شی محسوس باشد بالجمله تقسیم باعتبار لفظ مستعار بر دو قسم است - اصلیه و تبعیه - استعارهٔ اصلیه آنست که لفظ مستعار اسم جنس باشد مثل استعارهٔ اسد برای مرد شجاع و استعارهٔ گل برای رخسار و تسمی را به حاتم و شجاع را رابه رستم و استعارهٔ تبعیه آنست که لفظ مستعار فعل یا شبه فعل باشد باین حیثیت که آتش راجع بمعنی مصدری آن باشد چنانکه درین بیت (؎) دهن ملکت بخندد وخوش ÷ تا سر تیغ تو نگردد زار ÷ چکیدن خون تیغ را بگریستن استعاره کرده - تقسیم استعاره باعتبار تجرید و ترشیح به سه نوع است نوع اول استعارهٔ مطلقه و آن چنان است که چیزی از ملائمات وصفت مستعار له و مستعار منه در آن مذکور نباشد چنانکه درین بیت عبد الواسع جبلی (؎) شگوفه بر سر شاخ است همچو عارض جانان ÷ بنفشه بر لب جوی است چون جرارهٔ دلبر ÷ زلف را بعقرب جراره استعاره نموده و مناسبات مستعار له و مستعار منه هیچکدام مذکور نساخت - نوع دوم استعارهٔ مجرده و آن چنان است که صفات و ملائمات مستعار له را ذکر کنند فقط چنانچه درین بیت فردوسی (؎) بناخن زره بافت از مشک ناب ÷ در آویخته انگوشهٔ آفتاب ÷ زلف را به زره استعاره نموده و لفظ ناخن و مشک ناب آویختن از ملائمات مستعار له است یعنی زلف پس درین بیت خاقانی (؎) از شورش آه من همه شب ÷ بادام تو دوش ناغنوده ÷ چشم را به بادام استعاره نموده و لفظ غنوده را که از ملائمات چشم است مذکور ساخته نوع سوم استعاره مرشحه و آن چنانست که ملائمات وصفات مستعار منه را مذکور سازند فقط چنانکه درین بیت نوری (؎) و خفیه گرنه عزم خروج است باغ را ÷ چون آبگیرها همه پر تیغ و جوشن است ÷ موج

انگبیر را به تیغ و جوشن استعاره نموده و لفظ عزم و خروج ملائم تیغ و جوشن است که مستعار منه واقع
شده و گاهی تجرید و ترشیح هر دو در یک استعاره جمع می سازند چنانچه درین بیت خاقانی (س)
بر شگافد صبا مشیمهٔ شب ؛ طفل خونین بخاوران انداز ؛ آفتاب را بطفل استعاره کرده وصبا وشب
وخاور ملائم مستعاره ومشیمه وخونین وشگافتن ملائم مستعار منه واقع شده وترشیح در استعاره بلیغ
تر از تجرید و اطلاق است امّا استعاره بالکنایه عبارت است از ذکر مشبه و ارادهٔ مشبه به بانصب
قرینه و قرینه درینجا استعارهٔ تخئیلیه خواهد بود وطریقش چنانست که با مشبه مذکور چیزی چند از لوازم
مشبه به محذوف ذکر نمایند پس ذکر مشبه وحذف مشبه به عبارت از استعاره بالکنایه است و اثبات
لوازم مشبه به محذوف برای مشبه مذکور عبارت است از استعارهٔ تخئیلیه و این بر سه قسم می آید برای
آنکه لوازمی که اختصاص بمشبه به دارد و آنرا برای مشبه اثبات مینمایند از سه حال بیرون نیست (۱) یا قوام
مشبه به باوست (۲) یا تکمیل مشبه به موقوف بر آنست (۳) یا دخلی در قوام وتکمیل ندارد و مثال
اوّل "زبان حال من بشکایت گویا تر است" درینجا حال را بشخص متکلم تشبیه داده اند و این است
استعاره بالکنایه و اثبات زبان که قوام متکلم باوست استعارهٔ تخئیلیه وهم چنین در شعر ثنائی است
(س) علما جمله هرزه می لافند ؛ دین بر پای هر کسی بافند ؛ درین جا دین را به دیبا و حریر تشبیه
داده اند و این استعاره بالکنایه است و لفظ پای و بافتن که از لوازم مقومهٔ دیبا و حریر است و مثال
قسم دوم چنانکه گوئی "پنجهٔ مرگ در فلان کس فرو رفت" درینجا مرگ را بشیر تشبیه داده اند و مشبه به
را که شیر است ذکر نکرده این استعاره بالکنایه است و ناخن که اختصاص بشیر دارد و موجب تکمیل
اوست برای مرگ که مشبه است اثبات نموده این استعاره تخئیلیه باشد و مثال قسم سوم چنانکه گوئی

زمام حکم در دست فلان است » درینجا تشبیہ حکم بناقہ از استعارہ بالکنایہ و اثبات زمام کہ از لوازم غیر مقومہ مشبہ بہ است برای مشبہ استعارہ نمودہ و این استعارہ تخئیلیہ است (انتہیٰ) **مؤلف** عرض کند کہ فرق استعارہ و بالکنایہ ہمین قدر است کہ در استعارہ تعلق تشبیہی شرط است باستعمال لفظی ورای معنی حقیقیش چنانکہ روی یار را آفتاب گفتند درینجا آفتاب را ورای معنی حقیقی برای روی یار استعمال کردند بہ تشبیہ آب و تاب روی یار کہ مثل آفتاب است و درکنایہ ترکیب شرط است و تشبیہ لازم نیست باشد یا نباشد چنانکہ (آفتاب مطلع اقبال ممدوح را نام کردند و درین اضافت آفتاب است بسوی مطلع اقبال یعنی اقبال ممدوح را مطلعی فرض کردند و ممدوح را آفتابش و درینجا آفتاب بمعنی حقیقی اوست و لازم نیست کہ شاہ مثل آفتاب آب و تاب دارد داشتہ باشد یا نداشتہ باشد کنایہ درست شد زیرا کہ درکنایہ تشبیہ شرط نیست ہمچنین آفتاب را (شاہ چارمی سریر) گفتند کہ کنایہ باشد یعنی (پادشاہ فلک چہارم) آفتاب است کہ مقامش فلک چہارم باشد و شاہ درینجا بمعنی حقیقی اوست و آفتاب را با سلطنت رانی (شاہ) ہیچ تشبیہ نیست و ہمدرین مثال لفظ (سریر) کہ معنی حقیقی او تخت است استعارہ ایست بافلک کہ تخت بافلک تشبیہ دارد در رفعت و بلندی (اردو) استعارہ بقول امیر۔ مذکر۔ عربی۔ کسی چیز کا رعاریتاً مانگنا۔ علم بیان کی اصطلاح مین ایک چیز کے لئے دوسری چیز کے مانگ لینے کو کہتے ہین اور وہ مجاز کی ایک قسم ہے جسمین مجازی اور حقیقی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے گویا حقیقی معنی کا لباس عاریتاً مانگ کر مجازی معنون کو پہناتے ہین۔ کسی لفظ کے ان معنی مین استعمال کرنے کو جن کے واسطے وہ لفظ بنایا نگیا ہو مجاز کہتے ہین اور اُن معنی کو مجازی اور جن معنی کے لئے لفظ وضع کیا گیا ہو ان معنی مین

اس کا استعمال حقیقت کہلاتا ہے اور یہ معنی حقیقی جو مجازی کی ضد ہین - جیسے شیر کہ جب یہ لفظ درندۂ معروف
کے لئے استعمال کیا جائیگا تو اُسے حقیقت کہینگے اور ان معنی کو حقیقی - اور جب مرد شجاع کے واسطے استعمال
کرین گے تو اُسے مجاز کہین گے اور ان معنی کو مجازی اور اس استعمال کے لئے مجازی اور حقیقی معنی مین کسی
علاقہ کا ہونا ضرور ہے اگر وہ علاقہ تشبیہ ہے تو اسے استعارہ کہین گے جیسا مثال گزشتہ سے ثابت ہے -
تشبیہ کے لئے مشبہ (جسکو تشبیہ دین) اور مشبہ بہ (جس سے تشبیہ دین) اور وجہ شبہ (وہ امر جو سبب تشبیہ
ہو) ضرور ہین - مشبہ کو (مستعار لہ) اور مشبہ بہ کو (مستعار منہ) اور وجہ شبہ کو (وجہ جامع) بہی کہتے ہین
استعارہ مین مشبہ بعینہ مشبہ بہ قرار دیا جاتا ہے - اسی واسطے دونون مین صرف ایک کا ذکر کرتے ہین
جب مشبہ بہ کا ذکر کرین تو اسے استعارہ بالتصریح کہین گے جیسے شیر کہین اور مرد بہادر مراد لین چاند
کہین اور معشوق مراد لین اور نرگس کہین اور آنکہ مراد لین اور جب مشبہ مذکور اور مشبہ بہ متروک ہو
تو (استعارہ بالکنایہ) کہین گے اور ترک مشبہ بہ آخر کسی قرینے ہی سے سمجھا جائیگا - اس قرینے کو
(استعارۂ تخئیلیہ) کہین گے جیسے (ع) دل کے ہم زخم کو مژگان سے رفو کرتے ہین ۔ اس مصرع مین مژگان
کو سوئی سے استعارہ کیا ہے جو مشبہ اور مذکور ہے اور سوئی جو مشبہ بہ ہے وہ متروک ہے اور رفو کرنا جو قرینہ ہے
اس سے سمجھی جاتی ہے پس مژگان (استعارہ بالکنایہ) اور رفو کرنا (استعارہ تخئیلیہ) ہوا اور جب استعارہ
تخئیلیہ استعارۂ بالکنایہ کی طرف مضاف ہوتا ہے تو اس اضافت کو (اضافت استعارہ) کہتے ہین جیسے
(پائے فکر) کہ اس مین فکر کو شخص سے استعارہ کیا ہے جو مشبہ بہ اور متروک ہے اور لفظ پا قرینہ ہے
جو فکر کی طرف مضاف ہے اور مشبہ اور مذکور ہے اسی طرح اس مصرع مین (ع) آج ہم
موت کے پنجے سے بمشکل چہوٹے ۔ موت (استعارہ بالکنایہ ہے درندے سے اور لفظ پنجہ قرینہ ہے

جو موصوف کی طرف مضاف ہے۔

استعانت بکسر اوّل وسوم وفتح نون لغت عرب است۔ بقول بہار، وآصفی ومنتخب یاری خواستن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کرده اند و با مصادر زبان فرس بترکیب فرس آورده که در ملحقات می آید (اردو) استعانت۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ معاونت۔ مدد (رند ؎) سرفروشی کا ہو ہے معرکۂ عشق میں قصد ؛ استعانت بھی طلب کر شہدا سے پہلے ؛

استعانت بردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از سعدی شیرازی سندی آورده مؤلف گوید که بمعنی یاری خواستن است (؎) ہر آنکہ استعانت بدرویش برد ؛ اگر بر فریدون زد از پیش برد ؛ (اردو) استعانت طلب کرنا۔ اسکی سند کلام رند سے لفظ استعانت پر گزری ہے۔

استعانت جستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از کلام صائب سندش آورده مؤلف گوید که مرادف (استعانت بردن است) که گذشت (؎) ز دلہای ضعیفان استعانت جو اگر یابی ؛ که شیر برق چنگال از نیستان می شود پیدا ؛ (اردو) دیکھو استعانت بردن۔

استعانت نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از ابوالفضل سندی آورده مؤلف گوید که مرادف (استعانت بردن) باشد (نثر) یادگار سلطان شاه لو را فرستاد و استعانت نمود (اردو) دیکھو استعانت بردن۔ مدد چاہنا بھی کہہ سکتے ہیں۔

استعداد بکسر اوّل وسوم بروزن استفعال لغت عربیست و بقول صاحب منتخب ساخته و آماده شدن از برای کاری فارسیان این را بمعنی قابلیت استعمال کرده اند (انوری ؎) قابلیت ما نیست استعداد تعلق ؛ ورنه دائم باشدی در ورد در وی ؛ استعمال این بترکیب فارسی با مصادر ذکر آید

بنظر آمده که در ملحقات عرض می شود (اردو) استعداد - بقول امیر - عربی - مؤنث - آمادگی فطرتی صلاحیت - قابلیت - علمی مادہ (ذوق سے) فیض کو عالم بالا کے ہے شرط استعداد ✽ قطرہ یکجا ہے طباشیر ہے یکجا گوہر ✽

استعداد خواستن | استعمال - بمعنی خواهش استعداد کردن است چنانکه عرفی گوید (سه) تو محتاجی و من محتاجم ای خلوت نشین لیکن ✽ تو استعداد میخواهی و من ارشاد می خواهم ✽ (اردو) استعداد چاہنا۔ (۱۶۶۹)

(۱۶۷۰) **استعداد دادن** | استعمال - بمعنی لائق کردن و قابلیت عطا کردن است چنانکه ظهوری گوید (سه) ریاضت های عشقم داده استعداد وصل اما ✽ هنوزم ره و نبیرم بابحث دوری نیما زو ✽ (اردو) استعداد عطا کرنا۔

استعفا | بکسر اول و سوم لغت عرب است و بقول صاحب آنند (۱) خطا از کسی معاف کنانیدن و مجازاً بمحل ادب (۲) عهدهٔ خدمت را گذاشتن و فرماید که آنچه گویند که "فلان از کار خود استعفا داد" غلط است صحیح چنین باشد که "از کار خود استعفا کرد" لیکن اگر آن کا عذر را مجازاً استعفا گویند که در آن کلمات استعفا مرقوم باشد - دادن هم درست باشد صاحب منتهی الارب این را بمعنی معاف کردن تکلیف خواستن نوشته - صاحب روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاجار بمعنی معزولی آورده فارسیان با مصادر خود مرکب کرده اند که در ملحقات آید و مجرد استعفا بمعنی عذرخواهی مستعمل - معاصرین عجم بمعنی دوم هم استعمال کنند (اردو) استعفا - بقول امیر - عربی - مذکر (۱) عفو چاہنا - معافی مانگنا (۲) نوکری ترک کرنے کی درخواست کرنا - (فقرہ امیر) ہم نے تو کئی بار استعفا دیا مگر حاکم منظور ہی نہیں کرتا -

استعفا نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از محسن مشهدی سند آورده که بمعنی معافی جستن و مجازاً بمعنی احتراز کردن و ترک کردن است (نثر) اگر نامرادی که از عمل شنیع اغلام تائب باشد

(اردو) معافی چاہنا۔ ترک کرنا۔ احتراز کرنا۔	از تکلیف بخود کشیدن استعفا نماید"

(الف) **استعمال** بکسر اوّل و سوم لغت عرب است بقول صاحب منتخب و آصفی بمعنی طلب کردن کار مؤلف گوید که فارسیان بمعنی بکار آوردن و با مصدر (کردن) استعمال کنند یعنی ۔۔۔
(ب) **استعمال کردن** بمعنی بکار آوردن آمده چنانکه خسرو دہلوی گوید " ب رابطہ قبل استعمال بایکرد " (اردو) (الف) استعمال عربی۔ بقول امیر۔ مذکر۔ (ب) استعمال کرنا۔ کسی جگہ برتا جاتا ہے جیسے " صدہا محاورے ایسے ہیں کہ استعمال میں نہیں ہیں " " یہ کپڑا اس قابل نہیں کہ روزمرہ استعمال میں لایا جائے " " جسنے چار دن دوا کا استعمال کیا بھلا چنگا ہو گیا "

استغفار بکسر اوّل و سوم لغت عربست بقول آصفی و بہار و منتخب آمرزش خواستن فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عذرخواہی و توبہ استعمال کنند و ہم با مصادر ترکیب بمعنی مصدری (ظہوری ؎) دو چشم غلت بیند از بد بازی خوردگان ٭ خواست عذر و توبہ جملہ استغفار ما ٭ (عرفی ؎) لب آلودہ بہر توبہ بگشائیم لیک ٭ بانگ عصیان میزند ناقوس استغفار ما ٭ (اردو) استغفار۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ طلب مغفرت۔ توبہ (ذوق ؎) توبہ توبہ کبھی استغفار ہے ٭ وقت توبہ میری استغفار سے ٭

استغفار برخاستن استعمال صاحب	زدین ناقص از سبحہ استغفار برخیزد ٭ ز رنگ کفر
بمعنی ذکر این کردہ و از صائب سند این آوردہ	من موبرتن زنار برخیزد ٭ (اردو) استغفا
کہ بمعنی زائل شدن توبہ و عذرخواہی است (؎)	یا توبہ باقی نہ رہنا۔

استغفار توانستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده که بمعنی حقیقی در اختیار بودن توبه و عذرخواهی است (س) ز خجلت سر به پیش افگنده و نه عجز و نه عذر آری گناه من اگر عذری است استغفار نتوانم ؛ (اردو) استغفار کر سکنا . توبہ کر سکنا -

استغفار چیدن در کام و زبان | استعمال صاحب آصفی ذکر (استغفار چیدن) کرده و از ظهوری سندی آورده که بمعنی توبه و عذرخواهی بر زبان آوردن است (س) لب پرخندهٔ ناشاق وگر بر توبه ام خندد ؛ چه در کام و زبان بیهوده استغفار می چینیم ؛ (اردو) استغفار کرنا - بقول امیر توبہ کرنا (آتش س) زاہدوں کے بیگانہ سے فضیلت ہے اسے ؛ نشے کے عالم میں جو کرتے ہیں استغفار مست ؛

استغفار خواستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از انوری سندی آورده که در این استعمال این بمعنی توبه کردن است (س) زبان صوت او و خاک خواہد استغفار ؛ زلف ہیئت او آب گیرد استسقاء ؛ (اردو) توبہ کرنا - استغفار چاہنا بھی کہہ سکتے ہیں -

استغفار داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از بنائی هروی سند آورده که استعمال این در آن بمعنی انکار داشتن است و این مجاز باشد (س) دیدی آن میخوارهٔ عارف که روز باز خواست ؛ هر کسی از جرم او از توبه استغفار داشت ؛ (ظهوری س) شیخ کرد از توبه استغفار و استغفار داشت ؛ آری آری شیشهٔ ما مستی سرشار داشت ؛ (اردو) انکار رکھنا -

استغفار شنیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده که بمعنی باور کردن عذرخواهی و توبه باشد - (س) مشنو استغفار من کز اہل ایمان نیستم ؛ خرقه از مصحف اگر سازم مسلمان نیستم ؛ مخفی مباد

کہ شنیدن مجازاً بمعنی باور کردن در استعمال معاصرین عجم است حیف است کہ صاحبان تحقیق این معنی را زیر مصدر شنیدن ترک کردہ اند (اردو) توبہ کو باور کرنا۔

استغفار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعدی شیرازی سند آوردہ کہ (۱) بمعنی توبہ کردن است (ے) عاصیان از گناہ توبہ کنند٭ عارفان از عبادت استغفار٭ و (۲) بمعنی حقیقی طلب مغفرت کردن کہ سندش از کلام ظہوری بذ استغفار داشتن گذشت (اردو) (۱) توبہ کرنا۔ (۲) مغفرت چاہنا۔

استغفر اللہ استعمال۔ بفتح اول و سوم۔ فارسیان استعمال این را بمعنی پناہ بخدا کردہ اند در محل کمال تنفر۔ چنانکہ در محاورہ عرب العیاذ باللہ و معاذ اللہ خواجہ حافظ فرماید (ے) من رند و عاشق آنگاہ توبہ٭ استغفر اللہ استغفر اللہ٭ و معاصرین عجم ہم ہمین استعمال دارند (نثر خان ابکران) ہمیشہ در دیدہ بود استغفر اللہ۔ (اردو) استغفر اللہ۔ بقول امیر۔ توبہ نفرت اور انکار کی جگہ کہتے ہیں (میر ے) پیر مغان سے بے اعتقادی٭ استغفر اللہ استغفر اللہ٭

استغنا بکسر اول و سوم۔ لغت عرب است۔ بقول بہار و آصفی و منتخب بی نیاز شدن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی بی نیازی استعمال کنند و بقاعدۂ خود با مصادر فرس ہم مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ے) بی نیازیم بخواہش و اداشت٭ لا بہ ام کمتر از استغنا نیست٭ (انوری ے) کثرت این سبب استغناست٭ کثرت آن مد طوفان است٭ (اردو) استغنا۔ بقول امیر۔ عربی۔ مؤنث۔ بی پروائی۔ بی نیازی۔ عام اس سے کہ خلقی ہو یا کسبی۔ (فقرہ امیر) کمال کو استغنا لازم ہے۔

استغنا بالیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از شوکت بخاری سند این آوردہ

که بمعنی زیاد شدن بی پروائی و بی نیازی است (س) خاک شد گردون ز بس بالید استغنای ما ؛ آسمان بگذشت دستی کز جهان برداشتیم ؛ (اردو) استغنا زیاده ہونا۔

استغنا بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از شفائی اصفهانی سند آورده که بمعنی بی پروائی و بی نیازی بودن است (س) ایکه مغرور بود بی پروا ؛ از دو عالمش بود استغنا ؛ در نسخهٔ دیگر مصرع ثانی را چنین دیده ایم (ع) از دو عالم بودش استغنا ؛ (اردو) استغنا ہونا امیر نے بذیل لفظ استغنا کلام ناسخ سے استناد فرمائی ہے (س) شکل اونکی دیکھہ کر ہوتی ہے استغنا مجھے ؛ یہ تخیل اس عہد کے ناسخ کم ازحاتم نہیں ؛

استغنا داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از آصفی شیرازی سند آورده که بمعنی بی نیازی و بی پروائی داشتن یعنی بی نیاز و بی پروا بودن است (س) سرگران روز ازلم که ز بزم تو جدا ؛ بادهٔ حسن تو شب مستی و استغنا داشت ؛ (اردو) بی پروا ہونا۔ بی پروائی کرنا

استغنا دیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از غریب اصفهانی سند آورده که بمعنی کسی را بی نیاز مشاهده کردن است و باید که این را استغنائے کسی دیدن) قائم کنیم و حقیقت این است که این درخور آن نیست که در ملحقات استغنا جا دہیم (س) چه استغناست کز چشم سیه مست تو می بینیم ؛ بخونم تشنه گردان تیغ مژگان ستمگر را ؛ (اردو) کسی کو بے نیاز اور بے پروا اور مستغنی دیکھنا۔

استغنا زدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از فضل اصفهانی سند آورده که بمعنی بے پروائی و بی نیازی کردن و بی نیاز و مستغنی شدن است (س) کشیدم دوش فضل ساغری از دست بدمستی ؛ که استغنا از آن بر جوش کوثر می توانم زد ؛ (ظهوری س) در آن حالت که استغنا زدی بر کائنات ؛ صبر در ہجران گدائی می کند ور ماندگیست ؛ دولت

سه) بارہمت مہر انپشت طمع را خورد کردیم ؎ بر چرخ استغنا با استظہار عشق ؎ (اردو) استغنا کرنا - بے پروائی کرنا - بے پروا ہونا - امیرنے ذیل لفظ (استغنا) اسکی مثال دی ہے (امیر سه) کام ہوسے ہین سارے ضائع ہر ساعت کی استغنا سے ؎ استغنا کی جو گئی اس نے جون جون مین ابرام کیا ؎

بی پروائی کردن است و مستغنی شدن چنانکہ ظہوری گوید (سه) نگرزند آشنای عشوہ سازان ؎ کز محرمن استغنا زما زند ؎ (اردو) استغنا کرنا - بے پروائی

استغنا کردن استعمال - مرادف استغنا ساختن کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حیاری عشاق تبریزی سند آوردہ (سه) انکہ استغنای او را دل خون کندنہ گر بقدر حسن استغنا کند کس چون کند ؎ (اردو) دیکھو استغنا ساختن -

استغنا ساختن استعمال - بمعنی بی نیازی و (۱۵۲۲)

استفاده لغت عرب است بکسر اول و سوم بقول صاحب آصفی و منتخب بمعنی فائدہ گرفتن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر (طلب فائدہ) استعمال کنند و با مصادر فارسی مرکب ہم کہ در ملحقات می آید (اردو) استفادہ - بقول امیر - عربی - مذکر - نفع اٹھانا - فائدہ حاصل کرنا (امیر سه) سب محو استفادہ ہین کلک حضور سے ؎ پہلے ہین جانب شجر میوہ دار ہاتھ ؎

استفاده کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خزین اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی طلب فائدہ کردن است (نثر) در مدارس او جمعی کثیر از افاضل استفادہ می کردند" (اردو) استفادہ کرنا - امیر مغفور نے لفظ استفادہ کے ذیل مین اسکی سند نقل فرمائی ہے (ناسخ سه) استفادہ سخت دل کیا دل گداز ون سے کرین ؎ کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین ؎

استفاده نمودن استعمال - مرادف استفادہ کردن است کہ گذشت صاحب آصفی ذکر این

کردہ واز غریب اصفہانی سند آوردہ (نثر) بعض مراتب علیمیہ را از ریشان استفادہ نمودہ " (اردو) دیکھو استفادہ کردن

استفاضہ لغت عربیست بکسر اوّل وسوم - وبقول صاحب آصفی بمعنی فیض گرفتن وخیر خواستن وبقول صاحب منتخب بمعنی پراگندہ وفاش شدن ہم فارسیان ہم این را بمعنی حاصل بالمصدر اوّل اندکر استعمال کنند یعنی فیض طلبی وفیض یابی وہم با مصدر فرس مرکب ساختہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (اردو) استفادہ - دیکھو استفادہ - امیر مغفور نے (استفاضہ) کو ترک فرمایا ہے اس لئے کہ اردو مین مستعمل نہین ہے اوس کے عوض استفادہ انہین معنون مین مستعمل ہے - اور فیض طلبی اور فیض یابی اس کا خالص ترجمہ ہے -

استفاضہ نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ در این استعمال این بمعنی فیض خواستن وفیض یافتن است (نثر) استفاضہ انوار آثار آن منتخب مجموعہ لیل ونہار می نماید " (اردو) فیض چاہنا - فیض پانا -

استفان بکسر اوّل وثالث بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ (۱) بمعنی رودخانہ و (۲) ہار گل وگلدستہ کہ ہنگام عروسی بکار برند - دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد - صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت ترکی گفتہ بمعنی اکلیل العروس وبدین وجہ کہ این قسم اکلیل در عروسی از گل وہار ہای گل میسازند فارسیان بدین معنی استعمالش کردہ باشند در معنی اوّل تامّل است وحیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (۱) ندی - مؤنث (دیکھو - ارغا) (۲) دولہن یا دولہ کا وہ تاج جو پہول کے ہارون اور پہولون سے بنایا جاتا ہے - ہنودین اسوقت تک رائج ہے لیکن مسلمانان ہند نے اسکو سہرہ سے بدل دیا ہے -

استفسار | لغت عرب است بکسر اوّل و سوّم - بقول صاحب آصفی و منتخب پرسیدن و طلب بیان کردن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی طلب بیان و بمعنی مصدری با مصادر فرس مرکب کردہ اند که در ملحقات می آید (اردو) استفسار - بقول امیر - عربی مذکر - دریافت کرنا پوچھنا - (آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے) (مسرور ــه) کیا تمنے تو حال دل نہ استفسار ہونے سے تو بڑی تھی کیا مجھے کرتا جو مین اظہار ہونے سے تو

استفسار فرمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عالی شیرازی سند آوردہ که استعمال این در ان بمعنی استفسار کردن و تفسیر خواستن است (نثر) از کیفیت خان بہادر فیروز جنگ استفسار فرمودند" (اردو) استفسار کرنا - امیر مغفور نے ذیل لفظ استفسار اسکی مثال نقل فرمائی ہے (قلق ــه) کچھہ کسی نے کیا جو استفسار نہ خفقان کا مرض کیا اظہار نہ

استفسار کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عالی شیرازی سند آوردہ که مرادف (استفسار فرمودن) است (نثر) ازین مقولہ چه استفسار می کنی که از ما نحن فیه نیست (اردو) استفسار کرنا - دیکھو استفسار فرمودن -

استفسار نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عالی شیرازی سند آوردہ و این مرادف استفسار فرمودن و کردن است (نثر) بلکه جلال را به عظمت و جلال ایزدی بہمال قسم دادہ استفسار تا نمایند" (اردو) استفسار کرنا - دیکھو استفسار فرمودن

استقامت | بکسر اوّل و سوم و فتح میم لغت عرب است - بقول آصفی و منتخب راست شدن و راست ایستادن - فارسیان این را بمعنی استادگی استعمال کنند که حاصل بالمصدر است و از استقلال و ثابت قدمی و پایداری ارادہ کنند چنانکه صائب گوید (ــه) استقامت را درین

وحشت سرا؛ لغزش مستانہ می دانیم ما؛ (انوری ـہ) بر استقامت تو حال بسیط زمین؛ بر آسمان کف کف الخضیب کردہ دعا؛ (ولہ ـہ)۔ نوق ملک دا استقامت دین؛ دائم از قوت متین تو باد؛ (اردو) ثابت قدمی۔ مونث۔ امیر مغفور نے استقلال کو انہین معنون مین لکھا ہے (سودا ـہ) روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے ہے؛ کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال؛

استقامت طلبیدن استعمال بمعنی استقلال و ثابت قدمی خواستن۔ صاحب آصفی از علوی سند آوردہ (نثر) استقامت از خدا می طلبم" (اردو) ثابت قدمی چاہنا۔

استقامت فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ در این معنی قیام فرمودن است و ثابت قدم بودن (ـہ) ای ماہ دو ہفتہ بگیرہ این سوی گرای؛ عکس ہمہ تن؛ استقامت فرمای ہ (اردو) قیام کرنا۔ قائم رہنا۔ ثابت قدم رہنا۔

استقامت گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند آوردہ کہ در این معنی قائم و پایدار شدن است (ـہ) سخن چون گرفت استقامت بمن؛ اقامت کند تا قیامت بمن؛ (اردو) قائم ہونا۔ پایدار ہونا۔

استقامت ورزیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از عالی شیرازی سند آوردہ کہ در آن استعمال این بمعنی قیام کردن است و پای فشردن (نثر) در دامن کوہی مانند سنگی با کمال پایداری استقامت ورزیدہ" (اردو) قائم رہنا۔ جما رہنا۔

استقبال لغت عرب است بکسر اول و سوم۔ بقول صاحب آصفی و بہار بہ پیشواز رفتن و بقول صاحب منتخب پیش باز رفتن و در وپذیری آوردن و پیش آمدن۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند بمعنی پیشوائی و با مصادر رفتن بمعنی مصدری (ظہوری ـہ) کعبہ را رقصان با استقبال

بردہ جلوہ ہای محمل قربانیان ٭ (ولہ ؎) خزان آرد باستقبال از ہر خار گلزاری ٭ اگر آید صفیر عندلیبی از قفس بیرون ٭ (اردو) استقبال بقول امیر عربی - مذکر - پیشوائی تعظیماً کسی آنیوالے کے لیئے کو آگے بڑھنا - (منتظر ؎) انکا آنا تھا کہ آنا دل کا ٭ اور سے اور ہوا اپنا حال ٭ درد دل میں سے تعظیم اُٹھا ٭ ہوش نے جاکے کیا استقبال ٭

استقبال کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سعدی قتی سند آوردہ کہ بہ معنی پیشوائی کردن است (؎) میبردم از شہر اما بسکہ رویم در قفاست ٭ میتوان ہنگام رفتن کرد استقبال سن ٭ (انوری ؎) طبعش استقبال حاجت ہا بدان سرعت کند ٭ کاندران نسبت زبان گوئی بتقلید می رود ٭ (اردو) استقبال کرنا - دیکھو استقبال جس پر اسکی سند ہے -

استقرار لغت عربست بکسر اوّل و سوم - بقول صاحب آصفی و منتخب آرام گرفتن و ثابت شدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند یعنی قیام و استقلال و پایداری و ہمعاوس فرس ہم کہ در ملحقات می آید (اردو) قیام - مذکر - استقلال مذکر - پایداری - مؤنث -

استقرار بودن استعمال بمعنی قیام و قرار بودن چنانکہ صائب گوید (؎) دولت سنگدلان را نبود استقرار ٭ سیل از کوہ بہ تعجیل روان می گردد ٭ (اردو) قیام ہونا - مذکر - جیسے ”دولت دنیا کو قیام نہیں ہوتا“ ذکر این کردہ و از ابو الفضل سند آوردہ کہ بہ معنی قیام پذیرفتن و قرار گرفتن است (نثر) در ابواب قدسیہ فرمان روایان ٭ الا شکوہ غبار الفاظ ہمسران انطباع و استقرار نمی پذیرد“ (اردو) قائم ہونا قرار پانا - ٹھہرنا - (۱۵۰۳)

استقرار پذیرفتن استعمال - صاحب آصفی

استقرار ورزیدن استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کرده و از عالی شیرازی سند آورده که بمعنی قیام کردن است (نثر) غازیان منصور جای مذکور را بدست آورده استقرار ورزیدند" (اردو) اقامت کرنا۔ قیام کرنا۔

استقرار یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از خسرو سند آورده که استعمال این در آن بمعنی قرار یافتن و قائم شدن (نثر) شجرۂ اصالتش از ورطۂ قلع و استیصال بقاعدۂ اثمار خبار استقرار یافته" (اردو) قرار پانا۔

استقیلا بقول برهان وهفت بضم اول و ثالث و قاف بتحتانی رسیده و لام بالف کشیده نام پهلوانی بوده تورانی در لشکر افراسیاب۔ صاحب سروری ذ باید که نام ترکیست از مبارزان لشکر افراسیاب صاحب مؤید هم این را بذیل لغات فرس جا داده به تحقیق ما این مرکب است از (است) که بمعنی تفسیر زنده و پاینده باشد که گذشت و مجازاً بمعنی بزرگ گرفته باشند و (قیلا) بقول صاحب لغات ترکی که بر (قیلا قیلا) نوشته به تفخیم کسره و قاف و فتحه لام بالف و تفخی بمعنی گروه از بن معنی (استقیلا) بزرگ گروه و کنایه باشد از شخصی که در صف خود قابل تعظیم است۔ همین باشد وجه تسمیۂ این و جا دارد که بمعنی لفظی (ستایش گروه) باشد که (است) بمعنی ستایش هم گذشت اندرین صورت اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی ستایش گروه دارنده یعنی ممدوح گروهی والله اعلم۔ پس بصورت اول باید که بالفتح خوانیم و بصورت ثانی بالکسر۔ آنچه بالضم شهرت دارد و تصرف اهل زبان است از قبیل غلط العوام (اردو) استقیلا۔ ایک پهلوان ترک کا نام ہے جو لشکر افراسیاب میں تھا۔ مذکر۔

است کردن استعمال۔ بمعنی توقف کردن (است) بیان کرده ایم که گذشت (اردو) سند این از کلام مولوی معنوی بر معنی بفتم لفظ توقف کرنا۔ ٹھہرنا۔

استل بقول صاحب شمس باول مکسور و ثانی زده و تای فوقانی مفتوح برکه و آبگیر را نامند

وآنرا استخر نیز نامند فرماید که لغت فارسی است۔ صاحبان جهانگیری و برهان و جامع هم ذکر این کرده اند مؤلف گوید که در محاورهٔ معاصرین عجم استعمال این متروک است اگرچه در زمانه سلف تسلیم کنیم بخیال ما ماخوذ است از لغت سنسکرت که (ستهل) و (ستل) بقول صاحب ساطع بکسر اول بمعنی سیر و خنک آمده فارسیان بزیادت الف وصلی در اول و حذف های هوز یا یای تحتانی (استل) بمعنی تالاب و استخر مستعمل کرده باشند والله اعلم بحقیقة الحال۔ خان آرزو در سراج فرماید که اصل این استر است مخفف استخر۔ و بقاعدهٔ فارسیان رای مهمله به لام بدل شد همچون (چنار) و (چنال) (اردو) دیکھو استخر کے پہلے معنی۔

استم | بقول برهان و جامع و جهانگیری و هفت و شمس و رشیدی بکسر اول و فتح ثالث و سکون ثانی و میم ستم و جور و ظلم را گویند۔ خان آرزو در سراج فرماید که همان ستم است۔ صاحب ناصری از منوچهری سندی آورده (سه) آخر و بری نماند استم استمگران ؛ زانکه جهان آفرین دوست ندارد ستم ؛ صاحب سروری فرماید که بحذف همزه (ستم) هم آمده بخیالش (استم) اصل است و (ستم) بحذف همزه مخفف آن۔ بخیال ما قضیه بالعکس است یعنی (ستم) اصل است و در (استم) الف وصلی در اولش آورده اند و معاصرین عجم هم تائید قیاس ما کنند والله اعلم (اردو) ستم۔ بقول آصفیه مذکر۔ ظلم۔ جور۔ جفا۔ بیداد۔

استماع | بقول بهار و آصفی گوش فرا داشتن مؤلف گوید که لغت عربیست بکسر اول و سوم و بقول صاحب منتخب گوش داشتن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری که در ملحقات می آید (انوری سه) از استماع شرح مقامات حسن تو پنبهٔ قانون

عمر خویش کند اختصار گل ؎ (اردو) سماعت - بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - شنوائی جیسے "وہان کسی کی سماعت نہین ہوتی"

استماع افتادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و بسند پی نبردہ معاصرین عجم ہم ازین ساکت اند و بخیال ما تسامح او بیش نیست - طالب سند باشیم -

استماع فرمودن استعمال - بمعنی سماعت کردن باشد - چنانکہ انوری گوید (ع) سنر ز لطف تو گر استماع فرمائی ؎ بدان وقیقہ کہ آن بیتہا کنم تقریر ؎ (اردو) سماعت کرنا - بقول آصفیہ - سنا - توجہ کرنا - کان لگانا -

(۲۲۵)

استماع کردن استعمال - مرادف استماع فرمودن است - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حزین خرہانی سند آوردہ (ع) زاہد نوای عشق تو چون استماع کرد ؎ برخاست ہمچو شعلہ و طرح سماع کرد ؎ (عرفی ع) مصاحب غم عرفی شوید اگر خواہید ؎ کہ استماع سخنہای جان گداز کنید ؎ (اردو) دیکھو استماع فرمودن -

استماع نمودن استعمال - مرادف استماع فرمودن است کہ گذشت - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ کہ نامش سکندر منشی و مؤلف تاریخ عالم آرا ست (فقرہ) از بعضی غازیان کہ در آن جنگ گاہ حاضر بودہ استماع نمودہ ؎ (اردو) دیکھو استماع فرمودن -

استمداد بقول آصفی و بہار و منتخب - مدد خواستن - لغت عربست بکسر اول و سوم فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید (اردو) استمداد - بقول امیر - عربی - مؤنث - مدد چاہنا - (فقرہ) ہمکو ان سے استمداد کی حاجت نہین "

استمداد کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام صائب سند آوردہ بمعنی مدد طلب

کردن است (ســه) این غزل را پیش ازین هم چند
انشا کرده بودم ✿ صاحب از روح فغانی دیگر استمداد
کرد ✿ (اردو) مدد چاہنا۔ استمداد کرنا۔

استمداد نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده و از ابوالفضل سند آورده که مرادف
(استمداد کردن) است (نثر) هرچند عرائض فرستادم
استمداد نمود توجه نفرمودیم ✿ (اردو) دیکھو
استمداد کردن۔

استن | بقول برهان و رشیدی و ناصری و هفت بضم اوّل و ثالث و سکون ثانی و نون ستون
عمارت را گویند و صاحب جامع گوید که بمعنی ستون و عمارت است ✿ خان آرزو در سراج فرماید که
این مخفف (استون) است بحذف واو و (ستون) مخفف (استوان) بحذف الف۔ صاحب
سروری از مولوی معنوی سند آورده (ســه) استن این عالم ای جان غفلت است ✿ هوشیاری این
جهان را آفت است ✿ (وله از رشیدی رح) استن حنانه آمد در حنین ✿ مؤلف گوید که بخیال
ما اصل این (استهان) لغت سنسکرت است که بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی جای و مکان
آمده و بحذف الف اوّل (ستهان) هم به همین معنی است۔ فارسیان بقاعده غور و الف دوم
را به واو بدل کردند همچون (زاغ) و (زوغ) و های هوز را حذف چنانکه (گیاه) و (گیا) و (استون)
را مجازاً برای رکن و پایه مکان استعمال کردند درین صورت ستون بحذف الف اوّل مخفف
(استون) باشد یا مبدل (ستهان) و (استن) بحذف واو مخفف (ستون) مخفی مباد که حذف واو
در قاعده فارسی مذکور است چنانکه (خاموش) و (خامش) آنچه فتح اوّل بضمه بدل شد نتیجه لب
و لهجه زبان است و عدم وقوف از ماخذ اینجاست که صاحب جامع درین لغت معنی حقیقی
را هم ذکر کرده یعنی (استن) را بمعنی ستون و عمارت نوشته تحقیق دیگر بر ماخذ این غور نفرمودند

واو عطف را حذف کرده بر (ستون عمارت) قانع شدند و جا دارد که فارسیان این را از زبان عرب گرفته باشند که (استن) بفتح اول و ثالث بقول صاحب اسند و منتهی الارب درختی را گویند که در هیچ و نسبت آن تفرق باشد بروشی که از دور بشکل کالبد مردم نماید (الخ) و من وجه هیئت باستون دارد اندرین صورت (استن) اصل باشد و (استون) مزید علیهش که در استعمال فارسی واو درمیان بعض کلمات زیاده کنند همچون (مغل) و (مغول) و (افتادن) و (اوفتادن) پس (استن) و (ستون) را بحذف الف اول مخفف (استن) و (استون) خیال کنیم و وجه تصرف در حرکت اوّل همان است که بالا مذکور شد. مخفی مباد که (استن) بفتح اول و سکون سین مهمله و بکسر تای قرشت و سکون نون بقول صاحب لغات ترکی بمعنی پائین آمده و (اوستن) به تفخیم ضمهٔ همزه و سکون سین مهمله و بکسر تای قرشت بمعنی بالا و بالای آن پس عجبی نیست که فارسیان واو را که علامت ضمه در ترکی است حذف کرده بمعنی ستون و رکن استعمال کرده باشند و آن چیزیست که سقف مکان بالای آنست یا آنچه پائین سقف است و جا دارد که فارسیان کسرتا را به ضمه بدل کردند بوجه لاعلمی از ماخذ و یا باشد که فارسیان (استن) از لغت سنسکرت (استمبه) اخذ کرده باشند به تبدیل میم با نون که موافق قاعدهٔ فرس است همچون (کجیم) و (کجین) و (سم) و (سنب) و بای موحده و های هوز آخره را حذف کرده باشند که این قسم حذف هم در فارسی آمده که (دنب) را (دم) کردند و (گیاه) را (گیا) والله اعلم بالصواب - اندرین صورت (استن) اصل باشد و (استون) بزیادت واو درمیان کلمه مرادفش همچون (مغل) و (مغول) و (افتادن) و (اوفتادن) (اردو) تهم - بقول آصفیه هندی - اسم مذکر - کهم - ستون - پلپایه -

استناد بکسر اوّل و سوم لغت عربیت بقول صاحب آصفی و منتخب پشت بچیزی دادن و بنا
بکسی بردن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و بمعنی طلب سند ہم کہ معنی مجاز آنست
و با مصدر فرس مرکب کردہ بمعنی مصدری گیرند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) استناد کنگرش را
ماہ یا دانیم دست ؛ وانڈرو پیوستہ عالی مسند دستور باد ؛ (اردو) استناد - اردو مین مستعمل ہے بمعنی
طلب سند - مؤنث - جیسے " ہم نے حضرت امیر مغفور کے کلام سے استناد کی ہے " (تسلیم ؎)
نہ غیر کی ہے تصدیق یاد کی ہوتی ؛ ہمارے حال ہی سے استناد کی ہوتی ؛ صاحب تذکیر و تانیث نے
اس کا ذکر کیا ہے - صاحب آصفیہ اور امیر مغفور نے اسکو ترک فرمایا ہے - انہیں معنون مین (سند دینا)
اور سند لانا) مستعمل ہے صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور معنی تحقیقی کا ترجمہ - بقول صاحب
آصفیہ (پناہ لینا) اس کا حاصل بالمصدر (پناہ گیری اور پناہ جوئی)

استناد کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ (۱) بمعنی پناہ گرفتن است (نثر) بعد ازان شکستہ چند را کہ استناد بدان حکومت کردہ اند بصلابت عدل مظاہرت فرمود " و (۲) بہ تحقیق ما از معاصرین عجم سند گرفتن نیز - چنانکہ " ما درین خصوص از کلام صائب استناد کردہ ایم " (اردو) (۱) پناہ لینا - (۲) سند لانا - دیکھو فرہنگ آصفیہ - ہماری راے مین استناد کرنا بھی کہہ سکتے ہین -

استنباط بکسر اوّل و سوم لغت عرب است - بقول صاحب آصفی بیرون آوردن چیزی
از چیزی و بقول صاحب منتخب بیرون آوردن آب و علم و مانند آن - فارسیان این را بمعنی
حاصل بالمصدر یعنی دریافت و اخذ استعمال می کنند و با مصادر فرس بمعنی مصدری کہ در ملحقات می آید

(اردو) استنباط - بقول امیر - عربی - مذکر - نکالنا - اخذ کرنا جیسے (فقرہ امیر) مجتہدین نے بکمال احتیاط حدیث سے مسائل کا استنباط کیا ہے"

(الف) استنباط کردن | (ب) استنباط نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی اخذ و دریافت کردن است و از نصیر همدانی سند آورده (الف) بر صفحهٔ ضمیر دقیقه پذیر که از اصطرلاب جبین ها استنباط سرگذشت هرکس توان کرد" (ب) بوساطت ملاحظهٔ امرکن آبای اعداد تامه که ارشد اولاد اند استنباط توانند نمود" (اردو) استنباط کرنا - دیکھو لفظ استنباط

استنبوب | بکسر اوّل و فتح تای فوقانی و ضم نون - بقول صاحب ناصری ثمر درخت نارنج و ترنج و لیموست که پیوند کرده باشند و بعد از پیوند ثمر داده باشد - و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید که این امر مرکب از (استن) و (بوب) گیریم - استن - مبدل استم که گذشت از قبیل (بام) و (بان) که میم به نون بدل شود و (بوب) بقول برهان بمعنی فرش و بساط است پس معنی لفظی (استنبوب) فرش ستم باشد و مجازاً بمعنی همه تن کرده و زشت و عجبی نیست که جزو اول این (اشکن) باشد بمعنی شکن و بقاعدهٔ فرس شین معجمه به سین مهمله بدل شده - چنانکه (شار) و (سار) و کاف عربی به تای فوقانی همچون (چاشکدان) و (چاشت دان) پس (استنبوب) بمعنی فرشِ شکن - گذشت کنایه از میوهٔ خاص که بر پوست آن شکن های بسیار است - والله اعلم - (اردو) نارنج اور ترنج اور لیمو کے پیوندی درخت کا پھل جس پر جھریاں کثرت سے ہوتی ہیں - مذکر -

استنبه | بقول برهان با نون بر وزن اشکنبه (۱) هر چیز زشت را گویند مطلقاً -

و (۲) صورتی باشد بغایت کریه منظر که طبع از دیدنش رمان و هراسان گردد و (۳) شکلینی گویند که در خواب بر مردم افتد و بعربی کابوس خوانند و (۴) بمعنی دیو هم آمده که مقابل پریست و (۵) مردم دلیر و صاحب قوّت و قوی بازو را نیز گفته اند. صاحب ناصری بر معنی اول قانع و از حکیم سنائی سند آورده (شعر) صحبت عام آتش و پنبه است ٭ زشت رومی و تباه استغنبه است ٭ و فرماید که بحذف الف (ستغنبه) نیز آمده. صاحب سروری ذکر معنی اوّل و چهارم و پنجم کرده از دوّم و سوّم ساکت و بقول رشیدی (۶) بسیار درشت و جفاکار و مبغوض و نسبت معنی اوّل بر تکرده قناعت کرده مؤلف گوید که (استنب) مبدل (استم) باشد که بمعنی جور و ستم گذشت و تبدیل میم با (نون و بای موحده) می شود چون (دم) و (دنب) پس های نسبت بر آخرش زیاده کرده (استنبه) کردند بمعنی چیزی یا کسی که منسوب به ظلم و ستم است یعنی جفاکار پس معنی ششم حقیقی باشد و دیگر همه معانی مجاز آن. صاحب هفت این را بعد فا بای موحده (استنبه) نوشته و صراحت حلیه لفظ با همه معانی بیان کرده برهان کرده و ما با تفاق محققین که بای عربی را حرف پنجم این لغت نوشته اند ترک آن را تسامح هفت خیال کنیم و سند سنائی هم مؤید خیال ماست و خان آرزو در سراج همین لغت را (استینه) به تحتانی سوّم و نون پنجم بدون بای موحده بروزن (اشکینه) نوشته ما این را هم غلطی کاتب دانیم که سلسلهٔ ردیف الفاظش تائید خیال ما می کند تصفیه کاملش بجای خود شد کنم.

(اردو) (۱) هر بدنما چیز. مؤنث. (۲) بدنما اور مکروه صورت. ڈراونی شکل.

(۳) کابوس. بقول آصفیه. (عربی) اسم مذکر. ایک مرض کا نام.

خواب مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے اسے دبالیا۔ اور اسکی ہیبت تمکل سے ڈر کر
آواز نکالتا ہے اور اسکے بوجہ سے گویا لیسا جاتا ہے اصل مین یہ صرع کا مقدمہ ہے
فارسی والے اسکو (سگاچہ) کہتے ہین، ورہندی مین (جکڑا) مؤلف کہتا ہے کہ صاحب
برہان نے (سکاچہ) کاف عربی سے لکھا ہے (۴) دیو۔ بقول آصفیہ فارسی اسم مذکر
پریوں کے مرد۔ جن۔ بھوت (۵) دلیر۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ نڈر۔ بےخوف۔ جری
بہادر (۶) ظالم۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ ظلم کرنے والا۔ جفاکار۔

(الف) **استنطاق** لغت عربیست بکسر اوّل وسوّم۔ بقول صاحب منتخب بمعنی سخن گفتن
خواستن وازکسی سخن بیرون کشیدن۔ در محاورہ معاصرین عجم بمعنی بازپرس وجواب دعوی
مستعمل۔ صاحب بول چال بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این کردہ و۔۔۔

(ب) **استنطاق شہود** بمعنی سوالات جرح آوردہ وانوری ہم الف را استعمال
کردہ (سـ) پیش گردد کہ پیش راندشد ٭ شرح وبسط سخن باستنطاق ٭ (اردو) الف
بازپرس۔ بقول آصفیہ مؤنث۔ پوچھہ گچھ۔ جوابدہی۔ تحقیقات۔ جواب دعوی۔ بقول
صاحب آصفیہ۔ اسم مذکر۔ قانونی اصطلاح مین مدعی علیہ کا تحریری جواب (ب) جرحی
سوالات۔ صرف جرح بھی انہین معنون مین مستعمل ہے۔ بقول آصفیہ قانونی اصطلاح
مین اعتراض۔ گرفت۔ ردّوقدح (الخ) وہ سوالات جو حاکم یا فریق ثانی کی جانب سے
شہود یا فریق مقدمہ پر کئے جاتے ہین۔ اس غرض سے کہ اسکا بیان مجروح ہو اور حقیقت
حال کھلے۔

استنہ | صاحب ہفت بصراحت کسرۂ اوّل وسکون سین مہملہ و فتح مثناۃ فوقانی و نون وہای مدور رسانزدہ بہر پنج معانی (استنبہ) نوشتہ کہ گذشت و (استنبہ) ازترک کردہ ما ہمان بلا ذکر این کردہ ایم کہ تسامح صاحب ہفت بیش نیست ودیگر کسی از محققین فرس مؤید صاحب ہفت نشد (اردو) دیکھو (استنبہ)

استوار | بقول برہان وسراج وجامع وہفت وشمس و (دری وپہلوی) بضم اوّل بروزن خوشگوار (۱) بمعنی محکم ومضبوط و (۲) معتمد وامین و (۳) بمعنی باور۔ بہار بمعنی اوّل وسوم قانع صاحب ناصری کہ از اہل زبان است فرماید کہ استوار و استوان بمعنی مصدری اوّل ودوم است مؤلف گوید کہ تسامح اوست ۔ صاحب جہانگیری برای ہرسہ معنی بالا سند آوردہ (مسعود سعد سلمان) پایدار و استوار است از تو دین وملکت ؛ پایدار و پایدار و استوار و استوار ؛ (حکیم سنائی علیہ الرحمہ) این نہ شرط مومنی باشد کہ در ایمان تو ؛ حق ہمی خائن نماید خاک وسرگین استوار ؛ (کمال اسمٰعیل علیہ الرحمہ) ہرآن فریب کہ از عشوہ لبت دریارم ؛ مرا زسادہ دلی استوار می آید ؛ صراحت کند کہ (استوار) درین شعر بمعنی باور داشتن است ۔ **مؤلف** گوید کہ درین شعر استعمال (استوار آمدن) است ۔ ہمہ محققین در مصرع دوم این (استوار می باید) نوشتہ اند ما از شمس اللغات تصحیح کردہ ایم ۔ صاحب سروری بذکر ہرسہ معنی برای معنی سوم از شیخ سعدی سند دہد (سعدی علیہ الرحمہ) ایکہ می گوئی خرد بہ یا روان ؛ من بگویم گر تو داری استوار ؛ آدمی را عقل باید در بدن ؛ ورنہ جان در کالبد دارد حمار ؛ صاحب کنز این را بکسر اوّل نوشتہ **مؤلف** گوید کہ این مرکب است از (ست) و (وار) است ۔ بقول صاحب ساطع بالفتح بزبان سنسکرت بمعنی زور وقوت وخوبی

وفضیلت و راستی و صداقت و بمعنی راست و فی الواقع آمدہ و (وار) در فارسی بمعنی رسم و عادت و مانند و لیاقت و صاحب و خداوند - کذا فی البرہان - پس فارسیان الف وصلی در اول این آوردہ (استوار) کردند و تحقیق ماخذ متقاضی آن است کہ این را بالفتح خوانیم انچہ فارسیان بالضم گرفتہ اند تصرف ایشان باشد بعدم علم ماخذ (اردو) (۱) استوار - بقول امیر - عربی بمعنی مضبوط و پایدار - ہماری رائے مین غلطی کتابت ہے جو (فارسی) کو (عربی) لکھا (رشک ؎) حلقۂ رگہائے گل کب اسطرح بھے استوار ؛ رشتۂ الفت ہوا زنجیر پائے عندلیب ؛ (۲) امین - بقول امیر (عربی) امانت دار معتمد (آتش ؎) کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے ؛ خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا ؛ (۳) باور - بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر یقین بھروسا - اعتماد - اعتبار - (اسیر ؎) آنکھ اسکی پھرے مجھ سے یہ باور نہین آتا ؛ کیا ضعف سے بیمار کو چکر نہین آتا ؛

استوار آمدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی باور آمدن است و سند این ہمان است کہ برمعنی سوم لفظ استوار از کمال اسمعیل گذشت (اردو) باور آنا جیسے " مجھکو باور نہین آتا کہ آپ نے ایسا کہا ہو " دیکھو استوار کے تیسرے معنے کا ترجمہ جس مین اسکی سند ہے -

استوار افتادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و اند بر جای سند آوردہ کہ بمعنی پایدار واقع شدن است (؎) سرای کبریایت راز گردون حلقہ در باد ؛ کہ بنیاد طرب آباد ملکت استوار افتاد ؛ (اردو) استوار واقع ہونا -

استوار بند | اصطلاح - بقول صاحب بحر وضمیمۂ برہان ترجمۂ ربط است دیگر کسی ذکر

این ذکر ضعیف است کہ سند این پیش نشد معاصرین
عجم سکوت می ورزند (اردو) ربط۔ بقول امیر
(عربی) اسم مذکر۔ بندش۔ لگاو۔ علاقہ۔ تعلق۔

استوار بودن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز قائمی گونابادی سند آوردہ کہ
بمعنی مستحکم بودن است (ص) حصاری در این
ملک بود استوار ٭ کہ ز وطعنہ بر طاق نیلی حصار ٭
(اردو) استوار ہونا۔ استوار رہنا۔

استوار داشتن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز خسرو دہلوی سند آوردہ کہ بمعنی
باور داشتن و باور کردن است سندی دیگر از
سعدی شیرازی بر معنی سوم لفظ استوار ہم گذشت
(خسرو ص) خسرو گرت خیال بہ پرسش امان
دہد ٭ زنہار استوار نداری کہ یار دوست ٭
(اردو) باور کرنا۔ صحیح ماننا۔

استوار دیدن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز نظامی گنجوی سند آوردہ کہ
بمعنی قائم و مستحکم یافتن است (ص) گران درشت
این نامہ را شہریار ٭ زنان را ہمہ در دیدہ استوار
(اردو) قائم پانا جیسے " ہمنے عورتون کو
وعدے پر قائم نہین پایا۔

استوار ساختن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز عالی شیرازی سند آوردہ کہ
بمعنی مستحکم کردن است (نثر) محرمان کعبہ
مقصود کمند ہا چون حبل المتین رشتہ اعتقاد استوار
ساختہ " (اردو) استوار کرنا۔ مستحکم کرنا۔

استوار شدن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ واز ملا جامی سند آوردہ کہ بمعنی
مستحکم و پایدار شدن است (ص) شد بفراغت
زغم روزگار ٭ قاعدۂ صحبت شان استوار ٭
(اردو) استوار ہونا۔ مستحکم ہونا۔

(الف) **استوار کردن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ واز اثر شیرازی سند آوردہ کہ مرادف استوار ساختن
است (ص) بہ کشتی آسمان سفلہ با افتادگان ٭ کردیا را

در میان داری چو پرکار استوار ؛ (مؤلف) گوید
که از ہمین مصدر در سند است ....
(ب) استوار کردنِ پا | بمعنی پا فشردن یعنی (۱۵۸۵)
ثابت قدم شدن (جامی ع) پای مرا بقید
وفا استوار کن ؛ و ....
(ج) استوار کردنِ رخنہ | بمعنی بند کردن (۱۵۸۶)
رخنہ باشد چنانکہ صائب گوید (ﮦ) نہ بستہ لب
ز سخن آرمیدگی مطلب ؛ نکردہ رخنۂ دیوار
استوار مجنب ؛ و ....
(د) استوار کردنِ فرش | بمعنی فرش (۱۵۸۷)
گستردن و قائم کردن آن (نثر سعدی شیرازی)
تا فرش خاک بر آب استوار کرد " (اردو)
(الف) دیکھو استوار ساختن (ب) ثابت قدم
ہونا ۔ (ج) رخنہ بند کرنا (د) فرش بچھانا ۔
(الف) استوار گرفتن | استعمال ۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از فیضی سند آوردہ کہ بمعنی
چیزی را باستحکام در قبضہ آوردن است ۔

(ﮦ) ز شہید کردہ ہای نگہش کراست طاقت ؛
کہ بحشر دامن او بکف استوار گیرد ؛ بخیال ما
این سند ....
(ب) استوار گرفتنِ دامن در کف
است بتخصیص وجا دارد کہ تعمیم ہم از و پیدا
کنیم چنانکہ در الف گذشت ۔ و ....
(ج) استوار گرفتنِ رکاب | چنانکہ
از کلام ظہیر سمرقندی پیدا است کہ بر (استوار
گشتن می آید (اردو) (الف) مضبوط پکڑنا تھامنا
(ب) دامن مضبوطی سے تھامنا ۔ دامن مضبوط
پکڑنا ۔ (ج) مضبوطی کے ساتھ رکاب تھامنا ۔
استوار گشتن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ و از ظہیر سمرقندی سند آوردہ کہ بمعنی
(استوار شدن) است کہ گذشت (ﮦ) پای
ملک استوار گشت کنون ؛ کہ رکاب تو استوار
گرفت ؛ (اردو) دیکھو استوار شدن ۔
استوار ماندن | استعمال ۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ و از سنائی غزنوی سند آوردہ کہ
بمعنی ثابت قدم ماندن است (ـہ) نیست
عشق لایزالی را در ان دل ہیچکارہ: گو ہنوز
اندر صفات خویش ماند است استوار:
(اردو) ثابت قدم رہنا۔

استواری | بقول بہار بمعنی محکمی کہ یای مصدری
را بر لفظ استوار زیادہ کردہ اند۔ صاحب انند
و آصفی ہم ذکر این کردہ سند این در ملحقات
می آید (اردو) مضبوطی۔ بقول آصفیہ
اسم مؤنث۔ استواری۔ استحکام۔ پایداری

استواری دادن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند
آوردہ کہ بمعنی مستحکم کردن و استحکام بخشیدن
است (ـہ) نزنہار خویش استواریش داد
ز جادو کشان رستگاریش داد: (اردو) استحکام
عطا کرنا۔ مضبوط کرنا۔

استواری داشتن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سند
آوردہ کہ بمعنی قیام داشتن و دیر پا بودن است
(ـہ) بوقت گل خدا را توبہ بشکن: کہ عہد
گل ندارد استواری: (اردو) دیر پا ہونا
قائم رہنا۔ قیام ہونا۔

استواری گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از حزین اصفہانی سندی آوردہ
کہ بمعنی استحکام گرفتن و مستحکم شدن است (ـہ)
کہ اندیشہ جادو نگاہی گرفت: بنای سخن استواری
گرفت: (اردو) مستحکم ہونا۔ استحکام پانا۔
استوار ہونا۔

استواری نمودن | استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از نظامی گنجوی سندی
آوردہ کہ بمعنی ثابت قدم شدن و ثابت
قدمی کردن است (ـہ) سرانجام کاقبال
یاری نمود: بر آن عہد شاہ استواری نمود:
(اردو) ثابت قدم ہونا۔ جما رہنا

استوان | بقول صاحب برہان وسراج ورشیدی بضم اول وثالث بروزن بلبلان بمعنی استوار است ـ صاحب جہانگیری وسروری این را مرادف استوار و بر ہر سہ معنیش شامل داند (زرتشت بہرام ۵) پذیرفتیم و بر دین استوانیم ؛ بجز پیغمبر پاکش نخوانیم ؛ بخیال ما این مبدل استوار است کہ فارسیان بقاعدۂ خود رای مہلہ را با نون بدل کنند ہمچون (تار) و (تان)

(اردو) دیکھو استوار ـ

است وبست | استعمال ـ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح ہمزہ وبای موحدہ وسکون سین لغت فارسی است بمعنی حالات و واقعات مؤلف گوید کہ از قبیل (بند وبست) باشد کہ واو زائد درمیان دو کلمہ آمدہ و باجتماع امر و ماضی مطلق افادۂ معنی حاصل بالمصدر کردہ چنانکہ (بند وبست) و (جست وجو) ما از معاصرین عجم استعمال این بدون واو عطف بمعنی کار و بار شنیدہ ایم و ذکر این قسم حاصل بالمصدر بر لفظ (آموی) کردہ ایم کہ در جلد دوم گذشت ـ

(اردو) کار بار ـ بقول آصفیہ ـ اسم مذکر بمعنی کام کاج ـ

استودان | بقول صاحب برہان وسراج وناصری وہفت وانند بضم اول وثالث و دال بالف کشیدہ و بنون زدہ دخمہ ومقبرۂ گبران ـ صاحب جامع گوید کہ این مرادف (استودان) باشد ـ صاحب برہان بر لفظ (ستودان) بدون الف اول صراحت مزید فرماید کہ عمارتی را گویند کہ بر سر قبر آتش پرستان سازند و بمعنی گورستان ہم آمدہ و دخمہ نیز یعنی جائیکہ مردہ را در آنجا گذارند و بفتح اول ہم آمدہ مؤلف خیال کند کہ این مرکب باشد از (استا) و (دان) استا ہمان تفسیر کتاب زند کہ بر معنی اولش گذشت کہ بالفتح و بالضم ہر دو آمدہ ـ فارسیان بقاعدۂ

نمودہ الف دوم را با واو بدل کردہ (استو) کردہ باشند ہمچون (آماغ) و (توغ) و پس ازان با کلمۂ (دان) مرکب کردند کہ (دان) بقول برہان چون در آخر کلمہ آید افادۂ معنی ظرفیت کند چنانکہ (قلمدان) و (آبخوردان) و مانند آن ۔ پس (استودان) مکانی باشد کہ (استا) را دران محفوظ دارند بلحاظ بزرگی آن جای کہ مدفن است ہمچون مسلمانان کہ در بعض گنبدہای اولیا و امرا و پادشاہان کلام مجید رہ بگذارند تا مستعینان آن مقام تلاوت آن کنند و جا دارد کہ این مرکب باشد از (استاد) و (دان) الف دوم بہ واو بدل شد و یک دال مہملہ بوجہ تکرار حذف ۔ پس (استودان) بمعنی حقیقی جای و مکان استاد باشد کہ بعض فرق آتش پرستان لاشہ را دران استادہ کنند و اقسام اطعمہ بالای سر و دوش گذارند و پائین آن مکان بدرہ ی عمیق باشد کہ در احکام مذہب ایشان تدفین در خاک جائز نیست تا آنکہ جمعی از کرگسان در آید و گوشت و پوست آن لاشہ را بخورد و اجزای باقیماندہ در قعر آن بدرہ و بریزد ۔ بخیال ما وجہ تسمیۂ آخر الذکر بہتر از اول است (اردو) آتش پرستوں کا دخمہ ۔ جس میں لاشہ کو کسی مقامی سہارے سے استادہ کر دیتے ہیں ۔ صاحب آصفیہ نے (دخمہ) کو ترک کر دیا ہے مگر زباندانان اردو اسی کو استعمال کرتے ہیں ۔

استودن | بقول صاحب نوادر بضم اول و فوقانی ستایش کردن ۔ فرماید کہ (استا) و (ستایش) و (ستایش کرد) حاصل بالمصدر است ۔ و بقول صاحب موارد (است) و (استا) و (ستایش) و دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد ۔ صاحب بحر عجم این را بدون الف (ستودن) بالضم و بالکسر آوردہ و جز این نیست کہ بر (ستودن) الف وصلی زیادہ کردہ اند با معنی ششم لفظ (است) اشارۂ بسوی این کردہ ایم کہ (است) حاصل بالمصدر را نیست و (ستایش) حاصل بالمصدر

(استودن) و نسبت ماخذ این هم همد رآنجا اشاره کرده ایم و جا دارد که (استا) را هم بزیادت الف زائده در آخر حاصل بالمصدر این گیریم که صاحب شمس بر (استا) بمعنی ستایش هم نوشته که بجای ستایش گذاشت و هرگاه (استت) بقول صاحب ساطع در سنسکرت بمعنی مدح و ثنا آمده پس عجبی نیست که فارسیان (استت) را بحذف تای فوقانی آخره (است) کردند و بزیادت الف زائده (استا) ساختند و الف آخره را بقاعده خود با واو بدل کردند همچون (تاغ) و (توغ) و برین اسم مصدر (دن) را در آخرش آورده (استودن) بمعنی ستایش کردن گرفتند و جا دارد که (استودن) از (است) وضع شد که (است) مخفف (اَستُت) به فتح اوّل و ضم سوم باشد- هرگاه بعد حذف فوقانی دوم تای مضموم باقی ماند- بضرورت ترکیب آن با علامت مصدر (واو) بعوض ضمهٔ تای فوقانی آوردند واللہ اعلم- باقی حال اصل این بلحاظ ماخذ بالفتح باشد و تصرف لب و لهجهٔ فارسیان است که بالضم کردند (اردو) سراہنا- بقول آصفیہ تعریف و توصیف کرنا-

استوده بقول صاحب شمس بمعنی ستوده و بواو پارسی نیز آمده- و دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد و ضرورت هم نداشت که اسم مفعول مصدر (استودن) است و بس- آنچه صاحب شمس بواو فارسی نوشته مقصودش جز این نباشد که واو معروف است فارسیان در جمیع حروف معروف را به فارسی و مجهول را بعربی تعبیر کنند که در تلفظ معروف- استعمال مجهول اصلا نکنند (اردو) ستوده- اس کا استعمال مفرد نہین ہے- کہتے ہین کہ ”آپ بڑے ستوده صفات ہین“ یعنی قابل تعریف صفات سے موصوف ہین-

استور بقول برهان و هفت و آنند و جامع و ناصری بضم اوّل و ثالث و سکون ثانی و

و رابع ورای فرشته‌ها (چارپای) را گویند عموماً و اسپ و استر را خصوصاً - صاحب سروری برمعنی مخصوص قانع و از مولوی معنوی سند آورده (س) تا چند این استور تن کان کاه جو خواهد زمن * بر چرخ راه کهکشان از بهر او پرکاه شد * مؤلف گوید که ازین سند تعمیم ثابت می شود و تخصیص مجاز باشد بظاهر معلوم می شود که فارسیان بر لفظ (ستور) الف وصلی زیاده کرده اند ولیکن بخیال ما (ستور) مخفف (استور) است و (استور) ماخوذ از استر بزیادت واو باشد درمیان حروف یک کلمه همچون (مغل) و (مغول) پس معنی خاص اصل است و معنی عام مجاز آن (اردو) چارپایه جانور - گھوڑا - خچر - مذکر -

(الف) **استوربان** | استعمال - بقول ضمیمهٔ برهان با بای ابجد بالف کشیده زنان نازاینده را گویند ولیکن معنی ترکیبی آن خداوند ستور و نگاهدارندهٔ آن است صاحب شمس این را به یای تحتانی بعوض بای موحده - - -

(ب) **استوریان** | آورده فرماید که (۱) پرنده ایست که بتازی سمورش گویند و بفتح رای موقوف (۲) درندهٔ ستوران - صاحب آنند برالف بحوالهٔ فرهنگ فرنگ گوید که سائس را گویند صاحب مؤید الف و ب هر دو را به بای موحده آورده و ذکر معنی اول (ب) کرده خلاف خود ظاهر کند - مؤلف عرض کند که غلطی کتابت کاتب شمس است که (ب) را به یای تحتانی نوشت لغت صحیح الف است و بس - بمعنی سائس پس معنی اول الذکر - صاحب ضمیمهٔ برهان بر (الف) و هر دو معنی (ب) هیچ تعلق ازین ندارد و استوربان از قبیل شتربان است و مخصوص است با استر و مجازاً بمعنی خدمتی جمیع چارپایان - چنانکه بر لفظ استور گذشت و وجه اختلاف اهل تحقیق جز این نیست که غلطی

ور اطلاکردند و در بیان معنی - قیاس بسوی (استرون)
ہ جمعش (استرونان) برد ند بنسبت معنی دوم
اب - خیال ما اینست کہ کاتبین یا سنگ سازان
مطابع (درازندہ ستوران) را بحذف الف
(درندہ ستوران) نوشتند - وای بر تحقیق
طلبان کہ ذخیرہ مطلب شان ہمچو حالت
است (ارد و) چارپایوں کا مقوی - نگہبان
سائیس - بقول آصفیہ - اسم مذکر - گھوڑے کی
خدمت کرنیوالا - گھوڑے کا نگہبان -

استون | بقول صاحب برہان و سراج و جہانگیری
و ناصری و رشیدی بر وزن گلگون (۱) بمعنی ستون
باشد - ماذکر ماخذ و تعریفیہ کامل این بر (استن)
کردہ ایم کہ مخفف این گذشت - صاحب ضمیمہ برہان
فرماید کہ (۲) بزبان گیلان (اذخر) را گوئیند کہ بدان
دست شوئیند - صاحب محیط بر (اذخر) فرماید کہ
اسم یونانی است و گویند تازی و بسریانی (جبس
وآتس) و بعربی (طیب العریب) و بہ فارسی
(گاہ مکی) و (خلال ماموتی) و (علف گورخر) و
(ریتہ بشتنی) و (موز) و (اسفرم) و بہندی (مرچیا
گند) بقول شیخ طبیعت آن گرم و خشک در دوم
و بقول حکیم حجازی گرم و خشک در آخر اول و در
سوم نیز - و بیخ این قبض شدید گوئیند کہ در آن
قوت باتلطیف و تلیین و انضاج و تفتیح است
و منافع کثیرہ وارد - محقق نشد کہ این را در گیلان
استون گوئیند (ارد و) (۱) دیکھو استن (۲)
بقول صاحب جامع الادویہ (حب گلس) ایک دوا کا
نام جو دوسرے درجہ میں گرم و خشک ہے - صاحب
اسنے (اذخر) پر اسکا ہندی نام (مرچیا) لکھا ہے

استوفتن | بقول صاحب سوار دلغت ژند و پاژند است بمعنی دیدن - صاحب جہانگیری
درخاتمہ کتاب ذیل دستور چہارم کہ متعلق بہ لغات ژند و پاژند است ذکر این بہمین معنی کردہ
و ماذکر این بر (اسپوختن - بہ بای عربی) کردہ ایم کہ متروک است و چیزی از ماخذ ہم ہمدرا نجا مذکور داریم

دیکھو استونشن کے پہلے معنی۔

(الف) استوه | بقول برہان و انند و ہفت و شمس بکسر اول و ضم ثالث و سکون ثانی و رابع و ہا (۱) بمعنی مانده شده و ملول و افسرده و تنگ و (۲) ماندگی و تنگ آوردن۔ فرماید که بضم اول ہم درست است۔ صاحب ناصری بر معنی اول قانع و گوید که این را (ستہ) نیز گویند۔ صاحب جہانگیری بذکر معنی اول از نظامی سند آورده (ﺳـ) که آن خوبان چو استوه آمدندی ؛ بتابستان بر آن کوه آمدندی ؛ صاحب رشیدی و سراج و جامع بر معنی اول اکتفا کرده اند و معنی دوم را گذاشته۔ صاحب سروری ہم مؤید معنی اول و از شاہنامہ سند دہد (ﺳـ) ز بس کان سپه کوه تا کوه شد ؛ زانبوه او کوه استوه شد ؛ صاحب (وری و پہلوی) فرماید که بمعنی وا ماندن و افسرده شدن مؤلف گوید که عجبی نیست که این اسم جامد فارسی زبان باشد محققین فرس این را لغت فارسی نوشته اند و ما در السنه غیر آن این را نیافتیم۔ جز این که صاحب سخندان فارس بذیل الف متحرک فرماید که (استوه) بفتح الف و سین مهمله و سکون تای فوقانی و فتح ہمزه و واو و سکون ہای ہوز بزبان سنسکرت ہر چیز شبینه را گویند که تازگی آن باقی نمانده باشد ہمچون نان شبینه که ترجمه آن بعربی (بائت) چنانکه (خبز بائت و لحم بائت) باشد که فارسیان ہمین لغت سنسکرت را به تبدیل حرکات بمعنی افسرده استعمال کرده باشند۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس (ستوه) بحذف الف و (استه) بحذف واو و (سته) بحذف الف اول و واو مخفف این باشد که بجای خودش می آید مخفی مباد که ؛ نسخه صاحب برہان و بعض محققین دیگر این را بمعنی دوم یعنی حاصل بالمصدر و مصدری آورده اند۔ ما این را تسلیم نمی کنیم که استعمال این از نظر ما نگذشت طالب سند باشیم و فارسیان ہمین لغت را با مصادر فرس مرکب کرده بمعنی مصدری ہم استعمال کرده اند

چنانکہ -

(ب) استوہ آمدن | بمعنی افسردہ شدن و عاجز آمدن و - - - - - - - - - - -

(ج) استوہ شدن | مرادف (ب) سند این از کلام نظامی و فردوسی بر (الف) مذکور شد (ارو و) الف - عاجز - بقول آصفیہ (عربی) بے بس - تنگ - مجبور (ب) عاجز آنا (ج) عاجز ہونا - بقول آصفیہ تنگ آنا - مایوس ہونا - دق آنا - مغلوب ہونا -

استوی | بقول برہان وجہانگیری وجامع وہفت وسراج دانند وشمس بضم اوّل وثالث بر وزن برگوی مہرۂ پشت را گویند بخیال ما درین لغت واو ویای تحتانی آخر زائد است فارسیان (است) راکہ بمعنی استخوان میوہ گذشت (استوی) کردہ برای مہرۂ پشت خاص کردہ باشند - صاحب قوانین دستگیری ذکر زیادت واو ویای تحتانی کردہ است ہمچون (لیکن) و (ولیکن) در (پا) و (پای) یا اینکہ (استی) راکہ بقول صاحب ساطع بفتح اوّل بمعنی (استخوان) است بہ تبدیل ہای ہوز بواو (استوی) کردہ باشند اندرین صورت این قسم تبدیل خلاف قیاس باشد کہ مثال این از نظر ما نگذشت و تصرف در اعراب ہم شدہ و این چیزی نیست کہ این قسم تصرف اکثر بنظر آمدہ و اگر خیال نادرست نباشد این را اسم جامد فارسی زبان گیریم (ارو و) منکا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ریڑھ کا اوپری حصہ - مہرۂ پشت -

استہ | بقول برہان ورشیدی بر وزن خستہ (۱) دانہ خرما وشفتالو وزردآلو وامثال آن را گویند و استخوان آدمی وحیوانات دیگر را نیز گفتہ اند - صاحب ناصری گوید کہ معروف است چون خستہ خرما وانگور و استخوان حیوانات چون (بیلستہ) کہ بمعنی عاج می آید و (ہستہ) بہ ہای ہوز ہم آمدہ بتبدیل

الف با ہای ہوز۔ صاحب جہانگیری ہمزبان برہان ولیکن معنی تخم را ببعض میوہ ہا مخصوص کندو ا نیز ا
مرادف (است) قرار دہد کہ گذشت و از کمال اسمعیل سند آرد (ع) آنکہ اندر لحاف و چادر شب
نبود شب چو استۂ خرما ٭ صاحب سروری بمعنی خستۂ میوہ با قانع دانا بو اشتمل سند دہد (ع) کسی
بی عیب نبود در زمانہ ٭ رطب را استہ باشد در میانہ ٭ صاحب جامع و شمس در تخصیص با جہانگیری
متفق۔ صاحب غیاث این را بمعنی تخم خرما و مانند آن بالضم و تای فوقانی گوید بحوالۂ کشف و رشیدی
و سروری ما اشارہ این بمعنی دوم لفظ (است) کردہ ایم و بخیال ما این ماخوذ است از لغت سنسکرت
(استہی) بفتح اول و کسر دوم کہ بقول صاحب ساطع و سخندان زبان سنسکرت بمعنی استخوان است
آنچہ صاحب غیاث این را بالضم نوشتہ صحیح نباشد کہ ماخذ این متقاضی فتح اول است و حوالۂ
سروری رشیدی ہم غیر صحیح (اردو) دیکھو (است) کے دوسرے معنی۔

(۲) استہ۔ بقول برہان بالضم بمعنی کفل و سرین۔ دیگر کسی از محققین فرس با برہان نیست و خیال
ما قطعی است کہ ہمان لغت عربی (است) را کہ بالکسر بمعنی دبر است با ہای ہوز در خیال کردہ اند و در حقیقت
بعربی ہم با تای ور از است کذا فی المنتخب۔ ما صراحت کامل بمعنی چہارم لفظ (است) کردہ ایم
کہ گذشت۔ بالجملہ (استہ) بدین معنی نیست و نیامدہ (اردو) دیکھو (است) کے چوتھے معنی۔

(۳) استہ۔ بقول برہان و جہانگیری و جامع و سراج و شمس بکسر اول و ضم ثالث و ظہور ہای
ہوز مخفف استوہ کہ بمعنی ملول و تنگ گذشت۔ صاحب سروری این را بضم ہمزہ و تای فوقانی
آوردہ کہ تسامح اوست زیرا کہ (استوہ) کہ اصل اینست بالضم نیست و ما اشارۂ این زیر لغت
(استوہ) کردہ ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو استوہ کے پہلے معنی۔

(۴) استه ـ بقول برہان بکسر اوّل وثالث وظهور ها بمعنی ستیزه ولجاجت ـ صاحب جامع فرماید
که مصدر این (استهیدن) است وبس مقصودش جز این نباشد که این حاصل بالمصدر آنست
وحقیقت اینست که مصدر این (استهدن) است بدون تحتانی که می آید وجا دارد که متعلق از
(استهیدن) هم کنیم که بزیادت تحتانی در فارسی آمده وبزیادت دو تحتانی (استیهیدن) هم می آید
واین هر سه مصدر مرادف یکدگر است قیاس متقاضی این بود که حاصل بالمصدر مصادر (استهیدن)
و (استیهیدن) (استهی) و (استیهی) می بود ولیکن استعمالش یافته نشد وجه زیادتی یک ودو
یای تحتانی در مصادر مذکور بجایش ذکر کنیم ـ نسبت ماخذ این عرض میشود که (سهت) بقول
صاحب ساطع به فتح اوّل بزبان سنسکرت بمعنی زور وقوت آمده پس فارسیان بزیادت
های نسبت در آخرش (سته) که بمعنی حقیقی منسوب به زور وقوت است مجازاً بمعنی ستیزه وجنگ
گرفته باشند پس ازان الف وصلی در اولش آورده (استه) کردند ـ صاحب برہان ذکر (استه) بهمین
معنی کرده پس متحقق شد که (استه) اسم مصدر استهدن است وبس (اردو) لڑائی ـ بقول آصفیه
(هندی) اسم مؤنث ـ جنگ ـ جدل ـ ستیزه ـ
(۱۵۰۲) (۵) استه ـ بتحقیق ما بکسر اوّل وسوم امر است از مصدر استهدن که می آید ـ صاحب رشیدی
بذیل مصدر (استهیدن بیای تحتانی بجیم) سته را امر (استهیدن) گفته وما می گوئیم که (استهیدن بدون الف
اوّل) هم مرادف یا مخفف (استهیدن) است پس وجهی نیست که (سته) را امر (استهیدن)
گیریم و (استه) را امر (استهدن بدون یا) قرار ندهیم ـ حاصل اینست که (استه) بمعنی ستیزه
وجنگ کن آمده (اردو) لڑ ـ جهگڑ ـ لڑائی کر ـ (امر)

استہدن | بقول بحر عجم و ضمیمۂ برہان بکسر اول و ثالث مخفف استہیدن است متروک الاستعمال - و (استہیدن) مخفف (استیہیدن) بمعنی لجاجت و ستیزہ کردن فرماید کہ مضارع اوّل الذکر (استہد) و آخر الذکر (استیہد) باشد ما صراحت ماخذ این بر (استہ) کردہ ایم (اردو) لڑنا - لڑائی کرنا - جنگ کرنا -

استہروش | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بمعنی استخوان خوار و استخوان برندہ کرکس و ہما باشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و بخیال ما (استہ) بفتح اوّل بمعنی استخوان گذشت و (روش) بقول صاحب نوادر بفتح اوّل و کسر ثانی حاصل بالمصدر از (رفتن) ... سبقت گرفتن مقصود وش جز بہ سبقت و سبقت گیری نباشد و بقول صاحب ... بمعنی شہرت گرفتن و مشہور شدن و قصد کردن و بردن آمدہ پس (استہ روش) قلب اضافہ (روشِ استہ) و معنی لفظی آن سبقت گیری استخوان) و (شہرت پذیری استخوان) و (ارادہ ساز استخوان) و بردگی استخوان) و اسم فاعل ترکیبی بمعنی مشہور باستخوان و قصد کنندہ و برندۂ استخوان باشد از کرگس و ہما کہ مشہور است باستخوان خوردن و استخوان بردن مخفی مباد کہ اسم فاعل ترکیبی مرکب از دو اسم بود اعم است ازینکہ ہر دو اسم جامد باشد یا یکی از ان حاصل بالمصدر ... (آئینہ رو) کہ درین ہر دو اسم جامد است و (کبک رفتار) و (سست رفتار) کہ ... است و دیگر حاصل بالمصدر - پس (کبک رفتار) بمعنی رفتار کبک ... رفتار) بمعنی رفتار سست دارندہ و ہمچنین است سبقت گیر ... سبقت کنندہ برا استخوان و برندگی و قصد استخوان دارندہ - یعنی ...

دیکھو استخوان ربا - استخوان خوار -

استهیدن | بقول صاحب بحر عجم و برہان بکسر اوّل و ثالث مخفف استیهیدن که به تحتانی چهارم و ششم می آید معنی لجاجت و ستیزه کردن (کامل التصریف) مضارع این (استهد) صاحب جامع ذیل لغت (استه) ذکر این کرده صاحب موارد گوید که (استه) حاصل بالمصدر این است مؤلف گوید که ما بمعنی چهارم (استه) اشاره این کرده ایم که بمعنی ستیزه گذشت و اسم جامد زبان فارسی است و ذکر ما خذش هم همدرانجا کرده ایم - فارسیان بر همین لغت علامت مصدر (دن) زیاده کردند استهدن بمعنی ستیزه و لجاجت کردن گرفتند و ستیزه و لجاجت بالمعنی مرادف یکدگر است پس بقاعدهٔ فارسی در وسط کلمه یای تحتانی بعد یای هوز زیاده کرده (استهیدن) کردند ... استهیدن که اصلش (رقصدن) بود و ... (... خشدن) و جا دارد که این مصدر ... باشد از (استهی) که بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت بمعنی استخوان است و فارسیان سلاحی را (استخوان) نام نهاده اند که از ... پشت نهنگ می ساختند - چنانکه بمعنی سوم استخوان گذشت پس (استهیدن) بزیادت علامت مصدر بر استهی بمعنی سلاح کردن و کنایه از ستیزه کردن باشد - صاحب تحقیق القوانین فرماید که مصدر بر دو قسم است (۱) اصلی و (۲) جعلی - اصلی آنست که بحسب اصل مفرد باشد مانند آمدن و رفتن و آوردن و اندوختن و جعلی آنکه مرکب بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف و دال مفتوح و نون ساکن بمصدر عربی مثل شمیدن و فهمیدن یا باسم جامد فارسی مانند پندیدن و خوابیدن (الخ) ما صراحت کامل این بر (اسم مصدر) کنیم که می آید و خیال خود را که خلاف صاحب قوانین است همدرانجا پیش کشیم و درینجا این قدر صراحت

بس است که در تعریف مصدر جعلی آنچه صاحب
تحقیق مصدر عربی را مخصوص کند تنگی خیال
و تحقیق اوست - بسیاری از مصادر بجای
خودش گذشت و می آید که مرکب است از
لغات السنهٔ غیر فارسی هم و هیچ تخصیص باعربی
نیست (اردو) دیکهو استهدن -

استیا بقول برهان و سراج و جامع و رشیدی با یای حطی بر وزن انبرا کوهی است از کوههای
مابین هرات و غزنه - صاحب سروری فرماید که این کوه میان مری و غزنه واقع - وجه تسمیهٔ این
جز این نباشد که فارسیان بر لفظ (ست) که در سنسکرت بمعنی راستی و فضیلت و زور و قوت است
(کذا فی الساطع) کلمهٔ (یا) زیاده کردند که در سنسکرت بمعنی این و در ترکیب افادهٔ معنی فاعلیت و اتصاف
و نسبت و هد همچون (کیتریا) بمعنی بزاز و (بتوهیا) بمعنی مسافر پس (ستیا) بترکیب سنسکرت بمعنی راستی
و فضیلت و زور و قوت دارنده باشد فارسیان در اولش الف وصلی زیاده کرده (استیا) نام
کوهی نهاده باشند که بسیار بلند و راست و از دیگر کوهها فضیلت داشته باشد (اردو) استیا -
فارسی مین ایک پهاڑ کا نام هے جو هرات اور غزنه کے درمیان واقع هے - مذکر -

استیدن بقول صاحب جامع بر وزن
چرکیدن بمعنی لجاجت و ستیزه کردن دیگری
از محققین مصادر ذکر این نکرد - صاحب جامع
از زباندانان فرس است اگر وجود این را
باعتبارش تسلیم کنیم جز این نباشد که مرادف و مبدل
(استهدن) است که فارسیان بقاعدهٔ خود یای
هوز را به یای تحتانی بدل کردند همچون (شاهگان)
و (شایگان) و جا دارد که بر لفظ (ستی) که بقول
برهان بفتح اول بمعنی فولاد و آهن و نوعی از نیزه
و سنان است بزیادت علامت مصدر (دن)
مصدری ساخته باشند بمعنی ستیزه کردن قرار داده
(اردو) دیکهو استهدن -

استیر بقول برہان و جامع و ہفت بروزن کفگیر مقداری باشد معین و آن شش درم و نیم است صاحب رشیدی فرماید که (استار) بقول صاحب قاموس بالکسر چہار مثقال و نیم ذوق آن که معرّب کرده باشند۔ صاحب اسند استار را بحواله منتہی الارب لغت عرب قرار داده فرماید که در وزن چہار مثقال و نیم و در عدد چہار تا در (استیر) گوید که لغت فارسی است بمعنی اوّل الذکر و صاحب برہان بر لفظ (ستیر) فرماید که بروزن دلیر بمعنی سیر است که یک حصه از چہل حصه من باشد و آن بوزن تبریز پانزده مثقال است چه یک من تبریز شش صد مثقال دارد و ہر مثقال شش دانگ و بقول بعض شش درہم و نیم مؤلف گوید که این معرّب است از استار نه (استار) معرّب این چنانکه صاحب رشیدی گفته۔ فارسیان بقاعدۂ خود الف را بایای تحتانی بدل کرده (استیر) کردند و برای وزنی معین نام نهادند و ہمین است اماله ہمچون (حساب) و (حسیب) و ستیر بحذف الف اوّل مخفف این (اردو) استیر۔ فارسی مین ایک وزن کا نام ہے جو ساڑھے چھہ درہم کے مساوی ہے ۔ مذکر۔

استیز بقول شمس بفتح یکم و سکون دوم و کسر سوم (۱) نام پادشاه خوارزم۔ مولانا رشید وطواط زمخشری در عهد او بود۔ صاحب رشیدی فرماید که (استیز) و (ستیز) (۲) معروف مقصودش چیزی نباشد که بمعنی جنگ و خصومت و سرکشی و لجاجت و خشم و کین و عناد است۔ صاحب برہان بر ستیز ہمین معانی نوشته۔ بخیال ما این مرکب است از (ست) و (یاز) نشست۔ بقول ساطع بزبان سنسکرت بمعنی زور و قوت و یاز بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر از (یازیدن و یازدن) و ہم او فرماید که یاختن و یازیدن بمعنی مطلق حرکت دادن و حرکت گرفتن است و یاز از ہمین مصادر امر ہم۔ پس (ست یاز) اسم فاعل ترکیبی است بمعنی حرکت دہنده زور و قوت که کنایه باشد از جنگ و خصومت

وغیره نه بیان الف دوم را به یای تحتانی بدل کردند وهمین است اماله همچون (حساب) و (حسیب) بالجمله ستیز اسم جامد فارسی زبان است و (استیز) مزید علیهش بزیادت الف وصلی در اولش و معنی اول مجاز معنی دوم است که پادشاهی را که جنگجو بود بدین نام موسوم کردند (اردو) (۱) استیز خوارزم کے بادشاہ کا نام مذکر و (۲) دیکھو استہ کے چوتھے معنی ۔

استیزه بقول صاحب برهان وجامع ومفت وانند بکسر اول بمعنی ستیزه و لجاجت وجنگ وخصومت وخشم وکین ۔ صاحب سروری از مولوی معنوی سند آورده (ـــه) برخوان شیران یک شبی بوزینهٔ همراه شد ؛ استیزه رو ارنیستی اوازکجا شیر ازکجا ؛ مؤلف گوید که برهان (استیز) که بهمین معنی گذشت های هوز زائده آورده اند دیگر هیچ ۔ همچون (ستمگار) و (ستمگاره) و (خونخوار) و (خونخواره) (اردو) دیکھو استہ کے چوتھے معنی ۔

استیزیدن بقول صاحب نوادر مرادف استیهیدن و ستیزیدن و ستیهیدن که می آید اصل این یعنی جنگ کردن ۔ صاحب موارد هم بهمین معنی ذکر این کرده فرماید که (استیزد) مضارع این در (استیزه) و (استیز) حاصل بالمصدرش مؤلف عرض کند که اصل این (ستیزیدن) است که بدون الف باشد فارسیان بر اسم جامد (ستیز) بقاعدهٔ خود یای معروف وعلامت مصدر (دن) زیاده کرده مصدری ساختند چنانکه ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و پس ازان الف وصلی در اولش زیاده کرده (استیزیدن) کردند (اردو) لڑنا ۔ جھگڑنا ۔

استیکان بقول صاحب روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاجار پیالهٔ بلور را گویند و بقول صاحب بول چال پیاله و گلاس دسته دار ۔ صاحب رهنما گوید که پیالهٔ چای نوشی است بعضی از معاصرین ترک گویند که این لغت ترکی استنبولی است که معاصرین ترک وعجم هردو استعمالش کنند ولیکن بتحقیق ما این لغت زبان

روس است که ترکان استعمالش کرده اند و فارسیان معاصر از ترکان گرفته اند (اردو) چای کی پیالی ـ مونث

استیلا بهار ذکر این کرده از معنی ساکت و بقول صاحب آصفی غالب شدن و دست یافتن **مؤلف** گوید که این لغت عربیست بقول صاحب منتخب بمعنی دست یافتن فارسیان این را بمعنی غلبه و قبضه و فوق استعمال کنند و بزیر معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظهوری ـــه) ز حسرت دیده خون پالا ز دهشت رعشه بر اعضا ٭ چیا در عین استیلا ز عشق آثار پیدا شد ٭ (و له ـــه) نمی یابد بهم وصل اگر سامان شود عاجز ٭ حوالت کن سر اخلاص با استیلای بیتابی ٭ (انوری ـــه) مکنتش را چو چرخ استیلا ٭ همتش را چو بحر استظهار ٭ معاصرین عجم هم استعمال این بهمین معنی کنند و صاحب رهنمای سهولت بحواله سفرنامهٔ ناصر الدین شاه قاجار ذکر این کرده (اردو) غلبه ـ بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر ـ چیره دستی ـ زور آوری ـ فوق ـ سبقت ـ

(الف) **استیلا دادن** استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده (ـــه) چهره را زردی زبون خویش سازد روز حشر ٭ مهر آلت را اگر بر دل نه استیلا دهند ٭ **مؤلف** عرض کند که درین شعر از مهر آل مهر سرخ مراد است یعنی آل تمغا و استیلا دادن بمعنی غالب کردن ـ پس

(ب) **استیلا دادن مهر بر چیزی** مصدر اصطلاحی است کنایه باشد از ثبت کردن و نشاندن مهر بر چیزی و این معنی پیدا می شود از همان معنی غلبه و فوق که بر لغت (استیلا) گذشت یعنی مهر را بر چیزی استیلا دادن و غالب کردن کنایه باشد از آوردن و چسپانیدن آن بر آن چیز (اردو) (الف) غالب کرنا ـ (ب) مهر کسی چیز پر لگانا ـ مهر کرنا ـ

(الف) **استیلا داشتن** استعمال ـ صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سند آورده و بمعنی حقیقی غلبه داشتن گرفته (شعر) افغان ندکو...

بر آن قلعه استیلا داشت ؎ مؤلف گوید که از این سند ....

(ب) استیلا داشتن بر قلعه استعمال بمعنی قابض شدن و قبضه داشتن بر آنست (اردو) (الف) غلبہ رکھنا۔ غالب ہونا۔ (ب) قلعہ پر قابض و متصرف ہونا۔

استیلا یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از حزین اصفهانی سندش آورده که بمعنی مستولی و غالب و قابض شدن است (شعر) بر آن قلعه استیلا یافته خزائن موفور بدست آورده ؎ (اردو) غلبہ پانا۔ قابض و متصرف ہونا۔

استیم بقول برهان و ناصری و رشیدی و جامع و سروری و جهانگیری و سراج و لہ دری دہلوی بفتح اوّل بر وزن تسلیم (۱) آستین جامه را گویند مؤلف گوید که فارسیان این را بالف ممدوده و نون در آخر هم استعمال کرده اند و بالف ممدوده به میم آخر (آستیم) هم که هر دو بجایش گذشت و ماخذ آستین همدر آن جا مذکور شد ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجه لب و لہجهٔ مقامی است - اگر آستین را اصل قرار دهیم تبدیل نون به میم هم موافق قواعد فرس است همچون (کجین) و (کجیم) و (دستیم) را که نیز در ممدوده گذشت مبدل (آستین) دانیم و اگر اصل (آستین) بقول صاحب امیر اللغات (هستین) قرار دهیم چنانکه بر آستین) ذکر کرده ایم بعد تبدیل های هوز بالف همچو (همیان) و (امیان) (استین) بالف مقصوره اصل باشد و شک نیست که (هست) در سنسکرت بمعنی دست آمده کذا فی الساطع و یا و نون نسبت بر و زیاده شده و (هستین) شد و مبدل آن (استین) که می آید و جاداده که (استین) مبدل (دستین) بمعنی منسوب به دست بود و بقاعدهٔ فارسی دال مهمله بالف بدل شد صاحب قواعد فارسی ذکر این قسم تبدیل کرده و صاحب قوانین دستگیری هم چنانکه (دمان) و (آمان)

و (بدین) و (باین) و باشد کہ (دست) ہم مبدل (ہست) باشد کہ ہای ہوز با دال مہملہ بدل شود چنانکہ (شنبہ) و (شنبد) پس بہ تحقیق ما (دستین) اصل است و (استین بقصر) مبدلش و (استیم) مبدل آن (اردو) دیکھو آستین۔

(۲) استیم۔ بقول برہان و ناصری و رشیدی و سراج بالفتح بمعنی دہان ظرف دا وانی ہم۔ صاحب سروری از خسرو سند آوردہ (ع) خیزد بہ پیش آر از ان می خوش بوئی زود بکشای چنگ را استیم ٭ مخفی مباد کہ خیک بقول غیاث بمعنی مشک است کہ درو آب پر کردہ می آرند و بقول سروری بکاف فارسی پوست گوسپند دباغت کردہ کہ آب و شراب در آن کنند **مؤلف** گوید کہ محققین بالا در تعمیم معنی از فور کار نگرفتہ اند بہ تحقیق ما (استیم) دہان ظرفی را گویند کہ مشابہ باشد بہ آستین جامہ چنانکہ دہان مشک یا ظرفی دیگر مشابہ بہ آن و این مجاز معنی اول باشد و اگر عموماً دہان ہر ظرف را استیم گوئیم مجاز مجاز باشد سند پیش شدہ مفید نزاکت معنی ما ست و برای تعمیم طالب سند باشیم باقی حال این استعارہ باشد بسبیل تشبیہ (اردو) ہر ظرف کا منھ اور ہماری رائے کے مطابق مشک یا کسی ایسے ظرف کا منھ جو مشابہ ہو آستین کے ساتھ۔ مذکر۔

(۳) استیم۔ بقول برہان و ناصری و سراج بکسر اول جراحتی را گویند کہ کرک شدہ باشد یعنی سرما خوردہ و ورم و آماس کردہ و جراحتی کہ سرش بہم آمدہ و درونش پر از چرک و ریم باشد و بدون نشتر زدن بر نیاید و بقول رشیدی جراحتی کہ مندمل شدہ و در آن چرک ماند (شمس فخری (ع) بسکہ پیوستہ ریم ریزد خصم ٭ گشتہ چشم عدوش چون استیم ٭

صاحب سروری ہم ہمزبان رشیدی **مؤلف** گوید کہ این مجاز معنی اوّل است کہ گذشت و بدین وجہ کہ جراحتِ سرش بہم آمدہ و در ونش پراز چرک و ریم) مشابہ آستین خلاد ر اندرون دارد مجازاً آنرا ستیم نام کردند دیگر صیح و این استعارہ باشد بوجہ تشبیہ زخم سرما خوردہ با آستین۔ وجہ تبدیل فتح اصلی با کسرہ جز این نباشد کہ اہل زبان ناواقف از ماخذ این را مزید علیہ (ستیم) بزیادت الف وصلی خیال کردند و (ستیم) را بوجہ لاعلمی از ماخذ بکسر اوّل استعمال کردند کہ ہمین معنی می آید و بحث کاملش ہمدرانجا کنیم۔ (اردو) وہ زخم جو ظاہر اُبھر گیا ہو اور اُس کے اندر ریم موجود ہو جیں کو فارسیوں نے استیم کہا ہے۔ مذکر۔

(۴) استیم۔ بقول برہان و سراج بکسر اوّل۔ سرمائی را گویند کہ بر جراحت زند و بیاماسانند گویند اگر آن سرما در شب ہای مہتاب بر جراحت بہائم خورد البتہ او را بکشد۔ صاحب سروری بحوالہ شرف نامہ ہمزبان برہان۔ **مؤلف** گوید کہ می بایست کہ برای این معنی سندے پیش کردحالا در معاصرین عجم متروک است و اگر استعمال این را بسند بیان محققین بالا در زمانہ سلف تسلیم کنیم جز این نباشد کہ مجاز معنی اوّل است گویند کہ چون برودت بر جراحت قائم شود ہمچو غلافی نازک اطراف جراحت را گیرد و جراحت۔ اندرونش محفوظ بماند بہیئت کذائی و مندمل نہ شود و ورم پیدا کند و نقصانی بخشد و این اثر برودت است ازینجاست کہ میوہا یا چیزہای دیگر را کہ دیر محفوظ ماندن در برف محفوظ کنند و سالہا بحال خود قائم باشد و خراب نشود۔ پس ازینکہ برودت بالای زخم را غلافی فرض کردند فارسیان

مجازاً آنرا استیم گفتند و جا دارد که این را مجاز مرسل گیریم که مسبّب را بیان کرده سبب مراد گیرند
چنانکه حکیم سنائی گوید (ع) سرد و گرم زمانه ناخورده ٭ زشتی بر در سرا پرده ٭ درین شعر
سرد و گرم مسبّب است و انقلاب سبب سردی و گرمی پس شاعر مسبّب را ذکر کرده سبب
مراد گرفت اندرین صورت استیم را که استعارهٔ زخم سر ماخورده باشد ذکر کردن و مراد از
سرما گرفتن که سبب اوست مجاز مرسل باشد و وجه کسرهٔ اوّل همان است که بر معنی سوم گذشت
(اردو) وه سردی جس کے اثر سے زخم اپنی حالت پہ قائم رہتا ہے اور مندمل نہیں ہوتا
بلکہ اندر ہی اندر ورم بڑھتا جاتا ہے اور زخم کو بڑھاتا ہے اسکو فارسیوں نے استیم کہا ہے
(۵) استیم ـ بقول برهان بالکسر بمعنی چرک و ریم جراحت هم آمده صاحب رشیدی گوید که
خونی که در جراحت ریم شود که آن را (ستیم) بدون الف هم نامند و بقول بعض ریمی که در
جراحت مانده باشد و بعضی گویند که ریمی که از جراحت رود و بقول صاحب سروری ریمی که
در جراحت مانده باشد (بشین معجمه) و بحواله لسان الشعرا گوید که ریمی که از جراحت رود ـ خان آرزو
در سراج این را بسین مهمله آورده **مؤلف** گوید که ریمی را که در جراحت مانده باشد استیم
گفتن مجاز معنی اوّل است زیرا که مشابه باشد با آستین که در حوالی زخم همچو غلافی سفید می پیچد
و تا آنکه او را اخراج نه کنند جراحت مندمل نشود حیف است که سندی پیش نه شد ـ
حالا استعمالش در معاصرین عجم متروک است و جا دارد که این را مجاز مرسل گیریم که ظرف را ذکر
کرده مظروف مراد گیرند چنانکه گویند که "قدحی نوشیدم" یا "قاروره بیمار بیارید" ـ درین
هر دو تمثیل قدح و قاروره ظرف است هرچه در قدح و قاروره است مظروف پس استیم را

له استعارۂ زخم چرک و ریم دار است ذکر کردہ مراد از ریم وچرک گرفتن مجاز مرسل باشد وجہ
کسرۂ اول ہمانست کہ ذکرش بمعنی سوم کردہ ایم۔ آنانکہ این را بہ شین معجمہ گرفتہ اند مبدل باشد
کہ بقاعدۂ فرس سین مہملہ باشین معجمہ بدل شود ہمچون (کستی) و (کشتی) (ا ر د و) فارسیون نے
اس ریم کو استیم کہا ہے جو زخم مین پیدا ہو کر زخم کو مندمل نہین ہونے دیتا۔

استیناف | بقول صاحب بول چال۔ بمعنی مرافعہ باشد کہ فریق مغلوب بنا راضی
حکم حاکم تحت پیش حاکم مافوقش کند معاصرین عجم بزبان دارند **مؤلف** گوید کہ لغت عرب
است بکسر اول وسوم وبقول صاحب منتخب از سر گرفتن چیزی وآغاز کردن پس معاصرین
عجم مرافعہ را بدین نام موسوم کردند کہ فریق مغلوب پیش حاکم مجاز سماعت مرافعہ۔ واقعات
مقدمہ را از سر آغاز کند وبالآخر بنا راضی فیصلۂ حاکم تحت۔ عذرات خود بیان کردہ استدعای
ترمیم یا تنسیخش کند (ا ر د و) مرافعہ بقول آصفیہ مذکر۔ اپیل۔ ایک حاکم سے ہار کر دوسرے
حاکم کے پاس دادخواہی کرنا۔ ہماری رائے مین مجاز سماعت مرافعہ حاکم مافوق ہوتا ہے۔

استینہ | بقول برہان وجامع وہفت بر وزن دستینہ تخم مرغ را گویند۔ صاحب ناصری
بحوالۂ برہان ذکر این کند وفرماید کہ در فرہنگہا نیافتیم وقول برہان بی برہان است۔ خان آرزو
در سراج گوید کہ بر وزن انگینہ ہر چیز زشت ومکروہ وبعضی جفاکار و درشت ہم نوشتہ اند
بخیال ما تسامح اوست یا غلطی کاتب سراج کہ (استنبہ) را کہ بہ تای فوقانی سوم ونون
چہارم وبای ہنجم گذشت (استینہ) نوشت سلسلۂ ردیف الفاظش ہم تائید خیال ما می کند
ہمین معنی بیان کردہ اش بر (استنبہ) مذکور شد واشارہ این ہم ہمدر آنجا کردہ ایم و (استینہ

برادر ممدوده هم نوشته ایم که بقول بعض با شین معجمه هم آمده ممدوده و مقصوره چیزی نیست
که آستیچه لب و لبچه مقامی است بخیال ما اصل این به مقصوره باشد یای هوزنیست بر آخر آستین
زیاده کرده (آستینه) کردند بمعنی چیزی که منسوب به آستین است کنایه از بیضهٔ مرغ یعنی
چنانکه آستین اطراف دست را می پوشد بیضه هم از پوست خورد اصل خود را پوشیده است
دیگر اینکه آنانکه این را به شین معجمه آورده اند که در ممدوده گذشت مبدل این باشد که بقاعدهٔ
فارسی سین مهمله به شین معجمه بدل شود همچون (کستی) و (کشتی) بالجمله صاحب محیط بر لفظ بیض
گوید که مطلق آن تخم مرغ خانگی است که بفارسی تخم مرغ و خایهٔ ماکیان گویند و آن مشابه بمنی و
خون انسان باشد. زردهٔ آن مرکب القویٰ مائل بگرمی تا آخر درجهٔ اول و سفیدی آن سرد تر
در دوم و پوست بیرون آن در اول دوم سرد و خشک و پوست اندرون آن سرد و خشک
در اول. سریع النفوذ و غذای نیک برای نحیف و مقوی دل و دماغ و بدن و مبهی و منافع
بسیار دارد (اردو) دیکھو (آستینه)

استیهیدن | بقول صاحب بحر بکسر اول
و ثالث و یای تحتانی رسیده مرادف (استهیدن)
است که گذشت (کامل التصریف) و مضارع
این استیهد. صاحب موارد هم ذکر این کرده
و از مولوی معنوی سند آورده (س) هر که
باشد شیوه استیهیدنش ؛ دیدهٔ خود را بپوشد
از دیدنش ؛ مؤلف گوید که استیهش
حاصل بالمصدر باشد چنانکه حاصل بالمصدر
(ستیهیدن) ستیهش آمده که بجای خود
می آید. صاحبان رشیدی و سروری و نوادر
و سراج هم ذکر این مصدر کرده اند بخیال ما
(استیهه) بفتح اول و سین مهمله ساکن و کسر تای

فوقانی وسکون تحتانی وهای هوز در آخر آمده جامد فارسی زبان است مبدل (استیز) که معنی جنگ وخصومت وغیره گذشت فارسیان بقاعده خود زای معجمه را به های هوز بدل کرده (استیهه) کردند همچون (براز) و (براه) و (کوزپشت)	و (کوه پشت) و بر آخرش همین همزه جامد یای معروف و علامت مصدر (دن) آورده مصدر جعلی ساختند (استیهیدن) شد ماذکرش آمده (جعلی براه مصدر فی علم که همه جا ... خودش گیا آید (اردو) دیکهو استیهدن -

اسحاره | بقول برهان وبهنت وبانند باحای بی نقطه بر وزن گهواره لغت رومی دوایست که آنرا تودری خوانند وآن چهار نوع می باشد- زرد وسفید وسرخ وگلگون وبهترین آن زرد باشد وسرطان را نافعست- صاحب محیط این را بدون های هوز (اسحار) بالکسر نوشته گوید که تودری است وفرماید که بشین معجمه نیز آمده وبرا (تودری) نوشته که بضم تا وسکون واو وفتح دال مهمله وکسر رای مهمله وسکون یای تحتانی اسم فارسی است ومعرب آن (توذری) بذال معجمه وآن را (تودریج) بزیادت جیم نیز گویند وبعربی (بزر الخمخم) وابزر راهود) و (قیصوم) وبشیرازی (تدری) وباصفهانی (قدومه) وبه کرمانی (ماورخت) وبه تبریزی (درینه) و بیونانی (اردیمین) وبه لاطینی (شدله) وبه سریانی (طوطریع) وبه رومی (اسحار) و بهندی (دوری) نامند وآن تخم نباتیست وسه قسم است سرخ وزرد وسفید وبهترین آن زرد رنگ بود گرم در سوم وتر در اول وهر سه قسم در افعال قریب بهم مشتهی ومحرک باه ومولد منی وشیر ومقوی دماغ ومسخن وملطف ونافع یرقان وعرق النسا ومنافع کثیره دارد- (اردو) بقول صاحب محیط- دوری- هندی- تخم کا نام جو دواؤن مین استعمال کیا جاتا

[illegible] صاحب [illegible] اردو [illegible] سے [illegible] ہی لکھا ہے۔

اسدان | بقول [illegible] شمس الفتح [illegible] گویند که لغت فارسی است و هر کسی از محققین ذکر این نکرده [illegible] بتحقیق [illegible] و ماخذ این هم تحقیق نشد [illegible]

اسرار زمین | [illegible] بقول [illegible] ضمیمه برهان بمعنی [illegible] و نباتات صاحب مؤید و شمس هم ذکر این کرد، **مؤلف** گوید که اسرار بالفتح لغت عرب است جمع سر و سر بقول منتخب بالکسر و تشدید بمعنی راز و آنچه پوشیده و مشوش پس فارسیان اسرار را اضافت کردند بسوی زمین و معنی لفظی آن آنچه در زمین پوشیده باشد و راز زمین و کنایه گرفتند از رستنی ها و نباتات (اردو) نباتات۔ بقول آصفیہ نبات کی جمع (عربی) اسم مؤنث پودے۔ دیکھو (اردو)

اسراسان | بقول شمس لغت فارسی است بکسرتین و تشدید سین مهمله آب سخت شور باشد دیگر کسی از محققین فرس با او نیست و سندی هم پیش نشد و تحقیق نشد که مال کدام زبان است (اردو) نہایت کھاری پانی۔ مذکر۔

اسراف | بقول صاحب آصفی از حد درگذشتن در خرج۔ صاحب ضمیمه برهان فرماید که بلغت سریانی بمعنی بنده که ترجمه آن در عربی عبد است۔ صاحب منتخب که محقق لغت عربست گوید که اسراف بالکسر بمعنی بی اندازه خرج کردن و برگذاف کاری کردن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب کرده بمعنی مصدری گیرند که در ملحقات می آید (عربی ۵) می مغانه که از درد شوره و شر صاف است نه به محتسب

مذہبی قطرۂ کہ اسراف است ؛ (اردو) اسراف ۔ بقول امیر (عربی) مذکر ۔ فضول خرچی (فقرہ امیر) "وہ تباہ ہو گئے مگر اسراف سے باز نہیں آتے ۔"

اسراف از حد رفتن | استعمال ۔ بمعنی بی اندازہ خرچ کردن چنانکہ حدّی ندارد و اصل این (از حد رفتن) است کہ گذشت اسراف باشد یا چیز دیگر سند این ہم ہمدر آنجا مذکور شد (اردو) اسراف حد سے گزر جانا ۔

اسراف رفتن | استعمال ۔ صاحب مصطفی ذکر این کردہ و از ظہوری سندی آوردہ (س) گرنہ اسراف تو میرفت ظہوری در جد ؛ صرف امسال شدی طاقت پارینۂ ما ؛ **مؤلف** گوید کہ در دیوان ظہوری مصرع اول را چنین یافتیم (ع) گرنہ اسراف تو میرفت تا بجدی از حد ؛ پس از این نہ معلوم کہ اسراف از حد رفتن پیدا می شود و ہمانست کہ ما ذکر این بر (از حد) رفتن ہم کردہ ایم تامل (اردو) دیکھو اسراف از حد رفتن

اسراف کردن | استعمال ۔ صاحب مصطفی ذکر این کردہ و از کلیم ہمدانی سند آوردہ کہ بمعنی بی اندازہ خرج کردن باشد (س) در عبادت قانع است اینجا کہ ما ہست می کند ؛ گر در آب غسل اسرافی کند زہد ریا ؛ (ظہوری س) کردہ در خندہ گر لب اسرافی بگریہ از دیدہ انتقام کشید (اردو) اسراف کرنا ۔

اسرائین | بقول صاحب مؤید کہ بذیل لغات فرس آوردہ بر وزن و بمعنی اسرائیل است و فرماید کہ صاحب قنیہ ہم ذکر این کردہ صاحب ضمیمۂ برہان ہم این را آوردہ ۔ فارسیان اسرائیل را کہ لغت عبری است چنانکہ (بنی اسرائیل) بہ تبدیل لام آخر بہ نون (اسرائین) کردہ باشند ولیکن این قسم تبدیل خلاف قیاس است و تمثیلی از نظر ما نگذشت ۔ صاحب انند فرماید کہ (اسرائیل) در عربی زبان بمعنی برگزیدہ خدا و نام حضرت یعقوب

علیہ السلام و فرماید کہ بہمین معنی (اسرائین) ہم آمدہ (اردو) اسرائیل- مذکر- عبرانی زبان مین یعقوب علیہ السلام کا نام ہے اور اسی سے ہے بنی اسرائیل- امیر مغفور فرماتے ہین کہ (اسرا) بمعنی برگزیدہ اور (ئیل) بمعنی خدا سے مرکب ہے یعنی برگزیدۂ خدا

اسرب بقول ضمیمۂ برہان با بای فارسی سرب را گویند کہ بہندی سیسا خوانند صاحب شمس فرماید کہ بضم الف و رای مہملہ و بای فارسی باشد و بحذف الف ہم آمدہ و صراحت کند کہ لغت فارسی است (صاحب) مؤید بحوالۂ زفانگویا ذکر این کردہ مثال انند گوید کہ بضم اول و ثالث سرب است کہ می آید و (اسرف) معرب این- صاحب سوار السبیل (اسرب) را عربی گوید و فارسی آن سرمہ و بہندی جست و بقول غیاث سیسا مؤلف عرض کند کہ (سرب) بالفتح و بہ بای عربی بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی سیسہ و مہرہ وغیرہ (الخ) پس جز این نیست کہ فارسیان بقاعدۂ خود بای عربی را بفارسی بدل کردند ہمچون (تب) و (تپ) و الف وصلی در اول این آوردند مخفی مباد کہ (سرف) بفا در عربی زبان بقول صاحب منتخب بمعانی مختلفہ آمدہ ولیکن بمعنی (سرب- بہ موحدہ) نیامدہ و (اسرف) در آن متروک صاحب برہان بر (سرب) بدون الف وصلی و با بای موحدہ فرماید کہ بضم اول و سکون ثانی مخفف (اسرب) است کہ بعربی آنک و بہندی سیسا خوانند نتیجۂ این ہمہ تحقیق آنست کہ (سرب) بالفتح و بای عربی لغت عرب است بہمین معنی فارسیان ہمین لفظ را بہمین معنی بالضم استعمال کردند و الف وصلی ہم در اولش آوردند و بای عربی را بفارسی ہم بدل کردند پس

بجمال ما (اسرب) بیای عربی ملا (اسرپ) بیای فارسی - مفرس است وبس (اردو) دیکھو آنک کے چوتھے معنی -

(۱۵۰۹) (الف) اسرشتن (ب) اسرشتہ | (ب) بقول صاحب نوادر بمعنی خمیر کردہ (اسیر لاہجی ســ) علم در جان و دولت اسرشتہ اند چو تخم دانش دو زمینت کشتہ اند چو دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (اسرشتن) بقول صاحب نوادر بمعنی خمیر کردن و شدن و مخلوط کردن و شدن آمدہ کہ بجای خودش می آید صاحبان بحر عجم و موارد ذکر معنی لازم نکردہ اند پس فارسیان آنرا زیادت الف وصلی در اولش (اشرشتن) کردہ اند ازینجاست کہ ما این مصدر را بر (الف) قائم کردہ ایم و (ب) اسم مفعول آنست محققین مصادر (الف) را ترک کردہ اند و صاحب نوادر (ب) را ذیل مصادر (استیزیدن واستیہیدن) آوردہ فقائل مقصودش جز این نباشد چنانکہ طرز اوست کہ (ب) را از ملحقات (استیزیدن واستیہیدن) می داند و ما باو اختلاف داریم زیراکہ ہر دو مصادر بالا لفظاً و معنیً با (ب) تعلقی ندارد ما صراحت ماخذ الف بر سرشتن کنیم کہ بجاے خودش می آید (اردو) (الف) - خمیر کرنا - مخلوط کرنا - ملانا (ب) خمیر کیا ہوا - ملا ہوا -

اسرنج | بقول صاحب برہان و ہفت بکسر اول و رای قرشت وسکون ثانی و نون و جیم (۱) طبقی باشد بی کنارہ کہ از روی سازند و بر پشت آن قبہ کنند و بندی بر آن گذارند و در روزہای جشن و تماشا و تماشای آنرا از دست گرفتہ برہم زنند تا از آن صدائی بر آید و آنرا سنج نیز گویند و (۲) سرنج را نیز گفتہ اند و آن رنگی باشد معروف کہ نقاشان و مصوران

بکار برند و سنگهار را نیز نافع است هم او برد (سرنج - بدون الف) صراحت مزید کند که
بمعنی اوّل دو طبق بی کنار رو بر پشت آن قبه سازند و آن قبه را بدست گرفته بر یکدیگر
زنند و بیشتر با نقاره و دهل و امثال آن نوازند و نسبت معنی دوم صراحت فرماید که قطعی
و سرب سوخته را گویند و آن رنگی است برای نقاشان و مصوران در غایت حمرت
چه باطن سرب سرخ است صاحبان سراج و ناصری هم ذکر هر دو معنی کرده اند
صاحب رشیدی نسبت معنی دوم گوید که سفیدآب باشد و بحواله قاموس فرماید که اسرنج
بر وزن سمند لغت عربست به همین معنی و این را (اسلیقون) نیز گویند - صاحب شمس
تبرک معنی اوّل نسبت معنی دوم نوشته که باوّل مکسور و به ثانی زده و رای مکسور سپیدآب
و بفتح بمعنی شنگرف زوالی که هندش سندور گویند و در تجری (اسرنج) نوشته صاحب
جامع نسبت معنی اوّل فرماید که مرادف سنج و بمعنی دوم شنجرف صاحب سروری بر معنی
دوم قانع - صاحب مؤیّد این را بذیل لغات فرس آورده گوید که بالفتح شنگرف نادلی که
هندش سندور گویند - از سرب و عصاره با نسه بسازند کذا فی طب حقائق الاشیا - صاحب
ضمیمهٔ برهان هم همزبان مؤیّد **مؤلّف** عرض کند که صاحب برهان (سنج) را که بالفتح
بمعنی اوّل آورده مخفّف (سرنج) گوید پس (اسرنج) بزیادت الف وصلی در اوّل آن مزید علیه
باشد بخیال ما (سرنج) ماخوذ باشد از (جهانجه) که لغت سنسکرت است بقول صاحب سلطع
زنگهٔ نی نوازان و بقول صاحب آصفیه لغت هندی است بمعنی اوّل جا دارد که فارسیان
جیم عربی را به سین مهمله بدل کرده باشند همچون (ریواج) و (ریواس) و های هوز مبدل

بہ رای مہملہ چنانکہ (رہوبہ) و (رہوبر) والف سوم و ہای آخر حذف شدہ (سرنج) شد بمعنی اوّل کہ حذف الف و ہای ہوز اکثر در فارسی زبان می شود ہمچون (راہ) و (رہ) و (گیاہ) و (گیا) نسبت معنی دوم عرض میشود کہ صاحب منتہی الارب ہم ذکر این کردہ کہ لغت عربست و بقولش چیزیست مصنوعی از سرب سوختہ مشابہ بہ شنجرف کہ اندمال جراحت ہا را نافع است پس فارسیان الف وصلی در اولش زیادہ کردہ (اسرنج) کردہ اند و این بمعنی دوم مفرس است اختلاف اعراب نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است صاحب محیط بر (اسرنج) فرماید کہ بضم اوّل و سکون سین مہملہ و فتح رای مہملہ و سکون نون و جیم بیونانی (سلیقون) و بفارسی شنگرف و (ازالی) و (سندریس) و بسریانی (زرنیخ) و بہندی (سیندور) گویند چیزی است مصنوع از قلعی و سفید آب سوختہ شبیہ شنگرف سرد و خشک و قابض و مانع سیلانات خون و منافع بسیار دارد (اردو) (۱) جہانجہہ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - ایک قسم کا بڑا مجیرا جو طاسہ اور ڈہول کے ساتہہ بجایا جاتا ہے اصل مین یہ دو تشتریان بیچ سے اُبہری ہوتی ہین جن مین سوراخ کرکے ڈورا ڈال لیتے ہین اور ان دونون کو ملاکر بجاتے ہین - صنج - (۲) سِندور - سیندور - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - ایک سرخ رنگ کی دہات کا نام جسے ہندو عورتین اکثر مانگ مین بہرتی ہین اور اس کے کہانے سے آدمی کی آواز بیٹہ جاتی ہے - برنج احمر۔

اسروش | بقول برہان و ناصری و ہفت و انند بضم اوّل و ثالث و سکون ثانی و واو و شین قرشت (۱) بمعنی آواز خوش و (۲) فرشتہ را نیز گویند مطلقاً و نام فرشتہ ایست

که تدبیر امور بندگان بدست اوست و (۳) نام روز هفدهم از هر ماه شمسی (بقول جهانگیری
و جامع همان سروش است که می آید) صاحب رشیدی فرماید که جبرئیل خصوصاً و ملائکه
عموماً و (۴) هاتف غیب را نیز گویند۔ صاحب سروری بر جبرئیل و ملائکه قانع
خان آرزو در سراج گوید که سروش مخفف این است بمعنی مطلق فرشته و آنرا (اشاسپند
و (اهوسپند) نیز گویند و بتازی ملک و بهندی دیوته و دیو خوانند و بعضی از اہل تحقیق
نوشته اند که حق تعالی سی و پنج سروش آفریده از انجمله سی نفر آنانند که روزهای سی گانه
از هر ماه شمسی بنام آنها موسوم گشته و پنج نفر آنکه پنجهٔ دزدیده یعنی خمسه مسترقه بنام
آنهاست و نیز نام ملکی مخصوص که سیاست بندگان بدو مفوض و تدبیر امور و مصالح
روز سروش بدو متعلق و نیز نام روز هفدهم از هر ماه شمسی۔ فرماید که انچه صاحب رشیدی
بمعنی جبرئیل علیه السلام گفته وجه این ظاہر نیست و مجازاً بمعنی ہاتف که صاحب آواز
غیب است و این باولیا ہم خصوصیت ندارد بلکه عوام مسلمین را نیز میسر شود و جبرئیل
مخصوص بانبیاست علیہم السلام و (۵) سروش بمعنی صاحب آواز خوش ہم آمده و
آواز خوش ہم که مژدهٔ باشد۔ صاحبان شمس و انند صراحت کنند که لغت فارسی است
ما صراحت کامل این بر (سروش) کنیم۔ درینجا ہمین قدر کافی است که الف وصلی
بر لغت سروش زیاده کرده اند۔ جاد اند که اصل این (سروش) باشد به فتح واو مرکب
از (سر) و (وش) تهر بقول برہان بمعنی فکر و خیال و زور و قوت و سردار و مقدم
لشکر و میل و خواہش و بالا و زبده و خلاصه و خالص و (وش) بقولش بفتح اول

سکون ثانی بمعنی خوب وخوش ومنتخب وشبہ و مانند پس بخیال ما (سروش) بفتح اوّل وسوم بمعنی شل سردار لشکر باشد کنایہ از معنی خاص دوم کہ تدبیر امور بندگان بدست اوست و دیگر ہمہ معانی مجاز آن - فارسیان بوجہ عدم اطلاع از ماخذ وبکثرت استعمال - واو را ساکن کردند - آنانکہ این را بمعنی آواز خوش و ہاتف غیب گیرند چنانکہ بر معانی اوّل وچہارم مذکور شد ممکن است کہ اصل آن (سروش) بمعنی فکر وخیال خوب وخوش باشد

(اردو) (۱) اچھی آواز - مونث (۲) فرشتہ - بقول آصفیہ ملک خدائے تعالے کا نورانی قاصد (عام) اور بلحاظ تخصیص معنی دوم وہ خاص فرشتہ جس سے تدبیر امور بندگان متعلق ہے - مذکر (۳) اسروش فارسی مین ہر ماہ شمسی کے سترہوین دن کا نام - مذکر (۴) ہاتف - بقول آصفیہ اسم مذکر غیب کی آواز - آواز دینے والا - سروش (۵) اچھی آواز والا - مذکر -

اسروشنہ | بقول برہان بکسر اوّل وفتح ثالث وشین و نون بر وزن بی حوصلہ نام شہریست از ولایت ما ورا النہر و فرماید کہ بضم اوّل وثالث اصح است - خان آرزو در سراج ذکر این کردہ وبر حرکات اوّل الذکر قانع وصاحب ناصری ہمزبان برہان در صحت حرکات حروف - صاحب جامع فرماید کہ ہمین شہر را (تیپہ) نیز گویند وصاحب شمس فرماید کہ ترکان این را (درانیہ) خوانند مقصود مصحّحین اعراب خبرمی دہد کہ این ماخوذ است از (اسروشان) کہ بمعنی فرشتگان است وہای لیاقت بر آخر کلمہ آمد والف دوم حذف شد وجا دارد کہ فارسیان (اسروش) را بزیادت نون (اسروشن)

کردند ہمچون (گذارش) و (گذارشن) و بر آخر او ہای لیاقت آوردند پس (اسروشنہ) بمعنی جائیکہ لائق فرشتگان است وکنایہ از شہری (اردو) فارسیون نے ایک شہر کا نام (اسروشنہ) کہا ہے جو ولایت ماوراء النہر میں واقع ہے ۔ مذکر۔

اسرہ بقول صاحب شمس بکسر میم و فتح سوم لغت فارسی است بمعنی انسان سو۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب لغات ترکی این را بہمین معنی لغت ترکی نوشتہ۔ صاحب مؤید ہم بذیل لغات ترکی آوردہ بمعنی انسان (اردو) اوس طرف سے ۔ اس وجہ سے ۔

اسرشیم بقول برہان و سراج و ناصری و انند و ہفت بکسر اول و فتح ثالث و شین و میم سریشم را گویند و آن دو نوع است یکی آنکہ از پوست گاومیش وگاو سازند و چیزہا بدان چسپانند و بعربی غراء الجلود خوانند و دیگری مانند پیہ بود و آنرا از شکم ماہی بری آرند و سریشم ماہی گویند و بعربی غراء السمک و ہم او بر (سریش) ذکر اسرشیم کردہ۔ صاحب خزانۃ اللغات بر (سریش) نوشتہ کہ ترجمۂ این در سنسکرت (سریت بہاسا) و در عربی (شراس) و صاحب انند بر (سریش) فرماید کہ معروف و آنرا در عربی (اشراس) گویند۔ و بر (سریشم) صراحت مزید کند و بر (اشراش) بہر دو شین معجمہ نویسد کہ فارسی است نباتی است کہ آنرا خشک کردہ از آن دآن کفشگران و صحافان چیزہا چسپانند و (سریش) ہم گویند و صاحب محیط بر (اشراس) بشین معجمۂ دوم و مہملہ پنجم فرماید کہ بفتح یا بکسر آن و سکون شین معجمہ باشد و سین مہملہ در آخر لغت عربی است و بفارسی (اشراش)

ویونانی (آنوبس) وبسریانی (عروی) ہجی است عیزربیخ خنثی۔ گرم وخشک در اول وسوختہ
آن گرم در دوم وخشک در سوم خوردن آن نافع در دیہلو وسرفہ ویرقان حادث از صفرای
سوختہ ومنافع بسیار دارد وبیخ آنرا سائیدہ وبآب آمیختہ مستعمل صحافان وکفش گران زیراکہ
بسیار لزج است ووصل آن مستحکم وہم او بر (اسراش) بہ سین مہملہ دوم ومعجمہ مجم گوید کہ
آرد سودہ کہ گاہ از ورق معاد وگاہ از بیخ خنثی می سازند۔ نتیجۂ این ہمہ جگر کاوی آنست کہ
(اشراس) لغت عرب اصل است فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون (کستی)
و (کشتی) وبقاعدۂ امالہ الف دوم را بیا بدل کردند ہمچون (حساب) و (حسیب) ومیم تخصیص
در آخرش آمدہ (اسریشم) شد یعنی چیزی خاص کہ از (اشراس) ساختہ شد۔ صاحب
قوانین دستگیری ذکر میم تخصیص کردہ ہمچو (ہم) و (دہم) وامثال آن یا اینکہ از اسراش بقاعدۂ
امالہ وزیادت میم تخصیص (اسریشم) شد پس تسامح اہل تحقیق است کہ در تعریف این
چیزی را بیان کردند کہ مخصوص از پوست گاومیش وگاو است یا از شکم ماہی گیرند وچیزہا
بدان چسپانند وجا دارد کہ آنرا مجازاً (اسریشم) گوئیم۔ پس باید کہ (سریش) و (سریشم) را
مخفف (اسریشم) گیریم بحذف الف ومیم در اول ومحض الف در ثانی و (اسریشم) بخیال
ما مقرس است (اردو) سریش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ سریشم ایک لیسدار چیز کا نام
جو اونٹ۔ گائے۔ بھینس وغیرہ کے کچے چمڑے یا مچھلی کے پوٹے کو پکا کر بناتے ہین
اور لکڑی وغیرہ جوڑنے کے کام مین لاتے ہین۔ ہماری تحقیق مین سریش ایک پودے کی
جڑ سے بنایا جاتا ہے۔ اور اس جڑ کو عربی مین (اشراس) کہتے ہین اور اس چیز کا نام بہ سبیل مجاز

جس کا ذکر صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے۔ اور بقول آصفیہ (سربش) عموماً نہایت چپاں ہونے یا چپک جانے والا۔ لیس دار۔ چیپ دار۔

اسطبر بکسر اول وفتح ثالث ورای موقوف بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است (۱) بمعنی بسیار سطبر وگندہ و (۲) بمعنی وزن ہم۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب برہان بر (ستبر) بمعنی ہست فرماید کہ بہ طای حطی معرب است مؤلف عرض کند کہ بحث این بر (استبر) گذشت و جز این نیست کہ فارسیان (سطبر) معرب (ستبر) را بزیادت الف وصلی در اولش مفرس ساختہ اند دیگر ہیچ۔ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ آنچہ صاحب انند در معنی این بیان لغت کردہ یعنی محض گندہ وستبر را بسیار گندہ وستبر نوشتہ۔ قابل غور است وہم چنین معنی دوم سندی باید کہ این معنی بر (استبر) و (ستبر) مذکور نیست ومن وجہ جادادہ ذکر معنی دوم این کنایۃً وزنی باشد کہ چیز گندہ وستبر قدری وزنی می شود۔ (اردو) (۱) دیکھو استبر۔ (۲) وزن۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ بوجھ۔ بار۔ گرانی آپ ہی نے لفظ وزنی کا بھی ذکر کیا ہے بھاری۔ ثقیل۔

اسطخر بقول برہان وہفت وانند بای طای حطی بروزن ومعنی استخر باشد وفرماید کہ بقول بعض معرب استخر۔ اصراحت معنی وماخذ این بر (استخر) کردہ ایم واین تبدیل تای فوقانی با طای حطی ہمان باشد کہ مذکور شد کہ فارسیان در قواعد فرس ذکر این کردہ اند ہمچون (تبرزد) و (طبرزد) (اردو) دیکھو استخر۔

اسطر بقول برہان وہفت وانند بضم اول وثالث وسکون ثانی ورای قرشت

(۱) بزبان یونانی ترازو را گویند و بعربی میزان خوانند و (۲) نام پادشاهی نیز سما صراحت این بر (اسطرلاب) کرده ایم و معنی دوم مجاز باشد که پادشاهی را اسطر نام کرده‌اند و استعارةً او را میزان گفتند بتشبیه عدلش که همه رعایا را در حقوق مساوی داند بخیال ما همین باشد وجه تسمیه اش (اردو) (۱) ترازو - بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر - میزان - وزن کرنیکا آله - تک - تکھڑی - (۲) ایک بادشاه کا نام اسطر تھا -

اسطرخ بقول برهان و آنند و جامع با خاے نقطه دار بر وزن و معنی استخر است صاحب هفت این را به صاد مهمله نوشته و صراحتش در بیان حلیه لفظ هم کرده بخیال ما تسامح او مثل نیست - در قواعد فارسی تبدیل راے مهمله با خاے منقوطه یا بالعکس آن نیامده و از نظر ما هم نگذشت پس جز این نباشد که ناواقفان ماخذ یعنی عوام عجم در روزمره خود بتقدیم و تاخیر حروف (اسطخر) را (اسطرخ) کرده باشند ما صراحت (استخر بتای فوقانی) و (اسطخر - بطای حطی) بجایش کرده ایم و ذکر ماخذ بر (استخر) گذشت (اردو) دیکھو استخر -

اسطرلاب همان استرلاب است که به تای قرشت گذشت وجه تسمیه این همدر انجا ذکر کرده ایم صاحب سواء السبیل فرماید که اصل این بیونانی (آسترلاین) است و معنی اصلی این اخذ الشمس باشد - یعنی گرفتن آفتاب - باقی حال فارسیان بصاد دوم و تای سوم هم این را استعمال کرده اند (استرلاب) که گذشت همدر انجا حقیقت تای فوقانی درین لفظ ذکر کرده به اشاره بسوی طای حطی هم همدر انجا گذشت

و (اصطرلاب) که می آید در آنجا حقیقت صاد مهمله دوم درین لفظ ذکر کنیم در اینجا همین قدر کافی است که مرکب است از (اسطر) که بیونانی ترازو را گویند چنانکه گذشت و (لاب) بمعنی آفتاب است پس معنی حقیقی این ترازوی شمس باشد و اگر بقول سواطع السبیل استرلابه ای یونانی گیریم تبدیلش به طای حطی در فارسی نمی شود الا بضرورت تعریب چنانکه صاحب توضیح دستگیری نوشته (اردو) دیکھو استرلاب۔

اسطرلاب چهارم | اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و ضمیمهٔ برهان و اننددمؤید آفتاب باشد مؤلف گوید که این کنایه باشد که آفتاب بر فلک چهارم و اسطرلاب که مدور و طبقات متعلق دارد بمعنی حقیقی بیت (اردو) دیکھو آفتاب۔ مذکر

اسطرنونا | بقول برهان و انند بضم اول و ثالث و نون و واو رسیده و نون دیگر بالف کشیده بیونانی علم هیأت و علم نجوم را گویند (اردو) علم ہیئت۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اشکال فلکی اور مساحت کرہ ارض معلوم کریں آپ ہی نے علم نجوم پر فرمایا ہے کہ (اسم مذکر۔ عربی) ستاروں کا علم۔ وہ علم جس کے ذریعہ سے اجرام فلکی ان کی جسامت۔ حرکات و سکنات۔ بعد۔ زمانہ گردش۔ گرہن وغیرہ کا حال معلوم ہو۔

اسطفین | بقول برهان و انند و هفت بکسر اول و فتح ثالث و فا به تحتانی رسیده و بنون زده بلغت یونانی زردک را گویند که گزر باشد و بهترین آن زرد و شیرین و قوت باه دهد و کمر را قائم کند و بضم اول هم گفته اند صاحب محیط بر گزر نوشته که بفتح اول و سکون رای مهمله معرب آن جزر است بعربی (ابومقابل) و بفارسی (زردک) و بهندی گاجر گویند و آن دو نوع می باشد بری و بستانی و از مطلق آن بستانی مراد است که بیونانی (اسطفلین)

و (سامالینوس) و (اغریوس) و (اسطافالیس) و (اسطون) و بسریانی (سطفلین) و ترکی (بیرکوکی) و در انگلیسی (کیرٹ سیڈ) گویند۔ گرم و تر در دوم و بعضی در اول نیز گفتہ اند و بعضی گرم در آخر دوم و تر در اول نوشتہ ملطف اخلاط و مفتح سدہ جگر و مقوی معدہ و ملین و مہی و مزید جوہر منی و منافع بسیار دارد (اردو) گاجر۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ گزر۔ زردک۔ جزر۔ ایک قسم کی میٹھی جڑ۔

اسطقس بقول برہان و انند و ہفت بضم اول و ثالث و قاف و سکون ثانی و سین بی نقطہ با تشدید بلغت رومی ہر یک از چہار عنصر باشد کہ آب و آتش و باد و خاک است۔ صاحب سراج السبیل گوید کہ اصل این یونانی (ستوتخس) بمعنی آخشیج است و اصل معنی او صف و طرز بیانش جز این نیست کہ عربان (ستوتخس) یونانی را تعریبا بہ تبدیل تای فوقانی بہ طای حطی و تبدیل خای معجمہ بہ قاف و حذف نون گرفتند تا کتابش در السنۂ فارسی و عربی ہمین حروف است (اردو) دیکھو آخشیج کے دوسرے معنی۔

اسطقسات بقول برہان و ہفت با الف و تای قرشت (۱) جمع اسطقس یعنی عناصر اربعہ بلغت رومی و (۲) اجرام سماوی و (۳) اصل و مادۂ ہر چیز و (۴) طبائع یعنی حرارت و برودت و رطوبت و یبوست باشد و (۵) علم ہندسہ را ہم گفتہ اند۔ صاحب ضمیمۂ برہان این را بحذف سین مہملۂ دوم (استقات) گفتہ بر معنی اول قانع۔ صاحب انند بذکر ہر پنج معانی متفق با برہان گوید کہ صاحب تواریخ وصاف در حمد حق سبحانہ تعالی استعمال این بمعنی اول کردہ (نثر) از تاثیرات حرکات شوق آن سلسلہ سطقسات

اصول اربعہ باتضاد امزجہ و اختلاف کیفیات دیگر پیوست "۔ صاحب جہانگیری درخاتمہ
کتاب بضمن دستور پنجم کہ متعلق بہ لغات غریبہ است ذکر معنی اول این کردہ فرماید کہ بدون
الف اول ہم آمدہ۔ صاحب شمس بذکر معنی اول و چہارم فرماید کہ لغت عربی است۔
مؤلف گوید کہ جزین نیست کہ (اسطقس) کہ گذشت معرب است از رومی زبان چنانکہ
بجایش اشارہ کردہ ایم و این جمع آنست بقاعدۂ عربی طرز بیان برہان این را جمع بلغت
رومی ظاہر می کند و نہ چنان باشد معنی اول حقیقی است و دیگر معانی مجاز آن (اردو)
(۱) چار عنصر۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ وہ چاروں اصلی
جز جن سے موجودات کی ظاہری صورت نمایاں ہوئی (۲) اجرام سماوی۔ مذکر۔ آسمانوں
کے نورانی اور لطیف اجسام (۳) ہر چیز کی اصل (مؤنث) اور اسکا مادہ (مذکر) (۴)
طبائع مذکر۔ طبیعت کی جمع جس سے حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست مراد ہے
(۵) علم ہندسہ۔ بقول آصفیہ اسم مذکر ریاضی کی وہ شاخ جو اجسام کی جسامت حقیقت
اور سطوح وزوایا کے تعلقات یا اونکی پیمایش کو ظاہر کرے۔ وہ علم جس سے معرفت
اشکال ومقادیر اشیا رکی واقفیت حاصل ہو۔

اسطوخودوس | بقول برہان و ہفت بضم اول وثالث وخای نقطہ دار و دال مہملہ
بواو رسیدہ وسکون ثانی وسین مہملہ بلغت یونانی و بقول بعض بلغت رومی شاہ اسپرم) رومی
است ومعنی آن بعربی موقف الارواح۔ ومسک الارواح۔ تقویت دل وتزکیہ فکر کند
صاحب انند فرماید کہ این را بعربی (ضرم) گویند۔ صاحب مؤید گوید کہ گیاہیست کہ تما

بہندی (دہار) نامند۔ صاحب محیط نوشتہ کہ این اسم یونانی است بمعنی موقف الارواح
یعنی حافظ الارواح وبعربی (انس الارواح) و (ممسک الارواح) واہل مکہ گیاہ
آنرا (ضرم) وگل آن را (زہر الضرم) نامند وبسریانی (سجاوس۔ نام جزیرہ الیست واین
درآنجا روید) ودر شاہسفرم رومی) واہل مکابن (تردم) وبہندی (دہارو) ونزد بعضی اطبا
(شباش) ودر بنگالہ (تنتنہ) گویند وفرماید کہ صاحب الفاظ الادویہ بسبب عدم تحقیق ہندی
آن (بونڈی) نوشتہ۔ بالجملہ این گیاہیست ربیعی بقدر ذرع۔ نبت آن جاہای نمناک۔ بقول
شیخ گرم در اوّل وخشک در دوّم ونزد فاضل عبد اللطیف گرم وخشک در اوّل ودوّم وگویند کہ
این صحیح تر است محلّل وملطف بعاونت تلخی طعم، جالی ومفتّح سدد ومقوّی بدن واحشاو
مانع عفونت ومنافع بسیار دارد (اردو) صاحب جامع الادویہ نے لفظ (اسطوخودوس)
پراس کا ہندی ترجمہ (دنا) اور (دہارو) لکھا ہے۔ صاحب ساطع نے (دونا) پر لکھا ہے کہ
یہ (مرزنجوش) کا نام ہے اور صاحب محیط نے (مرزنجوش) پر فرمایا ہے کہ اس کا ہندی ترجمہ
(مروا) ہے مؤلّف عرض کرتا ہے کہ اردو مین اسکو (اسطوخودوس) ہی کہتے ہین۔ بقول امیر
مذکر۔ ضرم۔ دہارو۔ ایک گہانس کا نام۔ الخ۔

اسطون | بقول برہان وہفت واانند بروزن گلگون بیونانی بمعنی اسطفین است (کہ گذشت
ما اشارۂ این ہمدرا انجا کردہ ایم۔ (اردو) دیکھو اسطفین۔

اسغدہ | بقول برہان وجامع وہفت بفتح اوّل وثانی وسکون غین نقطہ دار وفتح
دال مہملہ بمعنی ساختہ وآمادہ ومہیا باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (بسغدہ)

ہم خوانند و (سغدیدن) مصدر این است۔ خان آرزو در سراج گوید کہ (اسغدیدن) مصدر این و بعدہ نیز آمدہ مؤلف عرض کند کہ این مخفف (اسغدیدہ) باشد کہ اسم مفعول مصدر (اسغدیدن) است و اصل این (سغد) باشد مفرس و ماخوذ از (سکت) کہ لغت سنسکرت و بقول صاحب ساطع بفتح اول و دوم بمعنی قدرت و توانائی فارسیان بقاعدۂ خود کاف عربی را بغین و تای فوقانی را بہ دال مہملہ بدل کردہ (سغد) کردند چنانکہ (کشکاو) و (غشکاو) کہ صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ ہمین تمثیل نقل فرمودہ و (زرتشت) و (زردشت) و (توت) و (تود) و پس ازان بقاعدۂ خود کہ ذکر مفصلش بر اسم مصدر نوشتہ ایم۔ بزیادت یای معروف با علامت مصدر (سغدیدن) کردند و زان پس بقاعدۂ خود الف وصلی در اولش آوردہ (اسغدیدن) خواندند و بزیادت بای زائد (بسغدیدن) شد کہ بجایش می آید و ممدودہ کہ گذشت نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ انچہ فارسیان غین معجمہ را ساکن کردند۔ تصرف استعمال است ازینجاست کہ ما (سغد) را مفرس گفتہ ایم (اردو) دیکھو آسغدہ کے دوسرے معنی

اسغدیدن بقول صاحب بحر عجم بفتحتین بمعنی ساختن و پرداختن و آمادہ و مہیا کردن است (سالم التصریف) کہ بعد از خذف نون مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راہ نیابد پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نخواہد بود و صیغہ ہای غیر سالم آن کہ مضارع و حال و اسم فاعل و نہی باشد در استعمال اہل لسان نیامدہ صاحب نوادر بمعنی لازم ساختہ و پرداختہ شدن

قانع - صاحب موارد که محقق مصادر است
ذکر این نکرد - صاحبان برهان و اند معنی با
صاحب بحر همزبان اند مؤلف گوید که (سغدیدن)
اصل این است ۔ از اسم جامد (سغد) و (اسغدیدن)

و (ابسغدیدن) بزیادت الف و بای موحده هم
علیحده - ما صراحت ماخذ این بر لغت (اسغده)
کرده ایم که مخفف اسم مفعول همین مصدر است
(اردو) آماده هونا - آماده کرنا - مهیا کرنا -

(الف) اسغر | بقول برهان بضم اول و ثالث و سکون ثانی و رای قرشت سیخول را گویند و آن جانوریست که خارهای ابلق مانند سیخها بر بدن دارد و چون کسی قصد او کند خود را چنان تکان میدهد که آن سیخها از بدن او جسته بر آنکس می خورد و فرو میرود گویند هر چند او را بزنند فربه تر میشود و همین را ---------

(ب) اسغرنه | گویند - صاحب ناصری فرماید که این را چوله و تشی و سیخول و خار پشت و بحذف الف سغر و سغرنه نیز و بجای غین فا هم دیده شد (مولوی معنوی الف ۵) هست حیوانی که نامش اسغر است * کو زخم چوب زفت ولمتر است * صاحب جهانگیری بذکر هردو فرماید که این را با شین معجمه شغر و با کاف سکر و سکرنه نیز نامند - خان آرزو هم در سراج ذکر این کرده فرماید که بهندی این را ساهی گویند - صاحبان سروری و رشیدی و هفت و اند و جامع و شمس هم ذکر این کرده اند بعضی از صاحبان تحقیق صراحت کرده اند که لغت فارسی است مؤلف گوید که این همان جانوریست که ذکرش به (اشتی) گذشت نسبت (اسغر) خیال ما این است که فارسیان از لغت عربی (سغر) کنایة نام این جانور وضع کرده اند - سغر بقول صاحب منتخب بالفتح دور کردن و نیست کردن آمده پس [illegible]

تفصیلش بمعنی بسیار دور کنند و نیست کننده و این هر دو معنی با صفت این جانور بوجهی تعلق دارد یعنی بدین وجه که او از خارهای پشت خود دشمن خود را دور و نیست کند فارسیان کنایةً او را بدین نام موسوم کرده باشند و بزیادت (نه) هم چنانکه بر (ب) مذکور است که نه بقول برهان افادهٔ معنی لیاقت می کند پس معنی (اسغونه) لیاقت بسیار دوری و نیستی دارنده و (اسغر) و (اسکر) و (اشغر) مبدل (سغر) و (سکر) مخفف این باشد که ذکر هر یک بجای خودش آید و بهمه آنجا قاعدهٔ تبدیل حروف بصراحت بیان کنیم۔
(اردو) الف و ب۔ دیکھو اشتی

اسغیوش بقول صاحب شمس معنی اسپیوش است که گذشت۔ دیگری از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید که این مبدل (اسپیوش) و اصل آن (اسپ گوش) باشد که بمعنی بزرقطونا گذشت و وجه تسمیه آن هم همه آنجا مذکور۔ فارسیان بقاعدهٔ خود بای فارسی را به غین معجمه بدل کردند همچو (پرویزن) و (غرویزن) و نسبت تبدیل کاف فارسی به یای تحتانی خیال خود را بر (اسپیوش) ظاهر کرده ایم (اردو) دیکھو اسپغول۔

(الف) **اسفابر** بقول صاحب جامع که بالغت (اسبان بر) نوشته بضم بای ابجد نام شهری است که طاق کسری در آنجاست و هم او ذکر - - - - - - - - - -

(ب) **اسفابور** بهمین معنی کرده و (اسفان بر) هم بهمین معنی می آید صاحبان برهان و ناصری و هفت و اند هم ذکر (ب) کرده اند۔ ما صراحت ماخذ این به (اسابر) کرده ایم که گذشت (الف) مبدل آنست و صراحت قاعدهٔ تبدیل هم همه آنجا ذکر شد

د (ب) مخفف (اسفار بور) است بحذف رای مهمله که ذکر آن و بیان ماخذش هم بر (اسبانبر) کرده ایم و (اسغانبر) که می آید هم مبدل مخفف (اسفار بور) است که رای مهمله بقاعده فارسی با نون بدل شد همچون (تار) و (تان) و واو بکثرت استعمال حذف (اردو) دیکھو۔ اسبانبر۔

اسفار | بقول برهان و جامع و سراج و هفت بفتح اول بر وزن افسار (۱) نام ولایتیست گویند در آن ولایت رودخانه ایست که بهر سال سه ماه آب در و جاریست و باقی ایام منقطع باشد و (۲) بکسر اول نام ریحانیست بغایت خوشبوی که آنرا آس می گویند مؤلف گوید که شک نیست که این لغت ترکی باشد مرکب از (اس) که بمعنی بنیاد و اصل و عقل گذشت و (فار) در ترکی زبان بقول (صاحب کنز ولغات ترکی) بمعنی برف پس معنی حقیقی (اسفار) بنیاد برف دارنده باشد و مجازاً رودخانه را نام کرده باشند که در هر سال آبش سه ماه جاری باشد بواسطهٔ برف که چون در تابستان برف آب شود در روانی رود تا سه ماه صورت گیرد و همچنین بسیاری از دریاها و سیل ها بواسطه گداختن برف مجتمعه در تابستان تا مدت معینه جاری می باشد پس جز این نیست که آن ولایت را بنام رودخانه موسوم کردند نسبت معنی دوم عرض می شود که صاحب محیط ذکر (اسفار) نه کرده و بر (آس) فرماید که اسم فارسی است مشهور بمورد و بقول تمیمی (ریحان) است بلغت عرب و (نازبو) بلغت فارس و (آس نبکه) بکسر بای موحده یا ضم آن و سکون نون و فتح کاف و ها نیز گویند و بسریانی (آسا) و (کولنفا) و بیونانی (قیطوش) و بقول دیاسقوریدوس (امرسی) و (اس

بستانی را (مرسیا یا یارس) وبلغت اہل مصر وشام (قوانطرو) وبرومی (مرتین) وبحبشی (ازورا) وبلغت اہل کابل (مورد) بالجملہ آس سرد وخشک و۔ دوم وگویند سرد دراول و خشک دردوم است۔ برگ سودۂ آن بازیت سوختگی آتش را نافع ، وبوئیدن برگ تازۂ آن دماغ را از قبول ابخرۂ متصاعدہ سبوی ، ومنع کند ومقوی دماغ وقلب ومنافع بسیار دارد ما بر معنی سوم لفظ (آس) کہ درمادۂ گذشت از بیان مجمل کار گرفتیم ازینجاست کہ در اینجا صراحت کاملش بکار بردیم۔ صاحب برہان ہم در بیان خود است کہ (آس) را بہ (اسفار) موسوم کرد۔ واز کتب لغات طب متحقق نشد کہ (آس) و (اسفار) ہر دو یکی است و ذکر (اسفار) ہم بطور مستقل یافتہ نشد (اردو) (۱) اسفار ایک ولایت کا نام ہے جس مین ایک ایسی ندی ہے جو سال بھر مین صرف تین مہینے بہتی ہے (۲) بقول صاحب جامع الادویہ ادوہرہ۔ آپ ہی نے حب الآس کا ترجمہ (ادوہرہ کے بیج) لکھا ہے اور اصل الآس پر (ادوہرہ کی جڑ) دیکھو (آس) کے تیسرے معنی۔

اسفال بقول خان آرزو در سراج (۱) بمعنی سفال است یعنی ظرف گلی و (۲) پوست بادام وامثال آن وہم او بر سفال گوید کہ ریزۂ ظرف گلین نیز واین مجاز است وفرماید کہ صاحب برہان سفال را تنہا بمعنی ریزۂ ظرف گلین نوشتہ وآن خطاست نیز گوید کہ (سفال) بمعنی پوست بادام وفندق وانار خشک بود ودر نسخۂ ابراہیمی تخصیص بہ کوزۂ ناپختہ کردہ توسی گوید کہ این خلاف متعارف است ونزد مؤلف خطای محض وسفالہ بزیادت ہا بمعنی ریزۂ کوزہ ورشیدی بمعنی سفال گفتہ ہر دو صحیح توانند شد (انتہی) صاحب انند صراحت

کند کہ (سفال) لغت فرس است وصاحب کنز ہم کہ محقق لغت ترکی است۔ سفال را لغت فارسی نوشتہ مؤلف گوید کہ (سفال) بالفتح بقول صاحب منتخب لغت عربست بمعنی فرودی وپستی نقیض علو پس عجبی نیست کہ فارسیان چیزی را اسفال نام کردہ باشند کہ از خاک ساختہ باشند والف وصلی در اولش آوردہ اسفال کردند ومعنی دوم مجاز است بر سبیل استعارہ کہ پوست بادام وامثال آنرا نظر بشباہت پیالہ گلی اسفال خوانند۔

(اردو) مٹی کا پیالہ یا مٹی کا ظرف (مذکر) صاحب آصفیہ نے لفظ سفال پر لکھا ہے (عربی) اسم مؤنث۔ ٹہیکری۔ ٹہیکرا (اخروٹ۔ بادام۔ پستہ وغیرہ کا خول۔ چھلکا۔

(الف) اسفاناج (ب) بقول صاحب ضمیمۂ برہان معروف

(ب) اسفاناخ

است وآن سبزی باشد صاحب انند بحوالۂ بحر الجواہر فرماید کہ بالکسر وفا ونون وخای معجمہ نام ترہ ایست کہ بہندی آنرا پالک گویند و (الف) (اسپاناج) بجیم عربی نیز آمدہ چرا کہ خای معجمہ بجیم بدل شود صاحب شمس صراحت کند کہ این لغت فارسی است وبہمین معنی معرب آن (سفناج) آمدہ ماذکرماخذ وتعریف مکمل این بہ (اسپاناخ) کردہ ایم کہ گذشت صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است الف را لغت ترکی قرار داد واصلش (اسپاناک) گفتہ وبرا اسپاناک نوشتہ کہ اسپاناخ باشد بای حال تحقیقیکہ بر (اسپاناخ) گذشت ازبرای این کافی است

(اردو) دیکہو اسپاناخ۔

اسفانبر بقول برہان وسراج وہفت وجامع بفتح اول وسکون نون وضم بای ابجد ورای بی نقطہ ساکن بمعنی اسفابور باشد مؤلف گوید کہ این ہمان (اسفابور) است کہ ماذکر ش بر (اسانبر) کردہ ایم۔ رای مہملہ اول بقاعدۂ

فارسی بہ نون بدل شد چنانکہ (تار) و (تان) و واو بکثرت استعمال حذف گردید۔ دیگر ہیچ (اردو) دیکھو (اسبان بر)

اسفاہان بقول صاحب شمس شہری و نام نواحی۔ دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد این ہمانست کہ ما ذکرش بر (اسپاہان) بہای فارسی کردہ ایم۔ فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بہ فا بدل کردہ اند ہمچون (پیل) و (فیل) و (سپید) و (سفید) دیگر ہیچ۔ (اردو) دیکھو اسپاہان۔

اسفجات صاحب شمس فرماید کہ لغت فارسی است و نام شہری از ولایت ماوراء النہر کہ آنرا بترکی شیروان نامند۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف خیال کند کہ این ہمان (اسپیجاب) است کہ بجای خودش گذشت غلطی کتابت اہل مطابع آنرا (اسفجات) کردہ و این درحقیقت (اسفیجاب) بہ یای تحتانی چہارم و بای موحدہ در آخر باشد کہ مبدل (اسپیجاب) است فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کنند۔ چنانکہ (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپیجاب۔

اسفراج بقول برہان و انند وہفت بکسر اوّل وثالث و رای بی نقطہ بالف کشیدہ و بجیم زدہ بلغت اندلس مارچوبہ را گویند و برگ آن مانند برگ رازیانہ وبعضی گویند لغت اہل مغرب است صاحب سوار السبیل این را معرب (اسپرغ) گوید کہ بہ ہمین معنی لغت فرنساوی است صاحب محیط بر (اسفراج) گوید کہ اسم ہلیون و بر ہلیون فرماید کہ اسم رومی است و آنرا بیونانی (اسفارغین) و بعربی (خشب الحیہ) و بسریانی (فیسوہوما) و (انساہیوما) و نزد بعض عرب و اہل اندلس (اسفراج) و بفارسی (مارچوبہ) و (مارگیا) و بہندی

(ناگدون) باشد نباتیست کہ شاخہای آن نرم بر باید گرم در اوّل وخشک در دوم و تری آنرا خشکی غالب برگرمی۔ قوّت آن جالی ومفتح سدد جمیع احشا خصوصاً جگر دگردہ ومنافع بسیار دارد (اردو) ناگدون۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ مارچوبہ۔ ایک قسم کی خاردار لکڑی جس کے گھر میں رکھنے سے باعتقاد ہنود سانپ نہیں آتا۔ طبیوں نے وہ لکڑی جو رفع سموم جانوران گزندہ یعنی سانپ بچھو وغیرہ کرتی ہے۔

(الف) اسفراین | (ب) اسفرایین — بقول جامع وانند (الف) نام شہریست مشہور در خراسان وبزیادت یای ہفتم (اسفرایین) ہم خوانند۔ صاحب برہان بر (ب) قانع صاحب سروری بر (ب) صراحت کند کہ این شہر بر منتصف طریق جرجان واقع وبعضی گفتہ اند مرادف (اسپراین) است کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ ما بر (اسپرایین) وجہ تسمیۂ این ہا ذکر کردہ ایم واشارۂ اسفرایین ہم وبخیال ما (ب) مبدل آنست وقاعدۂ تبدیل ہم ہمدر انجا مذکور صاحب ناصری بر (ب) گوید کہ از بلاد نیشاپور بر پنجاہ قریہ شامل وفواکہش خوب و گرگاش

مرغوب و (الف) مخفف (ب) باشد (اردو) دیکھو اسپرایین۔

(الف) اسفرسب | (ب) اسفرسف — بقول برہان الف بفتح اول ورابع وثالث وسکون ثانی وسین بی نقطہ وبای ابجد میدان وعرصہ و ب بافای آخر بر وزن ومعنی الف۔ خان آرزو در سراج بر لغت (اسپراسپ) ذکر ب ہم کردہ وصاحبان رشیدی وجامع ہم ذکر الف و ب کردہ اند۔ مؤلف گوید کہ (اسپ رز) و (اسپ ریس) و (اسپ رسب) و (اسپرسف) و (اسپ رش) و (اسپرصف) و (اسفرسپ) و (اسفرسف) ہمہ

مرادف کیا۔ بگرست وہر کی بجایش مذکور دو ذکر ماخذ
ہر کی بجایش کردہ ایم جز این نیست کہ الف
مبدل (اسپرسپ) است و (ب) مبدل
الف یعنی در الف فای سوم را بعوض بای
فارسی و در (ب) فای آخر را بعوض بای عربی
آوردند بعض محققین بای فارسی را بجای
بای عربی گیرند و بعض بالعکس آن واین ہم
بقاعدۂ تبدیل حروف در فرس درست است
ہمچون (تب) و (تپ) و بای عربی و فارسی
ہر دو بہ فا بدل شود چنانکہ (زبان) و (زفان)
و (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپ رس آ

اسفرم | بقول برہان و جامع وہفت واننند
بروزن و معنی (اسپرم) مؤلف گوید کہ این مبدل
اسپرم است کہ بجایش گذشت بای فارسی لفظا
بدل شد چنانکہ (سپید) و (سفید) و ہر دو مخفف
(اسپرہم) و (اسپرغم) کہ ذکر این مع صراحت
ماخذ بر (اسپرغم) کردہ ایم (اردو) دیکھو اسپرم

(الف) **اسفریج** | بقول برہان وہفت
(ب) **اسفرنگ** | و سروری واننند
(الف) باجیم عربی معرب (ب) کہ شہری
بود نزدیک بسغد سمرقند و مولد سیف و بقول
بعض قریہ ایست نزدیک بسمرقند و (ب) با
کاف فارسی مرادف (الف) و بقول ما اصل
(الف) و مبدل (اسپرنگ) کہ بہمین معنی
گذشت ذکر ماخذش ہم در آنجا کردہ ایم۔
تبدیل بای فارسی بافا موافق قواعد فرس
است چنانکہ (سپید) و (سفید) و مخفف (ب)
سفرنگ بدون الف ہم می آید۔ خان آرزو
در سراج بر (ب) فرماید کہ آنچہ بعض محققین
این را شہری و بعض شان قریہ گویند ہر دو
یکیست (اردو) دیکھو اسپرنگ۔

اسفرود | بقول برہان بکسر اول و فتح
ثالث و ضم رابع و سکون ثانی و واو و دال
مہملہ سنگ خوارک و آن پرندہ ایست سیاہ رنگ

بزرگی گنجشک و چند پر مانند شاخی بر سر دارد
و بعربی قطا گویندش اگر استخوان او را بسوزانند
و بیامیزند با روغن زیت بجوشانند و بر داء الثعلب
و سر کچل بمالند موی بر آورد - صاحبان
جهانگیری و سراج و سروری و رشیدی و جامع
هم ذکر این کرده اند و مبدل این (اسپرود)
است که گذشت و بدون الف (سغرود)
هم باشد که می آید (از سروری سـ۵) پیش
عمان کی نماید آب رود پیش شاهین چون
بیاید اسفرود و باتفاق اکثر اهل لغت برنیست که این لغت
فارسی زبانست و ما بر اسپرود وعده کرده ایم که صراحت
ماخذ این (اسفرود) کنیم و همدر آنجا نوشته ایم که اصل
این (اسفرود بدون الف) است ولیکن نتیجهٔ تحقیق ما در اینجا
بر خلاف آنست معلوم میشود که این جانوریست آبی صاحب
غیاث بر لفظ قطا گوید که آواز کردن قطا در بیابان مسافران
را دلیل باشد برین که درینجا آبست و صاحب کنز بر
(اسغرود) فرماید که فارسی است و بمعنی قاق الماء طائری

است و خان آرزو بر (سغرود) بحواله مؤید
گوید که در لغت (سغر) با غین تصحیف شده
در خواندن (الخ) مؤلف عرض کند بتقدیر
تحقیق شد که این جانور آبی است و در حوالی
آب می باشد و آوازش خبر می دهد از قرب
آب پس جا دارد که فارسیان این را کنایةً
اسپ رود نام نهاده باشند که تشنه را بر
رود می رساند و (اسغرود) مبدل آن که
بای فارسی با فا بدل شود چنانکه (سپید)
و (سفید) و سفرود مخفف آن بحذف الف -
و باشد که این مرکب است از (سغ) و (رود)
که (سغ) در ترکی بقول صاحب کنز بمعنی
غوطه و بقول صاحب لغات ترکی بمعنی پوشش
آمده و بدین وجه که قطا - طائر آبی است و
غوطه در آب گیرد و بتلاش شکار رو بر سطح آب
همچون پوشش و سقف پرواز کند فارسیان
این را کنایةً (سغرود) نام نهاده باشند و

وبقاعدهٔ فارسی نون تحتیه به فا بدل شده (اسفرود) و (اسفرود) مزید علیهش و (اسپرود)
شد. همچون (غلیچ) و (غلیو) اند. بدین صورت که گذشت مبدل و مزید علیه آن (اردو)
(اسفرود) اصل است و (اسفرود) مبدل آن دیکھو اسپرود۔

اسفزار۔ بقول صاحب ناصری و انند نواحی شهر هرات است بست پاره قریه آباد
دارد وبساتین بسیار ... ودیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد
تحقیق ... (اسپزار) ... تحقیق ... از قبیل گلزار و کارزار
... بقول ... معنی ... است که درین مقام کثرت اسپان باشد
آب وهوای این مقام اسپان را ... سازد فارسیان بای فارسی را به فا بدل کرده
(اسفزار) کردند همچون (اسپید) و (سفید) (اردو) اسفزار۔ ایک مقام کا نام ہے
توابع شہر ہرات سے جو بیس قریوں پر شامل ہے۔ مذکر۔

اسفل السافلین اصطلاح۔ بفتح اول وسوم وکسر نہم ودہم بقول بحر وغیاث
منتخبین طبقۂ دوزخ کہ زیر ہمہ طبقات دوزخ است۔ مرکب از ہر دو لغات عرب و فارسیان
استعمال این در فارسی کنند و اصطلاحی دیگر غالباً بزبان ندارند واین کنایہ باشد (اردو) اسفل
السافلین۔ بقول امیر دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے کا نام۔

اسفناج رومی بقول برہان وہفت جامۂ ابریشمی را طبخ آن بجوشانند پاک و
وانند دوائی باشد کہ آنرا بعربی قطف و سرمق پاکیزہ کرده مؤلف گوید کہ این ہمان است
وبقلۃ الذہبیہ خوانند کہ استسقا را نافع وا کہ ذکر این بہ (اسپاناخ) و (اسپانج) و

(اسپانخ) کرده ایم و از ماخذ این هم صدر انجا بحثی و بر (اغنیوس) هم اشاره این	گذشت (اردو) دیکهو (اغنیوس) و (اسپانخ)

(الف) **اسفنج** | بقول برهان و ناصری بکسر اول و سکون ثانی و فتح ثالث و نون و میم ساکن چیزی شبیه بمدکرم خورده و آن را (ابرمرده) و (ابرکهن) هم گویند (الخ) و هم او فرماید که ---------

(ب) **اسفنجه** | بزیادت های هوز در آخر هم معنی اسفنج آمده - صاحبان رشیدی و جامع و هفت و شمس ذکر هر دو کرده اند و صاحبان ناصری و سروری و انند و (دری پهلوی بدالف) قانع سیف اسفرنگی استعمال الف کرده (سه) چون زنده گیا زنده و مرده است بصورت ؛ باآنکه نقش مرده و زنده است چو اسفنج ؛ مؤلف گوید که (الف) بخیال ما مفرس است از (اسپنج) لغت انگلیسی و ما ذکر این بحوالهٔ محیط بر (ابرکهن) کرده ایم فارسیان بای فارسی را به فا بدل کرده اند چنانکه (سپید) و (سفید) و در (ب) های آخر زائد باشد همچون (ستمگار) و (ستمگاره) - صراحت کامل و حقیقت و خواص این بر ابرکهن گذشت (اردو) دیکهو ابرکهن -

اسفند | بقول برهان و هفت و انند بکسر اول و فتح ثالث و سکون ثانی و رابع و دال ابجد (۱) نام ماه دوازدهم از سال شمسی و (۲) نام الکه ایست در نیشاپور و (۳) نام دوائیست که آنرا (هزار اسفند) نیز گویند و آن نوعی است از سداب کوهی و بعربی حرمل عامی نامند - خان آرزو در سراج فرماید که مخفف اسفندار است و بمعنی ماه و روز

و نام الکه و نسبت معنی سوم گوید که مبدل (اسپند) که بای عربی با فا بدل شد همچون (سپید و سفید)
و الف در سپند حذف شده و هم او بر (اسفندار) فرماید که (اسفند) نام فرشته ایست صاحب
ناصری نسبت معنی سوم مبدل فرشته و این مؤلف گوید که بر لغت (اسپندار) که مرادف
(اسفندار) است ذکر معنی اول لفظ (اسفند) گذشت و بخیال ما از همین است (اسفندار)
و (اسفندیار) و (اسفندارمذ) که می آید و جای ... که این را بقاعدهٔ تبدیل (اسپند) هم گیریم
که (اسپندار) و (اسپندیار) و (اسپندارمذ) به بای فارسی هم گذشته است و حقیقةً اسفند
بمعنت زند و پازند بمعنی قدرت حق و روشنی باشد و بمعنی اول مخفف (اسفندار) که نام ماه
دوازدهم از سال شمسی است و معنی دوم مجاز باشد از معنی حقیقی که الکه را فارسیان
(اسفند) نام کردند و بمعنی سوم مبدل (اسپند) که گذشت و ذکر ماخذش همدرانجا کرده ایم
در ینجا بای فارسی به فا بدل شده است و بس (اردو) (۱) اسفند ماه، اسفندار کا مخفف
جو سال شمسی کا بارہواں مہینا ہے جس کا آغاز ماہ فروری سے ہوتا ہے۔ مذکر (۲)
ایک مقام کا نام (اسفند) جو جونیتا پور میں واقع ہے۔ مذکر (۳) دیکھو اسپند۔

اسفندار بقول خان آرزو در سراج بالکسر
همان اسپندارمذ (که گذشت) و در برهان نام
پسر گشتاسب نیز نوشته لیکن آن (اسفندیار)
است بزیادت تحتانی بعد دال و قیاس نیز
همین می خواهد یعنی کسیکه اسفند نام فرشته موکل
بر نار) یار و معاون او باشد (انتهی) مؤلف
گوید که دیگر کسی از محققین فرس ذکر (اسفندار)
نکرده و نه صاحب برهان این را نوشت البته
مبتدل این (اسپندار) بجای خودش مذکور
و صاحب برهان ذکرش کرده است پس باید

که این را اصل دانیم یا اینکه (اسفند) را به فا اصل قرار دهیم و (اسپندار) مبدل این که فا به بای پارسی بدل شود چنانکه (سفید) و (سپید) بالجمله اسفندار بر هر سه معانی (اسپندار) شامل باشد یعنی (۱) شمع و (۲) نام پسر گشتاسپ و (۳) نام ماه دوازدهم از ماه های شمسی که صاحب برهان آنرا بودن نیر اعظم در برج حوت نوشته محقق مباد که (اسفندار) یعنی [illegible] قدرت [illegible] و روشنی بجای خود مذکور شد پس (اسفندار) بمعنی روشنی دارنده کنایة شمع را توان گفت از دو دال مهمله که یکجا جمع شد یکی را حذف کردند و بمعنی دوم مخفف (اسفندیار) که یای تحتانی حذف شد بکثرت استعمال و بمعنی سوم هم کنایة باشد که ماه (اسفندار) روشنی نیر اعظم را در برج حوت دارد (اردو) دیکهو اسپندار۔

اسفندارمذ اصطلاحاً بقول برهان و جامع مرادف (اسپندارمذ) که گذشت یعنی (۱) نام ماه دوازدهم از سال شمسی و (۲) نام روز پنجم از ماه شمسی و (۳) نام فرشته که موکل است بر درختان و بیابانها و تدابیر امور روز مذکور و ماه مذکور بدو متعلق و (۴) بمعنی زمین صاحب بحر عجم بر [illegible] اول [illegible] [illegible] [illegible] آن [illegible] ماندن آفتاب است در برج حوت [illegible] محققین تحقیق [illegible] اند مؤلف گوید که (اسفندار) [illegible] کرده ایم که بفا اصل است پس (اسپندارمذ) که گذشت مبدل این دانیم که فا به بای فارسی بدل شد همچون (سفید) و (سپید) و بر (اسپندارمذ) صراحت کرده ایم که (مذ) بمعنی صاحب و خداوند آمده پس (اسفندارمذ) بمعنی خداوند روشنی دارنده باشد عجبی نیست که کنایة ماه دوازدهم سال شمسی را بدین نام موسوم کنند که درهمین ماه آفتاب در برج حوت می باشد و جا دارد که این را اصل نام این ماه گیریم و مجرد (اسفندار) مخففش و (اسفندار) که بهمین معنی مذکور شد

مخفف مخفف و نسبت معنی دوم عرض می شود که فارسیان مجازاً همین نام برای روز پنجم از ماه شمسی نهاده باشند که بقول برهان این روز را درین ماه مبارک شمرند و عید کنند و جشن سازند بنا بر قاعدهٔ کلیه که پیش ایشان متداول است که چون نام ماه با نام روز موافق باشد آن روز را نیک دانند پس این روز را کنایةً خداوند روشنی دارنده توان گفت که معنی حقیقی (اسفندارمذ) است حالا عرض کنیم نسبت معنی سوم که فرشتهٔ را که تدابیر امور و مصالح این ماه و روز بدو متعلق است بر سبیل کنایه خداوند روشنی دارنده نام کردن بی محل نیست و همچنین در معنی چهارم زمین را هم کنایةً خداوند روشنی دارنده توانیم گفت که از شعاع آفتاب روشنی دارد۔

(اردو) دیکھو اسپندارمذ۔

اسفند اسفید استعال بقول برهان دانه ایست بکسر اوّل و فای دوم خردل سفید است که تخم سپندان باشد و بعربی حب الرشاد خوانند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید که (اسفند) مبدل اسپند است که گذشت که بای فارسی بفا بدل شود همچون (سپید) و (سفید) و (اسفید) فرع (سفید) که الف وصلی در اوّل آوردند پس (اسفند اسفید) مرکب توصیفی است بخیال ما باید که دال اول را مکسور خوانیم۔

(اردو) سفید اسپند - دیکھو اسپند۔

اسفندمذ (اصطلاح) بقول برهان و رشیدی و شمس بضم میم و سکون ذال نقطه دار نام روز سیوم است از خمسهٔ مسترقه قدیم صاحب سروری فرماید که روز سیوم از فروردجان صاحب بحر عجم بر (خمسهٔ مسترقه) گوید که بدانکه سال شمسی سیصد و شصت و پنج و ربع روز است مگر متاخرین تاریخ فرس هر ماه شمسی را سی روز

گیرند و پنج روز را در آخر اسفند ماہ افزایند و این را خمسہ مسترقہ گویند صاحب غیاث
هم چنین نوشتہ می فرماید کہ از ان ربع روز باقیماندہ و ریک صد و بست سال یک ماہ جمع
کردہ سال صد و بستم را سیزدہ ماہ گیرند و خمسہ مسترقہ از ان گویند کہ گویا این پنج روز را
از بیان سال دزدیدہ اند مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی (اسفندمذ) صاحب روشنی است کہ اسفند بمعنی روشنی
گذشت و مذ بالضم بقول برہان بمعنی صاحب و خداوند آمدہ پس فارسیان روز سوم
خمسہ مسترقہ را کنایۃً (اسفندمذ) گفتند کہ نزد شان روز مسعود و نیک مشہور است و بس
(اردو) خمسہ مسترقہ کے تیسرے دن کو فارسیون نے (اسفندمذ) کہا ہے خمسہ مسترقہ
قدیم کی نسبت محققین نے لکھا ہے کہ ہر سال شمسی ۳۶۵ ¼ دن کا ہوتا ہے لیکن
متاخرین تاریخ فرس ہر ماہ شمسی کو ۳۰ دن کا مہینا محسوب کرتے ہین اس حساب سے
سال کے مجموعی ایام ۳۶۰ ہوتے ہین باقیماندہ پانچ دن کو ماہ اسفندار کے آخر
مین بڑھا کر ۳۵ دن کا مہینا قرار دیتے ہین اور ربع دن کو ۱۲۰ سال مین ایک مہینا
قرار دیکر ایک سو بیسوین سال کو ۱۳ مہینے کا سال شمار کرتے ہین -

اسفندیار بقول برہان (۱) بروزن
و معنی اسپندیار است کہ گذشت نام پسر
گشتاسپ و او را روئین تن می گفتند و (۲)
بمعنی قدرت و لطف یزدان ہم و (۳) رب
ماہ اسفندار و رب روز اسفندار کہ پنجم ہر ماہ
شمسی است ضعیف است کہ صاحب برہان
این را مرادف (اسپندیار) قرار دادہ و بر
(اسپندیار) بمعنی اول قناعت کرد صاحبان
جامع و جہانگیری بمعنی اول قانع و ذکر این
با (اسپندیار) کردہ اند مؤلف گوید کہ (اسفند

بمعنی قدرت حق گذشت پس معنی لفظی اسفندیار کسی است که قدرت حق یار اوست (اسم فاعل ترکیبی) و کنایةً پسر گشتاسپ را نام نهادند و همین است وجه تسمیه آنچه صاحب برهان معنی دوم و سوم را بدین متعلق کند تسامح اوست که معنی دوم متعلق به (اسفند) است و معنی سوم متعلق به (اسفندار) و تسامحش ازین هم پیدا است که او (اسفندیار) را مرادف (اسپندیار) گفته و بر اسپندیار بعد از فوق ۰. عامی ما به یک معنی اول قانع - بالجمله (اسفندیار) به فا اصل است و (اسپندیار) مبدلش که تبدیل فا به بای فارسی و بالعکس آمده چنانکه (سپید) و (سفید) (اردو) دیکهو اسپندیار -

اسفوردیون | بقول صاحب شمس لغت فارسی است بضم یکم و سوم و کسر ششم و فتح هشتم (۱) سیر غم دشتی است و آن را اسفور نیز گویند و فرماید که در مؤید (۲) سیر دشتی و صاحب مؤید بزبان مطبع نولکشور گوید که (اسقوردیون) به قاف سیر دشتی کذا فی زفانگویا - مؤلف گوید که از کم التفاتی اهل مطابع تصرفی در لفظ و معنی راه یافته ما تحقیق این بر (اسقوردیون) کنیم که می آید (اردو) دیکهو اسقوردیون -

اسفوقدبیرن | بقول صاحب شمس لغت فارسی است بفتح یکم و هفتم و ضم سوم و پنجم و کسر هشتم بیخ کته رومی باشد مؤلف گوید که محققین فرس ازین لغت ساکت و در السنهٔ دیگر هم یافته نمی شود و جز این نیست که تحریف اهل مطابع و تصرف شان یا تسامح مؤلفش این را قائم کرد و کثرت اغلاط در حروف لفظ و هم معنی این را بیکار کرده است و قیاس ما از تحقیق این قاصر - چندانکه جستیم اصل این را نیافتیم -

اسفہبد | بقول برہان و ہفت و اننداج بروزن و معنی (اسپہبد) است کہ مطلق سپہ سالار باشد و نامیست مخصوص ملوک فارسیان - مؤلف گوید کہ مبدّل است معنی اوّل و دوّم (اسپہبد) کہ گذشت بقاعدۂ فارسی بای فارسی بہ فا بدل شد چنانکہ اسپید و (سفید) ما صراحت ماخذ این ہم در آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اسپہبد کے پہلے اور دوسرے معنی -

اسفہبد خورہ | استعمال - بقول برہان و جامع و ہفت بروزن و معنی اسپہبد خورہ است کہ باعتقاد اشراقیان فارس نفس ناطقہ باشد مؤلف گوید کہ ما صراحت ماخذ این بر (اسپہبد خورہ) کردہ ایم - جزین نیست کہ این مبدل آن باشد کہ بای فارسی با فا بدل شود ہمچون (سپید) و (سفید) (اردو) دیکھو اسپہبد خورہ

اسفیچاب | بہ فای سوم و جیم فارسی بقول برہان و جامع و سروری و ہفت بروزن استیجاب نام شہریست در ماوراءالنہر کہ آنرا بترکی شیروان خوانند مؤلف گوید کہ صراحت ماخذ این بر (اسپیچاپ) کردہ ایم و این مبدل آنست و قاعدۂ تبدیل ہم ہم در آنجا مذکور - صاحب جہانگیری ذکر این با (اسپیچاپ) کردہ (اردو) دیکھو اسپیچاپ -

اسفید | بقول صاحب رشیدی کہ با اسپید نوشتہ ہمان سفید و سپید است - مؤلف گوید کہ ما ذکر این بر (اسپید) کردہ ایم کہ اسفید مبدّل اسپید است و قاعدۂ تبدیل ہم ہم در آنجا مذکور - صاحب شمس و اننداج ہم ذکر این کردہ - عجب انیست کہ محققین بالا بر لغت (اسفید) ذکر معنی مجاز نکردہ اند کہ بر (اسپید) گذشت (اردو) دیکھو اسپید کی پہلی معنی -

(الف) **اسفیدآب** | اصطلاح (ب) بقول برہان و ہفت با جیم - معرب اسفیداب است

(ب) **اسفیداج** که زنان بر روی مالند، نقاشان و مصوران هم کار فرمایند و خوردن آن کننده بود خصوصاً سفید آب قلعی صاحب انند بذکر این فرماید که کلمهٔ که در آخر آن الف باشد در حالت تعریب جیم زائد کنند و در عرف این را سفیدهٔ کاشغری خوانند صاحب سوادالسبیل گوید که (اسفیداج) معرّب است بفارسی سپیده قسمی است از گل سپید مؤلف عرض کند که او در بیان معنی غلط کرده است که از ماخذ این بی خبر باشد و صاحب انند هم که طرز بیانش قریب به ماخذ رسیده هیچ اعتنا بماخذ نکرده حقیقت اینست که فارسیان آبی سازند سفید رنگ برای غازه و باغراض نقاشی از ارزیز و سرب و جست وغیره و نیز قسمی از مداد که ذکرش بر آب سپید) در ممدوده کرده ایم بالجمله (الف) اصل است و (اسپیدا) مخفّف آن که به تبدیل الف آخره به هاء هوز معروف است به (سپیده) عربان (اسپیدا) را بقاعدهٔ بیّنهٔ صاحب انند که بالا گذشت جیم عربی در آخرش زیاده کرده و بای فارسی را به فا بدل ساخته (اسفیداج) کردند. صاحب محیط بر (سفید آب) فرماید که اسم فارسی است معرّب آن اسفیداج و ایضاً بفارسی سپیدهٔ ارزیز و بعبرانی (یاروق) و بیونانی (اهمونیون) و (ابولمیون) و (اسمونیون) و بسریانی (اسطیقا) و به ترکی (کرتان) و بهندی (سفیده و سپیده) و آن از ارزیز و سرب و جست سازند بطریق احراق وگاه بسرکه مرتب می سازند و گاهی از نمک و مرتب بسرکه در تلطیف شدید تر و غائص تر و در مرتب به نمک وغیرها تلطیف شدید نیست و مستعمل در ادویهٔ چشم وغیرآنست آنچه از ارزیز سازند سنگین و نرم و بیار سفید و آنرا سفید آب رومی و کاشغری نام است خصوص در امراض چشم لطیف و مجفف گردد و گرمی

و تیزی و سوزش آن زائل شود و قوت آن تا سہ سال باقی می ماند و بعد ازان مستحیل بخاک میشود و آن بقول شیخ سرد و خشک در دوم دگویند در سوم و بعضی گویند سرد در سوم و خشک در دوم و بعضی بالعکس این گفتہ اند و خشکی آن زیادہ تر است و منافع بسیار دارد (اردو) الف و (ب) دیکھو اسپیدہ کے تیسرے اور چوتھے معنی۔ دیکھو آب سفید۔

اسفیدار بقول برہان و ہفت مخفف اسفیدار است کہ درخت پدہ باشد و بعربی غرب خوانند و بعضی گویند کہ نوعی از پدہ باشد۔ صاحب محیط بر (غرب) فرماید کہ بعربی این را (اسفیدار) نام است و بقولش (ارطیسا) ہم ہمین است کہ بخیالش مذکور شد کہ فارسیان آنرا بومادران گویند صاحب ضمیمۂ برہان بر (اسپیدار) ذکر مبہم کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت این با ماخذ بر (اسپیدار) کردہ ایم بای فارسی بافا بدل شدہ (اسفیدار) شد ہمچون سپید و سفید (اردو) دیکھو اسپیدار۔

اسفیدخورہ استعمال۔ بقول صاحب شمس نزد اشراقیان فارس نفس ناطقہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ بخیال ما تسامح صاحب صاحب شمس است کہ (اسفہبد خورہ) را کہ گذشت (اسفیدخورہ) نوشت حیف است کہ سندی پیش نشد و جا دارد کہ غلطی کتابت مطبع باعث این غلطی باشد ولیکن ذکر این بعد لفظ (اسفید) کردہ ازینجاست کہ ما تسامح مؤلف شمس را اغلب خیال کنیم (اردو) دیکھو اسفہبد خورہ۔

اسفید دشت استعمال۔ بقول برہان و سروری و رشیدی و ہفت بہ فتح دال مہملہ دوم نام قریہ ایست از توابع اصفہان بخیال ما وجہ تسمیۂ این جزین نباشد کہ این قریہ در محض دشت و بیابان واقع باشد و از قرای دیگر بفاصلۂ دور و دراز و آبادی این ہم خال خال

تہ جمعیت از ینجاست کہ فارسیان این را بہ (اسفید دشت) موسوم کردند کہ (اسپید) در استعمال فرس بمعنی سادہ گذشتہ است پس ہمچو قریہ را (دشت سادہ) نام نہادن بعید نیست و صاحب برہان بر لغت (دشت) فرماید کہ اینہم نام قریہ ایست وہمانجا ذکر کند کہ (دشت بیاض) ہم نام ولایتی است در خراسان پس ازین ثابت می شود کہ فارسیان در اسمای ولایات و قریہ ہا این قسم ترکیب آوردہ اند۔ باقی حال لفظ سپید درینجا بطور صفت واقع شدہ و باشد کہ زمین این قریہ سپید باشد و وسیع تر واللہ اعلم بالصواب (اردو) اسفید دشت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو توابع اصفہان سے ہے۔ مذکر۔

اسفیدش بفتح اوّل وسکون دوم وسوم وضم یای تحتانی وسکون مابعد ہمان اسفول است کہ گذشت ما ذکر این بحوالہ صاحب محیط بر اسپغول کردہ ایم کہ بقولش فارسی قدیم است وبخیال ما مبدّل (اسپیوش) کہ بجایش مذکور شد فارسیان بقاعدۂ خود بای فارسی را بفا و او را بہ دال مہملہ بدل کردہ اند ہمچون (سپید) و (سفید) و (بیو) و (بید) (اردو) دیکھو اسپغول۔

اسفیل بقول صاحب شمس بالکسر لغت فارسی است بمعنی پیاز دشتی کہ در تازی بصل خوانند۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ تسامح صاحب شمس است کہ اسقیل را کہ بقاف سوم ہمین معنی لغت عربیست بہ فای سوم نوشت وصراحت کرد کہ لغت فارسی است صاحب منتخب واشند ذکر (اسقیل) کردہ اند (اردو) جنگلی پیاز۔ مؤنث۔

(الف) **اسفیوس** صاحب ناصری ذکر (ب) **اسفیوش** (الف) کردہ فرماید کہ بذر قطونا یعنی اسفرزہ باشد وصاحب برہان نسبت (ب) فرماید کہ بر وزن ومعنی (اسپیوش)

است کہ گذشت کہ عربان نقلہ مبارک
گویند صاحبان سروری وجہانگیری وجامع و
ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب سوار السبیل
این را معرب اسپغول قرار دہ۔ صاحب محیط
بر اسپغول نسبت الف فرماید کہ بفارسی
قدیم اسپیوس و اسفیوس و اسفیدش می نامند
ما اشارۂ این بر اسبغول کردہ ایم و (اسپیوش)
ہم بجالیش گذشت و ماخذش بعد ر آنجا مذکور پس
جز این نیست کہ الف مبدل (اسپیوش) است
کہ فارسیان بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون (سپید)
و (سفید) وشین معجمہ بہ سین مہملہ ہم بدل شود چون
(شار) و (سار) ونسبت (ب) عرض میشود کہ
جا دارد کہ این معرب (اسپیوش) است بہ تبدیل
بای فارسی با فا چنانکہ (پیل) و (فیل) تسامح صاحب
سوار السبیل است کہ این را معرب (اسپغول)
نوشت (اردو) دیکھو اسبغول۔

اسقاط بکسر اول لغت عربی است۔ صاحب منتخب نوشتہ کہ بمعنی انداختن بچہ وخطا کردن در سخن و بالفتح رختہا و متاعہای زبون است صاحب بول چال گوید کہ معاصرین عجم زر سود را اسقاط گویند کہ دائن بیش از زر اصل وضع کنند (اردو) منتی کاٹا۔ بقول آصفیہ اسم مذکر وہ حساب جس کے موافق صراف لوگ مدت معینہ کا سود ہنڈی پر لیتے ہین۔ کٹوتی۔ ہماری راے مین یہ تعریف ناکافی ہے بلکہ یون ہونی چاہئے کہ جب کوئی شخص قرضہ لینا چاہتا ہے تو ساہوکار لوگ منتی یعنی سود کی مجموعی رقم کو بلحاظ مدت وعدۂ ادائی دستاویز رقم یعنی زر اصل سے کاٹ لیکر یعنی وضع کرلیکر باقیماندہ رقم مدیون کو دیتے ہین اسی عمل کا نام منتی کاٹا ہے مثلاً زید نے بکر سے سو روپیہ قرضہ فیصدی ماہانہ ایک روپیہ سود سے لینا چاہا اور وعدہ کیا کہ اسکو دو مہینہ مین ادا کریگا تو ساہوکار اوس سو روپیہ سے دو مہینے کی

متی کی بابت دو روپیه کاٹ لیکر ۹۸ روپیہ اسکو ادا کرتا ہے اور دو مہینہ مین کامل سو تنگہ کی ادائی کا متوقع رہتا ہے تو اس عمل وضعات کا نام ہتی کاٹا ہے۔

اسقف بقول برہان بضم اول و قاف و سکون ثانی و فا۔ قاضی ترسایان را گویند و شخصی را نیز گویند از ایشان کہ بجہت ریاضت خود را بزنجیر می بندد۔ گویند این لغت عربست صاحب مؤید این را بذیل لغات عرب نوشتہ فرماید کہ قاضی ترسایان و مہتر ایشان و زاہد و زنجیر پوش را بالفتح مرد خمیدہ و پیشوا۔ کذا فی شرفنامہ و فی التاج کلانتر ترسایان و فی زفانگویا انجیل خوان و در دستور مذکور است کہ دانشمند ترسایان کہ خوش آواز باشد۔ صاحب انند از خاقانی سند آوردہ (ﮯ) ببانگ زاری مولف زن دیرہ: بہ بند آہن اسقف بر اعضا: صاحب سرآج السبیل این را معرب قرار دہد و فرماید کہ اصلش بہ یونانی زبان (اپسکپس) است بای فارسی حرف تعریف باشد لہذا در زبان عربی تعریبش بدون معاوضۂ آن شد کہ آنرا نداند فہمیدہ شد (اردو) ترسایون کے قاضی اور ریاضت کش اور پیشوا کو فارسیون نے (اسقف) کہا ہے اور یہ عربی زبان کا لفظ ہے انھین معنون مین۔

اسقفا بقول صاحب ہفت بضم اول و سکون سین مہملہ و ضم قاف و فا بالف کشیدہ ہمان (اسقف) است کہ گذشت دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ توانیم گفت کہ این مفرس باشد از لغت (اسقف) عربی (اردو) دیکھو اسقف۔

اسقلطس بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و سکون ثانی و فتح قاف و لام

ساکن و طای حطی مضموم بسین بی نقطہ زدہ بیونانی نوعی از مومیائی باشد کہ اورا مومیائی کوہی گویند و بعربی قفرالیہود خوانند مؤلف گوید کہ ما صراحت کامل این بر (استطلس) کردہ ایم کہ مرادف این است (اردو) دیکھو استطلس۔

استقلینس بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و لام بہ تحتانی زدہ (۱) نام حکیمی است یونانی و (۲) نام دوائی ہم کہ آنرا بشیرازی (زنگی دارو) گویند بیخ کبر رومی است و آنرا (اشقولوفندریون) ہم خوانند و بعربی (حشیشۃ الطحال) گرم و خشک است در اول دوم صاحب محیط بر (استقلینوس) فرماید کہ ہمان (اسقولوقندریون) و بر (اسقولوقندریون) نوشتہ کہ لغت یونانی است بمعنی مزیل الصفا و بمعنی کاوی الطحال بجہت آنکہ گداز ندہ و زائل کنندۂ سپرز است۔بیونانی (اسقیلونس) و (استقلینس) و (سقلنوس) و (میعلون) و (قطارینا) و (قنطاریقا) و (میوا) نامند و بقراط گفتہ کہ تریاق الطحال است و لہذا حشیشۃ الطحال نیز گویند و نزد اہل مصر معروف بہ (کف النسر) و اہل اندلس (عفریان) و بفارسی (گیاہ جالینوس) و عوام شیراز (زنگی دارو) و آن نباتیست نبت آن زمین سنگریزہ و کوہستان و گویند کہ کبر رومی است بقول شیخ گرم در اول و خشک در دوم و گویند گرم باعتدال و خشک در اول دوم۔ملطف و محلل و مفتح و منافع بسیار دارد مؤلف گوید کہ معنی دوم حقیقی است و معنی اول مجاز آن جا دارد کہ حکیمی را کہ در علاج امراض طحال مشہور باشد بدین نام موسوم کردہ باشند (اردو) (۱) استقلینس یونانی زبان مین ایک حکیم یونانی کا نام (۲) بقول صاحب جامع الادویہ اس دوا کا مشہور

نام زنگی دار وسہے - سبز - سرخی مائل ایک گھانس غیر مثمر طبیعت کو نرم اور رجلا کرتی اور سدہ کھولتی ہے اور پیشاب و حیض جاری کرتی ہے گرم و خشک -

اسقلیوس | بقول برہان دانند بفتح اول بروزن بطلیموس دو حکیم بودہ اند در یونان صاحب مذہب و ہر یک در طبابت عیسی زمان خود بود یکی را اسقلیوس اول و دیگر یرا اسقلیوس ثانی می گفتہ اند مؤلف گوید لغت یونانی است ضرورت بیان وجہ تسمیہ نیست (اردو) اسقلیوس نامی یونان میں دو حکیم گزرے ہیں -

اسقنقور | بقول برہان وہفت دانند بکسر اول جانوریست معروف واو را سقنقور گویند شبیہ بسوسمار ہم در آب و ہم در خشکی می باشد قوت باہ دہد گویند این لغت رومی است صاحب سوار السبیل ذکر (اسقنقور) کردہ اشارہ کند بہ سقنقور) و بر (سقنقور) نویسد کہ اصل این (سکنکس) یونانی وصراحت کند کہ شاید از زبان قدیم مصری ماخوذ باشد یعنی ریگ ماہی صاحب محیط بر (اسقنقور) گوید کہ بفتح اول وثانی وسکون نون وضم قاف ثانی و (اسقنقور) باضافہ الف اسم عربی است و (سقنقس) نیز گویند وہندی (سمہورہ) و (بن روہو) بقول شیخ الرئیس ورل مائی است از نسل نہنگ بر لب دریا بیضہ دہد وبچہ می آورد پس انچہ از بچہ آن در آب میرود نہنگ میشود وانچہ بیرون آب در خشکی نشو ونما می یابد سقنقور می گردد - حرارت آن تا درجہ سوم و خشکی آن تا دوم وگویند کہ خشک در اول است - مقوی باہ و مسخن بدن و نافع بہ فالج ولقوہ ورعشہ وخدر و منافع بسیار دارد صاحب محیط المحیط کہ محقق زبان عربیست (سقنقور) و (اسقنقور) ہر دو را لغت یونانی نوشتہ بخیال ما اصل این (سکنکس) لغت

یونانی است عربان بقاعدهٔ خود هر دو کاف عربی را به قاف بدل کرده (سقنقس) کردند همچو (کند)، (قند)، وجود این لغت بقول صاحب محیط یافته میشود و نسبت (سقنقور) متحقق شد که لغت غیر عرب است و به تحقیق رسید که لغت رومی یا یونانی نیست بخیال ما جز این نباشد که فارسیان این را مفرس کرده اند (سکنکس) که کاف عربی به قاف بدل شد بقاعدهٔ متذکرهٔ بالا و سین مهمله به واو بدل کردند خلاف قیاس و رای مهمله در آخر زیاده کردند همچون (شنا) و (شنار) و الف در (اسقنقور) وصلی است پس (سقنقور) و (اسقنقور) هر دو مفرس و مستعمل در عربی است آنانکه این هر دو را یونانی یا رومی نوشته اند یا عربی دانسته اند تسامح کرده اند۔

(اردو) سقنقور۔ بقول آصفیہ (رومی) اسم مذکر۔ ایک گوہ کے مشابہ جانور کا نام یا وہ مچھلی جو ریت میں رہتی ہے۔ ریگ ماہی حشرات الارض میں سے ایک جانور کا نام۔ جسکا گوشت نہایت مقوی باہ ہے۔

اسقوردیون | بقول برہان و انند و ہفت بضم اول و ثالث و سکون واو و رای قرشت و کسر دال ابجد و ضم یای حطی بواو و نون زده بلغت رومی و بعضی گویند بیونانی دوائیست که آنرا بشیرازی (سیر مو) گویند و آن سیر صحرائیست و بعربی ثوم الحیۃ خوانند و بعضی گویند منصل کوچک است و از جملهٔ اجزای تریاک فاروق باشد و بقول صاحب مؤید به قاف سیر دشتی کذا فی زفانگویا **مؤلف** عرض کند که این همانست که ما بر (اسفوردیون بیفا) و مده بیانش کرده ایم معلوم میشود که صاحب شمس همین لغت را به فا نوشته است که گذشت و در کنز اللغات که لغت زبان ترکی است این را لغت ترکی قرار داده و بمعنی ثوم بری گرفته صاحب محیط فرماید که لغت یونانی است و بحذف همزه (سقوردیون) نیز آمده بعربی (ثوم الحیۃ)

ومعروف به (ثوم الکلب) و (ثوم البری) و بفارسی (سیر دشتی) و بشیرازی (موسیر) و بهندی (جنگلی لہسن) گویند ابن بیطار آنرا بشین معجمه (شقوردیون) نوشته وگفته که این حشیشه ثومی است معروف بحافظ الاجساد و حافظ الموتی و آن ثوم الحیه نیست بالجمله آن سیر صحرائی است۔ گرم وخشک در آخر سوم وگویند تا چهارم در آن مرارت و قبض مع تجفیف معتدل و تلطیف وتحلیل و تفتیح وجلاست و منافع بسیار دارد (اردو) جنگلی لہسن۔ مذکر۔

اسقورون | بقول برہان وہفت و انند بضم اول و ثالث و رای قرشت و سکون ثانی و رابع و واو و نون بیونانی و بعضی گویند برومی ریم آہن باشد و آنرا بعربی (خبث الحدید) خوانند۔ قطع خون بواسیر و سلس البول کند۔ صاحب محیط بر خبث الحدید فرماید که بفارسی (نوش) و (چرک آہن) و (ریم آہن) و بشیرازی (ر مه) و بهندی (لوہے کا میل) و (کیت) نامند و آن چرکی است که وقت گداختن از آہن جدا می شود و بهترین آن فولادی خشک در سوم و در گرمی کمتر وگویند گرم در دوم وخشک در سوم۔ بغایت مقوی معده و مجفف و منشف و دافع استرخای مقعد و سلس البول و محلل اورام و منافع بسیار دارد (اردو) لوہے کا میل۔ مذکر۔ بقول جامع الادویه چرک آہن۔ ریم آہن خبث الحدید۔

اسقولو | بقول برہان وہفت و انند بضم اول وسکون آخر که سین بی نقطه باشد بیونانی (۱) گاو بحری را گویند و برومی (قسطاس) صاحب موید گوید که بقول لغات طب (۲) قند و ذکر معنی اول ہم کند و این را بذیل لغات فارسی نویسد به تحقیق تا معنی

و وم متحقق نشد (اردو) دریائی گاسے۔ مؤنث (۲) قند بمعنی کھانڈ۔ اسم مذکر (آصفیہ)

اسقولوس بقول برہان و ہفت و انند بضم اول و سکون آخر کہ سین بی نقطہ باشد بیونانی بنجیبیت کہ آنرا آسیا کنند و آرد سازند و استادان صحاف و کفشگران و امثال آن بکار برند و بفارسی سریش گویند۔ صاحب محیط این را (اسقویوس) بہ تحتانی پنجم نوشتہ و اشارہ کند کہ بنجیبیت کہ آنرا (خنثی) نامند و بر (خنثی) گوید کہ ہمان بیخ کہ بفارسی (سریش) نام دارد و بسریانی (اسقولوس) بخیال ماتسامح اوست کہ بطور مستقل این را بہ تحتانی پنجم نوشت و بہ تحقیق ما بہ حرف پنجم لام است نہ یای تحتانی بالجملہ این ہمان (اسریشم) است کہ بجایش گذشت (اردو) دیکھو اسریشم۔

اسقیل بقول برہان بکسر اول و ثالث و سکون ثانی و تحتانی و لام پیاز دشتی است و آن در میان نرگس پیدا می شود و بعربی بصل الفار خوانند و بصل العنصل ہمانست گویند اگر موش قدری ازان بخورد بمیرد و اگر گرگ پای بر برگ آن گذارد البتہ لنگ شود و اگر ساعتی توقف کند بفید و بمیرد۔ صاحب سوارالسبیل گوید کہ اسم یونانی این (سکلا) است و بعربی اسقیل و محققین لسان عرب تصدیق کنند کہ اسقیل۔ لغت عرب است بمعنی پیاز دشتی صاحب محیط بر (اسقیل) فرماید کہ بکسر ہمزہ و سکون سین مہملہ و کسر قاف و سکون یای تحتانی و لام اسم عنصل است و بر عنصل فرماید کہ عربی است و بقول صاحب تسید نہ در سریانی (اسقیل) و (اسقال) و (اسقیلا) و بہ رومی (اقلیطون) و بفارسی (پیاز دشتی) و (پیاز موش) و در انگلیسی (اسکوال) و ہندی (کنسا) و دکولی کاندا) گویند گرم و خشک در دوم و نزد

بعضی خشک در سوم وبقول شیخ گرم وخشک در دوم - بنهایت قوی وحرارت آن شدید تر
ومنافع بسیار دارد (اردو) جنگلی پیاز - مونث -

اسک | بقول برهان وهفت واننذ بکسر اول وسکون کاف (۱) اسپی را گویند که ودماً
بجهت قاصدان بسیار ندو (۲) قاصد را نیز گویند وبفتح اول هم آمده - صاحب شمس این را
بالفتح بمعنی دوم لغت ترکی نوشته وبقول جامع (اسک) بالکسر و (اسکدار) بضم وفتح وکسرهٔ
اول هردو بمعنی برید وقاصد پیاده وسوار - بقول رشیدی بالفتح بمعنی الاغ وبقول سروری قاصد
والاغ - صاحب ناصری فرماید که این لغت در بلاد اسلامبول معمول وشائع - چون (اسک)
بمعنی الاغ است (اسکدار) بمعنی الاغ دار از همین باشد وفرماید که بشین معجمه مبدّل
این (اشک) هم آمده وصاحب مؤید بذیل لغات فرس این را بمعنی قاصدی والاغی آورده
وبذیل لغات ترکی ذکرش نکرده و (ایشک) را بتحتانی دوم بمعنی خر لغت ترکی گفته وصاحب
که محقق ترکی زبان است (اشک) بدون تحتانی بفتحتین بمعنی حمار ونحوها نوشته وصاحب لغات
ترکی (ایشک) را بفتح شین معجمه بمعنی خر وصاحب برهان (اشک) را بدون تحتانی باشین
معجمه بمعنی سالک راه خدا گفته صاحب جهانگیری (اسک) را مرادف (اسپ یام) آورده
که گذشت (سیف اسفرنگی ـه) سلطان آل یسین کز نعل اسک اسپش * سر باز سپهر برآمد
نون هلال چون نی * مؤلف گوید که اگر این را مبدّل اسپ گیریم جا دارد که تبدیل بای
فارسی با کاف موافق قواعد فرس است چنانکه (پیخ) و (کیخ) واگر اصل این لغت ترکی
(اشک) قرار دهیم میتوان شد که شین معجمه بسین مهمله بدل شود چون (شاره) و (ساره) بای حال

اسپ باشد یا خر یا ماثل آن - فارسیان این را مخصوص کرده اند به اسپی یا خری که برای سواری قاصدان در راه بگذارند و معنی دوم مجاز است که قاصد را هم به ہمین نام خوانند پس باید که بصورت اوّل این را بالفتح خوانیم که اسپ بفتح اوّل است و بصورت ثانی هم بالفتح که (اشک) بقول صاحب کنز بالفتح آمده آنانکه این را بمعنی الاغی و قاصدی بیای مصدری نوشته اند خطا کرده اند (اردو) (۱) ٹٹو گا گھوڑا - مذکر - (۲) قاصد - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ہرکارہ - ہیک - پیغامبر - نامہ بر -

اسکار بکسر اوّل بمعنی قاصد مستعمل (ظہوری) ؎ بروی کار من ہر تخیۂ افتاد برچیدیم ؛ بکارم آمد آخر بر لب اسکار می چنیم ؛ مؤلف گوید که محققین فرس ذکر (اسکار) بمعنی قاصد نه کرده اند عجبی نیست که مخفف (اسکدار) باشد که بمعنی قاصد می آید با صراحت معنی (اسک) بجای خودش کرده ایم و ماخذش هم همدرانجا نگو (اردو) دیکھو اسک کے دوسرے معنی -

(الف) **اسکال** (الف) بقول صاحب شمس بمعنی اندیشه و اندیشه کننده و امر اندیشه

(ب) **اسکالش** کردن و بہمین معنی بدون الف اوّل (سکال) هم آمده و (ب)

(ج) **اسکالیدن** بالکسر بمعنی اندیشه دیگر کسی از محققین ذکر الف نکرد و مقصود صاحب شمس جز این نباشد که الف را هم بالکسر گیریم صاحب سروری برای (ب) از مولوی معنوی سند آورده (؎) او نمی خندد ز ذوق مالشت ؛ او همی خندد بر آن اسکالشت ؛ صاحب مؤارد بذکر (ج) با کاف فارسی گوید که بمعنی فکر و اندیشه کردن است و (ب) حاصل بالمصدر ش و اشاره کند بسوی سگالیدن که بدون الف وصلی بہمین معنی می آید و بر (سگالیدن)

اشارہ (ج) فرماید و ہمدر آنجا نویسد کہ اسگال و اسگالش ہر دو حاصل بالمصدر (ج) است و الف امرش نیز و (اسگالد) مضارع آن و صاحب نوادر ہم بذکر (ب) و (ج) ہمراہ نشل صاحب بحر ذکر (ج) با الف وصلی نکردہ و بر سگالیدن فرماید کہ بکسر اوّل و کاف فارسی بمعنی (۱) دشمنی و خصومت کردن و (۲) فکر و اندیشہ نمودن و (۳) سخن بد گفتن و (۴) قصد کردن و بر (سکالیدن) بہ کاف عربی گوید کہ بمعنی اندیشہ و فکر و گفتگو کردن و گفتن و شنیدن و پرسیدن و خواستن و فرماید کہ با کاف فارسی ہم درست است ۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است نوشتہ کہ (سگال) بہ کسر اول و کاف فارسی لغت فرس است بمعنی فکر و فکرت و غیبت ۔ و نمیمت ۔ صاحب ہفت بر (اسگالش) آوردہ کہ بمعنی اندیشہ و خیال و فکر و اندیشہ مند را نیز گفتہ اند کہ صاحب فکر و اندیشہ و خیال باشد خان آرزو در سراج بر (سگالیدن) بکاف فارسی فرماید کہ بکسر مخفف (اسگالیدن) بمعنی اندیشہ کردن است و برین قیاس سگالندہ و سگالش و سگال و بر صاحب برہان اعتراض کند کہ سگال بمعنی سخن و گفتگو و دشمنی و خصومت آوردہ خطاست چراکہ (مدبح سگال) بمعنی مدیح اندیش است کہ کنایہ از شاعر باشد و نیز بمعنی دشمنی نیست بلکہ بشین معجمہ بمعنی کمر و فریب است کہ (شگیل) بشین معجمہ امالہ آنست و صاحب برہان (شگال و شگیل بمعنی مکر و فریب) بکاف عربی آوردہ و بہمین معنی (اشکل و اشکیل) بہ شین معجمہ و کاف عربی ہم نوشتہ کہ می آید **مؤلف** عرض کند کہ (اسکال) بالکسر بسین مہملہ و کاف عربی اصل است اسم جامد زبان فارسی بمعنی اندیشہ و فکر یا مفرس است از (اِشکال) کہ بلغت عربی بالکسر بمعنی دشواری است فارسیان بہ تبدیل شین

معجمه بسین مهمله همچون (شار) و (سار) کنایتهٔ بمعنی اندیشه و فکر استعمال کرده باشند و آنچه در (اسگال) کاف عربی را بفارسی بدل کردند که می آید) هم تصرّف ایشانست پس این اسم مصدر است و مصدر اسکالیدن از همین (اسکال) و اسگالیدن - از (اسگال) وضع شده که یای تحتانی بر آخرش زیاده کرده علامت مصدر دن در آخرش آوردند و این مصدر جعلی است چنانکه ذکرش بر (اسم مصدر) می آید و معنی مصدری این فکر و اندیشه کردن و (اسکالش) حاصل بالمصدرش موافق قاعدهٔ فرس که بر صیغهٔ امر که (اسکال و اسگال) است شین معجمه زیاده کرده (اسکالش و اسگالش) کردند ما بحث تفصیلی حاصل بالمصدر بر لغت (آموی) کردیم همین قدر است حقیقت الف و ب و ج و آنچه (سکالیدن و سگالیدن) و مشتقاتش بدون الف اول می آید مخفف این است بحذف الف اول آنچه بعض محققین الف را بمعنی فاعل گرفته اند تسامح او شانست که به قواعد فارسی پی نبرده اند - هرگاه الف صیغه امر (ج) است وقتیکه با اسمی مرکب شود افادهٔ معنی فاعل و مفعول هردو کند که آنرا اسم فاعل و اسم مفعول ترکیبی نام است چنانکه خیرسگال بمعنی خیراندیش و نمی شود که مجرّد صیغهٔ امر را بدون ترکیب بمعنی فاعل گیریم و آنچه بعض محققین بر مصدر (سکالیدن و سگالیدن) او را بمعنی فکر و اندیشه کردن - ذکر معانی دیگر هم کرده اند - جز این نیست که مجاز باشد و ما طالب سند استعمال آن باشیم و اگر بقول صاحب کنز در معنی الف غیبت و نمیمت را هم داخل کنیم و در دیگر معانی مصدری ملتفت صاحب بحر عجم تائیدی بهم رسد - حیف است که کسی از محققین فرس اندرین خصوص تائید صاحب کنز نمی کند و او از سند استعمال هم ساکت و آنچه صاحب هفت را بمعنی اندیشه سند و صاحب قلزم

واندیشہ وخیال گرفتہ خطای فاش کردہ کہ معنی حاصل بالمصدر بمعنی اندیشہ مندی است - نہ اندیشہ مند وانچہ بعض محققین معنی (ا لف وب فرق نکردہ اند قابل غور است بالجملہ حاصل جگر کاوی یا اینست کہ الف بمعنی تفکر و اندیشہ و ب بمعنی اندیشہ مندی و فکر مندی و (ج) معنی فکر و اندیشہ کردن باشد یعنی (الف) اسم مصدر است و (ب) حاصل بالمصدر و (ج) مصدر ما فرق اسم مصدر و حاصل بالمصدر را بر (اسم مصدر) بیان کنیم انشاءاللہ المستعان (اردو) الف - اندیشہ - بقول امیر فارسی مذکر - دھڑکا - خوف - کھٹکا (آتش ـــہ) وہ قد ہے مثل سرو ہمیشہ بہار پر ۔ اندیشہ خزاں نہیں رکھتا نہال دوست ۔ فکر - بقول صاحب آصفیہ عربی اسم مؤنث و مذکر - سوچ - بچار - اندیشہ - تردد (اسیر ـــہ) فکر ہے انکو متاع حسن کے نیلام کی ۔ سیر ہو چھوٹے اگر بولی ہمارے نام کی ۔ (داغ ـــہ) گزرجائیگی ہر صورت کروں کیوں داغ اندیشہ ۔ میرے مولا کو ہر دم فکر ہے میرے گزارے کا ۔ صاحب تذکیر و تانیث نے بھی لفظ فکر کو مختلف فیہ لکھا ہے (ب) فکرمندی - بقول آصفیہ اسم مؤنث بمعنی تفکر و تردد (ج) فکر کرنا - اندیشہ رکھنا - اندیشہ کرنا -

اسکاوند | بقول برہان وانند بفتح اوّل و واو مفتوح بنون و دال ابجد زدہ بمعنی سگاوند است و آن کوہی باشد نزدیک بہ سیستان و معرب آن سجاوند - ہم او این لغت را بدون الف اوّل - بہ کاف فارسی (سگاوند) نوشتہ و خان آرزو ہم در سراج بر سگاوند بکاف فارسی فرماید کہ سگ بسیار در ان باشد و صاحب برہان ہمین لغت را بشین معجمہ اشکاوند - بکاف عربی و شگاوند بدون الف با کاف فارسی بہ ہمین معنی

نوشتہ کہ می آید۔ صاحب ہفت (اسگاوند) را ہم بکاف فارسی نوشتہ مؤلف عرض
کند کہ شک نیست کہ این مرکب است از (اسکا) و (وند) وند بقول برہان چون در آخر
کلمہ آید افادہ معنی صاحب و ہمچون مند چنانکہ (دانشوند) کہ مرادف (دانشمند) است
جزو اول را اگر بقول برہان و انند بکاف تازی گیریم باید کہ اصلش (سکاو) قرار دہیم
بہ دال مہملہ در آخر کہ بقول صاحب سراج بمعنی سرکوہ و فرق سر آدمی است۔ دال آخر
حذف شدہ مخفف آن (سکا) باقی ماند و الف وصلی در اولش آوردہ (اسکا) کردند۔ پس
اسکاوند بمعنی صاحب قلہ و کنایہ از کوہی خاص است کہ قلہ ان بہ نسبت دیگر کوہ ہا خصوصیتی
داشتہ باشد اندرین صورت (سکاوند) بحذف الف بہ کاف عربی مخفف آن باشد آنانکہ
این را بکاف فارسی (سگاوند) گفتہ اند وجہ تسمیہ آن ہمان باشد کہ خان آرزو اشارہ آن
کردہ یعنی (سگان وند) بمعنی صاحب سگان پس نون اول را حذف کردہ (سگاوند) کوہی را نام
نہادند کہ بر آن کثرت سگانست اندرین صورت در (اسگاوند۔ بہ کاف فارسی) الف اول
وصلی باشد حیف است از برہان و انندکہ این را در ینجا بہ کاف عربی آوردہ و بحذف الف
اول بجایش کاف فارسی استعمال کردہ غلطی کتابت را در ینجا دخلی نیست کہ سلسلہ ردیف
الفاظ و طرز صراحتش واضح تر است تسامحش بیش نباشد کہ از ماخذ کار می گیرد انچہ ہمین لغت
با الف اول و بدون آن با شین معجمہ می آید مبدل انیست کہ سین مہملہ با شین معجمہ بدل شود ہمچون
(کستی) و (کشتی) (اردو) اسکاوند۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو سیستان میں واقع ہو ملکہ

اسلدار را	بقول برہان و جامع و ہفت با	دال ابجد بر وزن رہگذار۔ (۱) آنست کہ چون

قاصدی را خوانند که بتعجیل بجائی فرستند و رہ
منزل بجہت او اسپی نگاه دارند تا منزل بمنزل بر اسپ
تازه در سوار شود و (۲) پیادگان این نوع را
نیز گویند که در ہر چند قدم یکی نشسته باشد و خط
و کتابت را پیادهٔ اوّل به دوم و دوم به سوم
دہد تا بمقصد رسد و این در ہندوستان بیشتر متعارف
است و (۳) خریطهٔ و کیسه را نیز گویند که قاصدان
مکتوب در آن نہند و بضم اوّل و کسر اوّل ہم آمده صاحب
جہانگیری بذکر معنی اوّل و دوم از منوچہری سند دہد
(سه) بر عزم جنبش این نیت من که کرده ام ؛
نزد شہنشه ملکان بر با سکدار ؛ صاحب سروری
برای معنی اوّل و سوم از حکیم عنصری سند دہد
(سه) تو گوئی ز اسرار ایشان ہمی ؛ فرستد بدو
آفتاب اسکدار ؛ صاحب رشیدی ہمین سند را
برای معنی اوّل گیرد ۔ خان آرزو در سراج
فرماید که به ہر سه حرکات اوّل بمعنی شخصی که اسپان
را در راه نگاه دارد و بعضی اسپان مذکور را
گفته اند و قوسی گوید که تحقیق آنست که اسکدار
شخصی است که بر آن اسپ سوار شود که آن
اسپ را اسک گویند که گذشت و گاہی بمعنی قاصد
و خریطه نیز آمده و فرماید که اسکدار بمعنی خبرایلچی
ایام نیز مستعمل مؤلف گوید که معنی اوّل اصل
است و معانی دوم و سوم مجاز آن ۔ آنچه
خان آرزو (اسکدار) بمعنی خبرایلچی گوید مقصودش
بدون اضافت باشد یعنی ہر ایلچی که سوار خبر است
و ہم باید که برای این معنی اصل این (اشکدار)
گیریم و صراحت کامل این بر اسک کرده ایم آنانکه
این را بالفتح و بالضم گرفته اند بی‌خبر اند از مأخذ ۔
(اردو) (۱) ٹپه کا سوار ۔ مذکر (۲) ٹپه کا پیاده ۔ مذکر (۳)
ٹپه کا جیبی ڈبه جسمیں خطوط محفوظ کئے جائیں (مذکر)

اسکر بقول برہان و جامع بضم اوّل و سکون ثانی و فتح کاف و رای قرشت خارپشت
بزرگ تیر انداز را گویند ۔ صاحب ہفت صراحت فرماید که این بکاف فارسی است و ظرِ بیان

سلسلهٔ ردیف برهان - بکاف عربی گوید و صاحب انند هم بهمزبانی صاحب هفت صراحت
آن کرده این لغت فارسی زبان است بخیال ما این مبدل (اسغر) است که گذشت فارسیان
بقاعدهٔ تبدیل غین معجمه را بکاف عربی و کاف فارسی هردو بدل کنند چنانکه (غشکاو) و (کشکاو)
و (غنوله) و (گنوله) پس (اسکر) به کاف عربی و فارسی هردو صحیح باشد و ما اشارهٔ این بر
(اسغر) کرده ایم و تفرقهٔ اعراب تصرف فارسیان است (اردو) دیکهو اتشی -

اسکرک | بقول صاحب انند بکسر اول و ثالث بروزن قرفرک لغت فارسی است
بمعنی بر جستن گلو یعنی صدائی که بی اختیار از گلو بر آید که بعربی فواق گویند - صاحب برهان و جامع
این را بکاف فارسی نوشته و صراحت کاف اول و دوم نکرده - صاحب سروری فرماید که
که بکسر همزه و کاف تازی و فتح رای مهمله فواق باشد یعنی صوتی که پیاپی از حلق بر آید بی قصد
خان آرزو در سراج صراحت کند که بفتح اول و سکون دوم و کاف تازی است و بهندی
این را هچکی گویند - صاحب خزانه بلغت (هچکی) فرماید که این را بترکی (اخرق) گویند
و بعربی فواق مؤلف گوید که در اسباب فواق تنگی حنجره را دخل است و (سکرا) بفتح ول
بقول صاحب ساطع بسنسکرت تنگ و مضیق را گویند و (سکرانا) بمعنی تنگ کردن کسی را
و سکرائی بمعنی تنگی جای و ضیق مکان و (سکری) بمعنی سرتقل پس عجبی نیست که فارسیان
بقاعدهٔ تبدیل الف (سکرا) بکاف فارسی بدل کرده باشند چنانکه (اسنج) و (اگرنج) و الف
وصلی در اولش آورده (اسکرگ) کرده اند - اندرین صورت باید که کاف آخره را فارسی
گیریم و باتفاق صاحب سراج بفتح اول خوانیم آنکه کاف اول را فارسی گیرند یا کاف

دوم را عربی - جز این نیست کہ برماخذ غور ننمودہ اند - حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد (اردو) ہچکی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - فواق - وہ ہوا جو گلے سے رک رک کر نکلتی ہے -

اسکرہ | بقول برہان بضم اول وسکون ثانی و فتح کاف و رای قرشت کاسۂ سفالی وجام آب خوری باشد و بتشدید رای ہم بنظر آمدہ صاحب رشیدی فرماید کہ بضم الف وتشدید رای مہملہ و (اسکورہ) بالضم پیمانہ ایست کہ مقداری معین می گیرد و در اوزان ومکائیل طبی مذکور و بمعنی مطلق پیمانہ نیز استعمال کنند و (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم آمدہ و بتازی (اسکرجہ) و (سکرجہ) گویند - مولوی معنوی (ره) بحر را پیمودہ ہیچ اسکرہ شیر را بر داشت ہرگز تبرہ صاحب جہانگیری بر کاسۂ گلی قانع - صاحبان انند وجامع وسروری وناصری وہفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج این را بضم کاف گوید و بر برہان اعتراض کند و فرماید کہ در کلام مولوی معنوی بمقابلۂ قافیۂ (برہ) (اسکرہ) را بالضم خواندن بروی قواعد قافیہ عیبی ندارد و گوید کہ ظاہرا معرب اسکورہ وہندی سکورہ بمعنی کاسۂ سفال است - صاحب کنز این را فارسی گفتہ و بمعنی کاسہ وکشکول آوردہ وصاحب برہان (سکرہ) و (سکورہ) بحذف الف ہم بہمین معنی آوردہ مؤلف عرض کند کہ اصل این لغت سنسکرت (سکورا) باشد بفتح اول و ضم دوم وسکون واو مجہول - مذکر (و سکوری) مؤنث آن ہر دو - بقول صاحب ساطع ظرف گلی ونمکدان گلی - فارسیان الف آخر (سکورا) را بہ ہای ہوز بدل کردند ہمچون (پاپا)

و (یاسہ) وپس از ان از کثرت استعمال واو حذف شدہ (سکرہ) شد و الف وصلی در اولش آوردہ
اسکرہ کردند و صاحب سراج درست فرماید کہ کاف را مضموم گیریم و بخیال ما این مفرس است
و صاحب منتخب نوشتہ کہ (اسکرجہ) و (اسکرہ) بالضم بمعنی ظرفی کہ مقدار پنج مثقال آب گیرد
پس این معرب باشد بہ تخصیص وزن (اردو) سکورہ۔ بقول صاحب آصفیہ فارسی اسم
مذکر مٹی کا پیالہ۔ کاسہ گلی۔ اردو والے بکسر سین مہملہ اور ہندو بفتح سین بولتے ہین۔ ہماری
راے مین آپ نے اسکے ماخذ پر غور نہین فرمایا اس لئے اسکو فارسی کہا۔

اسکلہ | بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار جائیکہ از جہاز
بساحل فرود آیند و ہم او بجای دیگر نویسد کہ فرودگاہ است۔ صاحب رہنما صراحت کند
کہ جائیکہ لب آب درست کنند از پلہ ہا کہ بوسیلہ آن از کنارۂ دریا بہ کشتی سوار شوند و صاحب
بول چال ترجمۂ این (گھاٹ) نوشتہ۔ صاحب سواء السبیل این را بالکسر و فتح لام معرب (اسکالا)
لغت ایطالیانی نوشتہ بمعنی بندر بحیرہ و جمع آن اساکل۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی است این را
بہمین معنی لغت ترکی قرار دہد **مؤلف** گوید کہ معرب گیریم یا مفرس بہر دو صورت ماخوذ است
از لغت اطالیہ۔ الف دوم بکثرت استعمال حذف شد و الف سوم بدل شد بہ ہای ہوز ہمچو
(ناسا) و (یاسہ) و ضرورت ندارد کہ ازین تبدیل ہم کار گیریم کہ تلفظ زبان اطالیہ را اگر
بزبان فرس نقل کنیم جادارد کہ الف آخر را بصورت الف نویسیم یا ہای ہوز زیرا کہ در زبان
مذکور دو حرف مخصوص ہجو الف و ہا نیست کہ در آخر کلمہ قریب المخرج باشند و صاحب محیط المحیط
تائید تعریب این کند و جمع این اساکل آوردہ فرماید کہ (الاسکلۃ المینا، فی بحر الروم

اوما یتوصل بہ الی البر) وجاداردکہ ترکان ہم از لغت اطالیہ گرفتہ باشند یا بالعکس این ۔
(اردو) وہ مقام لب دریا جس کے ذریعہ سے کشتی مین سوار ہوتے ہین ۔ صاحب آصفیہ نے لفظ گہاٹ پر لکھا ہے کہ ہندی اسم مذکر وہ ڈہلوان سطح جہان سے کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے ہین ۔

اسکملہ | بقول صاحب بول چال چیزی کہ بہ انگلیسی زبان آنرا (اسٹول) گویند و صاحب سوار السبیل فرماید کہ لغت ترکی است بمعنی قدم گاہ ۔ کرسی زیر پای و کرسی پست و در عربی بالکسر (اسکملۃ) بہ ہمین معنی مستعمل و ہم او گوید کہ (اسکملس) بمعنی چارپایہ و پایگاہ لغت لاطینی است و صاحب کنز کہ محقق ترکی است فرماید کہ در ترکی زبان بمعنی منبر و کرسی است و (اسکملی) کذلک (اردو) وہ چوکی جو کرسی پر بیٹھکر اسپر پاؤن رکھتے ہین جس کو دکن مین (پاداز) کہتے ہین

اسکناس | معاصرین عجم استعمال این می کنند و صاحب بول چال صراحت کند کہ (۱) آلہ را نام است کہ بوسیلہ آن در یافت و تحقیق اوزان متناسبہ فلزات کنند و بمعنی لفظی این آلہ آزمایش ۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار (۲) بمعنی برات و چک نوشتہ و ترجمہ آن در انگلیسی زبان (بنک نوٹس) ہیچ متحقق نشد کہ این لغت کدام زبان است کہ فارسیان از و گرفتہ اند یا مفرس ساختہ اند محققین فرس قدیم ہم ازین ساکت اند (اردو) (۱) اسکناس ۔ استعمال معاصرین فرس مین ایک آلہ کا نام جس کے ذریعہ سے اوزان متناسبہ فلزات کو معلوم کرتے ہین ۔ مذکر (۲) چک ۔ بقول آصفیہ (مؤنث) (انگریزی) اردو مین مستعمل ۔ کاغذ زر ۔ نقدی ملنے کا پرچہ و بقول مؤلف برات ۔

اسکنج بقول برہان با نون وجیم وحرکت غیر معلوم (۱) بوی دہن را خوانند وبعربی بخر- صاحب انند فرماید کہ بفتح اوّل وثالث لغت فارسی است بمعنی بوی دہن وصاحب ہفت ہمزبانش وصاحب جامع گوید کہ (۲) بمعنی بوی بد دہن - صاحب برہان بر (سکنج) بدون الف فرماید کہ بضم اوّل وثانی وسکون نون وجیم گندگی دہن وبوی دہان را گویند کہ بعربی بخر خوانند وشخصی را نیز گفتہ اند کہ بوی دہان داشتہ باشد وباین معنی بفتح اوّل ہم آمدہ وباوّل بکسور بمعنی سرفہ کردن وآواز بگلو برآوردن وبمعنی تراش ہم وگزیدن را نیز گویند (الخ) **مؤلف** عرض کند ہرگاہ حرکات حروف (سکنج) را خود برہان بیان می کند عجب است کہ بر اصلش کہ اسکنج است حرکت غیر معلوم چرا نوشت - مخفی مبادکہ بخر درعربی بفتحتین بمعنی ہر چیزی کہ رائحہ او تند باشد وگندگی دہن (کذا فی المنتخب) بخیال ما معنی دوم مجاز است کہ گندگی دہن نتیجہ تندی بوی دہن است وبنیاد آن بوی دہن باشد یعنی چون دہنی بوندارد علامت صحت کلی است وچون تندی پیدا شود علامت غیر اعتدال است کہ بالاخر بہ گندگی دہن رساند بالجملہ (اسکنج) مرکب است از (اس) و(گند) اس لغت عربی است بہر سہ حرکت بمعنی بنیاد واصل ہر چیز چنانکہ بجایش گذشت و(گند) بالفتح لغت فارسی است بقول برہان بمعنی بوی بد - پس فارسیان (اسگند) بمعنی بنیاد بوی بد گرفتند ومطلق بوی دہن را نام نہادند کہ بوی دہن بنیاد گندگی دہن است واتفاق صاحبان تحقیق بر معنی اوّل است ومعنی دوم مجاز آن - پس بقاعدۂ فارسی کاف فارسی بہ کاف عربی ودال مہملہ بہ جیم بدل شد چنانکہ (اگند) و(کند) و(زکند) و (زکنج) وسکنج کہ بدون الف اوّل بہمین معنی می آید مخفف (اسکنج) است (اردو) (۱) بوے

وہن (فارسی) اردو میں مستعمل - مذکر (۲) گندہ دہنی - مؤنث - صاحب آصفیہ نے گندہ دہن کا ذکر کیا ہے - یعنی وہ شخص جس کے منہ سے بدبو آئے - بکھیج - بیا ستو -

اسکندان | بقول برہان دسہ راج بفتح اول بر وزن دربندان بمعنی کلیدان است کہ محل بستن وکشادن باشد در باغ وخانہ وطویلہ وامثال آن را وبعربی مغلق خوانند صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی زبان است و فرماید کہ کلیدان باغ وخانہ را گویند وصاحب ناصری معنی متفق مبود - بقول جامع کلیدان چوبی صاحب برہان بر (کلیدان) فرماید کہ بکسر اول آلت بیست وکشاد درباغ ودر کوچہ وامثال آن وبعربی غلق وقفل را نیز گویند - صاحب منتخب بر (غلق) نوشتہ کہ بالفتح دربستن وبفتحتین چیزیکہ بدان در را بندند وآنرا مغلاق نیز گویند وبفارسی کلیدان - مخفی مباد کہ (سکند) بقول اہل تحقیق بالفتح بمعنی جماع ومباشرت آمدہ و (سکن) بقول صاحب محیط المحیط بفتحتین در لسان عرب بمعنی سکون واطمینان وبرکت پس بخیال ما شک نیست کہ فارسیان (بزیادت دال) (سکند) کردند چون (پیرہن) و (پیرہند) وبمعنی جماع ومباشرت استعمال کردند وہمچنین بر (سکن) کہ بمعنی سکون واطمینان است بلفظ (دان) زیادہ کردہ (سکندان) آلہ را نام نہادند کہ بوسیلہ آن در را بند کنند وقفل بر در خانہ وامثال آن اندازند - الف وصلی در او لش آوردہ (اسکندان) کردند (اردو) کنڈی - بقول آصفیہ (اسم مؤنث) زنجیر دروازہ - حلقۂ در - دکن میں (اڑ ڈنڈا) اس آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے دروازہ بند کرتے ہیں - یہ دونوں کواڑوں کے وسط میں آڑا قائم ہو کر پٹوں کو بند کر دیتا ہے اور بعض اڑڈنڈوں میں کنڈی بھی لگی ہوتی ہے جس میں قفل لگا دیتے ہیں -

اسکندر | بقول برہان بکسر اول نام پادشاهیست که عالم گیر شد گویند دختر زادهٔ فیلقوس و پدرش دارا نام داشت و چون دارا دختر فیلقوس را بسبب گنده دہنی پیش فیلقوس فرستاد دختر از دارا حامله بود و اظهار نکرد تا بوی دهن او را با (اسکندروس) که آنرا بفارسی سیر گویند علاج کردند - بعد از ان فرزند بوجود آمد و او را اسکندر نام نهادند و نام مادر او ناهید بود و بعضی گویند که اسکندر پیغمبر شده و او را ذوالقرنین از ان جهت می گفتند که دو طرف پیشانی او بلند و برآمده بود **مؤلف** گوید که این لغت زبان رومی باشد که صاحب محیط بر (اسکندروس) صراحت این کرده و سکندر که می آید مخفف این است - صاحب ناصری بر لغت (سکندر) گوید که نام پادشاهی است معروف - یونانی ولی بواسطهٔ لقب ذوالقرنین و نسبت بعضی چیزها بدو مشتبه و ملتبس است و تحقیق آنست که ذوالقرنین اکبر پسر خالهٔ خضر علیه السلام و نامش صعب بن روم بن یونان بن تاریح بن سام بن نوح علیه السلام و معاصر حضرت خلیل الرحمان بود و ظهورش در سه هزار و چهار صد و پنجاه و هفت سال بعد از هبوط آدم در مصر بود و بعد از غلبه بر ولایات مصر و افریقه و امصار مغرب که حتی **اذا بلغ مغرب الشمس** اشاره بدان است قصد بلاد یورپ و سبیره و مشرق کرد و سکنهٔ مشرق از اشرار تاتار و مغول شکوه کردند - سد یاجوج و ماجوج را ساخت و گفته اند که سد باب الابواب دربند است و بعد از مراجعت از مشرق با ششصد هزار کس متوجه ایران و مکه شده و با حضرت ابراهیم در مکه ملاقات و مصافحه کرد پس باراضی مقدونیه رفته شهر را بنام خود ساخت و در دومة الجندل بعبادت بود تا در گذشت - پانصد سال عمر یافت و چهل سال در مصر و غیره پادشاهی کرد و بعضی اخبار که بوی نسبت کنند اغلب مرموز است و تاویل خواهد و اصل او از عرب بود و بعضی از سلاطین

یمن را بعد از و ملقب ذو القرنین خوانده‌اند و یکی از آنان ابوکرب شمر یرعش است که دو گیسوی
او آویخته بود بر دو بازوی او و بسبب این لقب شد زیرا که قرن بمعنی گیسو و شاخ آمده و فخر
کرده شاعر عرب حمیری که ذو القرنین پدر ما بود و پیش از و بلقیس عمهٔ ما بوده - و از ذوای یمن متعدد
بوده‌اند که اسامی ایشان از (ذو) خالی نبوده - یونانیان گفته که دیگری از ذو القرنین (اطرکس) بجای
که بر (اسایه‌رس) ملک بابل غالب شده او را کشته پوست کنده با موی او دو زلفش را دباغت
کرده آنرا بمنزلهٔ تاج خود قرار داده خود را ذو القرنین لقب نهاد - علی الجمله اسکندر پسر فلیپ مشهور به
(فیلقوس) در پنجهزار و دویست سال بعد از هبوط آدم در مقدونیه متولد شد و بحکومت رسید و دارا
اصغر معاصر وی و پادشاه ایران بود - اسکندر بروی غلبه یافته ایران را تصرف گرفته از مازندران بخراسان
رفت و قصد سنده و هند کرده (پورس) پادشاه پنجاب و لاهور را کشت و از سنده عزم بابل
کرد - از کثرت ادمان بر شراب بیمار رو در شهر بابل فوت شد جسد او را باسکندریه بردند
و بخاک سپردند - سی و دو سال عمر یافت و شانزده سال سلطنت داشت - گویند رغبت او با
پسران ساده زیاده از زنان بود - اغراق افسانه‌خوانان و شعرا همه دروغ و آیات و اخبار
در حق ذو القرنین است عبد صالح بود و مخلط به یکدیگر کرده‌اند و صاحب انند بحواله صاحب
تاریخ طبری نوشته که چون بهمن پدر دارا بر اورنگ سلطنت نشست در روزگاری بر آن برآمد
آهنگ زمین یونان کرد و با فیلقوس پادشاه آنجا صلح کرد و بهمن دختری از آن فیلقوس بزنی کرد
و هم در آنجا یک شب با او بود و او را باز پیش پدر فرستاد و بهمن باز بملک خویش بازگشت و روزگاری
دراز بر این برآمد و آن دختر همان شب از بهمن بار گرفت و چون نه ماه برآمد سکندر را از او بزاد

بطالع سعد و این فیلقوس ملک یونان او را بپرورد۔ کسی نمید انست کہ این پسر بہمن است و ہم
مردمان او را اسکندر بن فیلقوس خواندندی و چون فیلقوس بمرد اسکندر بملک نشست و بحوالۂ ناصری
فرماید کہ سکندر را اسکندر نیز گویند و معنی این نام بیونانی حکمت دوست است و شہر یکہ او ساخت
اسکندریہ خوانندش و منسوب بہ آن شہر را اسکندرانی گفتہ اند و یافتۂ از آنجا حاصل میشود در کمال
لطافت چنانکہ شیخ عطار گفتہ (سہ) تو گر اسکندری دنیا می فانی ؛ کفن پوشد بتو اسکندرانی ؛
و پیش از و نیز ملوک اسکندر نام در بعضی طوائف ایرانیان و کلدانیون بودہ باصطلاح اسکندر
بمعنی پادشاہ بزرگ است اگرچہ نام دیگر داشتہ باشند و اسکندر رومی در سال پنجہزار و دویست
و ہفت از ہبوط آدم بر مصر استیلا یافتہ و بعد از و بطالسہ پادشاہ شدند و درمیان آنہا دو نفر انکی
نام یعنی اسکندر۔ پادشاہی داشتہ اند و آخرین بطالسہ زنی۔ کلیا تیرہ نام بود و بحسن و جمال شہرت
داشت و اسکندر نام دیگر قبل از اسکندر رومی بودہ است کہ او را (اسکندرینا) می گفتہ اند و در
آثار الباقیہ مذکور شدہ (ظہوری سہ) سہل بود آئینہ بر اسکندر آن پر تو نداشت ؛ گر زنی لاف صفا
از سینۂ بیرنگ زن ؛۔

(۲) بہ تحقیق ما (اسکندر) بلغت رومی بمعنی سرنگون ہم کہ بر (اسکندری خوردن) بحث این می آید
(۳) بقول مؤید الکسر تیغی کہ برای دفع بحر کار بندند و آنرا اسکندروس ہم گویند (اردو) (۱) اسکندر و سکندر
بقول امیر یونان کا ایک بڑا اولوالعزم بادشاہ فیلقوس کا بیٹا۔ اسکی عمر کا بڑا حصہ ملک گیری میں صرف
ہوا۔ مصر میں اسکندریہ اپنے نام پر آباد کیا۔ دارا کی بیٹی کے ساتھ شادی کی اور بابل کے قریب
۳۲۳ء قبل مسیح کے بیمار ہو کر وفات پائی اسکا وزیر و معلم حکیم ارسطاطالیس تھا ذوالقرنین جن کا (۱۵۱)

ذکر کلام باری تعالیٰ مین ہے ممکن ہے کہ سکندر ہی اونکا نام ہو اسی سکندر کو بانی سدّ یاجوج ماجوج جاننا یا ذوالقرنین بانی سدّ کو سکندر بن فیلقوس یونانی سمجھنا خطا ہے - واللہ اعلم - (۲) سرنگون بقول آصفیہ اوندہے منہ - سر کے بل (۳) دیکھو اسکندروس -

اسکندر آباد | استعمال - بقول ہفت و مؤید بکسر اوّل و سکون سین مہملہ و فتح کاف و سکون نون و فتح دال ابجد و رای مہملہ - دو نام شہریست بسر حد جنوب آباد کردۂ ذوالقرنین (اردو) اسکندر آباد ایک شہر کا نام ہے جو سرحد جنوب پر ذوالقرنین کا آباد کیا ہوا ہے - مذکر -

(الف) **اسکندروس** | بقول برہان و ہفت و جامع بضم را و سکون واو و سین بی نقطہ لغت رومی (۱) سیر - برادر پیاز و (۲) نام پسر اسکندر ذوالقرنین ہم ہست کہ از رد شنگ دختر دارا بہم رسید و بعضی گویند (۳) نام مادر اسکندر است صاحب ناصری بذکر ہر دو معنی فرماید کہ لغت یونانی است و نسبت معنی دوم گوید کہ متحقق نشد الّا اینکہ در اشعار نظامی شنیدہ ایم و صاحب سروری برای معنی دوم قانع و صاحب جہانگیری برای معنی دوم از نظامی سند آوردہ (۵) ہمان پور اسکندر اسکندروس ٭ ہمی آمد و خاک می داد بوس ٭ صاحب سوار السبیل نوشتہ کہ (۴) صمغی باشند شبیہ بکاہ ربا کہ از ارمنیہ آرند و گاہ در سیاہی دوات برای اصلاح اندازند و بفارسی (سندروس) گویند - صاحب محیط فرماید کہ اسم رومی پیاز است و گویند سیر - صاحب شمس بذکر ہر سہ معنی اوّل صراحت کند کہ معنی اوّل و دوم بہ شین معجمہ - -

(ب) **اسکندروش** | ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ تبدیل سین مہملہ با شین معجمہ بفارسی آمدہ چنانکہ (کستی) و (کشتی) و معنی چہارم بہ تحقیق نرسید اگرچہ صاحب محیط بر (سندروس) تعریف آن کند کہ بجای خورش می آید اما صراحت نکند کہ اسمش

(اسکند- وس) است (اردو) (۱) لہسن
بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر- سیر- برادر پیاز
(۲) اسکندروس- رومی زبان مین- سکندر
ذوالقرنین کے فرزند کا نام (۳) اسکندروس
بقول بعض رومی زبان مین سکندر کی مان کا نام
(۴) سندور- اسم مذکر- دیکھو (اسرنج کے دوسرے
معنی-

اسکندرون | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ
فرنگ بالکسر وضم رای مہملہ نام شہری- صاحب
شمس گوید کہ نام جزیرہ کہ قبر سکندر در آنجاست
مؤلف گوید کہ این بمعنی معمورۂ اسکندر است
کہ (ون) بقول برہان نام شہریست کہ حسین فرنگی
ولی منسوب بآن شہر است اگرچہ تحقق نشد کہ (ون)
لغت کدام زبان است ولیکن این قدر تحقق شد
کہ نام شہریست وجہ تسمیہ آن ہرچہ باشد پس لقاعدۂ
فارسی (ون) بطور عام بمعنی شہر گرفتن عیبی نیست
ومعنی (اسکندرون) شہر اسکندر است یعنی شہریکہ
مدفن سکندر باشد- فتح واو کہ بسکون بدل شد وسکون
رای مہملہ بضمہ این نتیجۂ کثرت استعمال وعدم تحقق
بر ماخذ است وبس (اردو) اسکندرون- ایک
جزیرہ کا نام ہے جس مین سکندر کی قبر ہے- مذکر

(۱۵۹۲) **اسکندری** | مفرس است از (اسکندر)
لغت رومی کہ بمعنی سرنگون گذشت فارسیان
یای مصدری در آخر این آوردہ (اسکندری)
بمعنی سرنگونی استعمال کردند صراحت مزید این بر
(اسکندری خوردن) می آید (اردو) سرنگونی-
سر کے بل ہونا- گردن جھکا لینا (حاصل بالمصدر)
صاحب آصفیہ نے سرنگون کا ذکر کیا ہے اور
سرنگونی کو ترک فرمایا ہے-

اسکندری خوردن | اصطلاح- صاحب
بحر بحوالۂ خان آرزو گوید کہ معنی آن کج شدن سم اسپ
در وقت رفتن یا دویدن است واین مخصوص
ہر دو دست آن باشد لیکن وجہ تسمیہ معلوم نیست
(انتہی) صاحب بحر عجم بر (سکندر خوردن) نوشتہ

که (سکندر) بزبان رومی سر را گویند - خان آرزو
در چراغ از اشرف سند داده گوید که وجه تسمیه معلوم
نشد (ـه) بود در روی زمین باشد تنگ پهنا
سمند بخون خضر اسکندری خورده و آرسته در مصطلحات
بر سکندری سکندری خوردن گوید که سکندر بزبان
رومی سر را گویند بخیال ما غلطی کتابت است
که (رومی) را (رومی) نوشته - خان آرزو
در سراج بر لفظ (سکندر) فرماید که بسر در آمدن
اسپ است و آنرا (سکندری) نیز گویند و بعضی
(سکندر) را بمعنی مطلق سرنگون نوشته اند صاحب
برهان بر لفظ (سکندر) گوید که بمعنی سرنگون و اسپی
که بسر در آید - حالا عرض کنیم که متحقق شد که (اسکندر)
بمعنی سرنگون و (اسکندری) بزیادت یای
مصدری بمعنی سرنگونی است بقاعدهٔ فارسی و
(خوردن) بقول صاحب موارد بمعنی گرفتن
و حاصل کردن (چون بوسه خوردن و رشوت خوردن)
و هم بمعنی شدن چون (خم خوردن) پس (اسکندری
خوردن) بمعنی سرنگونی حاصل کردن و (اسکندری
خوردن) بمعنی سرنگون شدن باشد که کنایه باشد
از پای بسنگ آمدن - بتحقیق ما این تخصیص با اسپ
ندارد و فارسیان برای غیر اسپ هم استعمال این
کرده اند (مخلص کاشی ـه) ز لا بصرفه قدم نه
که در طریق معاش * سکندری خورد از فاقه هر که
دارا نیست * مخفی مباد که (دارا) در مصرع ثانی
مقابل نادار است محققین محتاط تخصیص اسپ
باستناد کلام اشرف ندانی کرده اند که بالا گذشت
شد و تخصیص به هر دو دستش ازینکه پا بسنگ آمدن
چارپایان متعلق است از دو پای اولین شان
و خیال نکردند که در کلام اشرف لفظ (سمند) موجود
است و از مصرع ثانیش مصدر (اسکندری خوردن
سمند) پیدا می شود - پس مجرد (اسکندری خوردن)
را ذکر کردن و این را مخصوص به اسپ گردانیدن
نقص تلاش و قلت غور بیش نیست و آنچه بعض
محققین (سکندر) را بمعنی اسپی که بسر در آید و بسر

ور آمدن اسپ نوشته اند خطای فاش کرده حاصل
اینست که (سکندر خوردن) و (سکندری خوردن)
مخفف این است بحذف الف که بجایش می آید
(اردو) ٹھوکر کھانا - الجھ کر گر پڑنا - تنگ راہ
کی ٹکر کھانا -

اسکندریه بقول برهان و جامع و هفت
نام شهریست بنا کردهٔ اسکندر که در کنار دریا
بسرحد فرنگ واقع - صاحب ناصری در مقدمهٔ
کتاب بذیل آرایش چهارم گوید که شهریست از
توابع مصر بر کنار دریای روم و در سلسلهٔ ردیف
هم ذکر این کرده بر ابهام بیان برهان اعتراض کند
و بقول غیاث شهریست در شمال ملک مصر بنا کردهٔ
اسکندر بن فیلقوس (اردو) ایک شہر ہے جس کا نام
اسکندریہ ہے - حضرت امیر فرماتے ہیں کہ ملک مصر کی شمال میں
بحیرۂ روم کی کنارے واقع ہے یہ شہر سکندر بادشاہ کا بسایا ہوا
ملک مصر کا بڑا بندرگاہ اور براعظم افریقہ میں بڑی تجارت کا مقام ہے

(۱) **اسکنک** بقول برهان نمبر (۱) بکسر اول و ثالث و فتح نون مرادف نمبر (۲) باشد و
(۲) **اسکنه** آن افزاریست درودگران را و بعربی بیرم خوانند - خان آرزو در سراج
ذکر هردو کرده فرماید که هردو بکاف تازی چیزی که آنرا بفارسی برمه گویند صاحبان جامع و ناصری
و هفت و شمس و رشیدی و انند هم ذکر این کرده اند - صاحب انند صراحت کند که هردو لغت فارسی
زبان است که بهندی آنرا نهانی و نهانی خوانند صاحب سروری بر اسکنه فرماید که گردبر را گویند - و
بقول جهانگیری که برذکر لغت ؛ توم قانع است (سکنه) نیز آمده - (مولوی معنوی ره) جور و جفا
و درو گری کان کنکاری کند ؛ بر دل و جان ما تبر و اسکنه کاری کند ؛ (مسعود سعد ره) چو حقهٔ تو
شدم در غم تو سرگردان ؛ بسان چوب تو از اسکنه شدم دل ریش ؛ صاحب غیاث بحوالهٔ لغات
ترکی فرماید که (اسکنه) بالکسر و سین مهمله نهانی نجاران و صاحب مؤید بحوالهٔ قنیه بر اسکنه نوشته

کہ بالکسر با شین معجمہ بمعنی برمہ وبحوالۂ صحاح وصراح فرماید کہ ترجمہ آن ثقب وقیل اشکنہ بالکسر بالفتح
آلت شکستن صاحب خزانہ بصراحت نویسد کہ (برمہ) را در ترکی (اسکنہ) گویند **مؤلف** عرض
کند کہ اگر (اسکنہ) لغت ترکی را اصل گیریم (اسکنک) مبدل آنست کہ بقاعدۂ فارسی تبدیل ہای ہوز
بہ کاف عربی آمدہ چنانکہ (پروانہ) و (پروانک) و (اشکنہ) بہ شین معجمہ ہم مبدل (اسکنہ) باشد کہ
مہملہ بمعجمہ بدل شود ہمچون (سار) و (شار) و اگر (اشکنہ) را بہ شین معجمہ اصل گیریم ماخوذ باشد از
(شکن) کہ بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر (شکستن) است وچون (شکستن) بقولش
بزیادت الف وصلی اشکستن ہم آمدہ پس حاصل بالمصدرش (اشکن) باشد فارسیان بزیادت
ہای نسبت در آخرش اشکنہ نام آلہ نہادند کہ بوسیلہ آن سوراخ درچوب وغیرہ کنند وآنرا اشکنہ
و (اسکنک) مبدل آن بہ تبدیل شین معجمہ با مہملہ وکاف عربی با ہای ہوز و (اسکنہ) بہ تبدیل شین
معجمہ بہ سین فقط کہ این ہر دو قسم تبدیل در فارسی آمدہ چنانکہ ذکرش بالا گذشت **(اردو)** برما۔ بقول
آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ لکڑی مین چھید کرنے کا ایک اوزار جو بڑھیون کے پاس ہوتا ہے **شنبہ**

اسکوت لند استعمال۔ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاجار مبدل
(اسکاٹلینڈ) است **مؤلف** گوید کہ فارسیان الف را با واو بدل کنند چنانکہ (تاغ) و (توغ)
وتای ہندی را در اکثر تای عربی خوانند ویای تحتانی حذف شد بکثرت استعمال (اسکاٹلینڈ) لغت
انگلیسی است حصۂ ملک برطانیہ کہ در شمال انگلستان واقع (اردو) اسکاٹلینڈ۔ انگریزی
بقول امیر ملک برطانیہ کا وہ حصہ جو انگلستان کے شمال مین واقع ہے۔

اسکورہ بقول صاحب رشیدی مرادف (اسکرہ) کہ گذشت وما اشارۂ این ہم در آنجا

کرده ایم و این معرّبِ است و اصل این (سکورا) لغت سنسکرت - صراحت کاملش بر	(اسکره) مذکور (اردو) دیکھو اسکره

(الف) **اسکیز** | بقول برهان (الف) بکسر اوّل و ثالث و سکون ثانی و تحتانی و زای هوّز
(ب) **اسکیزد** | و (ج) بر وزن استیزه بمعنی برجستن و آگیز و جفته انداختن ستور باشد
(ج) **اسکیزه** | صاحب رشیدی (ب) و (ج) را مرادف گیزد گیزه فرماید که بدون
الف (سکیزد و سکیزه) هم آمده و صاحب جامع ذکر الف و (ج) کرده - خانِ آرزو در سراج
بر (الف) ب و ج را نوشته صاحب جهانگیری بذیل (ج) الف را هم ذکر کنده برای (ج)
از مولوی معنوی سند آرد (ﮧ) چونکه مستغنی شد او طاغی شود ٭ خرچو بار انداخت اسکیزه زند ٭
صاحب ناصری هم ذکر (ج) کرده و صاحب سروری به (ج) معنی جست و خیز نوشته و صاحب
نوادر (الف و ج) را بذیل مصدر اسکالیدن آورده حواله کند بر سکالیدن و (سکالیدن) را بکاف
فارسی بمعنی فکر و اندیشه کردن نوشته مؤلف گوید که آنانکه ذکر هر سه بطور اسم جامد کرده اند بی خبر اند
از مصدر و صاحب نوادر که ذکر مصدر کرده است سکندری خورده بخیال ما مصدر این هر سه لغت
(اسکیزیدن) است بمعنی جست و خیز کردن و برجستن و آلیز زدن و جفته انداختن ستور - صاحبان
تحقیق و محققین مصادر این مصدر را ترک کرده اند و همین معنی بر مصدر (سکیزیدن) بحذف الف اوّل دو ام
پس باید که (الف و ب و ج) را متعلق به (اسکیزیدن) کنیم - مخفی مباد که صاحب نوادر بر مصدر
(سکیزیدن - بدون الف) اسکیز را حاصل بالمصدرش نوشته و امر نیز - مؤلف گوید که بخیال ما
(الف) اسم مصدر است یعنی اسم جامد زبان فارسی که مصدر (استیزیدن) از همین اسم وضع شده -

و اسم مصدر مرکب است از (اس) و (خیز) آس بقول صاحب محیط کہ بر(اسگند) نوشتہ بزبان سندی بمعنی اسپ است و جا دارد کہ ما این را بزبان فارسی ہم مخفف اسپ گیریم و (خیز) حاصل بالمصدر از خاستن و بترکیب آن با (اس) (اسخیز) قلب اضافت بمعنی خیز اسپ یعنی جست و خیز آن - و (اسکیز) مبدلش کہ بقاعدۂ فارسی خای معجمہ بکاف عربی بدل شود ہمچون (خمان) و (کمان) و (تلخ) و (تلک) فارسیان بر آخر این بقاعدۂ خود یای معروف با علامت مصدر زیادہ کردہ مصدر ش (اسکیزیدن) ساختند (ما بیان مصدر اصلی و جعلی بر اسم مصدر کنیم) پس (ب) مضارع ہمین مصدر است و (ج) حاصل بالمصدر و جا دارد کہ (الف) را امر این ہم گیریم - نتیجۂ این ہمہ جگر کاوی این است کہ (اسکیزیدن) اصل است و (سکیزیدن) بحذف الف اول مخفف آن کہ می آید و جست و خیز کردن اسپ معنی حقیقی است و جفتہ انداختن و آلیز و لگد انداختن ستور مجاز آن و این مصدر مخصوص است برای اسپ بلحاظ حقیقت ماخذ و عام شد مجازاً برای چارپایان - و از سند مولوی معنوی کہ بالا مذکور شد مصدر مرکب ----------

(د) اسکیزہ زدن	ہم پیدا میشود کہ مرادف ----------
(ہ) اسکیزیدن	باشد - (اردو) (الف) اُلیل - بقول امیر (مؤنث) کلیل شوخی

اچھل کود (گھوڑے کی) صاحب تذکیر و تانیث نے کلام تسلیم سے اس کی سند دی ہے (شعر) گرچہ بوڑھا ہوا سمند فلک ٭ ہے قیامت مگر الیل اسکی ٭ (ب) الیل کرے - الیل کرنا مضارع (ج) الیل - حاصل بالمصدر الیل کرنا کا (د و ہ) الیل کرنا - کلیل کرنا - الول کرنا - امیر نے لفظ الول پر اسکی سند دی ہے (انشا شعر) نہین یہ توسن باد بہار کے جھونکے ٭ پڑے الول بھیرے الکھند کر دی ہے میں

اسگاره | صاحب شمس بحوالهٔ مؤید گوید که بکاف فارسی بمعنی خزنده از شرم و صراحت کنده که لغت فارسی است حیف است که ما این را در مؤید نیافتیم و دیگر کسی از اهل لغت با او نیست - چنانکه جستیم از ماخذ این هم خبری نیافتیم صاحب شمس ذمه دار اوست ؛ (اردو) شرم سے چھپنے والا -

(الف) اسگال | این هرسه همانست که بکاف
(ب) اسگالش | عربی گذشت و ما ذکر این
(ج) اسگالیدن | بکاف فارسی و صراحت
ماخذ و تعریف کامل این همه انجا کرده ایم (اردو)
دیکهو- اسکال - اسکالش - اسکالیدن -

اسگر | بقول صاحب انند بضم اول و ثالث
و سکون رای مهمله لغت فارسی است بمعنی خار پشت
بزرگ تیر انداز - با صراحت ماخذ و تعریف
این بر آسکر بکاف عربی کرده ایم (اردو)
دیکهو اسکر -

اسگرک | بقول برهان بکسر اول و کاف
فارسی بر وزن فزرک برجستن گلو - با صراحت ماخذ و تعریف
کامل این بر (اسکرک) بهردو کاف عربی کرده ایم
(اردو) دیکهو اسکرک -

(الف) اسگند | صاحب محیط بر (الف) فرماید که (اس) بهندی اسپ را گویند و گند بمعنی بوست
(ب) اسگنده | چون از درخت تازهٔ این بوی اسپ می آید باین اسم مسمی کردند و (باج گند) نیز گویند چه (باج) نیز در هندی بمعنی اسپ است بالجمله بیخی است هندی بهترین آن ناگوری شبیه به برگ بانسه و بر (باجگند) گوید که اسم (اسگند) است بالجمله تلخ و تیز و گرم و خشک در سوم با رطوبت فضلیه برای وجع مفاصل و دفع بیماری جگر نافع و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب انند (الف) را بزیادت های هوز در آخر بحوالهٔ فرهنگ فرنگ (اسگنده) نوشته فرماید که بفتح اول و ثالث نام درخت هندیست و صاحب ساطع نسبت (ب) فرماید که بفتح اول و کسر آن و فتح کاف فارسی لغت سنسکرت است

نباتی را گویند کہ آن را (عروس در پردہ) ہم نامند و صاحب محیط (عروس پس پردہ) و (عروس در پردہ) را ذکر کردہ فرماید کہ این نام مستعمل عامّۂ فرس است - کاکنج را گویند و بر (کاکنج) فرماید کہ معرّب (کاکنہ) فارسی و نزد عامہ اہل فارس معروف بہ (عروس در پردہ) و بہ شیرازی (کجوس) و بیونانی (اقسولیدوس) و (اوسقدنون) و بسریانی (خمری موجا) و برومی (اسقیدولیون) و بعربی (جوز المرج) و (حب اللہو) و بہندی (راجپوتکہ) و (بن لوکہ) و (پیوٹن) و بلاطینی (الیلیکاکنج) از انواع عنب الثعلب سرد و خشک در دوم - نافع اورام و نافع خنازیر و درد جگر و نافع بسیار و ارد (الخ) پس متحقق شد کہ (الف) و (ب) دو دوای مختلف است (اردو) (الف) باچگند - ایک دوا کا نام جو وجع مفاصل اور بیماریہای جگر کے لئے نافع ہے (ب) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام پیوٹن لکھا ہے - ایک ہندی گھانس کا نام - صاحب آصفیہ نے پیوٹن پر لکھا ہے (اسم مونث) ایک پودے کا نام جس کے پتے زخم پکانے کے حق میں مفید ہیں اس کا پھل مکوسے مشابہ -

اسگون بقول صاحب شمس ہمان آسگون است کہ در ممدودہ گذشت بہرد و معنیش کہ نام دریا ست و اسم ولایتی یا جزیرۂ - دیگر کسی از اہل لغت ذکر این نکرد بخیال ما این مرکب است از (آس) و (گون) باید کہ آس را درینجا بمعنی سوم یا ہفتم یا ہشتم یا نہمش گیریم کہ بجایش گذشت و گون بمعنی رنگ پس - اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رنگ آس دارندہ و این کنایہ باشد از دریای کہ آبش مشابہ رنگ آس است و مجازاً نام ولایتی کہ این رودخانہ از ان ولایت بگذرد - فارسیان اکثر معمور را بنام رودخانہ موسوم کردہ اند - بالجملہ (آسکون) بممدودہ اصل است و بمقصورہ نتیجۂ

لب ولہجۂ مقامی دجا دارد که این را مخفف (آبسگون) گیریم که در ممدوده گذشت ووجه تسمیهٔ آن هم در آن جا مذکور (اردو) دیکھو آسگون۔

اسلام | بقول بہار بمعنی مسلمان شدن وبقول صاحب منتخب لغت عربست بکسر اول بمعنی مسلمان شدن وگردن نهادن ودر صلح آمدن فارسیان این را بمعنی مسلمانی یعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند وبا مصادر فرس مرکب هم سازند که در ملحقات می آید (ظهوری سه) تازه ام در خدمت بت اعتقادی نیستم ٭ صندل وپیشانی اسلام من انصاف نیست ٭ (انوری سه) صدر اسلام وبدر دولت ودین ٭ که بدر وصدر ملک مقصور است ٭ (اردو) اسلام۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ سر جھکانا۔ صلح چاہنا۔ کفر کی ضد۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم (سوز سه) جز نام محبت نہ رہے گا کوئی عالم ٭ نے کفر رہے گا نہ یہ اسلام رہے گا ٭

اسلام آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید که بمعنی مسلمان شدن ودین اسلام قبول کردن وایمان آوردن است (حزین اصفهانی سه) چو آن کافر که اسلام آورد از بی نوائیها ٭ ره دین میروی زاهد که دنیا نیست در دستش ٭ (اردو) اسلام لانا۔ بقول امیر مسلمان ہونا۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنا (داناسه) درحال کفر حسینؑ کسیکو ملال تھا ٭ اسلام لاکے اب وہ ہوا معدن غم ٭

(١٥٩٢) **اسلام تازه شدن** | استعمال۔ بمعنی قوت گرفتن اسلام باشد چنانکه عرفی شیرازی گوید سه زنار را نیابت تسبیح می دہیم ٭ ای اہل شرع مژده که اسلام تازه شد ٭ (اردو) اسلام تازه ہونا کہینگے بمعنی اسلام قوی ہونا۔

(١٥٩٣) **اسلام دادن** | استعمال بمعنی عطا کردن اسلام وتوفیق اسلام دادن وبا ایمان کردن چنانکه معزی

گوید (ســ) اسلام واد کافر شتاد و ساله را ز دار فساد کفر جود را اسلام کرد ؛ (اردو) مسلمان بنانا توفیق اسلام عطا کرنا۔

(۱۵۹۵) **اسلام فروش** | استعمال - از قبیل جد فروش است که برای دنیا طلبی اسلام را ذلیل کند و حرمت آن نگاه ندارد چنانکه عرفی گوید (ســ) همه سرمایه سودای دل خام طمع ؛ بهمه نقصان متاع من اسلام فروش ؛ مخفی مباد که این اسم فاعل ترکیبی است از (اسلام فروختن) و اسلام فروختن در محاورهٔ فرس ضائع کردن و رسوا کردن اسلام است بمعاوضهٔ ثروت و دولت دنیا (اردو) اسلام فروش اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جس نے دنیا طلبی میں اسلام کی ذلت گوارا کی ہو۔

(۱۵۹۶) **اسلامیان** | استعمال - از قبیل عالمیان و جهانیان یعنی اہل اسلام و مسلمانان چنانکه عرفی گوید (ســ) بجان زنگی که اینجا در دل اسلامیان مبنی ؛ معنا نیز بود اما صفائی می زدود اینجا ؛ مخفی مباد که (اسلامی) بزیادت یای نسبت منسوب باسلام و مسلمان باشد از قبیل جهانی همچون (انجهانی) فارسیان بعد الف و نون جمع در آخرش آورده اسلامیان کردند (اردو) اہل اسلام۔ مسلمان۔

اسلنج | بقول برہان بفتح اول و لام بروزن شطرنج نوعی از نحیته التیس است که آنرا ذنب الخیل نیز خوانند۔ ورم جگر و استسقا را نافع است صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کرده اند و این همانست که صراحت کامل و بیان ماخذ این بر (اسنج) و (اپلنج) گذشت (اردو) دیکھو (اسلنج)

اسلوب | بقول برہان بضم اول و لام و سکون ثانی و واو و بای ابجد (۱) نام حکیمی و پادشاہی و (۲) جنسی از طعام و خوردنی و در عربی (۳) بمعنی طرز و روش صاحبان جہانگیری و ہفت و جامع ہم ذکر این کرده اند۔ صاحب انند این را بہر سه معنی بالالغت عربی گوید عجبی نیست که معنی سوم اصل باشد

وفارسیان حکیمی و پادشاہی را باین نام موسوم کردند کہ دستور و آئین او مخصوص و مشہور باشد ہمچنین طعام و خوردنی خاص را کہ بطرز خاص آنرا درست کنند۔ و واضع آن حکیم و بادشاہ مذکور باشد (اردو) (۱) اسلوب۔ ایک حکیم اور بادشاہ کا نام (۲) اسلوب فارسی مین ایک غذای خاص کا نام۔ (۳) اسلوب۔ بقول امیر (عربی) مذکر معنی راہ صدارت۔ طور (ناسخ ع) یان سے آنکھ کو ہس وہ محبوب ہے ؛ وصل کا اب کونسا اسلوب ہے ؛

اسلیقون	بقول برہان و انند با قاف بر وزن افتیمون بلغت رومی سرنج را گویند و آن رنگی

است معروف کہ نقاشان و مصوران بکار برند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ بمعنی دوم (اسرنج) ذکر این گذشت (اردو) دیکھو اسرنج کے دوسرے معنی۔

(الف) اسلیم خطائی	استعمال۔ الف۔ بقول انند بکسر ہمزہ و لام نوعی از نقاشی و گرہ بندی
(ب) اسلیمی	کہ بر گرد نقشہا سازند و آنرا (بند رومی) نیز گویند و تنہا (اسلیمی) و (سلمی)
(ج) اسلیمی خطائی	نیز آمدہ۔ صاحب بحر ذکر (ب) و (ج) کردہ خان آرزو در چراغ

بذکر (ج) قانع و وارستہ بذکر (ج) فرماید کہ (اسلیمی و سلمی) ہم آمدہ۔ بہار رہبر بانش (حسن بیگ رفیع ب ع) در اسلیمی او گرہ ہای کار ؛ بود از طراوت و رشاہوار ؛ (اشرف ج ع) طالع شہرت چنان دارم کہ دوران گر کشد ؛ حلقہ بر نام من اسلیمی خطائی میشود ؛ (ولہ ع) خاپشتیانیم را داغ سودا در بغل دارد ؛ باین سر لوح اسلیمی خطائی انچنین باید ؛ مؤلف گوید کہ وجہ تسمیہ (ج) جز این نباشد کہ موجد این نقش شخصی باشد سلیم نام از سکنای ختا فارسیان ایجادش را (اسلیمی خطائی) نام کردہ باشند والف و صلی بر اولش آوردہ (اسلیمی خطائی) کردند و در آخر اسلیمی و خطائی ہر دو یای نسبت است

دبس و مجرد (اسلیمی) ہم ہمان واضح بہ حذف یای دوم مخفف (اردو) اسلیمی خطائی۔ فارسی مین ایک نقش کا نام ہے جو گرہ بندی کی شکل مین حاشیہ پر کیا جاتا ہے۔

اسم | بالکسر لغت عرب است۔ بقول صاحب منتخب بمعنی نشان وعلامت چیزی و بقول صاحب تحقیق القوانین کہ محقق قانون فارسی است (۱) بمعنی نشان و در اصطلاح (۲) کلمہ ایست کہ بذات خود دلالت کند بر معنی کہ یکی از ازمنہ ثلاثہ نہ در مفہوم نگردد و از خواص آنست دخول حروف جارہ معانی و لحوق کاف تصغیر و حروف جمع و یای وحدت و یای مصدری و نسبتی و مبتدا و فاعل و مرجع ضمیر و موصوف بودن و مفعول و منادی و مضاف و مضاف الیہ شدن۔ صاحب قوانین تقسیم این بر شش تعیین کند (۱) اسم جامد و مصدر و مشتق (۲) اسم غیر صفت و اسم صفت (۳) اسم نکرہ و معرفہ (۴) اسم ظرف (۵) اسم عدد (۶) اسم کنایہ۔ و صاحب قواعد فارسی گوید کہ از روی تقسیم صرفی مجرد اسم بر سہ قسم است (۱) اسم جامد (۲) اسم مصدر (۳) اسم مشتق۔ ما ذکر ہر یکی بجا یش کنیم کہ در ملحقات می آید۔ معاصرین عجم (۳) اسم را بمعنی اسم بد استعمال کردہ اند و این مجاز باشد از معنی اول چنانکہ صاحب سرگذشت گوید " ای بد ذات این چہ حرفہاست پیش خود می سازی اسم خودت را سر من می گذاری وای وای من خود را می کشم " بیخود (اردو) اسم (۱) بقول امیر۔ (عربی) مذکر۔ نام اور (۲) اصطلاح مین اس کلمہ کو کہتے ہین جو آپ اپنی معنی بتائے اور کوئی زمانہ اس مین نہ پایا جائے (انتہی) (۳) برا نام۔ مذکر۔

(۱۵۶۹)

اسمار | بقول برہان بکسر اول و سکون ثانی و میم بالف کشیدہ و بہ رای قرشت زدہ درختی است کہ اورا (مورد) گویند و بعربی (آس) خوانند بہترین آن خسروانیست۔ صاحبان انند و جامع

وہفت و ناصری ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط بر (اسمار) فرماید کہ آس بری است و (برآس بری) گویدکہ این را (اساردن اسفر) وبعربی (رند) و (ریحان القبور) و بیونانی (مرسیہ) و (انجلیا) و بفارسی (مورد اسفرم) نامند و بر (مورد اسفرم) نوشتہ کہ آس بری است و اسم فارسی (اذخر) و بر اذخر گوید کہ اسم یونانی (کاہ مکی) و (علف گورخر) و (گورگیاہ) و (مورد اسفرم) باشد وہم او بر آس بری فرماید کہ غلط کردہ کسی کہ این را (اذخر) گفتہ بالجملہ (آس بری) بقولش درخت بستانی است وگرم وخشک در دوم ومحلل وجاذب ومقوی است و بوئیدن آن نافع برای دفع رطوبات از دماغ ومقوی دماغ ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب جہانگیری بر لفظ (آس) نوشتہ کہ فارسی این (اسمار) است پس این اسم جامد زبان فارسی باشد وبمد ودہ (آسمار) ہم آمدہ چنانکہ ذکرش در ممدودہ کردہ ایم (اردو) بقول صاحب جامع الادویہ (اودھرہ) اور بقول محیط جو ۔ لفظ (آس) پر لکھا ہے ۔ حب الآس کو (ہیرا) کہتے ہین ۔

اسم اعظم (اصطلاح) بقول صاحب بحر و غیاث بمعنی اسم بزرگ است از جمیع اسمای حق تعالیٰ و در تعیین آن اختلاف ۔ نزد بعضی اللہ و نزد بعضی صمد و نزد بعضی الحی القیوم و نزد بعضی الرحمن الرحیم و نزد بعضی مہیمن واللہ اعلم بالصواب صاحب آنند بحوالہ کشف گوید کہ نزد قاضی حمید الدین ناگوری اسم اعظم ہو باشد کہ او اول از سر اوقات عزت در عالم ظہور آمدہ وہو یک حرف است و حرف واو از اشباع ضمہ متولد شدہ و واو اسم ذات مطلق باشد نہ معلول و نہ مشتق ۔ زیرا کہ اسم مشتق در اشتراک غیر خالی نبود از آنجہت بنای وحدت بند خالی نبود و باتفاق جملہ عشاق ہو مشتق و او منتہای اسم اللہ است وہر چہ از راہ عبادت در سایر اسما است آن را اشارتی در دائرہ ہو است ۔ آوردہ اند کہ

اسم ہو اصل و اسم جلالہ اسماست چنانکہ سورہ فاتحہ اصل
و اسم تمام قرآن (چو بو او بود تو کیستی - ہذا سر لطیف
دو) اصطلاح عبد الرزاق کاشی در معنی اسم اعظم -
این دو بیت فرمودہ (سہ) اسم اعظم جامع اسما
بود چہ صورت او معنی اشیا بود چہ اسم دریا و تعین
موج او چہ این کسی داند کہ او ازما بود چہ (ظہوری
سہ) نیارد زدن تا دم از عشق ہر کس چہ طلسمی
بر این اسم اعظم بہ بندم چہ مؤلف گوید کہ اضافت
اسم مرکب توصیفی است و معنی حقیقی این اسم بزرگتر
(اردو) اسم اعظم - بقول امیر باری تعالی کا
بزرگتر نام اسکے تعین مین اختلاف ہے - کہتے ہین
کہ اسم اعظم قرآن مجید مین موجود ہے مگر کسی کو اسکا
علم نہین واللہ اعلم بالصواب (آتش سہ) دہن
اس ردی کتابی مین ہے پر ناپیدا چہ اسم اعظم وہی
قرآن مین نہان ہے کہ جو تہا چہ

اسمان | بقول برہان واند و ہفت بفتح اول
(۱) ہمان آسمان است کہ فلک باشد (در مدودہ
گذشت) (۲) نام روز بست و پنجم از ماہہای
قدیم و بست و ہفتم نیز آمدہ - صاحب جامع بذکر
ہر دو معنی - روز بست و ہفتم را ذکر نکردہ - بخیال
ما (آسمان) بمدودہ اصل است کہ ذکرما گذشت
ہم در مدودہ گذشت مدودہ بکثرت استعمال
ولب و لہجہ مقامی بمقصورہ بدل شد دیگر ہیچ
و معنی دوم مجاز باشد کہ فارسیان بعض روز ہای
ماہ را مرجح و بہ مرتبت بلند خیال کنند و در آن
روز ہا عید کنند و عجبی نیست ہمین خیال این فرس را
مخصوص را بہ آسمان استعارہ کردہ باشند ولیکن
معنی دوم در مدودہ مذکور نشد و آنرا مخصوص
کردہ اند بامقصورہ و ما بر (اس) معنی اصل ہرچہ
و نقل را ذکر کردہ ایم - و بقول صاحب محیط کہ
بر لفظ (اسگند) نوشتہ بزبان ہندی مخفف اسپ
ہم (زمان) بقول برہان بر وزن خان بمعنی مثل
و شبیہ و مانند - پس جا دارد کہ روز خاص را کہ پیش
فارسیان معزز و محترم است (اسمان) نام کردہ باشند

معنی ہیچو اسپ) و (ہمچو عقل) و (مانند اصل ہر چیز
در بلندی و مرتبت) و این کنایه باشد (اردو)
(۱) دیکھو آسمان (۲) فارسیون نے قدیم مہینون
کی ۲۵ یا ۲۷ تاریخ کو (اسمان) کہا ہے۔

(۱۵۹۸) **اسمای اشاره** (اصطلاح) مرکب اضافی
بقول صاحب قواعد فارسی اسمائیکه بواسطهٔ
آن بسوی چیزی اشاره کنند و آنچیز را مشار الیه
خوانند و آن دو اسم است یکی (این) که بوسیلهٔ
آن اشاره کنند بسوی چیزی که قریب است
دوم (آن) برای چیز بعید و خواص این اسما
مثل ضمائر منفصل باشد۔ در باب مرجع که ذکرش
بجای خودش آید (اردو) جن اسما سے کسی
چیز کی طرف اشارہ کرین اون کا نام اسمای اشارہ
ہے اور اوس چیز کو مشار الیہ کہتے ہین قریب کیلئے
(یہہ) ہے اور بعید کے لئے (وہ) ان دونون
کا مکمل بیان اوسکے مقام سے متعلق ہے۔

(۱۵۹۹) **اسمای موصوله** (اصطلاح) بقول صاحب
قواعد فارسی قسمی است از معرفه و اسم موصول
آنست که آنرا جملهٔ بطور صله باشد و در آنجمله بیان
آن اسم بود و در فارسی میان صله و موصول
کاف می آید که آنرا کاف صله یا تفسیر نامند چنانکه
"طفلیکه دیشب دیده بودم امروز آمده بود"
درین مثال لفظ طفل اسم موصول است و بعد کاف
صله جمله که واقع است صلهٔ آن باشد (اردو)
اسم موصول وہ اسم ہے جس کے لئے ایک جملہ بطور
صلہ کے آنا ضرور ہے اور اس جملہ مین اس اسم
موصول کا بیان ہوتا ہے اور زبان فارسی مین
صلہ اور موصول کے درمیان کاف صلہ یا تفسیر
کا ہونا ضرور ہے اور اردو مین اس کاف کے
عوض جسکو اور جنکو اور جو وغیرہ موقع کے
لحاظ سے جیسے "وہ لڑکا جس کو ہم نے کل رات
دیکھا تھا آج ہم سے ملا تھا"

(۱۶۰۰) **اسم بامسمی** (اصطلاح) معنی لفظی این مسمّاست
که مطابق اسم خود است قریب باسم فاعل ترکیبی یعنی

کسی۔ (اسم با مسمی) گویند کہ فضائل و محاسن او
موافق اسم او ست یعنی معنی کہ از اسم او پیدا شود
در ذات او یافتہ شود ہمچون شاہ غفران مآب جنت
مکان۔ محبوب علیخان) کہ ذات ستودہ صفاتش
در رعایای ملک تا مالک غیر ترش محبوب خود نسبتا
و فدائی او بود پس توانیم گفت کہ او اسم با مسمی بود
صاحبان تحقیق این را ترک کردہ اند و در کلام
متقدمین ہم استعمال این بدین معنی یافتہ نشد ولیکن
معاصرین عجم بر زبان دارند۔ مؤید عجمی کہ از مشاہیر
اہل زبان است این را نظم کردہ (قطعہ) بتی
دیدم سمن رومی و سمن بو ٭ کہ بد رشک سمن آن
سیم سیما ٭٭ بگفتم کہ نام نامیت چیست ٭ کہ گشتی
بر و عقلم را بہ یغما ٭ سمن گفتا مرا نام است گفتم ٭ کہ
الحق داری اسمی با مسمی ٭٭ (اردو) اسم با مسمی۔
بقول امیر اسکی نسبت کہتے ہین جس کے صفات اسکے
نام کے مثل ہون جیسا نام ہو ویسے ہی صفات ہون
جیسے (شجاعت علی) اگر بہادر ہو تو کہین گے کہ آپ تو

اسم با مسمی ہین۔

(۱۰۴۱) **اسم جامد** (اصطلاح) بقول صاحب قوانین
اسمی است کہ نہ آن گرفتہ شدہ باشد از کلمۂ نہ کلمہ
از ان مثل مرد و زن و خوب و زشت و
روز و شب و پیش و پس و یک و دو و نحو ہا
و دلالت آن برابر است کہ بر معنی واحد بود چنانکہ
از مثالہای صدر واضح است یا بر معانی متعددہ
و از ین معانی اگر ہر یک وضعی باشد آن اسم بہ مشترک
نامیدہ شود مانند لفظ باز بمعنی جدا و کشادہ و مکرر
و دیگر و اگر یکی وضعی بود و دیگر غیر وضعی و آن
اسم در معنی اول غیر مستعمل و بہ ثانی مستعمل باشد موسوم
گردد بمنقول۔ مثلاً نماز کہ موضوع است برای معنی
بندگی و فرمان برداری و منقول است بمعنی عبادت
مخصوصہ و اگر در معنی اول و ثانی بہر دو مستعمل بود
آنرا باعتبار معنی اول حقیقت و باعتبار ثانی مجاز نیز
گویند مثل لفظ شیر کہ معنی حقیقیش درندہ مشہور و معنی
مجازی آن مرد شجاعت۔ مؤلف گوید کہ جامد

اسم فاعل است از جمود و بقول صاحب منتخب
در اصطلاح بمعنی کلمہ کہ از و اشتقاق کلمہ دیگر نتوان
کرد (الخ) پس اسم جامد بخیال ما اعم است از آنکہ
مادۂ مصدری باشد یا نباشد یعنی از بعض اسم جامد
مصدری وضع کردند و از بعض آن نکردند و اینچہ
گفتیم کہ نکردند بلحاظ استعمال فرس است کہ مصدرش
یافتہ نشد۔ بخیال ما ہر اسم جامد صلاحیت آن
دارد کہ اگر اہل زبان خواہند بزیادت علامت
مصدر در آخرش مصدری سازند چنانکہ از روز
(روزیدن) بمعنی روز کردن و از شب (شبیدن)
بمعنی شب کردن اگر اہل زبان این قسم تعمیم در
استعمال در روزمرہ خود ندارند توانیم گفت کہ اسم
جامد۔ مادۂ بعض مصادر است و اسمش (اسم مصدر)
یعنی اسمی کہ از و مصدر ساختہ شد شک نیست کہ
اسم جامد اسم مشتق نیست و اشتقاق ندارد ولیکن
نتوان گفت کہ مصدر اصلی ہمچون اسم جامد۔ اسم
مصدر است بمعنی اسمی کہ مصدریت دارد اگر
چنین گوئیم معنی آن بالفاظ دیگر این باشد کہ مصدر
اصلی ہم یک اسم جامد است بمعنی مصدری
و این نمیشود و استعمال فرس مخالف این خیال
حیف است کہ اکثر محققین فرس از اہل ہند و غیر عجم
اند و بعض اہل زبان کہ قصد این کار کردند ہیچ
اعتبار اصول نکردہ اند و باتباع غیر عجمیان پی بردہ اند
ما صراحت کامل این بہ (اسم مصدر) می کنیم کہ
می آید۔ بالجملہ بخیال ما ہر مصدر فارسی موضوع
و ساختہ شد از اسم جامد زبان فارسی۔ یا السنۂ
غیر۔ کہ حقیقت آن بہ ہر یک مصدر بیان کنیم
(اردو) اسم جامد۔ صاحب آصفیہ نے لفظ
(جامد) پر فرمایا ہے کہ وہ لفظ جس سے نہ کوئی
اور لفظ بنے اور نہ وہ کسی لفظ سے بنا ہو۔ آپ
فرماتے ہیں کہ جامد صفت ہے اس کی لغوی
معنی جما ہوا۔

(۱۰۸۲) **اسم تفضیل** (اصطلاح) مرکب اضافی۔
بقول صاحب تحقیق القوانین کہ بذیل اسم صفت

و غیر صفت آورده اسم صفتی است که لفظ
(تر) بدان لاحق گردد و دلالت کند بر زیادت
اتصاف چیزی بصفتی نسبت بغیرش و آن استعمال
یا بدیا آنکه بواسطهٔ (از) چنانکه "زید داننده
تر است از بکر" در اینجا زید مفضل و بکر مفضل علیه
و داننده تر اسم تفضیل با استعمال یا بدمضاف
شدن بطرف مفضل علیه هم چنانکه "خوی خوش
نیکتر اعمال است" و گاهی اسم تفضیل بنا بر ضرورت
وزن از مفضل علیه مؤخر گردد چنانکه (سعدی ؒ)
سگ از مردم مردم آزار به "یعنی سگ بهتر است
از مردم مردم آزار و گاهی مفضل علیه بجهت اختصار
بر قرینهٔ مثلش حذف کرده شود چنانکه "خدا
بزرگتر است" یعنی بزرگتر است از همه مؤلف
گوید که آنچه صاحب قوانین در کلام سعدی (به)
را بمعنی بهتر گرفته قابل غور است (به) بقول برهان
بمعنی خوب و نیک باشد (الخ) پس (بهتر) اسم
تفضیل آن است که ترقی خوبی و نیکی را ظاهر
کرده و درجهٔ آخر ترقی آن به زیادت یا و نون است
(ترین یعنی بهترین) که فائق تر است از (بهتر)
نمیدانیم که صاحب قوانین مرتبهٔ آخرین را درین
مقام چرا ترک کرد (اردو) اسم تفضیل - (مذکر)
اردو مین اوس اسم صفت کا نام ہے جس پر لفظ
بہت زیادہ کرین اور اس اضافہ کی وجہ سے
اوس وصف مین بہی زیادتی ہو جس کا بیان کرنا
مقصود ہو - جیسے لفظ (خوب) پر لفظ بہت زیادہ کیا گیا
اور (بہت خوب) کی معنی نے خوبی کو زیادہ
کردیا - اسی طرح زیادتی کا ایک اور درجہ
(بہت ہی) کے زیادہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے جیسے
(بہت ہی خوب) جس کی معنی زیادہ تر خوب کی ہین

(۱۰۲) **اسم حالیه** (اصطلاح) مرکب توصیفی است
صاحب قواعد فارسی این را همی قرار داده از اسم
مشتق و فرماید که اسم حالیه مشتقی است که از آن
صدور یا وقوع فعل بطور تواتر و استمرار یافته
شود چنانکه (سرایان) و (خندان) و فرماید که بر

صیغۂ واحد امر حاضر معروف الف و نون. یاد مکرد
اسم حالیہ سازند چون (درخشان) از (درخش) و (تابان)
از (تاب) و (خیزان) از (خیز) صاحب برہان بر کلمۂ
(ان) گوید کہ افادۂ معنی فاعلیت کند ہرگاہ در آخر
کلمہ در آورند۔ مؤلف گوید کہ تعریف محققین
وتخصیص صیغۂ واحد امر حاضر معروف برای
زیادت کلمہ (ان) در آخرش بہتر از تعریف صاحب
برہان است وتعمیم برہان قابل غور کہ کلیۂ بیان
گروہش در اکثر جاہا قائم نباشد۔ (اردو) بقول
صاحب قواعد فارسی اسم حالیہ اس مشتق کو
کہتے ہیں کہ جس سے صدور یا وقوع فعل کا بطور
تواتر و استمرار پایا جاتا ہو۔ زبان اردو میں صیغۂ
امر پر (تا ہوا) زیادہ کرنے سے یہی مطلب
حاصل ہوتا ہے۔ جیسے (روتا ہوا) (کرتا
ہوا)

(۱۱۰۴) **اسم صفت وغیر صفت** (اصطلاح)
مرکب اضافی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین ہر
اسم کہ دلالت نکند بر متصف بودن چیزی بہ صفتی
آنرا اسم غیر صفت وتنہا اسم ہم خوانند مثل اسکندر
و (سمندر) و (گل) و (مل)، و ہر اسم کہ دال بود
بر اتصاف چیزی بصفتی آنرا اسم صفت وتنہا صفت
نیز نامند و این بر دو نوع است (۱) مشتق و
(۲) جامد۔ مشتق مانند آیندہ و روندہ و آوردہ
و بردہ و خندان و گریان و جامد مثل بلند و پست
و تند و کند و چست و سست و دراز و کوتاہ و
زشت و خوب و سفید و سیاہ و کم و بیش و گران
و سبک و نیک و بد۔ این ہمہ اسمای جامدہ مفید
معنی اسم فاعل اند وہم بعض این نوع اسما افادۂ
معنی اسم مفعول دہند مانند آزاد و آمادہ و ہر لفظ
مرکب کہ مفید و متضمن معنی اسم فاعل یا اسم مفعول
باشد بصفت مرکب نامیدہ شود۔ مؤلف گوید کہ معین
است اسم فاعل ترکیبی و اسم مفعول ترکیبی) و فرماید
کہ این ہر چہار نمط بود اول از دو اسم ترکیب یابد
خواہ ہر دو اسم غیر صفت باشد مثل (آئینہ رو) و (کمان

ابرو) و (بار بد ترانه) و (جم پیمانه) و (تنگ دل)
و (ارم محفل) و (گل بدن) و (سیم تن) و (لاله رخسار)
و (کبک رفتار) و (موکمر) و (جادو نظر) و (آهو
چشم) و (مریخ خشم) و ازین قبیل است (گلفام)
و (می گون) و مثلها - این همه مرکبات مفید معنی اسم
فاعل اند بسبیل تشبیه و نیز بعضی این نمط مرکبات افادهٔ
آن معنی بی لحاظ تشبیه دهد مانند (جو پیشه) و (سیاه
اندیشه) و (زیان کار) و (همیشه بهار) و نیز فرماید که
خواه یک اسم صفت باشد و دیگر اسم غیر صفت مثل
(بلند پایه) و (کم مایه) و (بدرکاب) و (گران خواب)
و (تند خو) و (گند بو) و (جوان بخت) و (سبک روح)
و (زشت کردار) و (سست رفتار) و (سفید جامه)
و (سیاه نامه) و (گرم صحبت) و (نیک سیرت) و همچنین
(جامه پارسا) و (روسیاه) و (زبان دراز) و (دست
کوتاه) و هم ازین بابست (سیه فام) و (شاداب)
و نحوها و این همه مرکبات هم مفید معنی اسم فاعل اند
لیکن یک جزو اینها که غیر اسم صفت است بطریق
تمیز واقع گشته **دوم** آنکه از اسم و فعل مرکب گردد
مانند (دستگیر) و (کرمفرما) و (پامال) و (کمیاب) و
(خداترس) و (هیچدان) و (کس مخر) و (کس مگو)
ما عرض کنیم این همه را هم اسم فاعل ترکیبی نام است
و بقولش **سوم** آنکه از اسم و حرف ترکیب یابد مثل
(دویم) و (ستیم) و (جنگی) و (چنگی) و (سندی)
و (هندی) و (باخبر) و (باهوش) و (بی زر) و
(بی سر) و (پیشه ور) و (هنرور) و (تشنه) و (گرسنه)
و (خدمتگار) و (گنه گار) و (دریوزه گر) و (کوزه گر)
و (زورمند) و (دولتمند) و (سوگوار) و (شرمسار)
و (غمناک) و (نمناک) و (مهربان) و (پهلوان)
و (ناچار) و (ناهنجار) **و چهارم** آنکه از فعل
و حرف مرکب شود مانند (بینا) و (دانا) و (خریدار)
و (گرفتار) و (آفریدگار) و (آمرزگار) و (ناتوان)
و (نایاب) صاحب قوانین ذکر اسم تفضیل هم درینجا
بطور فائده کند و ما ذکرش بجای خودش کرده ایم
و صراحت اسم فاعل و مفعول ترکیبی بذیل (اسم فاعل)

وصفطلا (اردو) اسم صفت (مذکر) فارسی مین اس اسم کا نام ہے جو کسی چیز کے متصف ہونے پر دلالت کرے اور جس اسم مین ایسی دلالت نہو وہ اسم غیر صفت ہے جیسے (سکندر) اور (سمندر) یہ اسمای غیر صفت ہین - اسم صفت کے دو اقسام ہین (۱) مشتق جیسے (آنے والا) اور (جانے والا) اور (خندان) اور (گریان) (۲) جامد - جیسے (بلند) اور (پست) ان اسمای جامدہ سے فاعلی معنی پیدا ہوتے ہین اور (جیسے) (آزاد) اور (آمادہ) ان دو اسمای جامدہ مین مفعولی معنی ہین - ہر لفظ مرکب جس سے معنی فاعلی یا مفعولی پیدا ہون اوسکو (صفت مرکب) کہتے ہین اور اسم فاعل ومفعول ترکیبی بہی اسی کا نام ہے (۱) یہ کہ دونون اسم غیر صفت ہون جیسے (کمان ابرو) (حور پیشہ) یا ایک اسم صفت ہو دوسرا غیر صفت جیسے (بلند پایہ) اور (زبان دراز) (۲) یہ کہ اسم وفعل سے مرکب ہو جیسے (کمیاب) و (ہیچدان) (۳) یہ کہ اسم وحرف سے ترکیب پاے جیسے (دودم) (ہندی) (باہوش) (بی زر) (گنہ گار) (دریوزہ گر) (شرمسار) (دوتنیمہ) (غمناک) (مہربان) (۴) یہ کہ فعل وحرف سے مرکب ہو جیسے (بینا) (دانا) (آفریدگار) (نمایان)

(۱۷۰۵) **اسمِ ظرف** (اصطلاح) بکسر میم - بقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است کہ دلالت کند بر زمان یا بر مکانی دہر واحد ازینہا برابر است کہ مدخول فیہ چیزی باشد یا نہ وآن را در صورت اول ظرف زمان وبصورت ثانی ظرف مکان نامند وچیز مدخول را مظروف گویند وہر یک از ظرف زمان ومکان یا محدود بود مثل (روز) و (شب) و (سال) و (ماہ) و (باغ) و (خانہ) و (شہر) و (کو) یا مبہم مانند آن و (دم) و (گاہ) و (ہنگام) و (پس) و (پیش) و (چپ) و (راست) و (زبر) و (زیر) وبحقیقت این اسمای شش جہت ولفظ (بیرون) و (درون) و (در بمعنی جای) و (بعید) و (نزدیک - بمعنی جای قریب) وبعضی جا لفظ (پس)

بمعنی زمان پسین و (پیش) بمعنی زمان پیشین ہم آمدہ چنانکہ سعدی فرماید (سعہ) برگ عیشی بگور خویش فرست ؛ کس نیارد زپس تو پیش فرست ؛ وبعض ظروف مکان بترکیب صورت گیرد مثل (لالہ زار) و (کوہسار) و (سرمہ دان) و (گلستان) و ہر ظرف کہ بمعنی ظرفیت استعمال نیابد یعنی در ترکیب نحوی مبتدا یا فاعل یا مفعول واقع شود آنرا ظرف متصرف نامند مثلاً روز درین مصرع (ع) تاریک شد زرفتن تو روز روشنم ؛ وہر ظرف کہ بمعنی ظرفیت مستعمل گردد آنرا ظرف غیر متصرف گویند مثلاً لفظ خانہ درین مصرع (ع) یار در خانہ ومن گرد جہان می گردم ؛ وچنین ظرف بی واسطۂ حرف ظرف استعمال نیابد۔ لیکن این حرف اکثر مقدر باشد بر ظروف زمان محدودہ وبر ظروف زمان ومکان مبہمہ وبیشتر مذکور بود بر ظرف مکان محدود (اردو) صاحب آصفیہ نے (ظرف) پر فرمایا ہے کہ (مذکر) وہ اسم ذات جو جگہ یا وقت کے معنون پر دلالت کرے اور آپ نے (ظرف زمان) پر لکھا ہے کہ وہ اسم جس میں زمانہ یا وقت پایا جائے جیسے دوپہر۔ صبح۔ شام اور (ظرف مکان) پر فرماتے ہیں کہ وہ اسم جس میں مکانیت پائی جائے۔ جیسے باغ۔ راغ۔ گھر قلمدان وغیرہ (الخ) پس اردو میں بھی اسکو اسم ظرف کہ سکتے ہیں۔ مذکر۔

(۲۰۳) **اسم عدد** (اصطلاح) بکسر میم۔ بقول صاحب تحقیق القوانین اسمیست کہ موضوع باشد برای شمار افراد چیزہا خواہ آن افراد منفردہ باشد خواہ مجتمع واین چیزہا را معدود ذات نامند مانند (یک) و (دو) و (سہ) و (چہار) و (پنج) و (شش) و (ہفت) و (ہشت) و (نہ) و (دہ) و (بیست) و (سی) و (چہل) و (پنجاہ) و (شصت) و (ہفتاد) و (ہشتاد) و (نود) و (صد) و (ہزار) این ہمہ اسمای عدد اصل اند وباقی اسما کہ حاصل شوند بتوسط واو عطف از اجتماع اسمای احاد وعشرات یا آت یا

الوف همه متفرع عندا نرا نها لیکن در هر یکی از یک و
ده تا نود و ده خلاف قیاس بجای واو عطف - کلمهٔ آز
آورده بنا بر تخفیف تغیر و تبدیل را راه داده‌اند یعنی
در (یک از ده) بعد دور کردن فتحهٔ همزه هر گاه و کاف
را حذف نمودند یازده گردید و در (دوازده)
چون فتحهٔ همزه را بر واو نقل کردند دوازده شد
و بعضی همزه را باشباع فتحه الف ممدوده خوانند
و بعضی همچنان بحال دارند و در (سه از ده) بعد حذف
های مختفی هر گاه همزه را بیای ساکن بدل نمودند
سیزده گردید و در (چهار از ده) چون کلمهٔ آز حذف
نموده شد چهارده باقی ماند و در (پنج از ده) بعد
ازالهٔ حرکت همزه و حذف جیم هر گاه همزه و نون
را بجای یکدیگر در آوردند پانزده شد و در (شش
از ده) بعد دور نمودن فتحهٔ همزه چون شین دوم را
حذف کردند شانزده گردید و در (هفت از ده)
هر گاه حرف تا و کلمهٔ آز هر دو را حذف نمودند
هفده شد و در (هشت از ده) چون شین و تا و
همزه هر سه را حذف کردند هژده گردید و اینجا ز ا
را بعضی بزای فارسی و بعضی بجیم فارسی مبدل
سازند و در (نه از ده) بعد حذف ها و همزه هر گاه
در آخر نون یک دال بجهت بیان ضمه زیاده نمودند
نوزده شد تا اسم ملفوظی و وجه تسمیه و حقیقت هر یک
عدد را بجای خودش بیان کنیم - انشاء الله تعالی
صاحب تحقیق القوانین فرماید که اگر خواهند که اسمای
الوف و مآت و عشرات و احاد را بواو عطف یکجا
جمع نمایند باید که اول الوف و مآت را حسب مقصود
باسمای احاد مصدر کرده سپس بترتیب ذکر هر یکی
را بر دیگری مقدم کنند چنانکه زید آنکس از تجارت
متاع بنگاله دو هزار و سه صد و بیست و چهار
۱ روپیه حاصل کرده و چون هر اسم عدد ابهامی
دارد بنا بر آن لازمست که اسم معدودش را
برای رفع ابهام بعد آن ذکر نمایند لیکن باید که
این اسم رافع ابهام را همه جا واحد آرند چنانکه
زید آنکس از دو زنان خود دو پسر و سه دختر گذاشته

دانستنی است که دلالت هر اسم از اسمای عدد مرتبه
بر معدود غیر مرتب است یعنی هر معدودی که مرتبهٔ آن
از روی ترتیب متعین نبود مثلاً اگر گویند که از آن سه کس یک
کس با خود می بریم معلوم نشود که این کس منفرد از آن کسان
مجتمع در ترتیب آیا بمرتبهٔ اول است یا بمرتبهٔ ثانی یا ثالث
و اصل در این صورت آنست که اسم عدد بر اسم
معدود مقدم باشد چنانکه از صد رو صحبت - هرگاه
خواهند که مرتبهٔ معدود متعین گردد باید که میم فاعلی
با اسم عددش ملحق کنند و این اسم درین حال مفید
معنی اسم فاعل شده صفت معدود خود واقع
شود لهٰذا اصل درین صورت آنست که اسم
عدد از اسم معدود موخر بود چنانکه "از روزهای
این ماه روز دوم بسیار مبارک است" اینجا
مراد از روز دوم آن روز است که در روزهای
آن ماه از روی ترتیب بمرتبهٔ ثانی واقعست
نه روز مطلق و الحاق میم مزبور بنا بر غرض مذکور
بجمیع اسمای عدد درست باشد لیکن مستحسن آنست

که تا امکان بجای میم لفظ اول اختیار نمایند - و
برای ضرورت شعر گاهی اسم عدد را در صورت
اول از اسم معدودش موخر و در صورت ثانی
بر آن مقدم گردانند چنانکه درین کلام فردوسی
(سـ) بسی رنج بردم درین سال سی ؛ عجم
زنده کردم بدین پارسی ؛ و هم بقول سعدی
(سـ) دوم باب احسان نهادم اساس ؛ که
منعم کند فضل حق را سپاس ؛ و گاهی اسم معدود
را هر دو صورت بر قرینهٔ فحوای کلام محذوف
دارند چنانکه سعدی گوید (سـ) ایکه پنجاه رفت
در خوابی ؛ مگر این پنجروز دریابی ؛ و له (سـ)
دو بامداد گر آید کسی بخدمت شاه ؛ سیم هر آینه
در وی کند بلطف نگاه ؛ یعنی بامداد سیم و در
نثر نیز بنا بر اختصار بصورت ثانی حذف نموده شود
گاهی اسم معدود تنها چنانکه "دوستان بر سه
نمط اند - اوّل جانی - دوّم نانی - سیم زبانی"
یعنی دوستان نمط اوّل جانی هستند و گاهی با اسم

عدد چنانکہ ؎ کلمہ برسہ قسم ست اسم و فعل و حرف
یعنی قسم اوّل ازان سہ قسم اسمست و قسم دویم فعل
و قسم سیم حرف ۔ (اردو) اسم عدد۔ مذکر۔ وہ
اسم ہے جو وضع کیا گیا ہے شمار افراد اشیا کے
لئے جیسے ایک سے نو تک ان کا نام (اکائیان)
ہے اور دس سے نوّے تک جنکو (دہائیان) کہتے ہین
اور سو سے نو سو تک یہ (سیکڑے) ہین اور ہزار
کا درجہ سب سے آخر ہے اردو مین برخلاف
فارسی ہزار کے بعد بھی مدارج ہین یعنی سو ہزار
کا نام (لاکھہ) ہے اور سو لاکھہ کو کرور کہتے ہین
اور سہولت شمار کے لئے اعداد زائد از کرور کے
بھی خاص نام ہین جیسے سو کرور کا ایک (ارب)
اور سو (ارب) کا ایک (کھرب) مجموعۂ اعداد
کے بیان کرنے مین اعلی ترین درجہ سے آغاز
کرتے ہین جیسے ؎ چہ لاکھہ پانچہزار نو سو باون
روپیہ ؎ جس مین سب سے پہلے لاکھہ کا بیان
ہوا اور پھر ہزار کا اور پھر سیکڑونکا اور پھر عشرات
و احاد کا ۔ بدین وجہ کہ پچاس پر دو کا خاص نام
محاورہ مین (باون) ہے لہذا عشرات و احاد
کے لئے ایک ہی لفظ کافی خیال کیا گیا ۔

(الف) **اسم فاعل** (اصطلاح) باضافت (۱۳۰۷)
توصیفی بقول صاحب تحقیق القوانین از اقسام
اسم مشتق است و مشتق گردد از صیغۂ واحد غائب
مضارع مثبت معروف بالحاق ہای مختفی
و زیادت نون ساکن بر حرف آخر و مکسور گردد
ما قبلش را و موضوع است برای چیزی کہ معنی
مصدری بر سبیل حدوث بدان قائم بود مثل (آئیندہ)
و (رونده) و (زننده) و (کشنده) ما گوئیم کہ اکثر
متقنین بر آنند کہ بر امر حاضر کلمہ (نده) زیادہ کردہ
شود ۔ ہم او فرماید کہ در اشعار استادان بعضی
این قسم اسما بفتح ما قبل نون و بحذف ہا نیز دانستہ
اند چنانکہ سنائی گوید (ﮯ) ہر کہ ہست آفریدہ
و بند ہست ؛ بندہ در بند آفرنید است ؛
(ظاہر وحید ﮯ) رہ تنگ عشق است پست و بلند

ولی چون دم اره باشد برنده؛ مؤلف گوید که
(ب) اسم فاعل ترکیبی | هم متعلق به این است (۲۰۹)
معنی که فارسیان (۱) هر صیغهٔ امر یا نهی را بعد نهی
آورده مجموعهٔ آن را بمعنی اسم فاعل گیرند چنانکه
(گو) امر است از گفتن با اسم راست مرکب شده
(راست گو) بمعنی راست گوینده مستعمل شد و بر
(مدان) که نهی است لفظ (هیچ) داخل شده
(هیچدان) شد بمعنی اسم فاعل وهم ازین قبیل است
(خدا منرس) و (۲) بر آخر امر الف ونون زیاده
کرده بمعنی اسم فاعل استعمال کنند چون (کنان) و
(درخشان) وبقول شان در بعض مصادر زیادتی
الف بر آخر امر هم همین معنی دهد چنانکه (دانا) و
(بینا) ذکر اول الذکر بر اسم حالیه گذشت صاحب
قوانین دستگیری فرماید که در آخر اسم الف
زائد مفید معنی فاعلیت باشد چون (زیبا) و (زیبا)
مؤلف عرض کند که این را در قاعدهٔ ششم داخل
کنیم که بذیل مذکور است - (۳) دو اسم جامد را که
که غیر صفت باشد جمع کرده بمعنی اسم فاعل گیرند
همچون (سنگ دل) و (ارم محفل) (کمان ابرو)
و (آیینه رو) (سیم تن) و (گلبدن) این همه
اسم فاعل ترکیبی است بر سبیل تشبیه که مشبه به اکثر مقدم
باشد و در بعض مرکبات تقدیم مشبه را هم دیده ایم مانند
(ابرو کمان) بمعنی (کمان ابرو) است و (۴) دو
اسم جامد غیر صفت بدون لحاظ تشبیه جمع شود چنانکه
(حور پیشه) و (سپاس اندیشه) و (زبان کار) و
(همیشه بهار) و درین قسم تقدیم مخصوص بر منسوب
شرط است (۵) یک اسم صفت و دیگر اسم غیر صفت
جمع شود چنانکه (بلند پایه) و (کم مایه) و (بد رکاب)
و (گران خواب) و (تندخو) و (سست رفتار)
و (نیک سیرت) و (سیه فام) و اکثر درین ترکیب
اسم صفت مقدم باشد و در بعض مرکبات مؤخر
نیز مثل (جامه پارسا) و (روسیاه) و (زبان دراز)
(۶) از اسم و حرف ترکیب یابد پس اگر حرف معیت
یا حرف نفی باشد مقدم آید بر اسم همچو (باهوش) و

(با خبر) و (بی زر) و (بی سر) و (ناچار) و (ناسنجا)
واگر حروف دیگر قسام باشد بعد اسم آید چنانکه (پیشه ور)
و (خدمتگار) و (کوزه گر) و (دانشمند) و (دولتمند)
(سوگوار) و (شرمسار) و (غمناک) و (مهربان) و
(پهلوان) و (زیبا) مرتب شود از فعل و حرف نیز چون
(ناتوان) و (نادان) و (آفریدگار) و (خریدار) درین
قاعده هم قانون تقدیم و تاخیر نیز چون قاعده ششم
باشد صاحب تحقیق القوانین ذکر این قواعد بترتیب
خود بذیل اسم صفت وغیر صفت کرده و ما تجدید
در ترتیب و تعریف تصرفی کرده ایم - صاحب فوائد
دستگیری گوید که گاهی اسم فاعل برای تخفیف بحذف
حرف (نده) بصورت امر هم آید لیکن بصورت
اکثر مرتب بلفظ دیگر و گاهی بر سبیل قلب بدون ترکیب
هم چون فراز بمعنی فرازنده چنانکه جامی فرماید (ع)
مرتب ساز سقف چرخ و اثر فراز چار دیوار عناصر
وخود او گوید که درین شعر اگر (فراز) بمعنی بالا گیریم [illegible]
نخواهد شد و سندی دیگر از ظهوری آورده که در خشیه

نورس گوید "سطوتش زور در بازوی پنجه شیر شکن
الفتش رم از طبع آهو ربا - زرمی اجل درخون فگن
بزمی جام برجم پیما" فرماید که شکن و ربا و فگن و پیما
بمعنی شکننده و رباینده و فگننده و پیماینده آمده
مؤلف عرض کند که سکندر نی خورده است
ظهوری استعمال (زور شکن) و (رم ربا) و (اجل
فگن) و (جام پیما) کرده که اسم فاعل ترکیبی است
و ذکر [illegible] قاعده [illegible] گذشت و بقول صاحب
[illegible] دستگیری گاهی الحاق [illegible] تنهائی [illegible]
[illegible] است چون (ترکیبی) و (تحقیقی)
[illegible] مؤلف گوید که [illegible] قاعده ششم [illegible]
بالا [illegible] اسم فاعل [illegible]
قواعد فارسی [illegible]
[illegible] دلالت کرے جس سے فعل [illegible]
[illegible] فعل [illegible]
[illegible] فاعل کو اختیار ہو اور فعل [illegible]
سے مراد وہ فعل ہے جس کا اختیار فاعل کو نہ ہو

(کہنے والا) یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس سے
فعل اختیاری کہنے کا صادر ہوا اور (مرنے والا)
یہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس کی ذات سے
فعل غیر اختیاری مرنے کا ظاہر ہوا ۔ ۔ ۔ اسم فاعل کی
دو قسمیں ہیں (۱) قیاسی (۲) سماعی قیاسی اسے
کہتے ہیں جس کے بنانے میں قیاس کو دخل ہو اور
سماعی وہ جو محض اہل زبان سے سنا گیا ہو اور قیاس
کو اوس کے بنانے میں کچھ دخل نہ ہو (الخ) ہم عرض
کرتے ہیں کہ زبان اردو میں جب مصدر سے الف
آخر کو یا سے بدل کر کلمۂ والا اوس پر زیادہ کرین تو
اسم فاعل قیاسی بنجاتا ہے جیسے (کرنا) سے کرنے والا
اور (مرنا) سے مرنے والا اور یہی ہے فارسی کے
(اسم فاعل) کا ترجمہ اور (ب) اسم فاعل بر کیبی
بقاعدہ فارسی بعینہ اردو میں مستعمل ہے ۔

اسم کنایہ (اصطلاح) بقول صاحب منتخب (ع۔ مذ)
کنایہ لغت عرب است بمعنی پوشیدہ سخن گفتن (انتہی)
و اسم کنایہ مرکب اضافی ۔ بقول صاحب تحقیق الفوائد
عبارت از لفظی ہست کہ بدان تعبیر کنند چیزی را کہ
معلوم پیش شود و غرض از ذکر آن ترک تصریحت
چنانکہ لفظ شری بیای مجہول بمعنی مدت دراز ہست
حزین ست) اے دل احوال ہر وقت را چہ می پرسی
شدست عزیز لفظ شری شد ز عالم رفتہ است
و لفظ فلانی بیای معروف بجای اسم ظاہر چنانکہ
در زبان ۔۔۔ فلانی بیاید بخیال مؤلف در فلانی
اسم یای مجہول است نہ معروف و فرمایدکہ لفظ
کسی بیای مجہول بجای نام شخص مطلوب در نقول
نفیس (ست) دامن زتن رفت و منوز ام تنسی
می آید بجای جلی یست و نفس ردگسی می آید
(اردو) صاحب آصفیہ نے لفظ کنایہ پر لکھا ہے
کہ جب کوئی مطلب استعارۃً یا بغرض عدم اظہار
ایک یا دو لفظوں میں ادا کیا جائے تو وہ لفظ
اسمای کنایہ کہلاتے ہیں جیسے وہ یون کیا ۔ وہ کیا
اس طرح بھی سمجھایا ۔ اس طرح بھی سمجھا یا وغیرہ
ہم کہتے ہیں کہ اسم کنایہ وہ لفظ ہے جس سے کوئی

ایسا مطلب ادا کرین جس کا بیان صراحت سے
ظاہر نہو جیسے "۱) عرصہ سے آپکا خط نہین آیا"
یعنی بہت دنون سے - اور "۲) آج تو حضرت
تشریف نہین لائے" حضرت سے مراد وہ صاحب
ہین جن سے قائل آگاہ ہے اور مخاطب بھی لیکن
اور دلی اُسکا اظہار مقصود نہین ہے یا کہین "۳) رشید علی
صاحب کو ہم نے آج راہ مین دیکھا تھا"

اسم مشتق (اصطلاح) بکسر میم اوّل مرکب (۱۱۴۰)
توصیفی است وبقول محققین فرس قسم سوم اسم کہ
مراحتش بر لفظ اسم گذشت وبقول صاحب
تحقیق القوانین اسمی است کہ گرفتہ شدہ باشد از
کلمۂ وآن بر سہ قسم است اوّل (اسم فاعل) دوم
(اسم مفعول) سوم (صفت مشبہ) بعض محققین فرس
اسم حالیہ وحاصل بالمصدر را ہم در اقسام این داخل
کنند وبعض ورای آن ہم - ما تعریف ہر یک بجایش
کنیم وازین اختلاف باہمی ایشان ما درینجا سروکاری
نداریم (اردو) اسم مشتق (مذکر) لغات اردو نے
اسکو ترک کر دیا ہے - بقول صاحب قواعد فارسی
وہ لفظ جو بقاعدۂ صرفی مصدر سے بنایا گیا ہے
اور حروف مادہ یعنی اصلی اس اسم مشتق مین دیسے ہی
یا تبدیل ہوکر باقی رہین اسکی چار قسمین ہین (۱)
اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم حالیہ (۴)
حاصل بالمصدر (الخ) بعض نے صرف اسم فاعل
اسم مفعول صفت مشبہ کو اقسام اسم مشتق مین داخل
کیا ہے۔

(۱۱۴۱) **اسم مصدر** (اصطلاح) مرکب اضافی - بقول
صاحب تحقیق اسمی است کہ برآوردہ شود ازان
افعال واسمای مشتقہ ودلالت کند بر حدث وحرف
آخرش نون ساکن باشد کہ ماقبلش دال مفتوح یا
تای مفتوح بود واگر آن نون را حذف نماید صیغۂ
واحد غائب ماضی مطلق مثبت معروف بعینہ باقی
ماند وآن را بر دو قسم است (۱) اصلی و (۲) جعلی
اصلی آنست کہ بحسب اصل مفرد باشد مانند (آمدن)
و (رفتن) و (آوردن) و مانند (گفتن) وجعلی آنکہ مرکب

بود یعنی ساخته شده باشد بالحاق یای معروف و دال مفتوح و نون ساکن مصدر عربی مثل (شمیدن) و (فهمیدن) یا باسم جامد فارسی مانند (پندیدن) و (خوابیدن) یا بامر مخاطب معروف از مصدر اصلی مثل (پنداریدن) و (کاهیدن) و یا بترکیب دو لفظ که اول اسم جامد بود یا اسم مفعول و ثانی مصدر اصلی مانند (نگه داشتن) و (کشته شدن) و ازین قبیل است (برآمدن) و (فرورفتن) و (ترسانیدن) و نحوها و آن مصادر جعلی که از صیغه های امر مخاطب حاصل گردند اکثر مترادف مصادر ماخذ خود هامی باشد چنانکه (افروزیدن) و (افروختن) و (پنداریدن) و (پنداشتن) و (تابیدن) و (تافتن) و (جوئیدن) و (جستن) و (رهیدن) و (رستن) و (کاهیدن) و (کاستن) و (گردیدن) و (گشتن) و فرماید که شاید که در (انباردن) بمعنی (انباشتن) و (گذاردن) بمعنی (گذاشتن) یا را حذف کرده اند و نیز فرماید که همچنان بعض مصادر اصلی نیز مترادف هستند چنانکه (آلودن) و (آغشتن) بمعنی (ملوث شدن) و (افراختن) و (افراشتن) بمعنی بلند ساختن و (گسستن) و (گسیختن) بمعنی بریدن الخ)

مؤلف عرض کند که (اسم مصدر) بکسر میم اول دو معنی دارد (۱) باضافت توصیفی اسمی که مصدر صفت اوست و (۲) باضافت اسم بسوی مصدر اسمی که از و مصدر ساخته شود بزیادت علامت مصدر که بالا مذکور شد پس قسم دوم بخیال ما اسم جامد است که از و مصدر ساختند همچون (پند) که در فارسی زبان بمعنی نصیحت است و اسم جامد و (پندیدن) مصدر آن و (خواب) بمعنی نوم است و اسم جامد و (خوابیدن) مصدرش آنچه صاحب تحقیق و مقننین فرس این قسم مصادر را جعلی نام نهاده اند بر خلاف خیال ماست که هیچ جعل درین نیست و خلاف اصل نباشد و آنچه در مصادر جعلی لغت عرب را

مخصوص کرده اند به سند (شمیدن) و (فهمیدن) درست نباشد که بسیاری از مصادر فرس وضع شده است از لغات غیر زبان فرس و عرب هم مثلاً (استبیدن) بمعنی ستیزه کردن که از لغت سنسکرت (استهی) ساخته شد و بعض مصادر از لغت ترکی ساخته شده که ذکر آن درهمین کتاب بجای خودش موجود پس فرق مصدر اصلی و جعلی همین قدر کافی است که مصدر اصلی ساخته شود از اسم جامد زبان فرس و مصدر جعلی وضع شود از لغات غیر زبان فرس و آنکه صاحب تحقیق یای معروف را علامت و خصوصیت مصدر جعلی قرار داده هم بخیال ما درست نباشد که یای تحتانی در بعض لغات بقاعدهٔ تبدیل بیاید و در بعض جا ها بسبیل زیادت بخیال ما یای تحتانی در (هندیدن) زائد است محض برای دفع ثقالت (کهاندن) بوجه اجتماع دو دال بخواندن آسان شود پس بقاعدهٔ خود یک زائد میان دو دال آوردند

و آنچه محققین فرس (آمدن) و (رفتن) و (آوردن) و (اندوختن) را مصدر اصلی گیرند و خیال کنند که همچو اسم جامد این اسم هم از کلمه ساخته نشده و بمعنی مصدری اصل لغت است و از اقسام ثلاثه اسم باشد که بر لفظ اسم گذشت - درست نیست زیرا که بتحقیق ما بر لفظ (آمد) و (آورد) دال مهمله و نون علامت مصدر آورده (آمدن) و (آوردن) کردند و بر لفظ (رفت) و (اندوخت) علامت مصدر (تن) آورده (رفتتن) و (اندوختتن) ساختند و از دو دال و تای مکرر یکی حذف شده (آمدن و آوردن و رفتن و اندوختن) شد و در هر چهار مصدر اسم جامد بمعنی اسمی موجود است که بحث کامل آن بجایش کنیم و همین کیفیت است هر مصدر فارسی را که یا اینکه ساخته شد از اسم جامد زبان فرس یا وضع شد از اسم جامد السنهٔ غیر فرس - پس اوّل الذکر را مصدر اصلی و آخر الذکر را مصدر جعلی گفتن باعتبار اصلیت زبان فارسی

و اضدا اسم از زبان غیر عیبی ندارند و آنچه محققین بر
(پنداشتن) و (کاهیدن) را مصدر جعلی نام نهاده اند
بوجه آنکه بخیال شان این هر دو از امر حاضر معروف
ساخته شد خطای فاحش است که چنین نباشد زیرا
که (پندار) اسم جامد زبان فارسی است بمعنی
فکر و خیال و (کاه) هم اسم جامد است بمعنی علف
خشک پس این هر دو مصدر وضع شد از همین دو
اسم جامد و آنچه محققین نسبت مصادر (نگه داشتن)
و (برآمدن) و (فرو رفتن) می فرمایند که این هم
مصدر ساخته شد از اسم جامد و مصدر اصلی هر دو
و علی هذا القیاس (کشته شدن) وضع شد از اسم
مفعول و مصدر اصلی و این را هم مصدر جعلی نام
نهند درست نباشد که بخیال ما این هر چهار مصدر
مرکب است و اصلی است نه جعلی حیف است
که (ترسانیدن) را هم مصدر جعلی نام نهاده اند
و مینمایند که (ترس) اسم جامد فارسی است بمعنی
خوف و بیم و بقاعده که در آخر همین بیان بقول
صاحب تحقیق القوانین می آید مصدر لازم را
متعدی کرده اند بزیادت الف و نون و یای
معروف با علامت مصدر (دن) بر اسم جامد
نه بر امر مخاطب پس (ترسانیدن) بزیادت
یای معروف قبل علامت مصدر و (ترساندن)
بدون زیادت یا بمعنی متعدی ترسیدن است
و نمیدانیم که چرا این را لقب جعلی عنایت شد اگرچه
لفظ (اصلی) و (جعلی) باعتبار خاص مستعمل شده است
ولیکن آنانکه کار از اصول گیرند و از ماخذ هر لفظ
خبر دارند تصفیه اختلاف ما با جمهور محققین کنند
و ببینند که می گویند بلکه کار گیرند از چه می گویند و آنچه
ذکر مرادفات چند از قبیل (افروزیدن) و (افروختن)
و امثال آن خارج از بحث بیان آمده است که
بالا گذشت تصفیه حقیقت هر یکی بجای خودش
کنیم که این محل آن نیست و درینجا همین قدر کافی
است که در (انباردن) و (انباشتن) و (گذاردن)
و (گذاشتن) آنچه بشبه صاحب تحقیق یای تحتانی

حذف شده است نه چنین باشد بلکه در وضع
این مصادر ضرورت آوردن یای تحتانی نیفتاده
وغالباً با علامت مصدر (تن) یای تحتانی نیاید- بالجمله
هر قدر که بالا گذشت در آن اختلاف ما با متقدمین
فرس در لفظ اصلی وجعلی صرف اعتباری است و
اصطلاحاً نامی را قائم کردن باختیار ایشان است
وباختیار ما هم ولیکن اختلافی که مابین ما و متقدمین فرس
در وضع مصدر واقع شده است که بقول شان بعض
مصادر هم‌چو اسم جامد سماعی است وبقول ما همه مصادر
قیاسی و هم وضع آن از اسم جامد- البته
این چیزی است بسیار دقیق که بر هر یک مصدر جعلی
اسم جامد را ثابت کردن بر ذمهٔ ماست و ما در مصادر جعلیه
درین کتاب گذشت لزوم آن نکرده ایم ازینکه
این بحث پیش نظر نبود البته در مصادر یکه می آید
بر هر یک مصدر سعی کنیم السعی منی والاتمام من الله
تعالیٰ واگر در مصدری خاص قاصر مانیم نقص تلاش
ما و عدم کفاف ذخیرهٔ لغت پیش نباشد واین معذرت
مبنی بر احتیاط است وبس زیرا که هندنژادیم وادعای
اهل زبان نبوده ایم ومهما امکن جگرکاوی‌ها می‌کنیم
واز تحقیق ماخذ هر یک لفظ که در موضوع این کتاب
داخل است توقع داریم که خیال ما بر هر مصدر
درست بر آید من الله التوفیق وبیده ازمّة التحقیق
صاحب تحقیق القوانین فرماید که چون خواهند که
مصدر لازم را متعدی بیک مفعول ومصدر متعدی
را متعدی بدو مفعول ومصدر متعدی به دو مفعول
را متعدی به سه مفعول گردانند الف ونون ویای
معروف را با لفظ (دن) بصیغهٔ واحد امر مخاطب
آن ملحق سازند چنانکه در (ترسانیدن) از (ترسیدن)
و(خورانیدن از خوردن) و(دهانیدن از دادن)
وبنای اینگونه مصادر بدون یا نیز جائز است
مانند (رساندن ونشاندن از رسیدن ونشستن)
مؤلف گوید که این قاعدهٔ کلیّه حالا در محاوره
معاصرین متروک است ودر کلام متقدّمین هم خلاف
آن یافته شده وصراحت هر یکی بجای خودش در مصادر

بیاید و فرماید که بدستور اسم جامد چند مصادر اصلی هم مشترک انه
بمعنی لازم و متعدی هردو مثل (آزردن) بمعنی
رنجیده شدن و رنجیده نمودن و (افروختن) بمعنی
روشن شدن و روشن کردن و همچنین آموختن
و زادن و سوختن و شکستن و بعضی بمعنی معروف و
مجهول مانند پاشیدن بمعنی ریختن و ریخته شدن و
بعضی در معانی دیگر مثل (باختن) بمعنی بازی
کردن و بخشیدن و خرج نمودن و (پرداختن)
بمعنی متوجه شدن و خالی ساختن و آراستن و
فرماید که هر مصدر که بر آورده شود. ازان همه
افعال و اسمای مشتقه بر وفق قوانین مقرره آنرا
(مصدر کامل التصریف) و (مصدر متصرف) نامند
مانند دویدن و رفتن و زدن و کشتن و هر مصدر
که چنین نبود آن را (مصدر ناقص التصریف)
و (مصدر مقتضب) گویند مثل خستن و سختن و
سفتن و نهفتن مؤلف گوید که صاحب بحر عجم
در مقدمهٔ کتاب این را بر چهار قسم آورده (۱)

مصدر کامل التصریف و (۲) مصدر سالم التصریف
و (۳) مصدر ناقص التصریف و (۴) مصدر
متروک التصریف - کامل التصریف آنکه همه صیغه های
آن که ماضی و مضارع و حال و مستقبل و اسم
فاعل و اسم مفعول و امر و نهی باشد یافته شود
و هم در کلام اهل زبان استعمال یابد چون از
(آموختن) آموخت - آموزد - می آموزد
خواهد آموخت - آموزنده - آموخته - آموزد
میاموز - و سالم التصریف آنکه بعد از حذف نون
مصدر بنای ماضی او در مشتقات سالم باشد و
تبدیل و حذف در حروف اصلی آن راه نیابد
پس درین صورت غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول
نخواهد بود چون از (آبادانیدن) آبادانید
خواهد آبادانید - آبادانیده و صیغه های غیر سالم
آن که مضارع و حال و اسم فاعل و امر و نهی
باشد در استعمال اهل زبان نیامده و ناقص التصریف
آنکه بعضی از صیغه های او مستعمل و بعضی متروک چون

(پندیدن) که صیغهٔ اسم فاعل را امر و نهی آن
نیامده۔ و متروک التصریف آنکه هیچ یکی از صیغه‌های
آن مستعمل نباشد چون (نزاختن) و (نباریدن) مؤلف
گوید که ما صراحت این بر هر یک مصدر می‌کنیم۔
الحاصل بخیال ما (اسم مصدر) بمعنی دوم بیان
کردهٔ ما اسم جامد است و ورای (حاصل بالمصدر)
که بیانش بجای خودش آید) زیراکه اسم مصدر معنی
اسم جامد دارد و حاصل بالمصدر شامل است
بر معنی مصدری و در بعض مصادر۔ حاصل بالمصدر
بصورت اسم مصدر هم می‌آید و فرق معنایش
بجای خودش بیان کنیم (اردو) (۱) مصدر۔
بقول آصفیه (مذکر) وه کلمه جس سے افعال و
صفات نکالیں یا وه کلمه جس سے فعل اور صیغے
مشتق هوں (۲) اسم مصدر (مذکر) فارسی میں
وه اسم جامد ہے جس پر علامت مصدر بڑھاکر مصدر
بنایا جائے۔

(۱۱۲۱) **اسم معرفه** (اصطلاح) مرکب اضافی است
صاحب تحقیق القوانین فرماید که معرفه اسمی است
که موضوع بود برای چیزی که نزدیک متکلم و مخاطب
معهود و معین باشد و آن پنج قسم است اول ضمیر
و دوم علم و سوم اسم اشاره و از قبیل اسمای اشاره
یای موصول یعنی یای مجهولیکه باسم نکره لاحق شده
مفید معنی آن و چنان باشد که ذکر کاملش بر (یای
موصول) بیاید چهارم اسم نکره که مضاف شود
بطرف ضمیر یا علم یا اسم اشاره چنانکه در لفظ (پند
من) و (پسر بهرام) و (شتر آن) یا بسوی ملحق
به یای موصول چنانکه درین قول رفیع (ع)
چو شاخهای درختی که شد ز سر ماخشک ۞ ز آه و سر
مر انگشته جمله اعضا خشک ۞ پنجم اسم نکره که منادی
باشد چنانکه درین قول سعدی (ع) ایا دوست
بر جنازهٔ دشمن چو بگذری ۞ شادی مکن که بر تو
همین ماجرا رود و چه نیست اقسام معرفه لیکن اعرف
درین همه مضمر است یعنی ضمیر متکلم و مخاطب و غائب
بلحاظ ترتیب ذکر و بعد از آن علم سپس اسم اشاره

پس نکرۂ منادی امّا اسم نکره که بطرف ضمیر یا علم
یا اسم اشاره یا بسوی ملحق به یای موصول مضاف
بود حکمش درین باب حکم مضاف الیه نیست۔
صاحب قواعد فارسی گوید که معرفه را (اسم ذات)
هم گویند۔ ما صراحت هر یکی از اقسام این بجایش
کنیم و هم از معهود ذهنی یا خارجی را هم بذیل اسم
معرفه آورده و ماذکرش به اسم کنایه کرده ایم۔
(اردو) معرفه۔ بقول صاحب قواعد فارسی اُس
اسم ذات کو کہتے ہیں جو دلالت کرے شے معین پر
جیسے زید۔ عمرو۔ دہلی۔ کلکتہ۔ معرفہ کے کئی اقسام
ہیں (۱) علم (۲) ضمیر (۳) اسم اشارہ (۴) اسم
موصول (۵) معہود ذہنی یا خارجی (۶) وہ اسم جو
مضاف ہو ان اقسام بالا کی طرف (۷) منادیٰ
(۱۹۱۲) (الف) **اسم مفعول** (اصطلاح) باضافت
توصیفی۔ بقول صاحب تحقیق القوانین اسمی است
از اقسام اسم مشتق و این گرفته شود از صیغۂ واحد
غائب ماضی مطلق مثبت خواه معروف باشد خواه
مجهول بالحاق های مختفی و دلالت کند بر چیزی که
فعل واقع گردد بر آن مانند (آورده) و (کشته)
و (آورده شده) و (کشته شده) و بعضی شاهین
و لین را مخفف و مختصر شاهین دانند پس نزدیک
ایشان اشتقاق آن از صیغۂ واحد غائب ماضی
مطلق مجهول است و بس۔ صاحب قوانین دستگیری
فرماید که گاهی بنا بر کثرت استعمال های آخره ساقط
شود چون (سنگ سود) بمعنی سنگ سوده و (درد
آلود) بمعنی درد آلوده مؤلف گوید که همچون
اسم فاعل ترکیبی ---------
(۱۹۱۳) (ب) **اسم مفعول ترکیبی** اسم (بترکیب توصیفی)
باتصال اسمی قبل امر حاضر یا نهی وضع شود چنانکه
دستگیر بمعنی محبوس و عالمگیر بمعنی شایع شده۔ و
پامال و پابند و (کس مخر) و (کس مپرس)
هم ازین قبیل است۔ صاحب قوانین دستگیری
فرماید که هر فعلیکه مفید معنی مفعولیت باشد چون بر
اسمی آید مرکب آن افادۂ معنی مفعولیت کند چنانکه

(حمایتی) و (عنایتی) بمعنی حمایت کردہ شدہ - و
عنایت کردہ شدہ و (نایاب) بمعنی نایافتہ شدہ
و ما قاعدۂ تقدیم و تاخیر الفاظ و حروف را بر اسم فاعل
ترکیبی بصراحت بیان کردہ ایم کہ گذشت و ہمہ اقسام
کہ درانجا گذشت شامل باشد بر اسم مفعول ترکیبی
ہم (اردو) (الف) اسم مفعول - بقول صاحب
قواعد فارسی اس اسم مشتق کو کہتے ہین جو ایسی ذات
پر دلالت کرے جس پر فعل فاعل کا واقع ہو
جیسے (مارا ہوا) اس ذات پر دلالت کرتا ہے
جس پر مارنے کا فعل واقع ہوا تھا - اسی طرح
(دیکھا ہوا) (سنا ہوا) (الخ) اردو مین اس کے
بنانے کا قاعدہ عام یہ ہے کہ ماضی مطلق پر (ہوا)
زیادہ کرین (ب) اسم مفعول ترکیبی جو فارسی مین
مستعمل ہے اردو مین بھی اسکا استعمال ہے -

اسمند بقول برہان و سراج و ناصری و جامع بفتح اول و سکون ثانی و نون و دال ابجد نام
قریہ ایست از قرای سمرقند - صاحب جہانگیری فرماید کہ این را بحذف الف (سمند) نیز خوانند
و صاحب برہان بر (سمند) گوید کہ رنگی باشد بہ زردی مائل مر اسپ را و بمعنی تیر پیکان و نام
قریہ از قرای سمرقند - مؤلف گوید کہ جا دارد کہ فارسیان این قریہ را بدین وجہ (اسمند) نام کردہ باشند
کہ آب و ہوای این بحق اسپان مفید باشد کہ (اس) مخفف اسپ است و در زبان سنسکرت
ہم بمعنی اسپ کہ ذکرش بر اسگند کردہ ایم و سمند مخفف این واللہ اعلم (اردو) اسمند فارسی
مین سمرقند کے ایک قریہ کا نام ہے - مذکر -

اسمندر بقول برہان و سراج و رشیدی بفتح اول بمعنی سمندر است و آن جانوریست کہ در
آتش متکون می شود - صاحب جہانگیری فرماید کہ این را (سامندر) و (سامندل) و
(سمندر) و (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) نیز گویند (شیخ عطار ؒ) آتشی بر دست

دشمن و گرفت پو تا خلیاش طبع سمندر گرفت ؛ و ہم او بر (سامندر) نوشتہ کہ این جانور بہیئت موش باشد و از پوستش کلاہ سازند و چون چرکین شود در آتش اندازند تا چرک آن بسوزد و پاکیزہ گردد و گروہی برآنند کہ بصورت مرغی بود صاحب برہان بر لفظ (سمندل) فرماید کہ اصل این لغت (سام اندرون) بمعنی دراندرون آتش چہ سام بمعنی آتش باشد و بر (سام) فرماید کہ (سرسام) مرکب ازہمین لغت است و صراحت مزید کند کہ جانوری در آتش متکون می شود و ورا (سام اندر) نام است و (سمندر) مخفف آن مولف عرض کند کہ ہمین است وجہ تسمیۂ این در حقیقت (سمندور) و (سمندل) و (سمندول) بجایش عرض کنیم بالجملہ (سمندر) اصل است و (اسمندر) بزیادت الف وصلی در اولش (اردو) سمندر - بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر ایک آتشی چوہے کا نام جو آگ کے اندر پیدا ہوتا ہے - او رامیر لوگ اسکی کھال کی ٹوپیان بناتے ہین - جب اس کی ٹوپی میلی ہوجاتی ہے تو آگ مین ڈالنے سے اس کا تہ میل جل کر صاف نکل آتی ہے اور آگ اس مین مطلق اثر نہین کرتی - اس کی صورت گرگٹ سے بہت مشابہ ہے - آگ کے باہر نہین جی سکتا (ذوق سہ) تر امجنون لقتہ دشت مین آتش قدم کر ہو

جلادے زیر پا گر خار مژگان سمندر ہو ؛

(۱۹۱۵) **اسم نکرہ** (اصطلاح) مرکب اضافی بقول صاحب تحقیق القوانین نکرہ اسمی است کہ موضوع بود برای چیزی کہ نزد متکلم و مخاطب معہود و معین نباشد مثل (مرد) و (زن) و (درخت) و (چمن) (اردو) بقول صاحب آصفیہ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین شے کے واسطے وضع کیا گیا ہو مؤلف کہتا ہے کہ اردو مین بھی اسکو اسم نکرہ ہی کہتے ہین -

اسموسا بقول برہان و ہفت و انند بفتح اوّل و سکون ثانی و میم بواو رسیدہ و سین بی نقطہ بالف کشیدہ بہ یونانی نوعی از مرو باشد و آن رستنی است کہ تخم آن را شیرازی مرو رشک خوانند و باین معنی با شین نقطہ دار ہم آمدہ مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نباشد کہ سین مہملہ اول را بعضی معجمہ گرفتہ اند چنانکہ خود او ذکر (اشموسا) بجایش کردہ است کہ می آید۔ صاحب محیط بر (اسموسا) نوشتہ کہ اسم گزربری است و بر (اشموسا) بشین معجمہ دوم گوید کہ نوعی از مرو است کہ کم بوتر است از سائر اقسام و ذکر (اسموشا) بسین مہملہ دوم و شین معجمہ پنجم نکرد و بر (گزربری) فرماید کہ در بلاد قزوین آنرا (گزرما) و دربربری (سرغنت) و (سرغند) و (اسرغنت) و بیونانی (اسطافالیوس) و (اسموسا) و بسریانی (حماسیا) و بہندی (جنگلی گاجر) نامند۔ گرم در اوّل و دوم و گویند در سوم و خشک در آخر اول و دران حدت و لذع و تسخین بیّن و تلطیف و قدری تلخی است و در جمیع افعال سوای باع قوی تر از بستانی است بلکہ در تقویت باہ نیز و حمول آن منقّی رحم و مخرج جنین و مدر حیض و منافع بسیار دارد (الخ) ما ذکر گزربر (اسطفلین) ہم کردہ ایم۔ پس تسامح برہان و اہل تحقیق دیگر است کہ (اسموسا) را مرو گفتہ اند کہ (مرو) ورای گزربرّی است کہ بر (اشموسا) بہ شین معجمہ دوم آید بحث کاملش بجایش کنیم (اردو) جنگلی گاجر۔ دیکھو (اسطفلین) جس پر گاجر کا بیان ہے۔

اسن بقول برہان و جہانگیری و ناصری و جامع و انند و شمس بفتح اوّل و ثانی و سکون نون (۱) جامۂ دار و نپوشیدہ را گویند و (۲) کالک را نیز کہ خربزۂ نارسیدہ باشد و باین دو معنی با شین نقطہ دار ہم آمدہ چہ در فارسی سین و شین بہم تبدیل می یابد۔ صاحب شمس فرماید کہ این لغت فارسی است۔ صاحب کنز گوید کہ در ترکی زبان بمعنی سلیم۔ صحیح۔ اب۔ نافخ۔ صاحب ساطع فرماید کہ

که در سنسکرت بفتحتین خورش و طعام و نباتی که خورش کرم پیله باشد و بقولش (اشن) بشین معجمه هم بمعنی خوراک و غذا آمده و بالضم گرم و حار و گرمی و حرارت نیز مولف گوید که بخیال ما عربی نباشد که این ماخوذ است از ترکی زبان که فارسیان این را برای خربزۂ نارسیده استعمالش کردند که نقارغ است و معنی اول مجاز آنست که جامۂ دا ترونه پوشیده را هم شابه خربزه گرفتند چراکه خطوط دوخت آن همچون خطوط خربزہ نمایان باشد و هیئت مجموعی آن هم بالیده و سخت (اردو) (۱) اٹھا پہنا ہوا کپڑا (مذکر) (۲) کچا خربزہ - مذکر-

اسناد | بقول آصفی نسبت کردن حدیث بکسی و پناه بکسی بردن و پشت دادن بچیزی مولف گوید که این لغت عربیست بقول منتخب پشت بچیزی دادن و تکیه نمودن چیزی به چیزی و پناه بکسی بردن و حاضر گردانیدن و نسبت کردن حدیث بکسی و بالفتح جمع (سند بفتحتین) سند چیزی که بآن تکیه کنند (انتهی) ما گوئیم که فارسیان این را بالفتح (۱) بمعنی جمع سند و بالکسر (۲) بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (اردو) (۱) اسناد مذکر- سند کی جمع - حجتیں - دلیلیں جیسے "اسناد و امثال سے لغت کی شان بڑھجاتی ہے" نیز وثیقے اور پسار ٹیفکیٹ جیسے "تم ایک عرضی کے ساتھ اپنے اسناد بھیجدو تو ہم صاحب کے یہاں پیش کردیں" (۲) استناد کرنا کہہ سکتے ہیں - صاحب تذکیر و تانیث نے لفظ (استناد) پر فرمایا ہے مونث - دیکھو (استناد)

اسناد آوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از ابو الفتح رونی آورده (ص) آنی که ز کردار تو آرد گهر اسناد آنی که ز گفتار تو سازد هنر امثال ما می گوئیم که درین

شعر لفظ (اسناد) را بالفتح و بالکسر ہر دو توان خواند
و جا دارد کہ (اسناد آوردن) را بالفتح بمعنی سند پیدا
آوردن گیریم و بالکسر بمعنی پناہ بکسی بردن و تکیہ
نمودن ہم (اردو) استناد کرنا۔ سند لانا۔ دیکھیو
استناد کردن۔

اسناد دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ از معنی ساکت و بر سند مخلص کاشی قانع
(ﺳـ) مدار با کرمش ہیم از گنہ مخلص ؛ دگر بخجستن
اسناد این گناہ مدہ ؛ مؤلف گوید کہ (اسناد دادن)
در این شعر بمعنی مطلق نسبت کردن است (اردو)
نسبت دینا۔ بقول آصفیہ تعلق ظاہر کرنا نغیر
دینا مطابقت ثابت کرنا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسکا ترجمہ
منسوب کرنا بھی ہو سکتا ہے۔

اسناد کردن (استعمال) صاحب آصفی ذکر این کردہ
بسند و آلہ ہروی معنی این را بر ما می گذارد (ﺳـ) کردہ
در نظر خویش ز استقبالش ؛ پستی فطرت و ہمت بتقصیری
اسناد ؛ مؤلف گوید کہ در این شعر اسناد کردن بمعنی
منسوب کردن است (اردو) منسوب کرنا۔

اسنتان بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر نون و سین بی نقطہ ساکن و فوقانی بالف
کشیدہ و بنون زدہ نام پدر زن وامق است و عاقبت او بر دست وامق کشتہ شد و باین معنی بکسر
رابع و تشدید فوقانی ہم آمدہ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ معنی
(اسن) بجایش ذکر کردہ ایم و (ستان) در فارسی زبان بقول برہان۔ بر پشت خوابیدن و جای
انبوہی و بسیاری چیزہا از قبیل گلستان و بمعنی بی صبر و بی طاقت و مخفف آستان ہم و بفتح اوّل
ستانندہ و امر ہم مؤلف گوید کہ معنی فاعلی بدون ترکیب با لفظی دیگر نمی شود۔ پس اگر (اسن) را
لغت سنسکرت بمعنی خورش و طعام گیریم معنی لفظی این ستانندۂ خورش و طعام است یعنی ظالمی
کہ مخلوق را بی رزق کند بکثرت استعمال در اعراب صحیحہ تصرف و تبدیل واقع شد۔ عجبی نیست کہ

ہمین باشد وجہ تسمیۂ این (اردو) استان - ایک شخص کا نام ہے جو وامق کا خسر تھا جس کو وامق نے قتل کیا -

| اسو | بقول برہان و ہفت (۱) بفتح اول وضم ثانی وسکون واو بمعنی طرف وسو و جانب و (۲) بضم اول مخفف (اوسو) باشد کہ بمعنی ربودن و ربایندگی در بایش است - خان آرزو بر معنی اول قانع - صاحبان ناصری و سروری و جہانگیری برای معنی اول از سوزنی سندی آوردہ اندکہ در ہجو مردی کہ بخر تشبیہ کردہ و از معنی دوم ساکت (سے) خری کہ کاہ وجو او زبرگ تاک تا ملسک ؛ مراغہ کردن وغلطیدنش اسو باسو؛ بہ تحقیق ما این اسم جامد زبان فارسی است و اصل این بدون الف (سو) باشد کہ می آید فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ (اسو) کردند و معنی اول اصل است حیف است کہ صاحب برہان برای معنی دوم سندی مثل پیش نہ کرد ما بحث آن بر (اوسو) کنیم - و بہ تحقیق ما (۳) (اسو) بمعنی اسپ ہم باشد چنانکہ صراحت این بر (اسب) گذشت و صاحب ساطع فرماید کہ بزبان سنسکرت (اسو) بفتح اول وسوم مذکر اسپ است و از ہمین است (اسوپت) بمعنی سوار پس فارسیان اسوار اکہ لغت سنسکرت است در فارسی زبان بمعنی اسپ ہم استعمال کردہ اند چنانکہ بر اسوار می آید (اردو) (۱) سو بقول آصفیہ (اسم مونث) سمت - طرف - جانب - پہلو - جیسے یک سو وغیرہ (۲) دیکھو (اوسو) (۳) دیکھو اسب -

| اسوار | بقول برہان و جامع بر وزن رہوار (۱) بمعنی سوار باشد کہ در مقابل پیادہ است و | بزبان گیلانی (۲) جمعی باشد از لشکریان کہ قتل مرتبہ تبری وچاقی ہمراہ دارند کہ بدان حرب کنند |

و بر کلاه خود یکدیگر زنند و آن نوع حرب را (اسوار)
می گویند و (۳) نام شهریست از ولایت سعید
مصر به راه ولایت نوبه بر چهار فرسخی آن شهر
واقع است و کوهیست بر جنوب آن که از دامن
آن کوه رود نیل بر می آید - خان آرزو در سراج
ذکر معنی اوّل و دوّم فرماید که این مرکّب است
از (اسو) که مبدل اسپ است یا بر عکس و الف
و رای نسبت - مؤلّف گوید که مقصودش این باشد
که الف و رای مهمله بر وزن یاده کرده (اسوار) کردند
بمعنی کسی که منسوب به اسپ است یعنی سوارش
و بخیال ما جا دارد که اصل این (اسوآر) گیریم بمعنی
آرندهٔ اسپ - اسم فاعل ترکیبی - کنایه از سوار اسپ
صاحب ناصری نسبت معنی دوم صراحت کند
که این نوع حرب را (اسوار) می گویند و فرماید
که (۴) اسوار نام مردیست از ملوک گیلان که
پدرش شیرویه نام داشت و پسرش را (مرداویج)
می گفتند یعنی (مرد آویج) و آن (باسفار) مشهور شد
(الخ) مؤلّف گوید که مقصودش خبر بنا شد
که (سوار) بمعنی چهارم مبدّل (اسفار) است فا به واو
مبدل شده باشد همچون (فرنج) و (ورنج) که تبدیل
صاحب سراج بمعنی زبون آمده پس سوار که بدون
الف می آید بمعنی اوّل مخفف (اسوار) باشد -
و معنی دوّم و سوم و چهارم مجاز آن به تعلّق
لفظ اسپ در آن یعنی جماعت لشکریان هم سوار
اسپ باشد و در شهر معلوم هم کثرت اسپان بود
و ملک گیلان را هم نظر به شجاعتش اسپ سوار هم
نهاده باشند که دائماً مستعد پیکار باشد دیگر هیچ

(اردو) (۱) سوار - بقول آصفیہ (فارسی) اسم
مذکر - پیادہ کا نقیض - راکب - گھوڑ چڑھا -
امیر نے لفظ اسوار پر لکھا ہے کہ (سوار) اسی کا
مخفف ہے (قلق ؎) رقعا میں بھی پڑ گئی
ہلچل جو جا گئے اسوار چونک اُٹھے پیدل ۔ (بحر
؎) ہمعنان از دست رفتہ ہیں بڑنگ موج
گل ۔ رہ گیا ہوں بو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں ۔

(۲) اسوار فارسی میں ایک لڑائی کا نام ہے جو
لشکریوں کی ایک جماعت تیر اور گرزسے بائیں ہاتھ
خودون پر ضرب لگاتی ہے (۳) اسوار ایک شہر
کا نام ہے جو ولایت سعید مصر میں ہے ۔ قصبے
(مذکر) (۴) اسوار ملوک گیلان سے ایک بادشاہ
کا نام ہے ۔ (مذکر)

اسوبار | بقول برہان و ناصری و انند و ہفت
بفتح اول و بای ابجد بالف کشیدہ و بروزن نمودار
بلغت ژند و پاژند بمعنی سوار است کہ در مقابل
پیادہ باشد ۔ صاحب جہانگیری ہم در خاتمۂ کتاب
ذیل دستور چہارم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ
حالا در روزمرۂ معاصرین عجم متروک است
معلوم می شود کہ فارسیان زمانۂ قدیم (اسب)
را (اسوب) ہم می گفتند بزیادت واو زائد
ہمچون (افتادن) و (اوفتادن) و (فعل
و مفعول) پس در این صورت ترکیب
(اسوبار) از قبیل (اسوار) باشد ۔ یا اینکہ
(اسو) مبدل و بمعنی اسپ کہ ذکرش بجایش
گذشت و (بار) بمعنی آنچہ بر پشت توان
برداشت (کذا فی البرہان) پس این قلب
اضافت (بار اسو) باشد بمعنی بار پشت اسپ
وکنایہ از سوار (اردو) دیکھو اسوار کے پہلے معنی

اسودِ سالخ | (اصطلاح) صاحب برہان گوید کہ بفتح اول و واو و کسرۂ دال ابجد و سین بی نقطہ
بالف کشیدہ و لام مکسور بخای نقطہ دار زدہ لغتی است عربی و معنی آن حیۃ الاسود است کہ بفارسی
(مار سیاہ) گویند و نوعی از مار است و او را سالخ از ان جہت گویند کہ در سالی چندین مرتبہ پوست
می افگند و ہر حیوانی را کہ بگزد در ساعت ہلاک شود مؤلف خیال کند اگرچہ ہر دو الفاظ
این مرکب عربی است ولیکن فارسیان استعمال این بترکیب اضافی کردہ اند کہ از مجرد مار سیاہ
تعریف وصفش ظاہر نمیشود (اردو) اسود سالخ کا لفظی ترجمہ کالا پوست اتارنے والا ۔ یہ ایک

قسم کا سانپ ہے جو سال میں کئی دفعہ اپنا پوست اُتارتا ہے۔ اس کا کاٹا ہوا جانبر نہیں ہوتا (مذکر) دکن میں اسکو کینچلی جھاڑنے والا کالا ناگ کہتے ہین۔

اسود و احمر (اصطلاح) بقول بحر بوادی عالمطبع اشارہ بملک حبش و روم و بقول بعضی عرب و عجم صاحب غیاث فرماید کہ این کنایہ باشد محققی و دیگر ذکر این نکردہ و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و وجہ تسمیہ جز این نباشد کہ از اسود بلحاظ سیاہی رنگ حبشیان حبش مراد گرفتہ اند و از احمر ملک روم کہ رومیان سرخ و سپید می باشند البتہ برای عرب و عجم این الفاظ مناسبتی ندارد کہ در اسود نہ عرب داخل است و نہ عجم اگر از (اسود و احمر) بحر اسود و بحر احمر گیریم درین صورت بلحاظ مقبوضات و جغرافیۂ زمانۂ حال بحر اسود و بحر احمر را با عرب و عجم تعلقی نیست و باشد کہ در زمانہ سلف باشد و جا دارد کہ در زمانہ پیشین رنگ نشان عجم سیاہ باشد و رنگ نشان عرب سرخ یا بالعکس آن بہمین وجہ فارسیان عرب و عجم را اسود و احمر گفتہ باشند باقی حال حالا بزبان معاصرین متروک است (اردو) فارسیون نے حبش اور روم یا عرب و عجم کو اسود و احمر کہا ہے

اسورہ بقول برہان با رای قرشت و حرکت نامعلوم بلغت ژند و پاژند بمعنی پرپروز است کہ روز پیش دیروز باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ از حلیۂ لفظ ساکت و صاحب ناصری و انند ہم ہمزبانش مؤلف گوید کہ بقول منتخب در عربی زبان سؤر بالضم و سکون ہمزہ بمعنی پس خوردہ و پس ماندہ آمدہ عجبی نیست کہ فارسیان قدیم برہمین لغت عرب الف وصلی زیادہ کردہ مفرس و بمعنی پرپروز استعمال کردہ باشند کہ روز پس ماندہ است و حالا در روزمرہ عجم متروک (اردو) پرسون۔ بقول آصفیہ ہندی پرپروز۔ کل سے پہلے کا دن ۔

اسیا بقول برہان و ناصری و جامع بفتح اول و سکون ثانی تحتانی بالف کشیدہ ا بمعنی (سیاہ) است کہ در مقابل سفید باشد و بلغت زند و پازند (۲) بمعنی سینہ کہ بعربی صدر خوانند صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب ذیل دستور چہارم ذکر معنی دوم کردہ و صاحب بول چال فرماید کہ (۳) معاصرین عجم (اشیا) را (سیا) گویند مولف گوید کہ اصل این بمعنی اول سیاہ باشد کہ فارسیان الف وصلی در اولش آوردند و ہای ہوز آخرہ حذف کردند ہمچون (گیاہ) و (گیا) می بایست کہ این را بکسر اول خوانیم کہ سین مہملہ در (سیاہ) مکسور است و حالا در روزمرہ معاصرین با الف وصلی متروک باشد بحذف ہای ہوز مستعمل و جا دارد کہ اصل این (سیام) لغت سنسکرت باشد کہ بقول صاحب ساطع بفتح اول بمعنی سیاہ آمدہ الف وصلی در اولش آوردند و میم آخر را حذف کردند ازینجاست کہ فارسیان (اسیا) را بالفتح گیرند نسبت معنی دوم عرض می شود کہ عجبی نیست فارسیان (سینہ) از ہمین لغت ژند و پاژند ساختہ باشند کہ الف اول را حذف کردند ہمچون (استر) و (ستر) و الف آخر را بہ ہای ہوز بدل ساختند ہمچون (یاسا) و (یاسہ) و نون زائد بعد یای تحتانی زیادہ کردند کہ زیادت نون در قواعد فارسی یافتہ می شود ہمچون (گذارش) و (گذارنش) و جا دارد کہ (اسیا) بمعنی دوم مخفف و مزید علیہ (سینا) باشد کہ بقول برہان (سینا) بلغت ژند و پاژند بمعنی سینہ آمدہ الف وصلی در اولش زیادہ شد و نون را حذف کردند نسبت معنی سوم عرض کنیم کہ مفرس است از (ایشیا) کہ لغت انگلیسی زبان و بقول آصفیہ حصہ شرقی دنیای قدیم کہ کلانتر از ہر یک بر اعظم باعتبار وسعت و آبادی است (اردو) (۱) سیاہ ـ بقول آصفیہ ـ کالا ـ اس کا ہندی ترجمہ سیام (۲) سینہ ـ بقول آصفیہ و ہنگ ـ فارسی ـ چہاتی ـ صدر ـ انسان کا وہ حصہ

جس میں چوپایاں ہوتی ہیں اور حیوانات کا اگلا دھڑ جس میں دونوں دستیں ہوتی ہیں (۳) ایشیا بقول آصفیہ پانچ براعظموں میں سے ایک براعظم کا نام۔ ایشیا سے مشتق ہے جس کے معنی مشرقی اور گرم ملک کے ہیں و بقول امیر پرانی دنیا کا شرقی حصہ جو روے زمین کے ہر ایک براعظم سے باعتبار وسعت و آبادی بڑا ہے۔

(الف) آسیاب بادی | استعمال۔ بقول صاحب رہنمای سہولت بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار آسیائی۔ اگویند کہ بزور باد گردد ——

(ب) آسیاب بخار | آسیائی را نامند کہ بزور دخان دور زند مؤلف گوید کہ جزو اول این ہر دو مرکبات ہمان (آسیاب) است کہ در ممدودہ گذشت یعنی آسیای آب با بر لفظ (آس) و (آسیا) و (آسیاب) بحثی از ما خدش کردہ ایم چنانکہ خیال اہل تحقیق سلف است و اتفاق ایشان نیز است کہ (آسیاب) مرکب از (آس و آب) باشد و مخصوص برای آسی کہ بزور آب گردد ولیکن فارسیان مطلق آسیا را کہ بزور دست گردد و (دست آسیا) نام داد مجازاً (آسیاب) ہم گفتہ اند

اگرچہ آب را درو دخلی نباشد و مصنف عجم درینجا ممدودہ را مقصورہ کردہ (اسیاب) ہم بہمان معنی مجازی گرفتہ اند و اضافت آن بسوی باد و بخار کردہ (الف) آسی را نام کردند کہ بزور باد گردد و ہیچ تعلق با آب ندارد و (ب) آسی را گفتند کہ بزور بخار۔ ورزند البتہ آب را درین دخل است اگرچہ (الف) مرکب توصیفی و (ب) مرکب اضافی است ولیکن در روزمرۂ فرس بقلب اضافت خوانند (اردو) (۱) پون چکی یعنی وہ چکی جو ہوا سے پھرے ہوا کی چکی (۲) دخانی چکی۔ مونث جو بخار کے زور سے چکر لگائے۔ اگرچہ محققین اردو نے اسکا ذکر نہیں کیا ہے لیکن صاحب آصفیہ نے دخانی پر لکھا ہے کہ وہ چیز

جو بھاپ یا دھوئین کے زور سے چلے جیسے دخانی
جہاز یا کل وغیرہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ ایسے جہاز
کا نام بخاری جہاز ہونا چاہئے تھا لیکن اس لحاظ
سے کہ پانی آگ کے ذریعہ گرم کیا جاتا ہے اور نتیجتاً
گرم پانی سے پیدا ہوتا ہے اور آگ سے دھوان
بھی نکلتا رہتا ہے۔ عام لوگون نے اسٹیمر کا نام
دخانی جہاز رکھدیا اور فاضل مؤلف فرہنگ آصفیہ
نے بھی لفظ دخانی کی تعریف مین یہ احتیاط ضرور کی
کہ ذریعہ سیر مین دھوئین کو دخل کر دیا۔ انکا خیال بجا
شاید یہ ہو کہ صرف دھوئین سے چلنے والا کوئی جہاز
یا کوئی کل بھی نہین ہوا۔ اس تعریف کے عوض
اگر یون کہا جاتا کہ دخانی وہ چیز ہے جو بھاپ
کے زور سے چلے اور جس سے دھوان بھی نکلتا ہو
تو من وجہ بہتر ہوتا۔

اسیر | بقول آصفی بمعنی بندی۔ بہار گوید کہ محبوس و اساری جمع آن فارسیان بمعنی مصدری
ہم استعمال کردہ اند و دور نیست کہ دین معنی نیز عربی باشد چرا کہ نعیم نیز از اوزان مصدر است
چون نعیم بمعنی نعمت۔ صاحب انند صراحت کند کہ این لغت عرب است و صاحب منتخب کہ
محقق عربی زبان است ہمزبانش مؤلف گوید کہ فارسیان استعمال این بمعنی مصدر۔ با مصادر فرس
ہم کردہ اند کہ در ملحقات می آید ظہوری این را بمعنی اول الذکر استعمال کردہ (ﮯ) دہا اسیر
آہو صیا دگیر تست ❊ آزاد کیست آنکہ بصد جان اسیر تست ❊ ملا عبد اللہ ہاتفی بمعنی مصدری آوردہ
(ﮯ) متاع کسان بعد قتل و اسیرہ ❊ ببردیم از بوریا تا حریرہ ❊ (اردو) اسیر۔ بقول امیر (عربی)
قیدی (امیر ﮯ) ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ❊ اسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے ❊
اسیر کرنا بمعنی قید کرنا۔ پھنسانا۔

(۱۲۱۷) **اسیر آوردن** | استعمال بمعنی اسیر کردن است چنانکہ ظہوری گوید (ﮯ) ہمہ شیر افگنان آہو ترنج

ترک ہمت۔ اسیری آرد ۔ (اردو) اسیر کرنا۔ بقول اسیر۔ قید کرنا (آتش ؎) اے بت اسیر عشق نہ کرنا ہم ونکوتو ۔ قید نماز ہی انہین قید شدید ہے۔

اسیر افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت و از شفائی اصفہانی سند آرد (؎) دل کہ در چاہ زنخدانت اسیر افتادہ است ۔ تاری از زلفت اگر دستم دہی بالا کشم ۔ **مؤلف** گوید کہ بمعنی اسیر شدن است (اردو) اسیر ہونا۔ دیکھو لفظ اسیر جس پہ اسکی مثال ہے۔

(۱۹۱۲) **اسیران** جمع اسیر است بقاعدۂ فارسی چنانکہ ظہوری گوید (؎) شگون دیگر و فال دگر باشد اسیران را ۔ کشاد کار ما در عقدہای کاری میتم ۔ (اردو) اسیرون ۔ جیسے ”اس زلف کے اسیرون مین ہم بھی شریک ہین“ اسیر۔

اسیران خاک اصطلاح ۔ ترکیب اضافی بقول صاحب بحر عجم (۱) تن پروران و (۲) مردگان ۔ صاحبان ہفت و انند و شمس ہم ذکر این کردہ اند ۔ حیف است کہ سندی پیش نکنند مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد و بمعنی اول ۔ خاک استعارہ از دنیاست کہ تن پروران ۔ ملذات دنیا و مقید اند بستش (اردو) (۱) تن پرور ۔ بقول آصفیہ شکم بندہ ۔ خود غرض ۔ آرام طلب ۔ اسکی جمع واؤ اور نون سے آتی ہے جیسے ”تن پروروں میں انکا بھی شمار ہے“ (۲) مردے ۔ مذکر ۔

(۱۹۱۴) **اسیر بردن** استعمال ۔ یعنی بحالت قید بردن و بہ بند اندر آوردن ۔ چنانکہ انوری گوید (؎) دوش زندانبان قہرت راہمی دیدم بخواب ۔ مرگ را دستار در گردن ہمی بردی اسیر (اردو) قید کر لیجانا ۔ اسیر کرنا ۔

اسیر بودن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مقید بودن است و در بند افتادن ۔ سانی شیرازی (؎) بودہ ام در کنج تنہائی بدرد دل اسیر ۔ تا نہ پنداری کہ بیدرد ا صحبت کردہ ام

(اردو) اسیر ہونا - دیکھو لفظ اسیر۔

(الف) اسیر جای (اصطلاح) بقول صاحب
(ب) اسیر خانہ بحر عجم بمعنی زندان خانہ
بہار و وارستہ ہم ذکر این کردہ (حیاتی گیلانی الف
ص) نگار خانۂ چین است آن نہ زلف و رخ است
اسیر جای دلست این نہ طرۂ گیسوست؛ (محتشم
کاشی ب ص) تا در اسیر خانۂ آن زلف بود عمر؛
من؛ در شکنجہ بود مرا او در عذاب بود؛ مؤلف
گوید کہ قلب اضافت است و اسیر در اینجا بمعنی مصدر
اولی (اردو) (الف) و (ب) قید خانہ بقول
آصفیہ (اسم مذکر) فارسی - جیل خانہ - محبس - زندان
بندی خانہ - قیدیوں کے رہنے کا مکان -

اسیر داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ است بمعنی مقید داشتن و در بند افگندن
چنانکہ شاپور طہرانی گوید (ص) تا دگر زلف
پریشانش گرا دارد اسیر؛ دور از ان صیادی منم
پریشان خواہد؛ (اردو) قید رکھنا -

اسیر ساختن استعمال - مرادف اسیر
کردن و در بند افگندن - صاحب آصفی ذکر
این کردہ (ظہوری ص) ہم ساندم ہرغش
پا اسیرم نباشد اگر بخشش دستگیرم؛ (اردو)
اسیر کرنا - دیکھو اسیر آوردن؛

اسیر شدن استعمال - بہ بند افتادن و
گرفتار شدن است صاحب آصفی ذکر این کردہ
(شانی مشہدی ص) اگر فرشتہ کمو بیش گذر کند
شانی؛ اسیر قامت آن سرو سایہ رست شود؛
(انوری ص) مرا محنت ہجران فتاد کار بجز
اسیر محنت ہجران شدم در آخر کار؛ (اردو)
اسیر ہونا -

(الف) اسیر طبع (اصطلاح)
(ب) اسیر طبع مخالف بقول صاحبان
بحر عجم و ضمیمۂ برہان وشمس گرفتار نفس امارہ صاحب
انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر الف کند و صاحب
مؤید ذکر (ب) حیف است کہ سندی پیش نشد ہر دو

مرکب معانی است (اردو) نفس امّاره کا اسیر صاحب آصفیه نے نفس پرست پر لکھا ہے شہوت پرست نفس پرستا

اسیرک | بقول برہان و انند و ہفت بای فارسی بوزن کنیزک بیارۂ خربزه را گویند شان ارشد در مزاج گردید که ساق خربزه را نام است صاحب جامع فرماید که بیارۂ خربزه باشد که ساق بوتهٔ خربزه بود - صاحب برہان بر بیاره گفته که هر درختی را که ساق آن افراشته نشود چون درخت خربزه و هندوانه و خیار و کدو و مانند آن - آنرا بیاره گویند **مؤلف** عرض کند که گمان نیست که فارسیان این را از لغت (سیر) وضع کرده باشند که بقول صاحب ساطع زبان سنسکرت بکسر اول بمعنی تری یا کشاورزی است و بقول برہان و رشیدی بفارسی گیاهی که در آبهای استاده روید فارسیان را اول لغت سنسکرت الف وصلی و در آخرش کاف تصغیر در آورده (اسیرک) بیارهٔ خربزه را نام نهاده باشند که درخت صغیر است و جا دارد که (اسیر) درین لفظ بمعنی هندی باشد بزیادت کاف تصغیر که بیاره هم با سلاسل مشابه است والله اعلم (اردو) خربزه کی بیل - مؤنث -

اسیر کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از غنی کشمیری سند آورده و عرفی هم استعمال این کرده است بمعنی مقید کردن و در بند افگندن عرفی ه) ذوق غزل بمهر تبانم اسیر کرد * آسیب آن فراغتم از ماه مهر داد * (اردو) اسیر کرنا - دیکھو اسیر آوردن -

اسیر گردیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده است و اوفق اسیر شدن باشد که گذشت (نصیر همدانی ه) اسیر عارض خورشید پروری گردم * که تو به داد ز عشق سهیل شعری یا بند مهوری ه) دشمن غلط اسیر گردیده * بندش گشا که بیگناه است * سند اول را تعلق به (اسیر گشتن) هم توان گرفت - برخلاف سند دوم که مخصوص است به (اسیر گردیدن) (اردو) اسیر ہونا - دیکھو اسیر شدن -

اسیر گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از معنی ساکت مؤلف گوید که معنی اسیر کردن است یعنی به بند افگندن (سعدی شیرازی ص) نکونام را کس نگیرد اسیر * بترس از خدا و مترس از امیر *
(اردو) اسیر کرنا - دیکھو اسیر کردن -

اسیر گشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از فغانی شیرازی سند آورده (ص) دل اسیر خوبرویان سائی گشت و این چرخ کبود * پیری سازد مرا وان او جوانی می شود * مؤلف گوید که مرادف اسیر گردیدن است که گذشت (اردو) دیکھو اسیر گردیدن -

اسیر گیر | اصطلاح - صاحب آنند بحوالہ انتخاب فرہنگ فرنگ گوید که آنکه برده فروشی کند - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید که لفظاً به این هم کامل ترکیبی است از (اسیر گرفتن) که گذشت بمعنی اسیر کننده و باشد که فارسیان برده فروش را کنایتہ گفته باشند که وهم برای مقاصد خود مردم دشتی را اسیر کند حیف است که سندی پیش نشد (اردو) برده فروش اوس شخص کو کہتے ہیں جو بردہ فروشی کرتا ہے صاحب آصفیہ نے بردہ فروشی پر فرمایا ہے کہ غلام کی تجارت - غلام فروشی ایک مشہور شے ہے (ص) بہاگ ان بردہ فروشوں سے کہانکے بہائی بیچ ہی * الین جو یوسف سا برادر ہو وے *

اسیرم آب | بقول برہان بفتح اول و رابع و سکون میم و ارد وی چندیست که اطبا در آب جوشانند و بدن بیمار در آن شویند و آن را العربی نطول خوانند و ظاهر این لغت بالغت اسپرم آب که قبل ازین مذکور شد تصحیف خوانی شده والله اعلم - خان آرزو در سراج فرماید که به تحتانی در برهان بمعنی نطول آورده و این تصحیف است صحیح آن اسپرم آب بباء فارسی باشد چنانکه بجایش ذکر شد - صاحب جامع فرماید که این مرادف (اسپرم آب) است که به بای فارسی گذشت مؤلف عرض کند که ما صراحت ماخذ (اسپرم آب) همدر آنجا کرده ایم - آنانکه از ماخذش خبر دارند - بی ساخته گویند که درین لغت یای

تحتانی بعوض بای فارسی گرفتن تحریف یا غلطی کتابت است و آنانکه از قواعد تبدیل حروف آگاه باشند این خیال را تسلیم کنند که تبدیل بای فارسی با یای تحتانی در فارسی نیامده و از نظر ما هم نگذشت (اردو) دیکھو اسیرم آب۔

اسیر ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت و از خسرو دهلوی سند آورده (سه) مانده پیاپی بکشاکش اسیر ۞ وامده از کشمکش اندر نفیر ۞ مؤلف گوید که اسیر ماندن بمعنی در حالت حبس آمدن و بودن است (اردو) اسیر رہنا۔ قید رہنا۔ حالت قید میں آجانا۔

اسیرمی | بیای دوم مجهول یعنی بزیادت کلمه (می) بعد لفظ اسیر بقول بهار بمعنی اسیر بودمی چنانکه میرخسرو گوید (سه) ای کمند زلف تو گر نه چنین اسیرمی ۞ کی ز کمان ابروت خسته زخم تیرمی ۞ هم او فرماید که (ای نظیه می) هم برین قیاس است که در همین غزل واقع۔ صاحب اننداقش برداشته و دیگر کسی از محققین فرس این را نه نگاشته مؤلف گوید که بخیال ما یای مجهول در (اسیرمی) و (تیرمی) زاید است و بس و هیچ ضرورت ندارد که (بودمی) را در هر دو مصرع محذوف گیریم و این لغت مرکب درخور آن نبود که بطور مستقل جایش کنیم (اردو) میں اسیر ہوں۔

اسینوب | صاحب محیط بحر الحکیمی گفته که اسم فارسی و فرماید که دریا مقصور دیده وس غفلت از آن نموده و ذکر آن نکرده و آن شجری است ثمر آن مرکب القوی از قوتها و قریب الطبع از ترنج و پوست آن گرم و مجفف۔ اگر از آب ترش آن یک رطل بگیرند و همون آن شکر اضافه کرده بقوام شربت آرند صاحبان امراض گرم را موافق باشد و چون انگل آن روغن بسازند خدر را مفید بود و حمول آن جلاء رحم را تحلیل نماید و چون قطع کرده و خشک نموده بسایند و بعسل کف گرفته بسرشند تریاق برای سموم باشد

وچون از ریشہ بیخ آن دو درم سودہ آب بخورند گزیدگی عقرب را نافع (انتہی) مؤلف گوید کہ صاحب
محیط برخلاف شعار خود اسم این و رسالہ غیرہ نوشتہ و نہ از وجہ تسمیۂ این اشارہ کردہ و نہ از حلیہ شجر ش خبری
دادہ ما از تحقیق مزید این قاصریم (اردو) ایک درخت کا نام فارسی مین اسینوب ہے جو بقول صاحب
محیط اوسکا ثمر مرکب القوی ہے اور بلحاظ طبیعت قریب قریب ترنج اور اوس کے پوست کے ہے
یعنی گرم او رخفیف۔ افسوس ہے کہ ہم اسکا نام اردو یا اور کسی زبان مین دریافت نکر سکے۔

اسیوس | بقول برہان و انند بفتح اول وسکون ثانی وتحتانی مضموم بہ واو و سین بی نقطہ زدہ
(۱) بیونانی نمک چینی را گویند کہ شورہ باشد و باروت را از ان سازند و در ہندوستان بدان
آب سرد کنند و بعضی گویند (۲) سنگی باشد بغایت سست و بہ زردی مائل و چون نزدیک زبان آورند
زبان را بگزد و اگر آن را سا با آرد باقلا بر نقرس ضماد کنند نافع باشد۔ صاحب ناصری بذکر معنی
اول فرماید کہ در فرہنگہا نیافتیم۔ صاحب محیط گوید کہ این ہمان است کہ در ممدودہ گذشت (بر
آسیوس) گوید کہ اسم یونانی است و معنی آن رخو یعنی سست و آن بقول شیخ الرئیس سنگی است
کہ بر آن نمک مسمی بزہرۂ اسیوس پیدا می شود و شاید کہ تولد این نمک از نداوت بحر و شبنم کہ بر آن
می افتد باشد و گیلانی نوشتہ کہ این نمک چینی است و اہل مغرب آنرا بارود نامند اگرچہ بارود غیر
آنست و فرماید کہ بہ سواحل دریای شور سنگریزہای کوچک و بزرگ سبک بسرعت شکنندہ پیدا
می شود و بر آن از شبنم بحر و آنچہ از اجزای ارضیہ بدان خشک می گردد چیزی سفید کہ تابش آفتاب
آنرا خشک کردہ باشد شبیہ بآنچہ بر نوشادر پیدا می شود سفید رنگ نوعی از ان مائل بہ زردی
بالجملہ آن سنگ را اسیوس و آن نمک را ملح اسیوس و زہرۂ اسیوس نامند و این در فعل قوی تر

زنگ آنست - چون بزبان نہند سوزش آرد الحاصل زہرۂ آن گرم و خشک در سوم و سنگ آن در
دوم ہر دو مفتّح و ملحّم و اندک معفّن - گدازندہ گوشت و منافع بسیار دارد (تالیف) (اردو) (۱) شورہ
بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک قسم کا کہار جو اکثر بارود یا پانی ٹھنڈا کرنے کے کام آتا ہے اور کیاریاں
کہود کر جمایا جاتا ہے اور آتش بازی مین بہی کار آمد ہے (عارف ــہ) شورہ ٹنک مین میرے
مجہے افسوس ہے کیون ؎ تو نے پانی نہ کیا جو رشمائل ٹہنڈا ؎ مولّف کہتا ہے کہ شورے کے بنانیکا
طریقہ زمانۂ سابق مین غالبًا ایسا نہ تہا جیسا کہ اب ہے بلکہ سمندر کے کنارے سنگریزون پر خود بخود
جم جاتا تہا - (۲) فارسیون نے اون سنگریزون کو بہی (اسیوس) کہا ہے یہ زبان یونانی کا لفظ ہے

الف مقصورہ با شین معجمہ

اش | بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی (۱) بمعنی (او) و (اورا) باشد کہ ضمیر غائب آست
ہمچو خانہ اش و جامہ اش یعنی خانۂ او و جامۂ او - خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل گوید کہ (۲) مخفّف
اشک ہم کہ قطرہ گریہ باشد - صاحب ناصری برای معنی اوّل سندی آوردہ (مولوی معنوی
ــہ) جامہ اش دوزد بگوید تار نیست ؎ خانہ اش سوزد بگوید نار نیست ؎ صاحب شمس نسبت
معنی اوّل فرماید کہ بالضم بمعنی اینکہ مولّف عرض کند تسامح صاحب شمس است در اعراب
وہم در معنی - معلوم می شود کہ او در مسوّدہ کتاب لغت ترکی (اش - بالضم) را بمعنی آہنگ نوشتست
و کاتبان مطبع - آہنگ را (اینکہ) کردند - باقی حال بخیال ما (اش) بمعنی اوّل مزید علیہ (ش)
کہ یکی از ضمائر متصلہ است باشد - بقاعدۂ فارسیان اگر خواہند کہ ضمیری را از ضمائر متصلہ ملفظی ملحق
نمایند باید کہ برای دفع اجتماع ساکنین حرف آخر آن لفظ را اگر ہای مختفی بود ہمزہ و قافیہ مفتوحہ

بعد آن افزایند چنانکہ جامہ اش و خانہ اش و خلاف این روا نیست۔ بیان مفصل این بر لفظ ضمیر آید انشاءاللہ دریجا ہمین قدر کافی است کہ حقیقت (اش) بمعنی اول منکشف شد پس (ش) یا ضمیر مفعول بود یا ضمیر مضاف الیہ در حالت اول بمعنی او را و بعد فعل آید چنانکہ گفتندش و در حالت ثانی بمعنی وی باشد و باسم ملحق شود چنانکہ (ش) رخش دلفریب ولبش جان فزای نوحیف است کہ خان آرزو برای معنی دوم سند ی پیش نکرد (اردو) (۱) اس کا۔ اسکی۔ اسکو۔ جیسے۔ اس کا گھر۔ اس کی گاڑی۔ اسکو دیکھو (۲) اشک۔ بقول امیر۔ مذکر۔ دیکھو آرس کا نمبر (۲)

اشارات | لغت عرب است بسر اول۔ جمع اشارہ کہ بقول صاحب منتخب بمعنی رمز و فرمان آمدہ معاصرین عجم این را بمعنی (سگنل) استعمال کنند۔ چنانکہ صاحب بول چال ذکر این کردہ و سگنل لغت انگلیسی زبان است ستونی را نامند کہ بر منازل کالسکۂ دخانی قائم کنند و سر آن دست چوبین گذاشتہ و قندیل با آئینہ ہای رنگا رنگ باشد چون کالسکہ را ان خواہند کہ کالسکہ را بر منزل رسانند نظر بر آن ستون۔ ہرگاہ دست چوبین سرنگون شود این اشارہ و اجازت صاحب منزل باشد و روشنی قندیل با آئینۂ سبز۔ در شب علامت اجازت است و راستی دست چوبین در روز و قندیل با آئینۂ سرخ در شب علامت آنست کہ صاحب منزل کالسکۂ دخانی را اجازت نمی دہد کہ داخل منزل شود الحاصل (اشارات) ترجمۂ (سگنل) است در استعمال معاصرین فرس (اردو) سگنل۔ مذکر۔ زبان انگریزی میں ایک ستون بلند کا نام ہے جو ہر ایک ریلوے اسٹیشن پر قائم کیا جاتا ہے جس پر دن کے لئے لکڑی کا ایک ہاتھ اور رات کے لئے رنگ برنگ آئینوں کی قندیل لگی رہتی ہے جب ریل گاڑی دن میں اسٹیشن پر آنا چاہتی ہے تو انجن چلانے والا (سگنل) کو دیکھتا ہے اگر وہ دست چوبین جھکا ہے

اور رات مین سبز آئینہ قندیل کے روبرو ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ اسٹیشن کی سڑک صاف او۔ خالی اور گاڑی
آنیکی اجازت ہے۔ اگر سگنل کا ہاتھ دن مین سرنگون نہو یا سرخ آئینہ شب مین نظر آیا تو وہ علامت
ہے گاڑی کے روک لینے کی۔

اشارت | از بہار۔ بالکسر رمز و فرمان و اشارات جمع آن و مخصوص است بہ سر و لب و
چشم و ابرو و دست و غمزہ و انگشت و فرماید کہ صائب در شعر خود اشارہ بیان نیز بستہ و این غریب
است مؤلف گوید کہ بہار و باتباع او صاحب آصفی اشارت و اشارہ را خلط کردہ است و آنچہ شاہد
شعر صائب بالا گذشت متعلق بہ اشارہ درست نہ اشارت ما می گوئیم کہ اشارت لغت عرب است
بقول صاحب منتخب بالکسر بمعنی گفتن بہ رمز و فرمان ہم۔ فارسیان استعمال این بدو طریق کردہ اند
(۱) اشارت را بحال خود گذاشتہ اند (۲) تای مدورہ را بقاعدۂ خود ہای ہوز گرفتہ و ہر دو را بمعنی
فرمان بہ رمز و فرمان مطلق آوردہ اند بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری ہر دو را با مصادر
فرس مرکب کردہ اند۔ ما ذکر ملحقات اشارت درینجا کنیم و بحث اشارہ و ملحقاتش بجای خودش
کہ می آید۔ و در استعمال فارسیان جمع اشارت بقاعدۂ فارسی (اشارت ہا) ہم آمدہ۔ خیال ما اینست
کہ جائیکہ استعمال این ہر دو باضافت سر و چشم و ابرو و امثال آنست بمعنی فرمان برمز است مطلقاً
و ہمین باشد ایما و جائیکہ استعمال ہر دو بدون اضافت است عام باشد بہ فرمان مطلق و فرمان
بہ رمز ہر دو (انوری ؎) انگشت اشارت بہ کمالات نرسد۔ انکہ از پایۂ او ہر چہ نہ قدر تو قصیر است
(وله ؎) چشم ایام بر اشارت تو ۔ گوش افلاک بر پیام تو باد ۔ (ظہوری ؎) عشوہ ہای وصل
پنہانی بچشم ۔ از اشارت ہای ابرو کردہ ایم ۔ (اردو) اشارہ۔ بقول امیر (عربی)۔ مذکر۔ ایما

کنایه - آپ ہی نے فرمایا ہے کہ شعرا نے اشارت اور اسکی جمع اشارات کا بھی استعمال کیا ہے (ظفر ع) وہ مہ لوگون پھر آنکھ اُٹھا کر دیکھے : ابرو یار جسے کہدے اشارت سے نہ دیکھ : (ناسخ ع) وہ چلے جاتے ہیں لیکن میں بتا سکتا نہیں : ضعف سے جنبش نہیں ہر اشارت ہاتھ میں : مؤلف عرض کرتا ہے کہ حکم یا فرمان کا استعمال بھی اردو میں ہے -

اشارت آمدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ اشارت درینجا بمعنی مطلق حکم است و این مصدر بمعنی فرمان صادر شدن و حکم رسیدن باشد (نظامی ع) اشارت چنان آمد از شہریار : کہ پیغام خاقان چہ داری بیار : (اردو) حکم آنا - فرمان صادر ہونا -

(الف) **اشارت باشیدن** | استعمال - صاحب
(ب) **اشارت بودن** | آصفی ذکر (ب) کردہ و سندش متعلق بہ الف است ازین جاست کہ ما (الف) را قائم کردہ ایم (فغانی شیرازی ع) بسحر خامہ بہ بندم زبان طعن مخالف : اگر اشارت ابروی عشوہ ساز تو باشد : مخفی مباد کہ باشیدن در فارسی بمعنی ماندن آمدہ کذا فی بحر عجم و تفصیل کالش بجای خودش آید و درینجا ہمین قدر کافی است کہ سند متعلق بہ الف باشد آنانکہ (باشد) را متعلق بمصدر بودن گیرند درست نباشد - بالجملہ اشارت درینجا مضاف بسوی ابرو بمعنی حکم بہ و رمز ابروی ابروست (اردو) اشارہ ہونا جیسے : اگر اشارہ ہو جائے تو میں اپنی جان قربان کر دوں -

اشارت پرستیدن | استعمال قلب اضافت از عمل کردن بر اشارت بجان عمل (حزین اصفہانی) (اشارات پرستیدن) آوردہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ عیبی ندارد کہ اشارات جمع اشارت است (ع) سخن از خاطرم یک عقدہ نکشود : اشارات خموشان می پرستم : (اردو) اشارہ پر فدا ہونا

اشارت دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر

ایں ذکر کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مطلق حکم دادن است بدین رمز (س) و همه ملک اشارتش و ... دستگاه و ... اشارتش داده (اردو) حکم دینا۔

اشارت دانستن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حافظ شیراز سند آوردہ کہ بمعنی دانستن رمز و ایما است (س) آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند نکتہ ہاست بسی محرم اسرار کجاست (اردو) اشارے کو سمجھنا۔

اشارت دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از خسرو سند آوردہ کہ بمعنی مشاہدہ کردن و یافتن اشارہ و ایما ست (س) ہر کہ زابرش یک اشارت دید پیش چوگان او چو گوی دوید (اردو) اشارہ پانا۔

اشارت رسیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نظامی سند آوردہ کہ بمعنی رسیدن حکم و فرمان است (س) این دہ ویران چو اشارت رسید از تو و آدم بہ عمارت رسید (اردو) حکم پہنچنا۔ فرمان صادر ہونا۔

اشارت رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نصیری ہمدانی سند آوردہ کہ بمعنی حکم شدن است (نثر) بہ ذالق اقلام و مزال اقدام اصحاب این سیاق اشارت رفت (اردو) حکم ہونا۔

اشارت فرمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حافظ شیراز سند آوردہ کہ بمعنی ایما کردن و حکم دادن بر فرمست (س) افرما اشارتی کہ دو چشم سیاہ او ... پیوستہ در کرشمہ ابرو نہادہ ایم (اردو) حکم دینا۔ اشارہ کرنا۔ جیسے ذرا اشارہ کیجیے تو حضور میں کیا کرتا ہوں۔

اشارت فہمیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از محتشم کاشی سند آوردہ کہ در این فہمیدن اشارت ہا مستعمل است کہ بمعنی دانستن رمز و ایما ست (س) بدشمن یاری دیقیل خویش از یاری فہم اشارت ہا کہ ہست از طرف ابرو ...

می فہم (اردو) اشارہ سے واقف ہونا۔

اشارت کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سندش استعمال این بمعنی بیان حکم بہ رمز و ایما است (حافظ شیرازی ہ) ترا دو سیاہست ارکرد بہ خون ما اشارت بہ تو از این چہ سود دارد؛ می کہ نمی کنی مدارا؛ و از سند دیگرش ہم ہمان معنی کہ ضمیر او بسوی عین است (فغانی شیرازی ہ) شکل حکایتی است کہ ہر ذرہ عین اوست آما می توان کہ اشارت با وکنند؛ مؤلف گوید کہ این مرادف اشارت نمودن ہست (اردو) ایما کرنا۔ اشارہ کرنا۔

اشارت نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندش متعلق بہ اشارہ باشد کہ آمدنی است بہ اشارت ہا از کلام عرفی سندی از برای این یافتہ ایم کہ مرادف معنی مصدر اشارت کردن است کہ گذشت (ہ) تا بخون ریزیم اشارت ہا نمود ابروی او؛ میل خونریزی خود فہمیدم از ہر موی او (اردو) اشارہ کرنا۔

اشارہ ہمان اشارت است کہ ذکر مفصل این بہ (اشارت) گذشت (ظہوری ہ) ابرویت اختراع زبان کرشمہ کرد؛ صد داستان اشارہ پدید از دو گم است؛ (صائب ہ) بنای صبر کہ ہم سنگ کوہ الوند است؛ بیک اشارہ موی میان او بند است؛ (اردو) دیکھو اشارت۔

اشارہ دریافتن استعمال۔ بمعنی حکم برمز دریافتن است چنانکہ صائب گوید (ہ) سواد جوہر تیغ تقضا بدست آورد؛ دگر اشارۂ ابروی یار را دریاب؛ (اردو) اشارہ معلوم کرنا۔ اشارہ پانا۔

اشارہ شدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ کہ بمعنی حکم بہ رمز گذشت (ہ) می جستم از زمین خبر صدق لب بلب؛

ازغیب؛ اشارہ ہم بہ صبحگاہ شدہ؛ (اردو) اشارہ ہونا۔ جیسے "اشارہ ہونے ہی کی دیر تھی کہ ہر طرح پر بند و بست ہوچکا تھا"

اشارہ فرمودن | استعمال۔ بمعنی اشارہ کردن است یعنی حکم بہ رمز دادن (عرفی سے) اگر اجازت آخرتی اشارہ فرماید؛ تہی کنم زگہر گنج رمز ایما راہ؛ (اردو) اشارہ کرنا۔

اشارہ نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از وحید قزوینی سند آوردہ کہ بمعنی ایما کردن بہ رمز است۔ (سے) بہر اشارہ نمودہ ہم بیا خود کہ بیا؛ اشارہ ایست کہ روی تو سجدہ گاہ من است (اردو) اشارہ کرنا۔

اشاق | بقول صاحب سروری بفتح ہمزہ غلام بچہ باشد و وشاق نیز گویند (نظامی سے) بفرمود اشاقان درگاہ را؛ زدن بر لب جوی خرگاہ را؛ صاحب برہان ذکر معنی بالا فرماید کہ بضم اول بہ ترکی کودک و طفل را خوانند۔ صاحب جامع گوید کہ بضم اول در ترکی بمعنی غلام بچہ و کودک۔ و در بفتح اول پسر سادہ و غلام بچہ۔ صاحب لغات ترکی ذکر معنی آخر الذکر کردہ پس متحقق است کہ این لغت ترکی است و تصرف فارسیان ہمین قدر کہ ضمہ اول را بہ فتحہ بدل کردند۔ صاحب مؤید بہ بیان لغات فرس ذکر این بضم اول کردہ (اردو) غلام۔ بقول آصفیہ سادہ رو۔ لڑکا۔ امرد۔ مذکر۔

اشالوچہ | استعمال بقول صاحب بحر عجم آشی کہ از آلو سازند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ مؤلف گوید کہ این مرکب است از آش و آلوچہ مرکب اضافیست اہل زبان ممدودہ را بمقصورہ بدل کردہ اند و بفک اضافت (اشالوچہ) گفتہ اند ذکر این در ممدودہ گذشت (اردو) وہ آش جو آلو سے پکائی جاسے۔ مؤنث۔

اشام | بقول برہان بفتح اول بر وزن طعام خوراک بقدر حاجت باشد کہ بعربی توت لا یموت گویند

خان آرزو در سراج بر آشام بمد دوم فرماید که چیزی آشامیدنی مثل شراب و آشامنده و این بی ترکیب
مستعمل نشود چنانکه درد آشام و خون آشام و مراد از آشامیدن و آش رقیق که توان نوشید بجز آن قوتی
گویند که دو با هم اندر است که تغییر یافته آشامیدن که قوت باشد شهرت گرفته
(کمال خجندی) بپاس وسوی قناعت همی برم زان قوم که اهل خانه خود را اشام می ندهند و فرماید
که لفظ اشام در هیچ نسخه و هیچ مکان تأمل نیست بلکه از الفاظ موضوعه مستعمل است که مرکب مستعمل
شود چه آشام مفرد مستعمل نمیشود و اشام که مفرد نیز مستعمل شود بمعنی مطلق مناسبت ندارد زیرا که معقول
نیست که گویند اهل خانه خود را آشامید ندهند و اگر چنین [illegible] که تفسیر با آشامیدن کرده با آنکه هرگز بایں معنی
مستعمل نشود مسلم و دیگر آنکه زبان نادر بود است و غیب از مردم بزرگ که در اشعار استادان تصرف
نمایند و تغییر دهند و شعر را بی معنی و نامعقول سازند و صواب درین بیت آنست که همزه در اشام
زائد است و مراد آنکه بپاس قناعت برم از قومی که اهل خانه خود را آشام میدهند یعنی در نفقه
ایشان محض بر آش اکتفا کنند و خورش شام نمیدهند و درین بیت سکته حرفیست که بزیادت
یک حرف متحرک به تقطیع در می آید خان آرزو در آخر این بحث رای خود نوشته که کلمه اشام بقصر
مخفف آشامیدنی که عبارت از قوت باشد چنانکه اکثر اهل فن بدان تصریح نموده اند بلکه همین بیت
کمال را سند آورده اند و باقی ماند اعتراض قوسی بر سند شعر و از آن اصل مدعا باطل نمیشود و میتواند که
کاتب از روی سهو آشامیدنی بیای تحتانی را بدون یا نوشته باشد و تحقیق آنست که شام بمعنی مطلق
طعام شام و قوت شام آمده و اشام بزیادت الف نیز درست باشد از عالم ملیله و املیله بلکه میتواند
که اشام بمعنی قوت شام در اصل آش شام بوده باشد و یکی شین را حذف نموده ممدوده را بنابر تخفیف

مقصوره ممدوده باشند رلخ، صاحبان ناصری و جامع و جهانگیری بمعنی قوت لایموت قانع و صاحب
سروری فرماید که مرادف آشام است که در ممدوده گذشت و سند بالا از امال خلّاق المعانی گوید مؤلف
عرض کند که آش بممدوده بمعنی طعام رقیق لغت ترکی است چنانکه صاحب لغات ترکی و کنز هم ذکر این
کرده و صاحب آنند بحواله منتهی الارب نوشته که بالفتح و تشدید شین معجمه در عربی زبان بمعنی نان خشک
باشد و بقول امیر که در ممدوده به آش نوشته آش بمقصوره لغت سنسکرت است بمعنی مطلق غذا پس بخیال ما فارسیان
بر لفظ آش بممدوده یا اش بمقصوره الف دوم و میم تخصیص زیاده کرده آشام و اشام غذائی را
نام نهاده باشند که مخصوص است به آشام و بمعنی مطلق قوت لایموت هم و این اسم جامد و اسم مصدر
است که مصدر جعلی (آشامیدن) بزیادت یای معروف و علامت مصدر از همین اسم ساخته شد پس
عجبی نباشد که این را در کلام کمال بمعنی قوت لایموت گیریم و هیچ ضرورت نماند که الف اول را در آشام
زائد گیریم که به تحقیق ما آشام بمعنی مطلق قوت لایموت اصل است و با قوسی درین خصوص اتفاق ندارم
که استعمال این بدون ترکیب درست نباشد زیراکه اگر آشام را امر حاضر آشامیدن گیریم در آن صورت
البته برای افاده معنی اسم فاعل ضرورت دارد که با اسمی ترکیب کنیم همچون خون آشام و دُرد آشام این
قاعده کلیه اسم فاعل ترکیبی است که بجایش گذشت و درینجا برای معنی حقیقی اسم جامد ضرورت این
قاعده نیست و نباشد و جا دارد که اشام را مخفف آش اشام و بعده مجازاً بمعنی عام قوت لایموت
گیریم ولیکن ضرورت این طول عمل نمی باشد بعد ازو یا و الف و میم تخصیص بر لغت ترکی یا عربی یا
سنسکرت و مصدر آشامیدن مؤید خیال ماست که در معنی آن تعمیم است به خوردن اشیاء مایع چنانچه
آشام را که مقابل نگاه است درین لغت دخلی نمیدهیم (اردو) دیکھو آشام - قوت لایموت بقول صاحب

آصفیہ عربی ۔ اسم مونث ۔ اس قدر خوراک جس سے جسم خاکی کا قیام ہے ۔ زندگی قائم رہنے کے قابل خورش ۔ سد رمق ۔

اشباع حرکت (اصطلاح) اشباع بالکسر بلغت عرب است بمعنی سیر کردن و بسیار و دافر نمودن و رنگ سیر خورانیدن جامہ را ؛ و باصطلاح پر خواندن فتحہ یا ضمہ یا کسرہ بطرزیکہ حرفی از حروف علت کہ مناسب آن باشد بظہور آید و در عربی زبان ہم ہمین معنی اصطلاحی مستعمل است فارسیان بقاعدۂ خود لفظ اشباع را مضاف کردند بسوی لفظ "حرکت" و اشباع حرکت نامش نہادند چنانکہ اشباع فتحہ و کسرہ و ضمہ ۔ صاحب قوانین ذکر این کردہ است (جامی ۵) مبادا ہیچ کس چون من گرفتار بنہ کہ شد دلدارم اندر بردہ دلدارہ (سعدی ع) چہ مردی چہ سیراب چہ خشک لبہ پس در مصرع دوم جامی کلمہ تہ را باشباع فتح ہای ہوز خوانیم کہ از آن الف ظاہر می شود و در مصرع سعدی کلمۂ دوم چہ باشباع کسرہ باشد کہ از آن یای تحتانی ظاہر گردد (اردو) اشباع حرکت اصطلاح میں حرکات کے کھینچ کر پڑھنے کو کہتے ہیں جس سے حرف علت کا ظہور ہو جیسے (دراغ ع) یہی نہ کہ شیرین کلامی کرینگے ۔ بو اس مصرع میں کلمہ تہ کا ہای ہوز اس طرح کھینچکر پڑھا جاتا ہے کہ اس سے الف ظاہر ہوتا ہے ۔ (۲۲۲ت)

(الف) **اشبو** بقول برہان و ناصری و جامع و ہفت و شمس و سراج بفتح اول و ضم بای ابجد و سکون ثانی و واو جائی را گویند کہ زغال و انگشت در آن ریزند ۔ صاحب آنند گوید کہ نام انگشت دان است و بضم ہم آمدہ و صراحت کند کہ لغت فارسی است و صاحب ناصری ۔۔

(ب) **اشبوختن** را بمعنی پاشیدن آوردہ چہ آب و چہ چیز دیگر ۔ مگر کسی از محققین فرس و محققین ۔۔

فرس ذکر آید اکثر در بخیال ما (الف) اسم جامد زبان فارسی است و اسم مصدر هم و حاصلش تیز و باشد
که معنی ظرف می آید فارسیان الف وصلی در اولش آورده سین مهمله را بشین معجمه بدل کرده همچو
ساره و شاره ستیغ و شتیغ و شمو بمعنی ظرف [illegible] استعمال کرده [illegible] آتش زغال و گذشت
مخصوص است (ب) مصدر است [illegible]
که آب یا غیر آن در وست و خای معجمه زائد است [illegible] مگر یم در مصدر
اشیختن که می آید همچون افتادن و افتادن [illegible] بای عربی بفارسی
و بالعکس آن می شود همچون تب و تپ (اردو) (الف) [illegible]
(الف) **اشپختن** | بقول صاحب بحر عجم بکسر اول و ثالث [illegible]
(سالم التصریف که تعریف این با اسم مصدر گذشت) صاحبان [illegible] ذکر این کرده اند
بخیال ما این مصدر مرکب است از لفظ آتش و مصدر پختن [illegible] مقصوره
بجایش گذشت و پخیتن بقول بحر بمعنی پرویز کردن باشد [illegible]
پرویز کردن آتش است و فارسیان مجاز [illegible] دیگر هیچ [illegible]

اشپش | بقول رشیدی بالکسر مرادف شپش
بمعنی معروف و بقول سروری جانوری که در بدن
آدم متکون شود و بحذف همزه نیز آمده مؤلف گوید
که این همانست که بر اسپش به سین مهمله دوم گذشت
و ما همه در آنجا اشاره این کرده ایم که ماخذ این ترشپش

عرض کنیم که [illegible] است صاحب لغات ترکی گوید که
سپیوش در ترکی [illegible] است
عجمی نیست که فارسیان [illegible]
و [illegible] همچون [illegible] سپیش کرده باشند ترکی
سوم هم بکثرت استعمال حذف شد و سین مهمله بشین معجمه

بدل کردند همچون ستار و شتار و الف وصلی در اوّلش
آورده اشپش کردند و بدون الف سپش و شپش
هم آمده که می آید و با الف وصلی و سین مهمله اوّل
و شین معجمه دوم اسپش هم گذشت بالجمله این جانور
را جاروب کش گفتن نادرست نیست گویند

که در سر و لباس کسی که اشپش باشد چیزکش
می خورد صاف و پاک دارد اگرچه وجودش
بلای جان و تکلیف ده است بخیال این
مفرّس و اصل این بدون الف باشد (اردو)
جون - دیکھو اسپش -

اشپیشه | بقول برهان و ناصری و جامع و هفت و شمس و مهمت بکسر اوّل و بای فارسی و فتح
شین قرشت یعنی شپشه و آن کرمی باشد که بیشتر در تابستان در هوای گرم در پوستین و نمد و سقرلاط
و صوف و دیگر پشمینه ها و گندم و جو و دیگر غلّه ها افتد و ضایع کند - خان آرزو در سراج فرماید که
این مرکب است از جانور معروف و های نسبت که افادهٔ معنی تشبیه کند - صاحب جهانگیری گوید که
این را سوس هم گویند (مولوی معنوی ع) آنکه در انبار ماند و صرفه کرد و اشپشه موش حوادثش
پاک خورد - صاحب سروری گوید که غالبا کرم پشمینه غیر اشپشه باشد و اشپشه مخصوص است به غلّه
مؤلّف عرض کند که وجه تسمیه بیان کردهٔ خان آرزو درست است و نزاکتی که صاحب سروری
در معنی پیدا کرده است تحقیقت را شامل ما هر دو کرمک را دیده ایم - کرم غلّه همه تن مشابه باشد
با اشپش و کرم نمد هیچ شباهت با او ندارد (اردو) فارسیون نے اشپشه اس کیڑے کو کہا ہے جو پشمینہ
اور غلّہ مین ہوتا ہے غلّہ کے کیڑے کو صاحب آصفیہ نے گھن کہا ہے -

(الف) **اشپوختن** | بقول برهان بکسر اوّل
و ضم بای فارسی بر وزن بفروختن یعنی پاشیدن

اعم از این که آب باشد یا چیزی دیگر و اشپولشتن
(ب) **اشپیختن** | بر وزن بگریختن بکسر اوّل

و ثالث بمرادف الف است ولقولش - - -

(الف) اشپیخته | بکسر اول و ثالث بر وزن بگریخته
بمعنی پاشیده و تیغ آب را نیز گویند - صاحب بحر
عجم (الف) را ذکر کرده نسبت (ب) فرماید که اصل
اشپیختن است که بدون تحتانی گذشت - سالم التصریف
و التعریف سالم التصریف بای اسم مصدر کرده ایم که
گذشت و جیم را ترک کرد بدین وجه که مفعول (ب) و
مشتق از آنست صاحب موارد بذکر الف و ب
گوید که این مصدر است در شپوختن و شپیختن که بمعنی
آسیب رسانیدن و پاشیدن می آید - صاحب بحر
شپوختن را بجای خودش آورده بهر دو معنی همزبان
موارد و شپیختن را به تحتانی سوم نوشته گوید که مرادف
اشپیختن است به یک معنی پاشیدن - صاحب نوادر
بر الف قانع و اشاره کند بر شپوختن صاحب جامع
نسبت هر سه متفق با برهان - صاحب ناصری بذکر
(ب) فرماید که همان اشپوختن است که بیای عربی
گذشت و بر (ج) گوید که بمعنی ترشح و پاشیدن آب

باشد و از عبد الله انصاری سند دهد :: در دشتی خاکی
است پخته و آبکی بر آن اشپیخته نه کف پا را از آن درد
و نه پشت پا را از آن گردی :: مقصود ش از معنی
مصدری که بیان کرد جز این نباشد که نشان بیدهد از
مصدرش ورنه در اشپیخته که صلا معنی مصدری
نیست - خان آرزو در سراج ذکر (ب) و بضمن
آن ذکر (الف) کرده و صاحب رشیدی بر (ب) و
(ج) و صاحب جهانگیری بذکر (ج) از شریف تبریزی
سندی آورده که در هجو غیاث کهره گفته (س) غیاث
تو بدین ناخوشی که در سرا :: به پیش چشم تو اشپیخته نشد
دامن :: مؤلف گوید که (الف) همان است که بیای
عربی گذشت فارسیان بای عربی را به فارسی بدل کنند
همچو اسب و اسپ و تب و تپ - صراحت ماخذش
همدر آنجا کرده ایم و (ب) اصل است و اشپختن که
بدون یای تحتانی گذشت مخفف آن و صراحت ماخذ آن
همدر آنجا مذکور و (ج) اسم مفعول و ماضی مطلقش هم
بزیادت های هوز (اردو) الف دیکهو اشپوختن -

(ب) دیکھو اشپختن — (ج) چھڑکا ہوا سا کا اسم مفعول اور چھڑکنے کا اسی کا ماضی مطلق۔

اشپیسیم بقول صاحب شمس لغت فارسی ست بکسرِ الف و بای پارسی ـ مرائی که به ریش بهائم زند و بیاماساند و بمیراند و ذباید که در پیچ بخشی و سکند زیست که بهیکه از خراقهٔ خون فراهم آید و ریش پر شود و نیز مرد لی که از نظرِ ماه به ریش زند مولف عرض کند که شده عجب که ذخیرهٔ لغت به غلطی املا چه قدر برباد شده است و بخیال ما این همان اشتیم باشد که بجای ریش بمعنی چهارم و پنجم گذشت صاحب شمس هم ذکرش بر سین مهمله و تای مکسور و تحتانی و میم ساکن بجای ریش کرده است عیبی نیست اگر درینجا سین مهمله را شین معجمه گیریم که بقاعدهٔ تبدیل درست باشد همچون سار و شار ولیکن تای فوقانی به بای فارسی بدل نشود و بر حرف پنجم سین از کجا پید شد بیقین ما غیر این نباشد که دست تصرف کاتبین دراز شد یا نظر انجمن تالیف شمس کوتاه که اشتیم را باین هیئت قائم کرد ما بعض اہل مطابع را دیده ایم که بطور افادت حلیهٔ لفظ را بر خلاف مسودهٔ مؤلف بیان می کنند عجبی نیست که درینجا این قسم تحریف هم راه یافته باشد و الله اعلم بحقیقة الحال ما این لغت در ذخائر محققین فرس نیافتیم و از لغات غیر وی هم نشانی ـ صاحب شمس ذمه دار خود است ـ معاصرین عجم هم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اشتیم کے چوتھے اور پانچوین معنی۔

اشپیل بقول صاحب ناصری بلغت اہالی گیل تخم ماهی است چون آن را از شکم ماهی برآرند گیلانیان همگی برغبت از ان خورش کنند ـ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ـ ماخذ این هیچ بفهم نمی آید جز اینکه اسم جامد زبان فارسی است ـ صاحب محیط بر اشبیل به بای عربی گوید که گیلانی اسم نوعی از بطارسخ است و بر بطارسخ فرماید که اسم مادهٔ تخم ماهی است که در ماهی مذکور گردد و بر ماهی نوشته

کہ بعضیہ ہای آن کہ در کتوبت باہ قوی الاثر و مولد منی وجہت سرفہ نافع و غلیظ و دیر ہضم (اردو) مچھلی کا انڈا - مذکر -

(الف) اشتتا | صاحب برہان نسبت (الف) فرماید کہ بضم اوّل و سکون ثانی و فوقانی بالف کشیدہ بمعنی شتاب و تعجیل باشد و فرماید کہ بکسر اوّل ہم آمدہ و برا (ب) اشتاب | (ب) گوید کہ بضم اوّل و سکون بای ابجد مرادف شتاب و بجای حرف آخر واو ہم می آید کہ اشتاو باشد صاحب ناصری بر ہردو گوید کہ مخالف فرہنگ مخفف شتاب - صاحب جامع ہم ذکر (ب) کردہ - خان آرزو اشتاب و اشتاو نوشتہ گوید کہ اوّل بہ بای موحدہ و دوم بہ واو مبدل اوّل - ہمان شتاب است یعنی جلدی و سرعت و این مخفف آنست وضمناً ذکر (الف) بحوالہ برہان کردہ گوید کہ محتاج سند است ما عرض کنیم کہ اگر وجہ تسمیہ بیان کردہ ما بر اشتالنگ درست باشد ہمین است سند این تخفیف - صاحب جہانگیری برای (ب) از مولوی معنوی سندی آوردہ (ع) چہ باید کرد ایشان را کہ ایشان چو برق و باد سخت اشتاب رفتند * صاحب انند ہم ہمچو ناصری - این ہردو را مخفف شتاب نوشتہ مؤلف گوید کہ تسامح اوست و بخیال ما (الف) مخفف بہ تخفیف موحدہ و مزید علیہ باضافہ الف وصلی از شتاب و (ب) مزید علیہ شتاب است صاحب کنز کہ محقق زبان ترکی است صراحت کند کہ شتاب لغت فارسی است (اردو) شتاب - بقول آصفیہ (فارسی) جلد - فوراً - ترت - جھٹ - بلا توقف - جھٹ پٹ -

اشتاو | بقول برہان و جامع بفتح اوّل بروزن ہشتاد (۱) نام روز بست و ششم است از ہر ماہ شمسی و (۲) نام فرشتہ کہ موکلست بر روز اشتاد و امور و مصالحی کہ در آن روز واقع می شود

تعلق با روزه و نیک است و درین روز حاجت خواستن و جامه پوشیدن و صدقه دادن و (۳) نام نسکی است از جمله بست و یک نسک کتاب زند یعنی قسمی است از بست و یک قسم کتاب مذکور صاحب سروری با کر هر سه معانی برای معنی اول سند می آورد قوله سعد سلمان (ع) اشتاد روز تازه گل از بوستان بپاید جست می ستان زکف دوستان به صاحب ناصری برای معنی دوم (زرتشت بهرام ع) روانت باد و شیره جان و دل اشتاد؛ نگهدارت سروش و بهمن و اشتاد؛ مؤلف گوید که معنی دوم اصل است بزبان ژند و پاژند و معنی اول مجاز آن تیمناً و تبرکاً و معنی سوم هم مجاز به تعلق ذکر اشتاد در وی (اردو) (۱) پارسیوں نے ہر ایک شمسی کی چھبیس تاریخ کو اشتاد کہا ہے اور (۲) ایک فرشتہ کا نام [illegible] اشتاد کے متعلق ہیں (۳) اشتاد کتاب [illegible] کا نام ہے

اشتافتن | [illegible] (ع) برگ چون شاخها [illegible] کرده اند و لیکن قطع نظر از [illegible] اشتافتن گیریم که می آید پس این مصدر موضوع است از اشتاب [illegible] بدل کردند اشتاب کردند چنانکه زبان و زفان [illegible] (اسم مصدر) را از یاد کرده مصدری ساختند اشتافتن شد مخفی مباد که شتافتن و شتابیدن مرادف یکدیگر است که بجای خودش می آید محققین فرس شتافتن را مصدر اصلی و سماعی نام نهاده اند و شتابیدن را جعلی و فرق هر دو مع اختلاف خود بر (اسم مصدر) بیان کرده ایم و هر دو را موضوع گفته ایم - بالجمله اشتافتن بمعنی شتافتن باشد

وشتافتن بقول صاحب بحر عجم بمعنی تیز دویدن و شتاب کردن در راه و در هر کار و هر چیز با تحقیق کا معنی این بشتابیدن و شتافتن کنیم انشاء اللہ (اردو) بھاگنا - دوڑنا - تیز جانا - جلدی کرنا چلنے مین - یا ہر کام مین -

اشتالنگ | بقول برہان وجہانگیری بکسر اوّل و فتح لام و سکون نون و کاف فارسی (۱) بمعنی شتالنگ است و آن استخوانی باشد که درمیان بند پا و ساق پا واقع است و آنرا بجول گویند و بعربی کعب نامند و (۲) نوعی از قمار هم هست که آنرا با شش عدد بجول بازی کنند و اشتالنگ بازی نیز گویند صاحب لغات ترکی بر بجل گوید که بضمّه با و جیم ابجد استخوان بند بالای پا که بدان بازی می کنند صاحب سروری بر هر دو معنی برای معنی دوم از شاه داعی شیرازی سندی آورده (س) ز چیست خوبی ایشان ز ترک بود طرب به ز زشتی ایشان ز نرد و اشتالنگ ؛ صاحبان رشیدی و جامع و شمس و انند و هفت هم ذکر این کرده اند و صاحب ناصری فرماید که این معنی دوم در عوام قمار بازان به شش قاب مشهور است - صاحب برہان بر لنگ فرماید که بکسر اوّل و سکون ثانی و کاف فارسی از بیخ ران تا سر انگشتان پای و بعضی کعب را گویند مؤلف گوید که بخیال ما اصل این ششتالنگ یعنی شش عدد کعب که ازان بازی می کردند بکثرت استعمال یک شین معجمه حذف شد و شتالنگ باقی ماند و الف اوّل وصلی در اولش آورده اشتالنگ کردند پس معنی دوم این حقیقی است و معنی اوّل مجاز آن که برای محض کعب هم همین لفظ مرکّب مستعمل شد ابدم و اتفیت ماخذش حیف است که صاحبان تحقیق در معنی اوّل متفق اللسان اند و سندی پیش نشد تا دریافت می کردیم و مطمئن می شدیم که استعمال این معنی اوّل بچه اسلوب است و جا دارد که اصل این معنی اوّل مرکّب باشد از اشتا و لنگ

اشتا مخفف اشتاب گذشت بمعنی شتاب و لنگ بمعنی نقص پا کہ بوجہ آن رفتار بدرستی صورت نہ گیرد۔ پس اشتا لنگ اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی زود لنگ شوندہ و کنایہ از کعب کہ زود دستاشر شود از ضرب خفیف ہم ازین صورت معنی دوم مجاز باشد (اردو) (۱) ٹخنا۔ بقول آصفیہ مذکر اشتالنگ۔ کعب وہ اٹھی ہوئی ہڈی جو ایڑی سے اوپر ہوتی ہے۔ (۲) اشتالنگ۔ فارسیوں نے اس بازی کو کہا ہے جو تہہ ہڈیوں سے کھیلتے ہیں۔

اشتاو بقول برہان و سراج و ہفت بضم اول و سکون واو بمعنی اشتاب است چہ در فارسی واو بہ با و برعکس آن تبدیل می یابد۔ صاحب سروری از سراج الدین راجی سند آوردہ (ﮧ) مکن در کارہای دہر اشتاو ٭ کہ طوفان می برد کشتی بغرقاو ٭ بخیال ما کسرۂ الف اصل است کہ اصل این اشتاب بکسر اول است ازینجاست کہ برہان بر کسرۂ الف اول را ہم ذکر کردہ و آنچہ اشتاو اشتاب و اشتاو بضمہ اول مستعمل شد۔ استعمال فارسیان است بر خلاف اصل۔ دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اشتا۔

اشتباہ بکسر اول وسوم بقول صاحب منتخب لغت عربیست بمعنی مانند شدن چیزی بچیزی۔ و پوشیدہ شدن چیزی برکسی۔ صاحب آصفی ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ فارسیان اینرا بمعنی شک و شبہہ استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب ہم چنانکہ در ملحقات آید (اردو) اشتباہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ شبہہ کرنا۔ شک۔ گمان (فقرہ امیر) اب اس امر میں کوئی اشتباہ باقی نہیں رہا

اشتباہ افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کمال اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی شبہہ و شک واقع شدن است (ﮧ) زبس رخنہ کز نیزہ در تن بود ٭ نفس را فتد در گلو اشتباہ ٭ (اردو) شبہ واقع ہونا۔ شک واقع ہونا۔ اشتباہ ہونا (ناصر ﮧ) اس ادا سے چمک کے وہ نکلی

سکو بچالی کا اشتباہ ہوا ۱۲

(الف) اشتباہ داشتن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ واز تحقیق ہر دو سند آوردہ کہ بمعنی شک و شبہہ داشتن [illegible]) و رسیم

دہان تو داریم اشتباہ چیزی مگو کہ قطع شد [illegible]

ما مؤلف گوید کہ ازین سند استعمال ...

(ب) اشتباہ قطع شدن | ہم [illegible] است

(اردو) (الف) اشتباہ ہونا۔ شبہہ کرنا (ب) اشتباہ جاتا رہنا۔ باقی نہ رہنا۔

(۱۳۹۳)

اشتباہ کردن | [illegible]

[illegible] کردن

[illegible] (دزیرہ) [illegible] باتین کر

[illegible]

اشتباہ [illegible] کردہ

وازعرفی [illegible]

(ب) [illegible] عشق [illegible]

[illegible] (اردو) [illegible] اشتباہ کرنا

(۱۳۹۴)

اشتر | بقول خان آرزو در سراج بالضم جانور معروف و شتر مخفف [illegible] است و در ہندی [illegible] ہم بہمین معنی است غایتش تای ہندیست و آن موجب [illegible] الف [illegible] است [illegible] نیز از جملۂ الفاظ مشترکہ این دو زبان است۔ صاحب سخندان ہم ذکر این کردہ صاحب ساطع کہ محقق زبان سنسکرت است اشتر [illegible] کردہ فرماید کہ در سنسکرت [illegible] ثبوت [illegible] و بالضم در فارسی بمعنی جمل و صاحب خزانہ گوید کہ [illegible] مراد [illegible] کہ ترجمہ این در سنسکرت اشٹرکا۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفتہ و ذکر شتر ہم بہ ہمین صراحت کردہ مؤلف عرض کند کہ مفرس باشد کہ فارسیان از زبان سنسکرت گرفتہ اند بہ تبدیل فوقانی ہندی بہ تای عربی و ہرچہ بدون الف است مخفف این (سعدی [illegible])

نہ با شتر بر سوارم نہ چو اشتر زیر بارم ٭ نہ خداوند رعیت نہ غلام شہریارم ٭ (اردو) اونٹ بقول امیر۔ مذکر۔ شتر۔

اشترابہ بقول برہان و سراج و جامع وہفت و انند بضم اول و فتح بای ابجد نوعی از جامۂ پشمین باشد و آن را اشتراوہ نیز گویند بفتح را و بنا بر قاعدۂ کلی۔ صاحب ناصری گوید کہ این در حقیقت جامۂ پشم شتر است مؤلف عرض کند اشترآب۔ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رونق شتر دارندہ و ہای نسبت بر آخرش زیادہ کردند و نظر بر استواری و دیر پائی این جامہ کہ از پشم شتر است اشترابہ نامش نہادند و در اشتراوہ بای عربی بہ واو بدل شد ہمچو آب و آو (اردو) ایک اونی کپڑے کو جس کی بافت اونٹ کے بالون سے ہے فارسیون نے اشترابہ کہا ہے۔

اشتراوہ

اشتربان استعمال۔ بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم اول و ثالث بمعنی شتربان است مؤلف گوید کہ این اسم فاعل ترکیبی است کہ از اسم و حرف مرکب شدہ افادۂ معنی فاعلیت کردہ است ہمچون مہربان بمعنی صاحب مہر و مہر دارندہ صاحب برہان بر لفظ بان گوید کہ بمعنی نگاہ دارندہ و محافظت کنندہ آید و قتیکہ با کلمۂ ترکیب یابد ہمچون باغبان و دربان و نگہبان و امثال آن (اردو) شتربان بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ اونٹ کا نگہبان ساربان۔ اونٹ والا۔

اشتربانہ استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف اشترابہ کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ حیف است کہ سندی پیش نشد۔ بخیال ما این وضع شد از اشتربان بزیادت ہای نسبت در آخرش بمعنی جامۂ کہ منسوب بہ اشتربان است وجہی نیست کہ اشتربان

ہمین جامہ رای پوشید ندکہ ازپشم شتران ساختہ
می شد و اللہ اعلم (اردو) دیکھو اشترابہ۔

اشتر بگسستہ زمام | اصطلاح۔ بقول صاحب
اشتر بربستہ مہار | ناصری کنایہ از کسی
کہ بہ ہوای نفس و نادانی حرکت کند۔ ابو المعانی
آشنا اصفہانی گفتہ (ص) رہ بآخر شد و دردا کہ
ندانیم ہنوز کہ بکجا می رود این اشتر بگسستہ زمام
صاحب انند ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این
استعارہ باشد نہ کنایہ (اردو) شتر بے مہار۔
بقول آصفیہ۔ بن نکیل کا اونٹ جو آزاد اور قابو
سے باہر ہو۔ بے لگام۔ نڈر۔ بے خوف۔ بیباک
دکن مین شتر بے مہار اوس شخص کو کہتے ہین جو
آزاد روش اور نفس پرور ہو جو نہ مخلوق کا خیال
کرے اور نہ خدا کا خوف۔

اشتر پلنگ | (اصطلاح) بدون اضافت۔
بقول صاحب شمس بہیمۂ وحشی کہ عرب آن را
زرافہ خوانند و مرادف شترگاو دیگر کسی از محققین
ذکر این نکرد۔ مؤلف گوید کہ فارسیان
اشترگاو و ہم ہمین زرافہ را گویند و بعض محققین
(اشترگاو پلنگ) ہم۔ صاحب بحر بالشترگاو پلنگ
صراحت کردہ است کہ زرافہ و آن جانوریست
میان اشترگاو و پلنگ و اشتر میان اسپ و خر
است و صاحب برہان بر پلنگ گوید کہ جانوری
کہ آن را زرافہ گویند و ہر چند کہ بدن آن نقطہ با
از رنگ دیگر باشد و ہم او بر زرافہ فرماید
(اشترگاو پلنگ) باشد و صراحت کند و گوید کہ سر
و گردن او مانند شتر و دست و پای او مثل گاو
و بدن او بر پلنگ می ماند۔ حالا وجہ تسمیۂ اشتر پلنگ
اشترگاو۔ اشترگاو پلنگ۔ ہر سہ محقق شد۔
(اردو) زرافہ ایک چار پایہ کا نام ہے جو اونٹ
سے مشابہ ہوتا ہے لیکن گردن سیدھی [illegible]
قد اونٹ سے کم [illegible] جسم [illegible] خال [illegible]
اونٹ گاو پر نو [illegible] ذکر [illegible]
ایک خوبصورت اور خوش قطع جانور جس [illegible]

کی سی گردن اور آگے کے دونون پاؤن لمبے
اور پیچھے کے اون سے کسی قدر چھوٹے ہوتے ہین
پوست چیتے کے مثل اور پاؤن اور سم گاے کے
مشابہ اور دم ہرن کی سی ہوتی ہے بعض کہتے ہین
کہ تیندوے اور اونٹنی سے جو بچہ ہوتا ہے وہ
گاے کے برابر ہوتا ہے اور اس سے اونٹ گاو پیدا
ہوتا ہے صاحب آصفیہ نے شتر گاو کا ذکر کیا ہی

اشتر جلال | استعمال - بہار گوید کہ بضم جیم تازی
و تشدید و تام شتر نجاست کش را گویند جلال
مرغ گہ خوار را مانند صاحب آنند نقش بر داشتہ
مؤلف عرض کند کہ صاحب منتخب بر جل نوشتہ
ک بالفتح و تشدید لام سرگین ستور چیدن - جلول
جمع آن پس بخیال ما جلال درین اصطلاح از ہمین
جل صفت مشبہ باشد (اردو) اس اونٹ کو
فارسیون نے شتر جلال کہا ہے جس پر نجاست
بار کرتے ہین جیسے ہندستان مین میلے کی ہنڈیان
فضلہ کی ہنڈیان -

(الف) **اشتر خار** | (اصطلاح) (الف)
(ب) **اشتر خوار** | بقول برہان و آنند
نوعی از خار است کہ شتر آن را برغبت تمام
می خورد و خار شتری ہمانست و بر (ب) ہم
کہ با واو معدولہ (۱) بمعنی الف و بقول بعض (۲)
نوعی از خار است و دیگو یند کہ (۳) کنہ را نیز گفتہ اند
(۴) آن جانوریست کوچک و خونخوار کہ بر بدن شتر و
گاو و خر و گوسفند بچسپد و خون از بدن آنہا بمکد
صاحب بحر بر (ب) ذکر معنی الف و ہر دو معنی
(ب) ہم کند صاحبان سروری و رشیدی و
شمس بر (الف) قانع و صاحب جامع و ہفت
بر (الف) ذکر ہر سہ معنی (ب) فرماید و صاحب
ناصری بذکر ہر دو - ہر سہ معنی (ب) را مقابل
آن نوشتہ - صاحب جہانگیری بر (الف) فرماید
کہ این را خار اشتر و خار شتر و شتر خار نیز گویند -
خان آرزو بر (الف) ذکر (ب) ہم کردہ و ہر دو
را بمعنی (الف) آوردہ صاحب محیط بر (الف)

فرماید که لغت فارسی است بعربی شوکة الجمل و بهندی اونت کتاره نامند و بر اونت کتاره فرماید که نباتیست خاردار بقدر یک ذرع و برگ و شاخهای او خاردار بسیار گرم و خشک در دوم دافع کف و سرفه و باد و بلغم و مولد صفرا و مقوی بدن و منافع بسیار دارد (الخ) بعض محققین بر (الف) صراحت کرده اند که ازین خار ها شیر می ریزد و شتران از خوردن این فربه میشوند مؤلف عرض میکند که الف و ب را متحد المعنی قرار دادن چنانکه بعض محققین کرده اند خیال سطحی است که با معان نظر کار نگرفته اند (الف) گیاهی است خاردار علف مرغوب شتران و درین لغت خار و شتر هر دو بمعنی خود است قلب اضافت خار شتر یعنی خاری مخصوص را که شتر برغبت می خورد فارسیان اشتر خار نام کردند و اگر (ب) را بمعنی (الف) گیریم باید که خوار بمعنی خوردنی قرار دهیم چنانکه برهان بلفظ خوار ذکرش کرده و لیکن این تکلف محض است بلکه اشتر خوار را بمعنی خوردنی اشتر گرفته گیاهی خاص را نام نهیم در حالیکه نامش بدون واو اشتر خار موجود است پس بخیال ما (ب) را بمعنی الفکر ضرورت ندارد و نسبت (ب) عرض می شود که آنچه محققین نرس آن را بمعنی ماری گرفته اند بخیال ما خالی از تسامح نیست که هر قدر جستیم ماری راکه تعلق با شتر دارد نیافتیم و جا دارد که همون کنه را که بمعنی سوم است بوجه عدم تحقیق ماری گفته باشند حاصل اینست که (ب) بمعنی کنه باشد و پس در آن بقول صاحب محیط بضم کاف و فتح نون مشدد و خفای ها - اسم فارسی - حیوانی است کوچک جثه که بهندی چچڑی و بعربی قراد نامند که در پوست بعض بهائم چون شتر و سگ و غیره مثل پیش اکثر در گوش و ران می چسپد و خون می کشد و بدشواری جدا می شود (الخ) جا دارد که این را اشتر خوار گوئیم بمعنی خورنده شتر که خونش می خورد و اگر بقول اهل تحقیق ماری را هم بهمین نام موسوم کنیم باید که از مخصوصات زهر آن تسلیم کنیم که شتر را می گزد و می کشد

ولیکن کسی صراحت این نکرد (اردو) (الف) اونٹ کٹارا - یا اونٹ کٹیلا - بقول امیر اشترخار ایک چھوٹا سا خاردار درخت جو ہاتھ آور دسے مشابہ ہوتا ہے - مشہور ہے کہ اسکو اونٹ نہایت شوق و رغبت سے کہاتے ہین - اسکی صراحت مزید اشترخار پر بھی ہے (ب) (۲) سانپ کی ایک قسم کو فارسیون نے اشترخوار کہا ہے افسوس ہے کہ صراحت مزید نہین کی (۳) چچڑی بقول آصفیہ اسم مؤنث - ایک قسم کے خون پینے والے کیڑے کا نام جو اکثر کتے - بکری - گاے بھینس وغیرہ کے جسم پر چمٹا رہتا ہے (الخ) اسی کو دکن مین گوچڑی کہتے ہین -

اشتردار استعمال - بقول صاحب آنندپورا فرہنگ فرنگ بمعنی شتربان است و مالک شتر نیز دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ خلاف قیاس نیست - اسم فاعل ترکیبی است (اردو) دیکھو شتربان - فارسیون نے اونٹ کے مالک کو بھی اشتردار کہا ہے -

اشتردل اصطلاح - بقول برہان و جامع بکسر دال و سکون لام (۱) بدل و کینہ دل را گویند و کنایہ از مردمی است کہ این صفت داشتہ باشد و بعضی گویند کہ (۲) کنایہ از مردم بیدل و نامرد و ترسندہ - صاحب بحر ہم ذکر ہر دو معنی کردہ و ناصری بذکر ہر دو معنی برای معنی اول از کلام خود سند آوردہ کہ بر شتردل می آید و صاحب رشیدی و جہانگیری بر معنی دوم قانع - صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بضمن دستور اول شند آوردہ (رضی الدین نیشاپوری ۵۲) بہار آمد و جان حسود اشتردل ؎ بسبزۂ سر خنجر رود بسوے کنام ؎ (ولہ ۵) زہی بقوت جودت رجاے اشتردل ؎ کشد بسوی چراگاہ شیر شرزہ مہار ؎ (خسروانی - از سروری ۵) خصم اشتردل تو گر خزمیست ؎ از چہ رو افسرش شد است افسار ؎ خان آرزو در سراج بر شتردل نسبت

معنی اوّل بیان کردہ برہان اعتراض کند و صاحب
ناصری کہ از محققین معاصر عجم باشد مؤید برہان
است و بس مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است
(اردو) (۱) اشترکینہ۔ بقول آصفیہ (فارسی)
اسم مذکر۔ وہ شخص جس کا کینہ اور کپٹ کبھی نہ نکلے
بلکہ ہمیشہ دل میں رہے کیونکہ اونٹ کا قاعدہ ہی
کہ یہ اپنی عداوت کا بدلہ لیکر ہی چھوڑتا ہی (۲) بزدل
بقول آصفیہ ڈرپوک۔ کم ہمت۔ نامرد۔ نردلا
بھی کہتے ہیں۔

اشتر زہرہ | اصطلاح۔ بقول صاحب انند
بحوالہ فرہنگ فرنگ بالضم و فتح زای ہوز بمعنی
نامرد و ترسندہ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این
نکرد۔ معلوم می شود کہ از معنی دوم اشتردل ترین
لغت ہم خیال کردہ اند حیف است کہ سندی
پیش نشد (اردو) دیکھو اشتردل کے دوسرے
معنی۔

اشترغاز | (اصطلاح) بقول برہان با غین
نقطہ دار و بالف کشیدہ و بہ زای ہوز بیخ درخت انجدان
است و صمغ آنرا انگوزہ خوانند و بعضی گویند گیاہیست
کہ بیخ آن را اچار سازند و معنی آن شوک الجمال است
و عربان زنجبیل العجم خوانند تب ربع را مفید باشد
خان آرزو در سراج فرماید کہ غار بمعنی شگافندہ
و چون خوردن این بیخ اشتر را مجروح سازد بدین نام
موسوم شد صاحب سروری گوید کہ از ثقات
استماع افتادہ کہ بیخ انجدان است (حکیم سنائی
ے) بسکہ داد ندم ترا این قوم ؛ بدل گاو و عنن
اشترغاز ؛ (ظہیر فاریابی ے) ز حاسدان
اشتردل مدار مردی چشم ؛ کہ نیشکر نہ بروید ز بیخ
اشترغاز ؛ صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع
و مؤید و شمس و ناصری ہم ذکر این کردہ اند صاحب
محیط فرماید کہ بیونانی اثاریون و بعربی زنجبیل العجم
و ضراب و زنجبیل فارسی گویند و فرماید کہ صاحب
مخزن غلط کردہ کہ این را بہ رای مہملہ در آخر
نوشتہ و بغلط افتاد کسی کہ این را معرب اشترخار

دانست - اشترغار گیاہ شوکی است و اشترغاز
ہجی است ماد حرّیف شبیہ بہ انجدان ما کہ از بیخ
او ست و شیرہ این کہ بر دست سیلان کند تریخ نامند
و ہمین است بیونانی آناریون - بالجملہ گرم و خشک
در آخرِ دوم وگویند در آخرِ سوم و مفتّح سدد و مسخّن
معدہ و مدر بول و منافع بسیار دارد (ن) صاحب
مؤید صراحت کند کہ اشترغار بہ معجمۂ آخر را بہندی
جو انسہ نام است (ا ۔ د و) بقول صاحب جواہر
الادویہ جو اسا ایک قسم ہے گھانس کی جس کو فارسی
مین خار شتر کہتے ہین مؤلف کہتا ہے کہ صاحب
مؤید نے ترجمہ مین غالبًا غلطی کی ہے یعنی اشترغار
کا ترجمہ اشترغاز پر لکھدیا - صاحب ساطع نے
صراحت مزید فرمائی ہے آپکا قول ہے کہ جواسا
اور جوانسا دونون ایک ہین جس کا ترجمہ فارسی
مین خار شتر ہے - صاحب محیط نے وج پر لکھا ہے
کہ یہی ہے زنجبیل العجم اور اسکی ہندی بچ ہے
(دیکھو ادوی) اور یہی ترجمہ ہے اشترغاز کا -

اشترک بقول برہان و جامع بفتح رابع و سکون
کاف بمعنی موجہ خواہ موجۂ دریا باشد یا تالاب و
رودخانہ و امثال آن - صاحب ناصری فرماید کہ
بمعنی خیزاب است و آن را اشترک نیز گویند صاحب
برہان بر شترک صراحت کند کہ آدمی را نیز گویند
کہ خود را بصورت شتر و گوسپند و گاو و مماثل آن
بسازد - صاحب سروری این را بمعنی اول مصغر
اشتر گوید و مقصودش جز این نباشد کہ چون موج
بر آب بلند شود اشتری کوچک را ماند و این معنی مجاز
باشد خان آرزو در سراج نوشتہ کہ این مجاز است
و آراستہ از قاسم گونابادی سندی آوردہ (ص)
ز لشکر شد آراستہ روی آب ❊ شتر اشترک شد چو رسم
چون حباب ❊ بہار در معنی اوّل بتخصیص موج
دریا قائم و ما درین خصوص با او اتفاق نداریم
و سند بالا ہم مؤید تعمیم است عجب است کہ صاحب
انند این را عربی گفتہ تا محی بیش نیست یا غلطی
کاتب مطبع مؤلف گوید کہ انچہ برہان بر شترک

بدون الف بمعنی دوم هم نوشته و بر این لغت ترک
کرده متعلق باشد بجاده - و استعمال دیگر هیچ (اردو)
موج - بقول آصفیه - اسم مونث - عربی - لهر (ناسخ
۵) وه اشک بار هون که مری چشم تر کو ہاتھ
تار نگہ کے بدلے ملی موج آب کی ؎

اشترکا | (اصطلاح) بقول برہان و جامع
واننده بفتح اوّل و ثالث و کاف بالف کشیده نام
جانوری که آنرا بعربی عنقا خوانند - خان آرزو
در سراج این را ذیل اشترگاو بحذف واو آورده
گوید حیوانی است عجیب الخلقت در نواحی مصر
گردنش چون گردن شتر و سمش چون سم گاو و رنگ
او چون رنگ پلنگ و بعربی زرافه گویند مقصودش
چنین نباشد که این مخفف اشترگاو به کاف فارسی
است مؤلف گوید که اگر این را باتفاق محققین
به کاف عربی گیریم مخفف (اشترکاو) باشد بحذف
واو - کاو بقول برہان قاطع شجاع و دلیر و خوش
قد که صفت اشتر باشد و کنایه از عنقا مخفی مباد که
بقول برہان گاو بکاف فارسی هم به همین معنی آمده
واضح باد که صاحبان تحقیق بر لغت عنقا در بیان
حلیه اش گویند که طائر یست دراز گردن (الخ)
که بیان کاملش بر سیمرغ آید پس درازی گردنش
مناسبت دارد به نام اشترکاو و بنیاد ما تسلیم
خان آرزوست که این را در ادای زرافه خیال
نکرده - صاحب منتخب بر عنقا گوید که زن دراز گردن
و سیمرغ را گویند - و در عنقا هم عنق داخل است
که بمعنی گردن آمده (اردو) عنقا - بقول آصفیه
عربی - اسم مذکر - ایک دراز گردن معلوم الاسم
مجہول الجسم پرنده کا نام - بعض لوگون کے نزدیک
اس کا وجود فرضی ہے - کیونکہ آج تک کسی نے
نہین دیکھا فارسیون نے اسکو سیمرغ کہا ہے
یعنی وه پرند جس مین تیس پرندون کی مشابہت
یا رنگ پایا جاتا ہے - اس کا کامل بیان سیمرغ
پر آویگا -

اشترکه کاه می خورد گردن دراز می کند مثل

صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از معنی ساکت فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ مقصود شان از بیان سعی باشد کہ حیوان مطلق ہم بدون سعی کامیاب نشود و رزق نیابد۔ شتر کہ بہ نسبت دیگر چارپایان گردن بلند و دراز دارد علفش حاصل نشود تا آنکہ گردن خود را بسعی دراز نکند

(اردو) دکن میں کہتے ہیں "جبتک بچہ نہ روئے ماں دودھ نہیں پلاتی" اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ بچہ کی نگرانی ہر طرح پر اوس کے ماں باپ کرتے رہتے ہیں لیکن اوسکو بھی اپنے رزق کے لئے سعی شرط ہے۔

اشترگاو اصطلاح۔ بقول برہان زرافہ را گویند و آن جانوریست میان اشتر و گاو چنانکہ استر میان اسب و خر است۔ صاحب بحر گوید کہ مرادف (اشترگاو پلنگ) است کہ می آید۔ و ما صراحت این بر اشترپلنگ ہم کردہ ایم۔ صاحبان جہانگیری و جامع و ہفت و اند و شمس و مؤید ہم ذکر این کردہ اند خان آرزو در سراج نسبت (اشترگاو پلنگ) و (اشترگاو) تعلیقی کہ کند ما ذکرش بذیل (اشترگا) کردہ ایم بالجملہ ہمان یک چارپای زرافہ نام است کہ فارسیان آنرا اشترپلنگ و اشترگاو۔ و اشترگاو پلنگ گویندش دیگر ہیچ وجہ تسمیۂ این ہر سہ اسما از تعریف جبنۂ ما بر لفظ اشترپلنگ پیدا است

(اردو) دیکھو اشترپلنگ۔

اشترگاو پلنگ اصطلاح۔ ہمان اشترپلنگ و اشترگاو است کہ گذشت۔ صاحبان بحر و رشیدی و ناصری و شمس ذکر این کردہ اند و صاحب محیط برین لغت حوالۂ زرافہ کردہ و بر زرافہ فرماید کہ بضم زا گویند بہ فتح رای مہملہ مشدد و یا مخفف و الف و فتح فا و ہا بہ فارسی (اشترگاو پلنگ) نامند بجہت آنکہ حیوانیست کہ گردن آن بلند مانند گردن شتر و سر آن نیز مانند سر شتر و کوچک تر از آن مانند سر گاو کوہی و جلد آن مثل جلد پلنگ برنگ آہو و بر آن نقطہای سفید و دم آن مثل دم آہو و شاخ آن مثل شاخ گاو

دستو ... پی آن و دست آن دراز تر از پای انها
روندن آن کوچک و چون برفتار می آید تقدیم
پای چپ و دست راست نماید بخلاف سایر چهار
پایان که بنا تقدیم راست بر چپ کنند و آن در
نواح مصر و به زمین نوبه و حبش کثیر الوجود است
و از جمع شدن نرگاو وحشی با شتر ماده متولد گردد
و لهذا شاخ گاو و سر شتر یافته می شود گویند که از
سه حیوان یعنی ناقهٔ وحشی و بقر وحشی و کفتار پیدا
می شود باین طور که کفتار نر با ناقه جفتی می کند پس
بچه میان ناقه و کفتار حاصل می شود پس اگر بچه
نر باشد و با بقر وحشی جفتی کنند زرافه پیدا می شود
و بعضی گویند که حیوانات مختلف الصور در فصل تابستان
بطرف جنوب بخط استوا بر منبع آب جمع می شوند
و بعضی با بعضی دیگر جفتی می کنند و از آن حیوانات
مختلف الاشکال متولد می شوند از آن جمله زرافه
و سمع و دغشا و غیره هاست بالجمله مزاج زرافه
گرم است و خشک در اول و گوشت آن غلیظ تر

اولی آنست که گوشت آن نخورند - خان آرزو
در سراج بضمن اشتر مرغ فرماید که وجه تسمیه شتر گاو و
پلنگ محض مشابهت است (اردو) دیکھو شتر گاو پلنگ

اشتر گربه | اصطلاح - بقول ناصری دانند کنایه
از چیزهای نامتوسط و نامناسب است چنانکه شتر
با گربه مناسبتی ندارد - صاحب بحر ذکر شتر گربه کند
و فرماید که هر چیز مخالف و نامتجانس و مکر و حیله و دو چیز
که در غایت بلندی و پستی و کوچکی و بزرگی باشد و کنایه
از قول و فعل بهم آمیخته از ملائم و نا ملائم - بهار شتر
گربه گوید که کاری که ته نداشته باشد متقدمین استعمال
این کرده اند که سندش بجای خودش می آید (اردو)
ناهمواریان - بے ڈھنگیاں - بے ڈھنگے کام -
بے تکے کام - مکر و فریب -

اشتر گیا | (اصطلاح) - بقول برهان و جهانگیری
و جامع مرادف اشترخار است که گذشت و بعضی گویند
که دوائی است سلیخه نام صاحب بحر باتفاق برهان
گوید که نزد بعضی گیا هیست دوائی - صاحب مؤید

بحوالۂ تحفہ فرماید کہ این را بتازی سلیخہ گویند۔ صاحب
منتخب بر سلیخہ نوشتہ کہ در عربی دارو میست و در ہندی
کھیلا کھیلی گویند و صاحب محیط ہمزبان مؤید بر سلیخہ
نوشتہ کہ بیونانی اسلیوس و بہندی کنج و بعربی ریحان
الجمال و بفارسی اشترگیا و بہندی قدیم ولو و تلو و در
عوام کھیلی و کھیلا و آن پوست درخت کوچک
است برگ آن مثل درخت سوسن و پوست رقیق
آنرا کسیلا نام است۔ بقول شیخ گرم و خشک و گویند
در آخر دوم و دران تسخین و تحلیل و تجفیف و تفتیح
و قبض اندک و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف
گوید کہ اصل این اشترگیاہ است بہ ہای ہوز در آخر
کہ حذف شدہ اشترگیا بماند و بدون الف اول
شترگیا ہم بالجملہ این مرادف اشترخار نیست۔ ورای
آنست و بدین وجہ کہ ہمچو اشترخار این علف ہم مطبوع
شتر است فارسیان اشترگیا و عربان ریحان الجمال
نام کردند قلب اضافت۔ گیاہ اشتر باشد (اردو)
صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام کھیلی و کھیلا
لکھا ہے۔ در فارسی ترجمہ کسیلی و کسیلا۔ ایک درخت
کی لکڑی مشابہ کنج غیر تمی خشکی لاتی ہے لطافت
کرتی ہے۔ مفتح۔ مقوی معدہ اور عورتوں کے
اندام نہانی کی رطوبت کو خشک کرتی ہے۔

اشترمرغ | اصطلاح۔ بقول برہان و بحر و ہفت
قلزم و انند و مؤید پرندہ ایست کہ پای او شبیہ
بہ پای شتر است و سنگ و آتش خورد و با پای
خود سنگ بر ہر چیزیکہ خواہد زند و خطا نکند و عربان
او را نعامہ گویند۔ خان آرزو در سراج بذکر این
گوید کہ در ابراہیمی شترمرغ را اشترگاو پلنگ نیز
گفتہ مؤلف عرض کند کہ تسامح اوست صاحب
محیط بر شترمرغ گوید کہ این را بعربی نعام و ابن الہیک
و خفید گویند۔ مرغی است عظیم الجثہ گردن بلند۔
شبیہ بہ شتر و پای آن مشابہ بہ پای گاو و سم
آن مثل او و دیدہ و رنگ آن تیرہ مائل بسپیدی
جست و خیز نماید۔ گویند چندان محتاج بآب نیست
بر استنشاق ہوا اکتفا می نماید و بہترین آن بچہ است

گرم و خشک تا آخر سوم و تا چهارم نیز گفته اند و گوشت
آن محلل ریاح و قاطع بلغم و رافع فالج و لقوه و سنگ
بسیار دارد (لغ) (اردو) شترمرغ - دیکھو ارج
کے تیسرے معنی -

اشترسور | اصطلاح - بقول برهان و بحر و رشیدی
و سراج و هفت جانوریست مانند مور لیکن برابر
گوسفندی و بعضی گویند به بزرگی بز کوهی و
در جنگل های مغرب بسیار است - صاحب محیط
بر شترمور ذکر این کند و گوید که کشنده شتراست
و خورنده آن **مؤلف** گوید که قلب اضافت
مور اشتر باشد که اشتر را بچسپد و بخورد و بکشد -
(اردو) فارسیون نے اس بڑی چیونٹی کو
شترمور کہا ہے جو قد میں بکری کے برابر ہوتی ہے
اور اونٹ کو ہلاک کرتی ہے اور کھاتی ہے -

اشتعال | لغت عربست بکسر اوّل و بقول صاحب منتخب افروخته شدن آتش و آشکارا شدن
سپیدی در موی **مؤلف** گوید که فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر اوّل استعمال کنند و با مصادر دیگر
مرکب ساخته بمعنی مصدر گیرند که در ملحقات می آید ما استعمال این را بدون اضافت آتش و نائره
و مرادف آن در کلام متقدمین ندیده ایم بعض معاصرین اشتعال طبع بمعنی برافروختگی طبع و زیادتی
خشم هم استعمال کنند که بجایش مذکور شود (اردو) اشتعال - بقول امیر (عربی) مذکر - بھڑکنا - شعله
اٹھنا - (فقرہ امیر) دوا سے تپ زائل تو نہین ہوئی مگر اس اشتعال مین ضرور کمی ہو گئی ؎

(الف) اشتعال پذیرفتن | اشتعال - صاحب
آصفی ذکر این کرده و از مشتی اصفهانی سند آورده
(شعر) دیگر با ره نائره حقد و حسد که در کانون درون
مرزا جهانگیر شاه بود اشتعال پذیرفته" بخیال ما ازینجا
سند مصدر . . . .

(ب) اشتعال پذیرفتن نائره | پیداست
بمعنی مشتعل شدن آتش چنانکه ذکرش بر لفظ اشتعال
کرده ایم (اردو) آگ بھڑکنا - آگ کو اشتعال

امیر نے لفظ اشتعال کے ذیل میں کلام ناصر سے سند دی ہے (س) سنی جو آہ تو غصہ بڑھا ستمگر کا ہوا جو پا گئی آگ اور اشتعال ہوا۔

(الف) اشتعال داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ (نثر) تا ہنگام عصر ہنگامۂ قتال ہمین روش گرم بود و آتش جدال بدین گونہ اشتعال داشت" مولف گوید کہ از این سند ۔۔۔۔۔۔

(ب) اشتعال داشتن آتش | پیداست بمعنی تند و مشتعل بودن آتش چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ کا شعلہ زن رہنا۔ مشتعل رہنا۔ جیسے "فلان محلہ مین آگ لگی اور شام تک مشتعل رہی"

(۱۷۲۵) اشتعال طبع | اصطلاح۔ مرکب اضافی بمعنی برافروختگی طبیعت و غلبۂ خشم باشد معاصرین عجم استعمال این می کنند و فی الحقیقت اصل این اشتعال آتش طبع باشد چنانکہ " از زبان درازی او اشتعال طبع باشد" (اردو) اشتعال طبع بقول امیر۔ طبیعت مین برہمی اور جوش پیدا ہونا جیسے " کچھ کہئے تو ہی آخر آپ کے اشتعال طبع کا باعث کیا ہے"

(الف) اشتعال کردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از منشی اصفہانی سند آوردہ (نثر) در موکب ہمایون صف قتال آراستہ از جانبین آتش حرب اشتعال کردہ" بجای اشتعال سند استعمال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اشتعال کردن آتش | بمعنی مشتعل شدن آن پیدا می شود چنانکہ ذکرش بر لفظ اشتعال کردہ ایم (اردو) آگ مشتعل ہونا بھڑک اٹھنا۔

اشتعال نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کاشفی ہروی سند آوردہ کہ مرادف اشتعال کردن است (نثر) بدین سبب ہر کہ پیش او صفت حاتم کردی آتش

غضبش اشتعال نموده باینای وی مشغول گشتی" (اردو) دیکھو اشتعال کردن۔

اشتغال بکسر اول وسوم وفتح غین معجمه لغت عرب است بقول صاحب منتخب بکاری [illegible] و [illegible] شدن۔ فارسیان معنی شغل استعمال کنند با مصادر فارسی [illegible] بمعات می آید (اردو) [illegible] کسی کام کا ہو رہنا۔

(الف) اشتغال داشتن استعمال۔ [illegible] استغال [illegible] داشت [illegible]

(ب) اشتغال نمودن مناسبت [illegible] [illegible] [illegible]

(ج) اشتغال ورزیدن ذکر این [illegible] اشتغال نموده [illegible] [illegible] کرده که قریب یکیدیگر است بمعنی شغل کاری داشتن (حزین اصفهانی الف) "[illegible] و زبان [illegible] چراغ وشمع [illegible] اشتغال [illegible] سلطان سلیمان الصفوی برحسب استقلال بوزارت [illegible] اشتغال ورزیده" (اردو) مصروف ہونا متوجه ہونا مشغول ہوتا۔

اشتقاق بکسر اول وسوم لغت عرب است بقول منتخب گرفتن کلمه از کلمه ونیمه گرفتن ونیمه [illegible] وجزآن شگافتن وسخن را بر چپ و راست بردن در خصوصیت بلی تقصد و به چپ و راست رفتن در [illegible] حال۔ صاحب انند فرماید که در بلاغت آوردن لفظی چند است که مشتق منه آن واحد باشد لیکن مقارنت معنی شرط است چنانکه (محمد قلی سلیم ـه) مداحی ذات تو زاقسام عبادات بقسمی است که قسام ازل قسمت ما کرد ¤ (وله ـه) تنم آشیان عقاب عقوبت ¤ دلم پاسبان متاعب ¤ فرماید که بیشتر در کلمات تازی این صنعت یافته میشود و نادر از الفاظ پارسیه هم توان یافت چنانکه عبدالرزاق فیاض گوید (ـه) بچشم و ناز او یک ذره روی دل نگردانم ¤ نگردم گر[illegible]

وقتی کہ گردانی من ر۔ ایذا پیس (عقاب عقوبت و شائع متاعب ذکر وم گرداو دیگر دانی)
بدیعہ اشتقاق است۔ صاحب مجمع الصنائع این را ذکر کردہ گوید کہ۔ اصطلاح بلغا چنانست
کہ در نظم خواہ در نثر کلماتی بیارند کہ در حروف بنا و گفتار تقارب دمتی نس یکدیگر باشد و بہتر
آنست کہ از یک کلمہ مشتق باشد ... صنعت شمردہ اند و از جملہ تجنیس
... ساب نمودہ اند مؤلف ... بدیعہ بہمین اسم عربی مستعمل است
و آنہا دیگر ... اشتقاق ۔ بدائع بلاغت سے ایک بدیعہ کا نام ہے
یعنی نظم یا نثر مین ایسے کلمے جمع کرنا ... ایک دوسرے کا متجانس ہو اور ریسے
کہ وہ ایک کلمہ سے مشتق ہون جیسے (... ۵) ہیج اگر پوچھو تو یہ سادہ ونکی جانین ہین تیغ
کشور حسن مین شانون کی بڑی شانین ہین ۞

اشتک بقول برہان و جہانگیری و جامع و سراج و انند بکسر اوّل بر وزن خشک جامہ را
گویند کہ طفلان و کودکان نوزائیدہ را د۔ آن پیچیدہ صاحب شمس گوید بضم اوّل و فتح تای فوقانی و بفتح
اوّل ہم آمدہ و بہ تازی قماط خوانند۔ ما خذاین ہیج متحقق نشد و گوئیم کہ اسم جامد زبان فرس
باشد و وضع لفظ مشابہ لغات ترک است ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت اند (اردو)
وہ کپڑا جس مین نومولود کو لپیٹ دیتے ہین تا کہ وہ سردی سے بچے اور اس کے اعضا سیدھے
رہین بلاد فارس مین اس کا رواج ہے۔

اشتلابوس اصطلاح۔ بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و ثالث و لام بالف کشیدہ
و بای ابجد بہ واو رسیدہ و بہ سین بی نقطہ زدہ بیونانی رختیت سطبر و خارناک۔ پوست آن

مانند ترفه - سرخ - وضخیم - وسواس سودائی را نافع وضماد آن با سرکه درد دندان راتخفیف
دهد وبعبارت دیگر آنرا دارشیشعان گویند وبجای بای ابجد یای حطی هم بنظر آمده - صاحب محیط
اشتلابوس گوید که همان دارشیشعان است وبردارشیشعان ذ یاید که اسم فارسی است وبعربی
قندول وبه بربری آزدوی وبرومی اشتهابوس واشتلابوس وبه یونانی صفلاوس واندروخوسون
وبشامی عیدان ودر بلاد افریقه عودالبرق وبهندی کامی بهیل نامند وآن پوستی است سرخ
مانند سلیخه مائل بسرخی وگویند که آن درختیست هندی که آنرا بهندی پهانکرا گویند - مائل بگرم
وخشک در دوم وگویند گرم دراول وخشک درآخر دوم مرکب القوی ودرآن حرافت و
قبض است ودرتلطیف وتفتیح قوی ترومنافع بسیاردارد (الخ) ذکراین برآزوری هم گذشت واین که
درانجا صراحت کامل نبود تلافی مافات کرده ایم (اردو) کاسے بھیل - دیکھو ازوری -

اشتلم بقول برهان وهفت بضم اول وثالث
ولام وسکون ثانی ومیم بمعنی تندی وغلبه وزور
وتعدی کردن برکسی وبه زور چیزی گرفتن وبقول
شمس فریقتن هم وبقول خان آرزو در سراج
تندی وغلبه وزور وتعدی وفرماید که اشتلم بحذف
الف مخفف آن صاحب جهانگیری گوید که بمعنی
تندی وغلبه کردن است چنانکه امیرخسرو فرماید
(س) اندیشه متاع صبرگم کرد ؛ غم بردل و دیده
اشتلم کرد ؛ وخواجه سلمان ثنائی راست (س)
زبس هول شب اشتلم کرده بود ؛ ره دیده را خواب
گم کرده بود ؛ صاحب سروری باتفاق معنی بالا
سراج ازامیرخسرو سند آورده (س) چه پوئی
بدنبال لشکرکشان ؛ مباش اشتلم خوی با سرکشان ؛
صاحبان جامع وبهار وانند وناصری ورشیدی
هم ذکراین کرده اند - صاحب غیاث گوید که اینها
لغت ترکی است بمعنی ستم مؤلف عرض کند

کرنہ چنین باشد بلکہ صاحب لغات ترکی (اوشوام)
را بمعنی ظلم وستم نوشتہ - فارسیان واو اول و دوم
علامت ضمہ را کہ در رسم الخط ترکی نوشتہ می شود حذف
کردند و بر ضمہ قناعت کردند و تای عربی زائد بعد شین
معجمہ آوردند ہمچو (پاداش) و (یاداشت) پس
(اوشوم) اشتلم شد - صاحب قوانین دستگیری
ذکر تای زائد کردہ است بالجملہ اشتلم بخیال ما مفرس
است تا آنکہ این را بمعنی مصدری بیان کردہ اند
تسامح و کم التفاتی آنہاست وعجب اینست کہ صاحب
جہانگیری معنی این تندی وغلبہ کردن نوشتہ
و از سندش استعمال (اشتلم کردن) بمعنی مصدری
پیداست وچرا نباشد کہ لفظ کردن با اوست
و در مجرد اشتلم معنی کردن - داخل کردن نشاید
آنچہ صاحب شمس معنی فریفتن ہم نوشتہ است محتاج
سند و قابل غور است (اردو) جبر - بقول
آصفیہ (عربی) اسم مذکر - زیادتی - سختی - سینہ
زوری - ظلم - ستم - جور - جفا - غلبہ - دیکھو استیلا

اشتلم آوردن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از ظہوری سند آوردہ کہ بمعنی غلبہ
کردن و غالب شدن است (ع) نیاز دو گر
موج غم اشتلم ؛ فند رخت عقل از گرداب خم ؛
(اردو) غلبہ کرنا - غالب ہونا -

اشتلم داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از حزین اصفہانی سند آوردہ کہ
مبتلای ستم بودن است (نثر) حاکم وسپاہ
در ماتحتاج یومیہ عنف اشتلم داشتند" (اردو)
گرفتار ستم ہونا - سختی سہنا -

اشتلم کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی غالب آمدن وغلبہ کردن است
(ظہوری ع) سخن چیست سر جوش این ہفت
خم ؛ کز و ہوشیاران کنند اشتلم ؛ (خسرو ع)
اندیشہ متاع صبر گم کردہ ؛ غم بر دل و دیدہ اشتلم
کردہ ؛ (ناظم ہروی ع) الٰہی از خودم بستان
و گم کن ؛ بنور پاک بر من اشتلم کن (اردو) غالب

آنا - غلبہ کرنا۔

اشتلم کشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از ظهوری سند آورده که به معنی ستم کشیدن و مبتلای سختی شدن است (ص) از زبان بود در ساغرم کن زخم بکر قلزم زر تنکش کشد اشتلم از دُرد

ستم سہنا - مبتلائے ستم ہونا۔

(الف) **اشتو** | بقول برہان بفتح اوّل بر وزن بدرو (۱) بمعنی انگشت دزغال باشد و (۲) جای را گویند که زغال در آن ریزند و فرماید که ظاهرا که درین معنی با اشتوبه بای ابجد تصحیف خوانی شده باشد و بضم اوّل (۳) بمعنی سبزه آمده و (۴) بمعنی انگشت که بزبان اصبع خوانند و مرادف این است - - - - - - - - - - - - - - - - - -

(ب) **اشتوا** | بفتح اوّل بر وزن کدخدا - خان آرزو در سراج ذکر الف کرده معنی (۱) را بحوالۂ ادات الفضلا و معنی (۲) را بحوالۂ ابراہیمی نوشته و معنی سوم هم آورده و بحوالۂ قوسی فرماید که تحقیق آنست که اشتبو بیای موحده تصحیف است و صحیح به تای قرشت بمعنی اول باشد و معنی دوم مجاز آن - ما عرض کنیم که بیان ماخذش بجای خودش گذشت و نسبت معنی سوّم گوید که محققین این را بسند کلام منصور شیرازی گفته اند (ص) اگر ز قلزم لطف تو قطره بچکد * درون کوره دوزخ لهب شود اشتو * و حقیقت آنست که درین شعر هم اشتو بمعنی اول است - صاحب رشیدی الف را بضم اوّل و سوّم و یا بفتح اول بمعنی دوّم آورده و بضم اوّل و سوّم بمعنی اول و سوم - صاحب جهانگیری نسبت (الف و ب) فرماید که با اول مفتوح بمعنی دوم و با اول مضموم بمعنی اوّل و سوّم - صاحب جامع گوید که (الف) بر وزن بدگو و (ب) بر وزن بدعا بمعنی اوّل و دوم و بضم اوّل بمعنی سوم و چهارم - صاحب سروری بر (الف) ذکر (ب) هم کرده بر معنی اوّل و سوّم

پنجم قانع - صاحب ناصری را (الف) قانع و فرماید کہ (۵) معنی انگشتوانہ باشد و صاحب سروری و رشیدی ہم با وست - صاحب شمس مذکر ہر دو بمعنی اوّل و سوم و پنجم قناعت کند - صاحب مؤیّد بر الف ذکر معنی چہارم ہم فرماید مؤلف عرض کند کہ انگشتو بہ کاف فارسی مکسور اصل است بزیادت واو و نسبت بلفظ انگشت بمعنی منسوب بہ انگشت کنایہ از زغال دان و معنی اوّل مجاز این و نسبت معنی سوم با را باخان آرزو اتفاق است کہ بوسیلۂ سندی کہ معنی سوم پیدا کردہ اند دران انگشتو بمعنی دوم است پس معنی سوم نتیجۂ تسامح اہل تحقیق باشد بالجملہ الف مخفف انگشتو باشد و (ب) ہم بزیادت الف زائد در آخرش و نسبت معنی چہارم عرض می شود کہ باید کہ شت را مخفف انگشت بضم کاف فارسی گیریم و واو در آخر الف) و واو و الف در آخر (ب) زائد قرار دہیم کہ ہمچو الف - واو ہم در ابتدا و وسط و آخر کلمہ زائد آید ہمچون لکن و ولیکن و افتادن و اوفتادن و عمر و عمرو - حیف است کہ اہل تحقیق برای معانی (الف و ب) سندی پیش نکردند و حالا ہر دو در زبان معاصرین عجم متروک است - بالجملہ بلحاظ ماخذ بیان کردہ ما باید کہ الف و ب را بمعنی اوّل و دوم بالکسر خوانیم و بمعنی چہارم بالضم - فافہم (اردو) (الف و ب) (۱) کوئلا - مذکر - بقول آصفیہ انگشت - زغال - جلی ہوئی لکڑی کا بجھا یا ہوا انگڑا یا کان سے نکالا ہوا سیاہ اور وزنی مادّہ جو کوئلے کی طرح جلتا ہے (۲) کوئلے رکھنے کا ظرف - کوئلا دان مذکر (۳) اس کے ترجمہ کی ضرورت نہین خیال کیگئی اسلئے کہ غلط ہے (۴) انگلی - مؤنث (۵) انگشتانہ - بقول امیر مذکر - شام کی شکل لوہے یا پیتل کا خول جسے کپڑا سینے کے وقت چھنگلیا کے پاس کی انگلی مین پہن لیتے ہین تاکہ سوئی نہ چبھے -

اشتود بقول برهان و ناصری و هفت و جامع وانند بفتح اوّل و ثالث و رابع و سکون ثانی و دال ابجد نام روز دوم است از خمسهٔ مسترقهٔ قدیم و بودن آفتاب در برج عقرب و درین روز مغان یعنی آتش پرستان جشن کنند و بعضی اوّل الذکر بجای فوقانی نون هم آمده ناصر احست خمسهٔ مسترقه بر آبان افزوده اند - صاحب انوری و دهلوی گوید که (اشتود) به تای فوقانی سوم و دال در آخر روزی از ایام مسترقه که روز جشن مغانست - بخیال ما اسم جامد ژند و پاژند باشد مرکب از شت که بمعنی حضرت آمده تعظیماً برای ممدوح و مخاطب استعمال کنند و واو نسبت و دال زائد در آخر و الف وصلی در اوّل آورده اشتود کرده باشند که بمعنی منسوب بحضرت است یعنی روزی متبرک که نسبت دارد به بارگاه ایزدی - جا دارد که به تصحیف تای فوقانی را نون کرده اشنود هم گفته باشند که می آید و باشد که اشنود مبدل شنوان و مخفف شنونه که اسم مفعول است از (شنومتن) که بمعنی نوشتن می آید یعنی نوشته شده و منقول باشد - الف وصلی در اولش آورده و نون آخر را بدال بدل کرده اشنود کرده که تبدیل نون به دال می شود چنانکه نمونه و نمود - و گزینه و گزیده بالجمله (اشنود) بمعنی متعلق اشاره از روزی باشد که ذکرش در ژند و دساتیر نوشته (اردو) خمسهٔ مسترقه سے ایک دن کا نام ژند و پاژند میں اشتود یا اشنود ہے جو مبارک مانا جاتا ہے -

اشته بقول صاحب شمس نوعی از سماروغ صراحت کند که لغت فارسی است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و صاحب محیط هم ازین ساکت - بخیال ما این همان اشنه به نون سوم است که می آید تسامح صاحب شمس باشد که نون را تای فوقانی نوشت (اردو) دیکھو اشنه

اشتہا | لغت عرب است بکسر اول وسوم بقول منتخب بمعنی آرزو کردن - بہار گوید کہ فارسیان بمعنی آرزوی طعام استعمال کنند و صاف و سوختہ از صفات اوست با لفظ - داشتن و سوختن مستعمل **مؤلف** گوید کہ در استعمال فرس بمعنی جوع است و خصوصیت استعمال با دو مصادر بالا نیست چنانکہ از ملحقات می کشاید (اردو) اشتہا - بقول امیر - عربی - مونث - خواہش - بھوک (مصحفی ؎) کہا گئی مردے ہزاروں ہی مگر ؛ اشتہا لیکن نہ اس کی کم ہوئی ؛

اشتہا آوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ بمعنی پیدا کردن جوع است (طالب) حریص کردم اتیغ او بخوردن زخم ؛ برندہ بود دو آب اشتہا آوردے ؛ (اردو) بھوک پیدا کرنا -

اشتہا خواستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سحابی استرآبادی سند آوردہ کہ بمعنی خواہش اشتہا داشتن است دیگر ہیچ - (؎) کس بی حاجت نمی تواند بود ؛ درویش غذا شہ اشتہا می خواہد ؛ (اردو) بھوک کا طالب ہونا -

اشتہا داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از طالب آملی سند آوردہ کہ بمعنی داشتن جوع است و معنی مرادی این رغبت و خواہش و داشتن (؎) زبانم سیر بود از گفتگو لیک ؛ لبم در بوسہ خوردن اشتہا داشت ؛ (اردو) بھوکا ہونا -

اشتہار | بکسر اول وسوم لغت عربست بقول صاحب منتخب شہرت دادن و شہرت یافتن لازم و متعدی ہر دو آمدہ - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی شہرت کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند (اردو) شہرت - بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث - اشاعت - دھوم دھام - ناموری -

اشتہار داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ - از منشی اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی

شہرۂ شہود و نامور بودن است (نثر) ”پیش بہ بیش اشتہار داشت“ (اردو) مشہور ہونا۔ نامور ہونا۔

اشتہار یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز نثر اصفہانی سند آوردہ کہ بمعنی شہرت گرفتن و ناموری حاصل کردن است (نثر) ”بدین جہت آن طبقۂ علی الشان بقرابیا اشتہار یافت“ (اردو) شہرت پانا۔ ناموری حاصل کرنا۔ مشہور ہونا۔

اشتہا سوختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز صائب سند آوردہ کہ بمعنی زائل شدن و باقی نماندن اشتہاست (ص) ”اشتہا چون سوخت دارد لذت مرغ کباب * خوان مارا مرغ بریان گر نباشد گو مباش“ (اردو) بھوک مرنا۔ بقول آصفیہ اشتہا زائل ہونا۔ بھوک بند ہونا بھی کہتے ہیں۔

اشتہا نیست جان من مرض است | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند واز معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را استہزا برای کسی زنند کہ بسیار مشتاق و حریص خوردن باشد (اردو) دکن میں جب کسی شخص کو کھانے کا حریص اور بہت سیر خوراک دیکھتے ہیں تو استہزاً کہتے ہیں کہ ”یہ تو جوع البقر ہے“

اشتہای مردان زیر دندان | (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند واز معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید کہ فارسیان در تعریف مردانگی مردان این مثل زنند۔ مقصود شان این باشد کہ مردان از اشتہا بیتاب نمی شوند و اعتنا بہ آن نمی کنند و زبان طلب نمی کشایند (اردو) ”بے صبر بھوکوں مرے اور صابر کو بھوک“ دکن میں کہتے ہیں یعنی جو لوگ بے صبر ہیں وہ تو بھوک سے تباہ حال ہوتے ہیں اور مرتے ہیں۔ برخلاف اون کے صابروں کی

بھوک خود مرجاتی ہے شاور وہ اسکی پرواہ نہیں کرتے ش جان جائے زبان نہ ہلے

اشتیم بقول برہان وہفت و ناصری وانند وجامع بفتح اول بر وزن تسلیم چرک و ریم را گویند که در جراحت باشد مؤلف گوید که این ہمان استیم است که بسین مهمله گذشت وہمین معنی بر معنی ہیجمش مذکور ہے بہتر ازین نیست که این مبدل آنست فارسیان سین مهمله را بشین معجمه بدل کنند ہمچون کستی وکشتی (اردو) دیکھو استیم کے پانچوین معنی۔

اشتینه بقول صاحب شمس باشین منقوطه موقوف وتای فوقانی مکسور و یای معروف معنی آستینه است که گذشت۔ صراحت کند که لغت فارسی است دیگر کسی از محققین ذکر این نکرده است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که ہمین لغت بسین مهمله وبالف ممدوده ہم بجایش گذشت ممدوده ومقصوره چیزی نیست که نتیجه لب ولهجه مقامی است واصل این آستینه بسین مهمله باشد وذکر ماخذش ہم ہمدر آنجا کرده ایم واین مبدل آنست که فارسیان سین مهمله را بشین معجمه بدل کنند ہمچون کستی وکشتی (اردو) دیکھو استینه۔

اشخار بقول برہان وجامع بفتح اول وخای نقطه دار بالف کشیده (۱) قلیا را گویند که زاج سیاه است ورنگرزان بکار برند و (۲) نوشادر را نیز گویند وآن نمک مانند است که ہستاوان سفیدگر بکار برند صاحب رشیدی وناصری بر معنی اول قانع۔ خان آرزو در سراج صراحت مزید کند که ساجی که قلیا نیز گویند زاج سیاه است که از شوره گیاهی سوخته وخاکستر شده سازند وگیاه مذکور را اشنان نام است وچندگاه خاکستر مذکور را در زمین گذارند تا اشخار شود وبرای رنگ بستن بکار آید وگاهی بعد از حنا ناخن بدان سیاه کنند ونوشادر نیز۔ صاحب مؤید ذیل لغات

فرس نسبت بمعنی اول فرماید که انچه گازران و رنگرزان بکار برند ہندش ساجی و کھار نامند و
شخار بہ وزن الف اول ہم آمده کذا فی القنیہ - صاحب محیط بر اشخار گوید کہ لغت خراسان است
در کابل اشقا - و در اصفهان کهلا و در گیلان و شیراز قلیا و بعربی قلی و قلی اصباغین و
بیونانی قیفوسیور و بہندی سجّی و ساجی و سوڈا - و آن چیزیست از اشنان سوخته خشک
در چهارم با قوت سمیت و حاد و جالی و محرق و اکال و قوی تر از نمک بمراتب مجفف بسیار الخ
و انچه بر نوشادر گوید ما ذکرش بر ارمنیاک کرده ایم - بالجملہ تحقیق آنست کہ قلیا و نوشادر دو قسم جداگانہ
نمک است و در فارسی زبان اشخار بمعنی اول باشد - محققین طب - نوشادر را اشخار نگفته اند
صاحب کنز فرماید که آشق در ترکی زبان صمغ نشادری را گویند بخیال ما برای معنی اول اشخار
اصل است که بمعنی خراش و خلیدن آمده کذا فی البرهان - فارسیان بزیادت رای مهمله نسبت
در آخرش شخار کرده باشند - همچون انگشت و انگشتر و نمکی را نام نهاده باشند که اکال است و الف
در اول اشخار وصلی است و نسبت معنی دوم عرض میشود که این موضوع باشد از لغت ترکی آشق
که صمغ نشادری را گویند بزیادت الف زائد بعد قاف و رای نسبت در آخر و نمک نوشادر را نام
کردند تا و اتقین ماخذ قاف را بخای معجمه بدل کرده نوشادر را هم اشخار گفته باشند ممدوده و مقصوره
چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است - صاحب سروری برای هر دو معنی سند آورده (فخر
زرکوب ۵۵) آب او دل خراش چون زنگار * خاک او جان گزای چون اشخار (امیر خسرو
۵۵) خدای جوی اگر ننگ باش چون مردان * که زن بسرخ و سپید حنا و اشخار است *
(اردو) (۱) سجی - بقول آصفیہ ایک قسم کے کھار کا نام جو ایک اسی نام کے پودے کی راکھ سے

بنایا جاتا ہے جس کو فارسی مین شخاخ کہتے ہین اور عربی مین قلی - اسی کا نام آج بھنگ ہے

(۲) دیکھو اربنا ـ

اتخیص | بقول برہان بکسر اول وثالث بہ تحتانی رسیدہ وبصاد بی نقطہ زدہ بعضی گویند کہ این لغت یونانی است بمعنی درخت کرمدانہ وآن نوعی از ماذریون باشد خوردن آن باشراب گزندگی جانوران را نافع وبعربی شوکت العلک خوانند - صاحب انند این را لغت عرب گوید مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ماذکرش برآداکردہ ایم وتحقیق صاحب محیط ہم درآنجا نمودہ (اردو) دیکھو اادا ـ ۱

اشتراش | بقول برہان وجامع وہفت وانند بکسر اول ورای بی نقطہ بالف کشیدہ وشین نقطہ دار زدہ سریش را گویند وآن نباتیست کہ در سبزی وتازگی بپزند وباماست بخورند وچون خشک شود آرد کنند وکفش گران وصحافان بدان چسپانند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ماصراحت کامل وبیان ماخذ این بہ اسرشیم کردہ ایم (اردو) دیکھو اسرشیم ـ

اشراف | بقول بہار بالفتح جمع شریف چون احباب جمع حبیب واین مقابل اجلاف است وفارسیان بمعنی نیک بخت وجوان مرد استعمال کنند (محسن تاثیر ـہ) نمیدارد شکر اشراف پندارد لب لعلش ؛ بتاثیر ارکند بوسی عطا اشراف خواہد شد ؛ فرماید کہ بنابر نسخہ ناخوف فاعل فعل پندارد تاثیر است کہ در مصرع ثانی واقع شدہ ولب لعل مفعول اول وشکر نمیدارد مفعول ثانی واشراف پندارد مفعول ثالث درین صورت معنی بیت چنین باشد کہ تاثیر لب لعل محبوب را گمان آن می کند کہ جوان مرد است وشکر نمیدارد ولیکن اگر بوسی با وعطا کند

اینچه مضمون اوست متیقن خواهد شد یعنی به یقین خواهد دانست که جوان مرد است و میتواند که
اسراف بالکسر و سین مهمله بمعنی خرچ کردن بیجا و بی ضرورت بود و قوله نمیدارد بخرابیف صحیح
نمید نمنون بجای سای مهمله پس معنی بیت آن باشد که لب لعل محبوب که صاحب شکر است
می پندارد که اعطای شکر بمستحق اسراف نیست بر خلاف تا تیر که استحقاق آن ندارد اگر با وازین
شکر عطا کرده شود البته اسراف خواهد بود لهذا احترازت در عطای آن می کند و شکر را از وی
دریغ میدارد و معهذا خللے که در بنای ترکیب این بیت واقع شده بر ارباب فهم مخفی نیست تا
معنی آن چه رسد مؤلف گوید که هندیان بزبان اردو اشراف را بمعنی دوم یعنی شریف استعمال
می کنند ما در کلام قدمای فرس ندیدیم و در روزمرهٔ معاصرین عجم استعمال این به معنی شریف یا
نیک بخت یا جوان مرد نشنیدیم و محققین فرس هم ازین استعمال ساکت اند بخلاف اینها رسید
اشراف را بمعنی حقیقیش استعمال کرده اند چنانکه انوری گوید (ص) ز نی لاف زند همت اشراف تو
نکشی بار منت اصحاب ؎ (و له ص) افلاک را زمانهٔ اقبال تو نایم با اشراف همه استانه و آنان
تو آب نو بهار که در استعمال فرس معنی نو پیدا کرده است سند او همان کلام محسن تاثیر است
که بالا مذکور شد - اگر بقولش در هر دو مصرع لفظ اشراف بمعنی جوان مرد گیریم معنی بیان
خلاف ذوق زبان و مائل بسوی ذم ممدوح می شود یعنی یار را که شکر ندارد و ...
واگر او بوسه دهد اشراف خواهد شد (الخ) بخیالم اغو است حقیقت اینست که کاتبین
اسراف را از زیادت سه نقطه اشراف کرده اند و فی الواقع در هر دو مصرع لفظ ... مقصود
معنی شعر اینست که لب لعل او مسرف شکر نیست و اسراف شکر پسند ندارد خوب میداند

بوسہ دادن بحسن تماشہ باسراف است وبس واین معنی نہایت لطیف است کہ ذوق آن زباندانان دانند (اردو) اشراف بقول امیر شریف کی جمع - نجیب - وہ لوگ جن کا حسب ونسب اچھا ہو واحد کے معنے بھی بولتے ہیں جیسے "اشراف وہ ہے جس کے پاس اشرفی ہو" جمع کا استعمال تسیر نے کیا ہے (ھ) اشراف سے کھینے ہیں برتر تو کیا ہوا گو ہر نیر آب ہے یا سحابِ ہم حباب ہے - ہمارے فنون کے لحاظ سے دیکھو لفظ اسراف -

(۲۲۲۱) (الف) اشراق | الف - بقول منتخب لغت عرب است بکسر اول بمعنی روشن

(ب) اشراقیان | شدن و درخشیدن و (ب) بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات طائفہ اہل تصفیہ از حکماء متابعت افلاطون متناسبان بفتح میم وتشدید شین معجمہ - طائفہ اہل استدلال از حکما چنانچہ در مسلامیان اہل حدیث و متکلمین در کتب مسطور است کہ اشراقیان تلامذہ انجابا تلقین می کردند بی وساطت زبان مؤلف گوید کہ فارسیان (الف) را ہم بمعنی (ب) استعمال کردہ اند چنانکہ صائب گوید (ھ) صحبت اشراق را تیغ زبان درکار نیست ؛ شمع را خاموش باید کرد تا مہتاب ہست ؛ صائب درین شعر اشراق را بمعنی اشراقیان آوردہ صاحب انند بر (ب) فرماید کہ بالکسر اشراقئین گروہی است از حکمای سلف کہ از باعث اشراق و روشنی باطن خود ہا کہ از کثرت ریاضت پیدا کردہ بودند تعلیم وتعلم بمکاشفہ ومراقبہ می کردند و حاجت رفتن پیش کسی نداشتند بخلاف حکمائے مشائین چنانچہ افلاطون وبقراط وغیرہ از زمرۂ اشراقین بودند (اردو) اشراقئین - بقول امیر وہ مرتاض گروہ حکما جو بذریعۂ تصفیۂ قلب وکشف اپنے شاگردوں کو دور بیٹھے ہوئے تعلیم دیا کرتے تھے مثل مشائین کے

ایک کو دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہوتی تھی۔

اشرف لغت عرب است بفتح اول وسوم (۱) بمعنی شریف تر۔ ہم تفضیل ست صاحب مؤید صراحت کند کہ بمعنی بلند سرو بزرگوارتر و بلند تر باشد۔ بہار گوید کہ (۲) قصبہ از مضافات مازندران۔ چنانکہ سکندر بیگ و تاریخ عالم آرای عباسی نوشتہ (طاہر وحید سه) ہوای اشرف است و آب شیراز ﴿ اگر آب وہوائی درجہان است ﴾ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ نام باغی است در مازندران مرزا صائب در وصف آن قصیدہ گفتہ این دو بیتہ از انست (سه) کیمیای خوشدلی خاک دیار اشرف است ﴿ صیقل جانہا ہوای بی‌ہنیاز اشرف است ﴾ نیست جز مازندران دار الامانی خاک را ﴿ وقت آنکس خوش کہ ساکن در دیار اشرف است ﴾ خان آرزو در چراغ بذکر معنی اول و دوم فرماید کہ (۳) تخلص شاعر مازندرانی کہ محمد سعید نام داشت پسر ملا محمد صالح مازندرانی کہ از علمای قرار دادہ ایرانست گویند کہ اشرف ہمشیرہ زادہ آخوند محمد باقر مجلسی است کہ از مجتہدان شیعہ بود و احوال اشرف در تذکرۃ الشعرای ہندوستان و ایران مسطور و نسبت معنی دوم فرماید کہ نام جائیست از ایران و ظاہر اد صفاہان است سوا رشتہ نسبت معنی دوم ہمزبان بہار۔ مؤلف گوید کہ (۴) نام بادشاہی ہم کہ ذکرش براشرفی آید (اردو) (۱) شریف تر۔ بلند تر۔ (۲) ایک قصبہ یا باغ کا نام اشرف ہے جو مازندران میں واقع ہے۔ مذکر (۳) ایک عجمی مشہور شاعر کا تخلص اشرف ہے جس کا نام محمد سعید تھا (۴) ایک بادشاہ کا نام بھی اشرف تھا جس نے اشرفی ایجاد کی۔ دیکھو اشرفی۔

اشرفی بقول صاحب انند بحوالۂ غیاث بالفتح وفتح رای مہملہ وکسر فا لغت فارسی است بمعنی

درست زر و این منسوب است باشرف که بادشاهی بود سکهٔ زر بوزن دو ماشه بزمان او رواج یافت چنانکه از شرح دیوان خاقانی پیداست و فرماید که کسانیکه بفتح شین و سکون را خوانند محض غلط است. صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید که طلای مسکوک رایج هندوستان را گویند چنانکه فارسی شیرازی گوید (ع) نه فرزند صبح که دیوان خود کشاده هر خوروه که داشت یک اشرفی زده ... اشرف مانند زانی هم گوید (ع) اشرف امروز چه چسپی بزر و سیم مگر چون بت اشرفی ابهر ... ست ساخته اند. صاحب بحر عجایب اشرفی گوید که صورتی که بر اشرفی مسکوک میکردند با جمله اشرفی را بیای نسبت منسوب سوی معنی حقیقی اشرف کنیم یا بادشاه بهر دو صورت سکه طلا را نام است و عهد اشرف مانند زانی رعمی شیرازی رواج او متحقق را (اردو) اشرفی قبول امیر فارسی - مونث - سونے کا سکہ جو دو ماشہ سے ایک تولہ تک کا ہوتا ہے - صاحب غیاث نے شرح دیوان خاقانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اشرف ایک بادشاہ تھا جس کے عہد میں یہ سکہ رائج ہوا - اسی نسبت سے اشرفی کہتے ہیں -

اشعب | بقول بہار بفتح اول و عین مہلہ و ثای مثلثه، صحیح در منتخب بای موحده نام طامعی نعمت خان عالی (ع) تو به عباس دوس برده نسب نه او ست و دیوان معدهٔ اشعب خود فرما که عباس دوس بدال مهمله نام داماد اشعب که در طمع از اشعب بیشتر بود و دوس بالفتح قبیله در یمن وارسته فرماید که این به ثای مثلثه آخر است ولیکن نعمت خان عالی بیای موحده آورده - صاحب منتخب مؤید استعمالش - صاحب غیاث همزبان وارسته صاحب انند بحواله منتخب گوید که در بعض کتب لغت به ثای مثلثه بجای بای موحده فصیح یافته و آن غلط است و اشعث به ثای

اشائیۃ آنرا لغتی است در عربی بمعنی آشفته موی و گرد آلوده موی (کذا فی المنتخب) مؤلف گوید که بعد ازین جا ضرورت ندانست که این لغت را ذکر کنیم که از موضوع ما خارج است لیکن اتباع صاحب بہار عجم کرده ایم که فارسیان در بیان طبع استعمال این نام کرده اند (اردو) ایک شخص کا نام ہے جو بہت طامع تھا۔

اشتغر بقول برہان و جامع جہانگیری بضم اول و غین نقطہ دار و سکون ثانی و رای بی نقطہ ہمان اسغر که ذکرش با سین مہملہ گذشت و ما اشارهٔ این ہمہ را انجا کرده ایم و این مبدل است باشد که فارسیان سین مہملہ را به شین معجمہ بدل کنند همچون کستی و کشتی (اردو) دیکھو اسغر۔ وسہ قرینہ را ذکر این بسین مہملہ بمعنی دوم اسفند کرده ایم و از وجہ تسمیہ ہم ہمہ را انجا گفتیم این مبدل آن است که فارسیان سین مہملہ را به شین معجمہ بدل کنند۔ ہمچون کستی و کشتی۔ ازینجا درین جا الف را بفتح داده وا نتیجہ اعلمی از خفیف است و غلط العام۔ (اردو) اشفند۔ مضافات

اشفند بقول برہان و جامع و ناصری و سروری بفتح اول و فای سعفص۔ بروزن الوند نام بلوکی است از بلوکات نیشاپور مشتمل بر ہشتاد نیشاپور سے ایک حصۂ ملک کا نام ہے جو نراسی قریوں پر شامل ہے۔ اسی کا ذکر سین مہملہ کے ساتھ لفظ اسفند کے دوسرے معنی پر۔

اشق بقول برہان بضم اول و فتح ثانی و سکون قاف صمغ گیاہی است که آنرا بدان کوشند۔ ۔۔۔ الطراثیث۔ استسقا را نافع است و بعضی گویند جوہریست معدنی که آنرا العربی لذاق الذہب۔ ۔۔۔ ہم ہست که عملی باشد که بول کودکان را با سرکہ در ہاون بسین کنند و در آفتاب چندان بسایند۔ ۔۔۔ و طبیعت آن گرم و خشک و جراحت ہای کہنہ را نافع و بعربی الحام الصناع خوانند۔ ۔۔۔

گویند و معرب او اشتہ با بای ت وہم اوراآشنہ گویند کہ طوبتی است کہ شہا بر سبزہ نشینند۔ صاحبان
اند و غیاث و موید و ہفت و شمس ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب منتخب این را لغت عرب و نام صمغ
درختی نوشتہ۔ و صاحب مؤید بذیل لغات فرس بحوالہ الفض لغات طلب آوردہ و معنی بابرہان متفق و
صاحب شمس معترف لغت عرب و معنی برہان۔ صاحب محیط نویسد کہ این معرب اشتم فارسی است
و بفارسی اوشہ کایا نی ہم گویند و بعربی از نیہ و وشج و بیونانی اثاً نقون۔ واموناقن۔ و بہندی
کاندو۔ و بفرنگی ای موناکم و بقول شیخ صمغ طرتوت است و گویند صمغ شترغاز و بقول صاحب
انقیات صمغ بدرآن۔ بالجملہ صمغ درختی است بہترین آن سفید و نرم و صاف و بقول شیخ گرم
در آخر دوم و خشک در اول و در آن تحلیل و تخفیف قوی است و منافع بسیار دارد الخ (اردو)
کاٹ۔ بقول صاحب جامع الادویہ۔ اوشہ۔ اشق لذاق الذہب۔ ایک درخت کا گوند۔

اشقاقل | بقول برہان و ہفت و اند بکسرہ اول و ثالث بالف کشیدہ و قاف مضموم بلام
زدہ زردک صحرائیست و آن را شقاقل بحذف الف نیز گویند و بہترین آن زرد و سطبر و سنگین
باشد۔ قوت باہ دہد۔ اگر زن حاملہ بخود بر گیرد بچہ بیندازد۔ صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ ہمان
شقاقل است و برشقاقل فرماید کہ گزر دشتی است۔ ہندی دودھالی۔ یعنی شیر و روغنی افزاینده
وستاکی۔ یعنی بسیار اولاد پیدا کنندہ۔ و سواکی۔ یعنی آرام دہندہ و کاکول۔ یعنی امید زیادہ کنندہ
گرم و خشک در اول۔ ملین و منافع بسیار دارد۔ صاحب منتخب این را بالفتح و ضم قاف ثانی لغت
عرب گوید بمعنی گزر دشتی۔ پس فارسیان بزیادت الف وصلی در اول و تصرف در حرکات مفرس
کردہ اند و این ہمان است کہ ذکر کاملش بر اشتوسا گذشت (اردو) دیکھو اشوسیا۔

اشقردیون بقول برہان وہفت بفتح اول وثالث وسکون ثانی ورای قرشت وکسر دال ابجد ویای حطی بواو رسیده وبنون زده بلغت یونانی شقردیون باشد که سیر صحرائی است وبعربی توم البری وحافظ الاجساد - مؤلف گوید که این ہمان اسقوردیون است که ذکرش گذشت -	در اصل این (سقور - دیون) باشد فارسیان الف وصلی در اولش آورده اند وسین مهمله به شین بدل کردند ہمچو ن کستی وکشتی - و واو اول که علامت ضمه بود حذف شد وضمه باقی ماند - توانیم گفت که مفرس است - (ا - د و) دیکھو اسقوردیون -

اشقره بقول صاحب ضمیمه برہان ہیزم نیم سوخته را گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مخفی مباد که شقره - بقول منتخب بالضم لغت عرب است که سرخی یا سیاہی آمیخته را گویند - پس عجبی نیست که فارسیان زیادت الف وصلی برای ہیزم نیم سوخته نام کرده باشند که دورنگ باشد پس باید که بفتح اول خوانیم وضم دوم وسکون سوم وفتح چہارم حالا بزبان عجم متروک است (ا - د و) آدہی جلی ہوئی لکڑی کو فارسیوں نے اشقره کہا ہے - لکٹی بقول آصفیہ ہیزم نیم سوخته - مؤنث -

اشک - بقول برہان وہفت وجامع بفتح اول وسکون ثانی وکاف - (۱) مطلق قطره را گویند عموماً و (۲) قطره آب چشم را خصوصاً و (۳) نام یکی از سلاطین عجم و (۴) سالک راه خدا - خان آرزو در سراج بذکر ہر چہار معنی نسبت معنی سوم صراحت کند که طبقه اشکانیان بدو منسوب است - صاحب ناصری بر معنی دوم وسوم قانع - صاحب سروری نیز ابکاف فارسی آورده وبه معنی اول ودوم بمعنی قطره باران ہم گفته بخیال ما متعلق است بمعنی اول شیخ عطار سلہ ہیان شد ظلم در ایام او گم چو که اشکی درمیان بحر قلزم شد (کمال اسمعیل سلہ) چون نارداند که در آن

استخوان بوده پنهان شد است شخص من اندر میان اشک ۔ صاحب رشیدی وجهانگیری بمعنی اول معظم اکتفا کرده ۔ صاحب شمس بذکر معنی اول و دوم گوید که جامه که بچه طفل بدان پیچند وقیل بدانچه خود را بندند مؤلف عرض کند که لغت معنی آخره بیان کرده صاحب شمس بقول صاحب مؤید اشتک است که ذکرش گذشت وجزاین نیست که تسامح صاحب شمس این را بذیل تعریف اشک شریک کرده وانچه صاحب شمس بعد لفظ قیل نوشته دران هم غلطی کتابت راه یافته که بقول مؤید بحواله دستور "انچه بچه خورد را بدان بندند" بالجمله ماصراحت این درین مقام برای رفع غلطی صاحب شمس کرده ایم ۔ صاحب مؤید بر اشک بذکر معنی دوم بحواله زفانگویا گوید که نمی که برگیاه وبرزمین نشیند اشک است وبخیال ما این صراحت معنی اول است ولیکن طرز بیان محقق فاضل تعمیم معنی اول را با سبزه وزمین مخصوص می کند واین درست نیست ۔ اشک شبنم بمعنی قطرهٔ شبنم در ملحقات می آید ولیکن مجرد اشک بمعنی قطرهٔ شبنم یا قطرهٔ باران از نظر ما نگذشت ۔ صاحب ضمیمه برهان فرماید که اشک در ترکی خر الاغ باشد وصاحب مخزن گوید که اشک را در سنسکرت آشرو گویند و رای مهمله حذف شود وصاحب خزانة اللغات نوشته که ترجمه اشک در سنسکرت آشر باشد به فتح الف وضمه شین معجمه مؤلف عرض کند که بخیال ما فارسیان بقاعدهٔ خود آشر را به تبدیل رای مهمله با کاف فارسی اشگ کردند همچون ریماز وگیماز ۔ وبعد ازان کاف فارسی بکثرت استعمال بعربی بدل شد چنانکه گند وکند وتبدیل حرکات حروف هم نتیجهٔ لب ولهجهٔ فارسیان است پس توان گفت که اشک مفرس است از لغت سنسکرت وقول صاحب سروری مؤید خیال ما ۔ الحاصل صاحبان بهار عجم وانند ذکر این بمعنی اول ودوم کرده اند وبقول هردو وتحقیق ما از صفات اشک است (۱) از

[اشک] گون (۱) افتاده (۲) از مژگان چکیده (۳) اضطراب فروش (۴) بهانه جو (۵) بی آرام (۶) بی اثر
(۷) بی‌بها (۸) بی‌قرار (۹) پریشان سفر (۱۰) پریشان نظر (۱۱) جگر پرواز (۱۲) جگرخوار (۱۳) جگرسوز
(۱۴) حسرت آلود (۱۵) درد آلود (۱۶) ... دل (۱۷) دشت پیما (۱۸) دل پرداز (۱۹) دلفروز (۲۰) ۱
دامن ... (۲۱) رعنا (۲۲) سبک گام (۲۳) ... گون (۲۴) سینه فرسا (۲۵) صحرا پسند (۲۶) عاشق
(۲۷) کم فرصت (۲۸) گرم رو (۲۹) گلگون (۳۰) محنت کش (۳۱) مژگان پرور (۳۲) مژه آرا
(۳۳) ناب (۳۴) نظرباز (۳۵) نگاه آلود و بعض اسناد این در تشبیهات اشک و بعض اسناد در
ملحقات می‌آید بسیاری از صفات اشک در ... این است که از ملحقات معلوم شود و از تشبیهات اشک
است (۱) آئینه (۲) الماس - سفید ملجی (ـه) زینت حسن است ز الماس اشک ما تنسید چو گل
ز شبنم تکمه چاک گریبان می‌کند ٭ (۳) برق - ظهوری (ـه) ز برق اشک بسوزد سرای خواب امید
چراغ مجلس افسانه نور طور مکن ٭ (۴) بیضه - جامی (ـه) بلبل شوم ز شوق تو ای گلشن خوبی ٭
هر بیضه اشکی که ز چشم ترم افتاد ٭ (۵) تاب - ظهوری (ـه) نگاه است نشه شعله ز تاب اشک ٭ شبی
تر نکردی به مهتاب اشک ٭ (۶) تار - صائب (ـه) از اشتیاق ذکر تو در دیده‌ها شده است ٭ هر
تار اشک سبحه صد دانه دگر (۷) تخم (۸) تسبیح - ظهوری (ـه) ز مژگان بیا و بر تسبیح اشک ٭ که تو
تو آر دلک را بر اشک و (۹) تکمه - ظهوری (ـه) فریاد از این دریده چشمی فریاد ٭ جیب نگهت به تکمه
اشک بسوز ٭ (۱۰) حباب (۱۱) خوشه - صائب (ـه) صائب از سیاهی اگر گرد کدورت ننشست ٭
خوشه اشکی که شد طارم افلاک سبز ٭ (۱۲) دانه - ظهوری (ـه) دانه نبودی اگر از اشک غم ٭
طائر عشرت نه شدی رام ما ٭ (۱۳) دجله (۱۴) دُر - عرفی (ـه) گو - مرا ز آب و آتش گریه ما

چہ عیب ؛ آنکہ گوید اشک عرفی باد یکنون کی ست ؛ انوری (ش) حسرت ترتیب عقد گوہر
گلگشتش ؛ تو تعین کرد اشک ثمین را ؛ (۱۵) زنجیر (۱۶) سبحہ - ظہوری (ش) از اشک صبح وشام
ظہوریست سبحہ بازی ؛ اندیشہ طہارت ... دو کردہ ایم ؛ (۱۷) ستارہ (۱۸) سیل (۱۹) سیلاب
(۲۰) سیم - زلالی (ش) چو نامہ مستمع ... ان خراشیدہ ؛ نثار ... سیم اشک پاشد ؛ (۲۱) سیاب
مفید تجلی (ش) مرا سیماب اشک از دیدہ ہر دم کم نمی باشد ؛ بیاض دیدہ ام صحبت بی شبنم نمی باشد ؛
(۲۲) شبدیز (۲۳) شبنم - زلالی (ش) زخش در شبنم اشک چکیدہ ؛ برنگ زعفران نم کشیدہ ؛
(۲۴) شعلہ (۲۵) شوربا - خان آرزو (ش) عشق کی فارغ ز اصلاح مزاج حسن شد ؛
شوربای اشک ہر نرگس بیمار داشت ؛ (۲۶) شیشہ - ظہوری (ش) در جگر زخمی بجنبیدن گر
لب کرد باز ؛ شیشۂ اشکی فرستادم ببین احوال چیست ؛ (۲۷) طفل (۲۸) طوفان (۲۹) غنچہ
نعمت خان عالی (ش) از نسیم آہ ممنونم کہ در گلزار عشق ؛ غنچہ ہای اشک گلگون مرا وا می کند ؛
(۳۰) قرعہ - ظہوری (ش) غلطیدہ بخون ز گردش چشم ؛ از قرعۂ اشک فال گیرند ؛ (۳۱)
کمیت (۳۲) گل - ابوطالب کلیم (ش) شد دامن او بکنارم ز گل اشک ؛ کردیم دوا داغ
فراق ہمان را ؛ (۳۳) گلبرگ - زلالی (ش) نکردہ نو برگلبرگ اشکی ؛ نچیدہ لالۂ از داغ
رشکی ؛ (۳۴) گلشن (۳۵) گوہر - ظہوری (ش) بر بخو شد تا با اشک از سینہ گوہرہای غم ؛
دمبدم بر دیدۂ تر آستین افشردہ ایم ؛ (۳۶) لالہ (۳۷) لعل - (۳۸) مرغ - والہ ہروی
(ش) آرام و راحتی کہ ز دل ماتم تو برد ؛ چون مرغ اشک باز نیاید بآشیان ؛ (۳۹) مسافر
ملا رضی (ش) چگونہ بار بمنزل برد مسافر اشک ؛ کہ رہزنی بکمین ہمچو آستین دارد ؛ (۴۰) حضرا

(۴۱) موج - ملا قاسم مشہدی (س ۵) موج اشکم بی سخن اظہار مطلب می کند: جنبش ریگ روان با نک درا باشد مرا ۞ (۴۲) مہتاب سند این بر تشبیہ پنجم گذشت (۴۳) میخانہ (۴۴) ناقہ - ظہوری (س ۵) کجا بہ ناقۂ اشک این گروہ طی گردد ۞ اگر نہ از حدی ہای ہای راندش ۞ (۴۵) نقطہ (۴۶) نمک ۞ صائب (س ۵) ہیچکس زہرۂ نظارہ چشم تو نداشت ۞ نمک اشک من این تلخی بادام گرفت (۴۷) یاقوت - مفید بلخی (س ۵) از اشک ماست زینت موی میان ترا ۞ یاقوت خویش زیب کمر کردہ ایم ما ۞ (اردو) (۱) قطرہ مذکر - بقول آصفیہ - عربی - پانی کی بوند (۲) اشک بقول امیر - فارسی - مذکر - آنسو (آتش س ۵) اس ماہ کی فرقت مین جو تارسے نکل آئے ۞ تارون کے سوا اشک ہمارے نکل آئے ۞ امیر نے اسکے صفات اور تشبیہات کا ذکر آنسو پر کیا ہے (۳) سلاطین عجم سے ایک بادشاہ کا نام اشک تھا جس سے طبقۂ اشکانیان منسوب ہے (۴) ساتک راہ خدا کو فارسیون نے اشک کہا ہے -

اشک آتش ناک اصطلاح - بکسرۂ کاف اول - بقول

اشک آتشین

صاحب بحر عجم و بہار ہ ۞ مانند اشک گرم است مؤلف گوید کہ در اول ح آتش ناک و در دوم آتشین - صفت اشک است و فارسیان اشک گرم - اشک غم را گویند کہ مقابل اشک شادی است گویند کہ در حالت غم اشکیکہ از چشم بریزد گرم باشد و این علامت سوز دل است بر خلاف اشک شادی کہ گرم نباشد (اردو) اشک آتشین - مذکر - امیر نے آنسو کے صفات مین اس کا ذکر فرمایا ہے (آتش س ۵) جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے ۞ گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا ۞

اشک آل استعمال - بہ کسر کاف عربی گمرجہ

توصیفی است وبقول صاحب بحر وبہار روانند
بمعنی اشک سرخ باشد کہ آل در ترکی زبان
بمعنی سرخ است کذا فی لغات ترکی۔ فارسیان
استعمال این کردہ اند بمعنی اشک خونین حیف است
کہ محققین بالا سندی پیش نکردند ما در کلام ظہوری
یافتیم (ع) از چہرۂ کاہی ظہوری ؛ پیرایہ اشک
آل گیرند (اردو) سرخ آنسو (مذکر) امیر نے
آنسو کے صفات میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔
(ناسخ ع) فصل گل ہے کیوں نہ ہو ہم پر بہار ؛
سرخ آنسو ہیں تو چہرہ زرد ہے ؛ اشک حنائی
بھی مستعمل ہے (میر ع) اب اشک حنائی سو
جو تر نہ کرے فرگان ؛ وہ تجھ کف رنگین کا مارا
نہ ہوا ہوگا ؛

(الف) اشک آلود | استعمال۔ بہار
(ب) اشک آلودن | نسبت (الف)

فرماید کہ در صفات روی وچشم مستعمل وصاحب
آصفی ذکر (ب) کردہ از معنی ساکت واز نظیری
نیشاپوری سندی آوردہ کہ (الف) ماست آلود
گوید کہ (ب) بمعنی آلودہ شدن بہ اشک است کہ
آلودن لازم ومتعدی ہردو آمدہ و (الف) مخفف
اشک آلودہ کہ اسم مفعول (ب) باشد (ع)
نظیری مرا بہ مجلس بردم امروز وغلط کردم ؛ مرا
رسوای عالم کرد چشم اشک آلودش ؛ (اردو) (الف)
آلودہ اشک۔ یا اشک آلود۔ آنکھ اور چہرے
اور رخسار کی صفت میں کہہ سکتے ہیں۔ امیر نے
آنکھ بہ صفات چشم عاشق میں اشک آلود کا ذکر
کیا ہے (آتش ع) کوچہ تیرا عیش باغ ارم یار
بے تاویل ہے ؛ چشم اشک آلود عاشق اس میں
موتی جھیل ہے ؛ (ب) اشک آلود ہونا۔

اشک آمدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ واز حزین اصفہانی سندی آوردہ کہ
در آن استعمال این بہ معنی آمدن وپیدا شدن
اشک در چشم وریختن آن باشد (ع) آبی
ای زخم تشنہ بردار ؛ اشک دریا نوالم آمد ؛

(اردو) آنسو بھر آنا۔ بقول امیر آنسو ڈبڈبانا آنکھ میں
ٹپکنا (ناسخ ؎) گرد سے کے دو آنسون کی چمک کا
دھیان ہے جو راستہ دو ندینہ متصل نے مہین آنسو
سبحۂ بلور ہے تمہاری راہ مین آنکھ مین آنسو آنا
معنی آبدیدہ ہو جانا بھی کہہ سکتے ہین امیر نے
آنسو بھر آنا انہین معنون مین لکھا ہے (صبا
؎) دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو
بھر آئے :: بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا

اشک ابر | اصطلاح۔ بہ کسر کاف عربی
مرکب اضافی است و بقول صاحب تجزیۂ قطرات
باران۔ بہار گوید کہ این کنایہ باشد صاحب
انند ہم ذکر این کردہ و مرادف اشک سحاب
نوشتہ کہ می آید مؤلف گوید کہ اشک معنی علامت
قطرۂ آب بجایش گذشت۔ ہر گاہ اضافت
آن بسوی ابر یا سحاب کنیم معنی لفظی آن قطرۂ
باران است پس ضرورت ندارد کہ این را کنایہ
گیریم (اردو) برسات کی بوندین۔ مؤنث چھینٹے
بھی کہہ سکتے ہین لیکن اس کے معنی مین صاحب آصفیہ
نے ہلکی بارش خفیف سا مینہ لکھا ہے اور بہار سے
پر ترشح اور چھوٹی چھوٹی بوندین بہ موجب کہ فارسی
معنون مین مطلق قطرات باران کا استعمال ہے
لہذا چھینٹے اور پھوار خاص ہین۔

اشک اختر | اصطلاح۔ مرکب اضافی است باضافت
تشبیہی کہ مراد از اشک باشد کہ ہمچون اختر است فارسیان
اشک را باختر تشبیہ دادہ اند و اختر اشک ہم تواں گفت
سند این از کلام کلیم بہ اشک چکیدن می آید (اردو) امیر
نے آنسو کی تشبیہات مین اشک کو اختر سے تشبیہ دی ہے (ناصر
؎) لعل تر ناسفتہ گوہر اشک ہے :: یا شفق آلود اختر اشک ہے

(الف) اشکار | بقول برہان بکسر اول بر وزن ولدار (۱) بمعنی شکار باشد کہ نخجیر است و (۲) شکار
کردن را نیز گویند۔ خان آرزو در سراج ذکر معنی مصدری نکردہ صاحب سروری از حکیم فرخی سند
آوردہ (؎) غیر محمود کہ داند کردن :: نرہ شیری بخدنگی اشکار :: صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی

نخجیر و آهو یعنی افادهٔ معنی شکار و شکار کننده کند صاحب جامع بر معنی اول قانع - بهار بر لفظ
شکار گوید که باید دانست که قصد کشتن آدمی مر حیوانی را در عرف شکار نام است و گاه بمعنی شکار
کرده شده و حیوانی که شکار کردنش مطلوب بود نیز آمده و آرسته بر لفظ شکار فرماید که قصد کشتن جانور
و حیوان کردن و نیز بر جانوران قابل شکار اطلاق آن کنند و برای معنی مصدری از قاسم گونابادی
سند دهد (سه) تا جند مردان رخ از کارزار * بهر بران مانند غیر از شکار * و صاحب انند بحوالهٔ
ناصری بر شکر نوشته که بر وزن جگر در فارسی زبان بمعنی شکار است و شکننده را نیز گویند و بر بتقیاس
است دال شکرد و جان شکر و شکردن و شکریدن بمعنی شکار کردن **مؤلف** عرض کند که شکر بکسر اول
و فتح دوم اسم جامد فارسی بمعنی اول است و همین است اسم مصدر شکردن و شکریدن که به معنی
شکار کردن می آید فارسیان الف زائد بعد شین معجمه آورده اشکار کردند همچون مهار و امهار و پس از آن
الف وصلی در اول این آورده اشکار ساختند و نسبت معنی دوم عرض می شود که شکر حاصل بالمصدر
شکردن و شکریدن هم آمده کذا فی المواد - و همین است اصل اشکار بمعنی دوم بزیادت هر دو الف
پس در کلام قاسم گونابادی که بالا مذکور شد استعمال لفظ شکار بمعنی حاصل بالمصدر است و آنچه
صاحب ناصری اشکار بمعنی آهو گفته متعلق به معنی اول باشد که آهو بمعنی شکار هم آمده و آنچه
این را بمعنی فاعل گیرد تسامح اوست که بقاعدهٔ اسم فاعل ترکیبی این معنی بترکیب پیدا می شود
نه غیر آن همچون شیر اشکار یا شیر شکار - صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ ذکر ....

(ب) **اشکاری** | بمعنی شکاری کرده فرماید که به معنی شکاری و صیاد است **مؤلف** عرض
کند که الف وصلی در اول و یای نسبت در آخر لفظ شکار زیاده کرده اند دیگر هیچ سه (اردو) الف

(ا) شکار - بقول صاحب آصفیہ فارسی - اسم مذکر - صید - نخچیر (۲) اس کا مصدر شکار کرنا ہے اور حاصل بالمصدر شکار جیسے ہم نے شکار کا ارادہ کیا ہے (ب) شکاری - بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر - شکار کرنے والا - صیاد -

(۱۹۲۷) **اشک از دیده افتادن** استعمال - بمعنی حقیقی گریہ وزاری کردن - چنانکہ صائب گوید (ع) از دیدهٔ یتیم نیفتاده است اشک ؛ دنیا بخوار ییکہ مرا از نظر فتاده ؛ (اردو) آنکھ سے آنسو ٹپکنا - بقول امیر رونا (مسرور ع) اسکی نظر پڑی جو مرے حال زار پر ؛ بے اختیار آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے ؛

اشک از دیده جستن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم - صراحت و سند این بر اشک جستن می آید (اردو) دیکھو اشک جستن -

اشک از دیده چکیدن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم - صراحت و سند این بر اشک چکیدن می آید (اردو) دیکھو اشک چکیدن -

اشک از دیده دمیدن استعمال - بمعنی برآمدن اشک است از چشم و گریستن صراحت کامل و سند این بر اشک دمیدن می آید (اردو) دیکھو اشک دمیدن -

(الف) **اشک از رخسار چیدن** (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر دلاسا و غمخواری کردن مولف گوید کہ این کنایہ باشد و اگر کسی اشک خود از رخسار خود چیند برای او استعمال این نمی شود - بہار و آنند ذکر این بر اشک چیدن کرده مولف گوید کہ این مراد (ب) **اشک از مژگان چیدن** باشد کہ ذکرش بر اشک چیدن آید (اردو) (الف و ب) آنسو پونچھنا بقول امیر مجازاً تسکین اور دلاسا دینا (مومن ع) کوئی رہا کہ پونچھے آنسو نہ کیا - وہ تن میں اپنی بیکسی کو

اشکاف بکسر همزه بمعنی رخنہ باشد مطلقاً - صراحت کامل این بہ اشکاف بکاف فارسی بعد کہ

کہ می آید (اردو) دیکھو اشگاف

(الف) **اشک افتادن** | استعمال - صاحب مصطلح ذکر این کردہ و از شفائی اصفہانی سند آوردہ کہ ------

(ب) **اشک افتادن بر خاک** | راست یعنی گریستن بمعنی حقیقی (سـ ۵) آتشی دارم کہ گر بہ خاک افتد اشک من ؛ ہمچو خون گرم خاک مردہ می آید بجوش ؛ (اردو) آنسو بہنا - بقول امیر آنسو جاری ہونا (آغا حجو شرف سـ ۵) فرد و سـ مین رولونگا شرف اتنے ہی موتی ؛ بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو ؛ آنسو جاری یا روان ہونا - آنسو چلنا - آنسو ڈھلنا بھی کہتے ہین - دیکھو امیر اللغات - اور آنسو گرنا بھی کہہ سکتے ہین -

اشک افسوس | استعمال - بقول بہار معروف و صاحب انند این را با اشک حسرت و اشک معصیت و اشک ندامت و اشک پشیمانی آوردہ حیف است کہ سندی پیش نشد بخیال ما من وجہ مرادف اشک حسرت توان گرفت یعنی اشکی کہ بافسوس در وقعہ بچشم آید یا از چشم ریزد آنرا اشک افسوس توان گفت و تعریف ہر یکی بجای خودش مذکور شود (اردو) اشک افسوس - اور اشک حسرت کہہ سکتے ہین یعنی وہ اشک جو کسی امر کے افسوس یا حسرت مین آنکھ سے نکل پڑین یا آنکھ مین آئین

(۱۲۱۵)

(۱) **اشک افشاندن** | (مصدر اصطلاحی)

(۲) **اشک افشاندن دیدہ** | بمعنی گریستن است (عرفی سـ ۵۲) جای رحم است بہ عرفی کہ بسی بی اثر است ؛ اشک گرمی کہ شبہای دراز افشاندہ (سـ ۵۲) دیدہ اشک فشان بہر بکبا ی اشک ؛ قرعہ انداختہ بار سفر خواہم بست ؛ (اردو) آنسو بہانا - بقول امیر رونا (نسیم سـ ۵) پہر بن بہی کچھ کہونگا دیکھو زبان بند کو پہر منہ چھپا کے مجھ سے آنسو بہائیے گا ؛

اشکال | بفتح اوّل لغت عرب است بقول صاحب منتخب جمع شکل بمعنی صورتہا و مانند ہا فارسیان

بمعنی واقعات هم استعمال کنند و استعمال این ترکیب فارسی هم کرده اند که در ملحقات آید (انوری سه) نه هیچ عقل بر اشکال دور او واقف شد نه هیچ دیده بر اسرار حکم او بیناست شد (اردو) تکلیفین صورتین - مؤنث - نقشے - واقعات - مذکر-

اشکالِ جنوبی و شمالی اصطلاح - اشکال لغت عرب است بفتح اول جمع شکل و باضافت آن بسوی جنوبی و شمالی - مراد از اشکال ثوابت که منسوب است به جنوب و شمال - صاحب غیاث و اننددراج مینگارند که اهل هیئت برفلک اشکال ثوابت چهل و هشت قرار داده اند منجمله آن دوازده شکل بر منطقة البروج واقع کرده اند دوازده بروج مشهوره عبارت از همین است و پانزده اشکال بجانب جنوب منطقة البروج باشند و بست و یک شکل بطرف شمال مؤلف گوید که مقصودش جزین نباشد که همین پانزده و بست و یک اشکال جنوبی و شمالی گویند (اردو) اشکال جنوبی - و اشکال شمالی سے وہ پندرہ اشکال ثوابت مراد ہین جو منطقة البروج کے جنوب مین ہین - اور اکیس اشکال ثوابت جو منطقة البروج کے شمال مین واقع ہین - مذکر

اشکال دَر و رنما اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار نقوش و تصاویر که در خانها و پرده ها قائم کنند معنی لفظی این نقوشی که حال زمانه را نماید - مضاف اشکال بسوی اسم فاعل ترکیبی است که صفت اشکال باشد (اردو) معاصرین عجم نے اون تصاویر کو اشکال دَر و رنما کہا ہے جو مکانون کی آرائش کے لئے دیوارون اور پردون پر قائم کئے جائین جن سے زمانہ کے حالات معلوم ہوتے ہین

اشکال را حل کردن استعمال - بمعنی حقیقی است یعنی آسان کردن و دریافتن حقیقت اشکال چنانکه انوری گوید (سه) آنکه رایش و مه اجرام کواکب را نور شد و انکه کلکش کند اشکال حوادث را

حل ؛ (اردو) اشکال کو حل کرنا۔ یعنی حقیقت
اشکال سے واقف ہونا۔

اشکال نگار | استعمال۔ مرکب اضافی است
بمعنی حقیقی و بقول صاحب رہنما بجوالۂ سفرنامۂ
ناصرالدین شاہ قاچار نقشۂ نگارگاہ را گویند و این
استعمال معاصرین عجم است (اردو) اشکال نگار
کا نقشہ۔ مذکر۔

اشکال گرفتن | استعمال بمعنی عکس پذیرشدن و صورت
گرفتن است چنانکہ انوری گوید (ع) زنعل مرکب
از طبل باز تو گیرد ہلال و مہ بچرخ بلند نیز اشکال ؛
(اردو) صورت پکڑنا۔ بقول آصفیہ ڈھنگ پکڑنا
رنگ اختیار کرنا۔ عکس پذیر ہونا۔ یہی کہ سکتے ہین کہ

(۱) **اشکانی** | صاحب ضمیمۂ برہان بر (۱) گوید کہ قومی کہ از ملوکست۔ و بہار رواند بر (۲)
(۲) **اشکانیان** | فرماید کہ بالکسر طبقۂ از سلاطین عجم تا اشارۂ این بمعنی سوم اشک کردہ ایم
(غیور ع) نظر بچشم تر من زروی عبرت کن ؛ زخانوادۂ اشکانیان ہمین ماند است ؛ (اردو) (۱)
اشکانی۔ منسوب بہ سلطان اشک اور اسکی جمع (۲) اشکانیان فارسی ہین اون اشخاص کو کہتے
ہین جو خانوادۂ سلطان اشک سے ہون۔ جس کی صراحت ہم نے لفظ اشک کے تیسرے معنی
پرکی ہے۔

اشکاوند | بقول برہان و ناصری بفتح اول و واو
وسکون نون و دال مرادف اسکاوند کہ گذشت
صاحب ہفت صراحت کند کہ بکاف عربی است
ناصراحت ماخذ و تعریف کامل ہم دران جا کردہ ایم
و این مبدل اسکاوند است کہ سین مہملہ بہ شین معجمہ
بدل شد ہمچو کشتی و گشتی (اردو) دیکھو اسکاوند

اشکبار | بقول بہار و اننددموحدہ و رای مہملہ
(۱) اشک ریختن و (۲) امر بدین معنی و (۳) اشکبار
ریزندہ ہم (ملا طغرا ع) تنش کردہ از دولت
اشکبار ؛ مقامات پروانہ را استوار (ابوطالب

کلیم ۵۳) بحیرتم چو درا بر سفید باران نیست ؎ چہ دجلہاست کہ در چشم اشکبار من است ؎ اولیا ۵۳) برخاک آدم این ہمہ باران غم کہ ریخت ؎ سیلش روان از این مژۂ اشکبار نیست ؎ مولف گوید کہ در سند اول اشک بار بمعنی حاصل بالمصدر آمدہ کہ مخفف اشکباری است و نسبت بمعنی دوم عرض می شود کہ امر است از اشک باریدن کہ می آید و بمعنی سوم اسم فاعل ترکیبی است و پس فارسیان این را بمعنی سوم بصفت عاشق ہم آوردہ اند (ظہوری ۵) برای شستن گرد رکاب می باید ؎ کہ در عنان تو باشند اشکباری چند ؎ (عرفی ۵) در آن مقام کہ عرفی ز دل گذشت و ہنوز ؎ گہی کہ می گذرد اشکباری مخفی بہانہ کہ فارسیان این را با مصادر فرس مرکب ہم کردہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) (۱) اشکباری کہ سکتی ہین آنسو بہانا بمعنی حاصل بالمصدر (۲) آنسو بہا۔ آنسو بہانے کا امر (۳) اشکبار یعنی کہ سکتی ہین بمعنی آنسو بہانیوالا۔ روتا ہوا۔ رونیوالا۔

(۱۱۲۸۳) **اشکبار کردن مژہ** | استعمال۔ بمعنی حقیقی است کہ بگریہ آمدن باشد (ظہوری ۵) مژۂ اشکبار بار کردہ و تنہا چشمہ سار بایکر و ؎ (اردو) مژہ کا اشکبار ہونا۔

(۱۱۲۸۴) **اشکبار گشتن چشم** | استعمال۔ بمعنی حقیقی است کہ گریستن باشد (حکیم قاآنی ۵) از بہر حفر چاہ ز بس تیشہ زد بخاک ؎ چشم زمین ز سوز درون گشت اشکبار ؎ (اردو) رونا۔ اشکبار ہونا۔

(۱۱۲۸۵) **اشکباری** | استعمال۔ حاصل بالمصدر اشک باریدن است کہ بمعنی گریہ کردن می آید۔ یای تحتانی مصدری بر آخر صیغۂ امرش زیادہ کردند و بعضی بر آنند کہ یای مصدری بر اسم فاعل ترکیبی زیادہ کردہ اند کہ اشک بار۔ اسم فاعل ترکیبی ہم ہست باینحال ما صراحت قواعد ساختن حاصل بالمصدر بجایش کنیم و برخی از آن بر لفظ آشوبی گذشت (ظہوری ۵) شد است گل ہمہ جا راہ خندہ

تاب ہا ؎ کہ اشک باری صبحم ہمہ شب نام کشید خواہد (؎)
اشکباری اردو میں رونے کے لئے کہہ سکتے ہیں
اشک باریدن | (مصدر اصطلاحی) بقول
بہار وانند معروف مؤلف گوید کہ معنی لفظی این
بارش اشک کردن وکنایہ باشد از اشک ریختن
وگریستن (صائب ؎) ناامیدی بردہ ہا اشکی کہ
می باریم ما ؎ رزق قارون می شود تخمیکہ می کاریم
ما ؎ ظہوری ہم استعمال این کردہ بمعنی گریستن
(ظہوری ؎) شب از ستارہ چرا این چنین نبارد
اشک ؎ بپاک کردن روی دامن سحر دارد (اردو)
آنسو بہانا - دیکھو اشک افشاندن - آنسو ٹپکانا -
رونا -

اشکباریہا | استعمال - فارسیان بر لفظ اشکباری (۱۲۵)
کہ گذشت کلمۂ ہا آوردہ بطور جمع استعمالش کنند
چنانکہ ظہوری گوید (؎) گوہری نیست چشم
را چو صبح از اشکباریہا ؎ اگر خود را بطفلان
وقت پیری وانمیدادم ؎ (اردو) دیکھو

اشکباری -

(الف) اشکباز | بزای ہوز در آخر بقول
بہار بمعنی اشکبار است کہ گذشت (ظہوری
؎) زند و زگریہ بشور آوریم دریا را ؎ ز اشکبازی
ما جای بر گہر تنگ است ؎ صاحب انند ہم زبانش
مؤلف عرض کند کہ ظہوری درین زمین غزلی
نوشتہ است حیف است کہ ما در دیوانش این شعر
را نیافتیم - اگر اشکباز را بزای ہوز تسلیم کنیم اسم
فاعل ترکیبی باشد از مصدر اشک بازیدن و
حاصل بالمصدرش - ....

(ب) اشکبازی | واستعمال ہمین اشکبازی
در سند بالا است نہ اشکباز اندرین صورت
لازم آید کہ ....

(ج) اشکبازیدن | بمعنی باری کردن با اشک
گیریم وکنایہ از گریستن ولیکن بخیال ما تا آنکہ
استعمال این از سند دیگر بدست نیاید قول بہار
وانند اعتبار را نشاید زیرا چہ در کلام ظہوری

با الف مذکور شد. اشکباری به رای مهمله بهتر از اشکبازی به زای هوز است یعنی دریا را بشور آوردن و جای بر گهر تنگ کردن این همه لازمهٔ اشکباری است که چون باران در دریا بارد دریا بشور می آید و این انتهای مبالغهٔ شاعر است که اشکباری جای بر گهر تنگ کرده است یعنی همهٔ دریا مملو از گوهر اشک ماست و گوهر اصلی را مقامی باقی نمانده بالجمله لطف معنی شعر از اشکباری به رای مهمله می فزاید و از اشکبازی به زای هوز کم می شود اگر بهار این شعر را که در دیوان ظهوری که مطبوعه یا قلمی پیش او باشد موافق خیالش یافته باشد خیر است که بر دست تصرف کاتبان اشک باری کنیم یا یک قطرهٔ اشک را نقطه شود برای اشکبازی و الزام کاتب را چشم ناظر بر دارد خدا داند در روح ظهوری که حقیقت حال چیست (اردو) دیکهو اشکبار۔ و اشکباری و اشک باریدن۔

(۱۴۲۵) **اشک بالب همزبان گشتن** (مصدر اصطلاحی) کنایه باشد از متصل جاری بودن اشک که فارسیان این را تار اشک گویند یعنی چنانکه لب مسلسل آه و فغان کند و سلسله نشکند همچنان اشک هم همزبان اوست یعنی متصل گریستن چنانکه ظهوری گوید (ص) بحصول آشناست مطلب ما؛ همزبان گشته اشک بالب ما؛ (اردو) آنسوؤنکا تار بندهنا۔ بقول امیر لگا تار آنسو بهنا۔ (صبا ص) آنکهون کے نیچے پهر گئی تصویر زلف یار؛ جب تار آنسوؤنکا بندها جال هوگیا؛ آپ هی نے انهین معنون مین (آنسوؤنکا تار نہ ٹوٹنا) بهی لکها هے۔

(۱۴۲۶) **اشک برانداختن** استعمال۔ بمعنی اشک ریختن و گریه کردن است چنانکه ظهوری گوید (ص) چون ظهوری در آرزوی نثار؛ اشک رشک گهر برانداز ند؛ (اردو) آنسو گرانا۔ بقول امیر رونا (غافل ص) تو نے تربت په مری دو نه گرائے آنسو؛ غم فرهاد مین شیرین نے بهائے آنسو؛

(۱۱۴۲) **اشک برچیدن از رخ** | استعمال۔ بمعنی حقیقی است وبکنایہ از دلاسا وغمخواری کردن مرادف (اشک از رخسار چیدن) است کہ گذشت چنانکہ ظہوری گوید (ـــہ) بجا باشد شکایت زاستینت ؛ اگر اشکی زرخ برچیدہ باشی ؛ (اردو) دیکھو اشک از رخسار چیدن ؛

اشک بقم | اصطلاح۔ بہ قاف پنجم۔ بقول صاحب شمس بمعنی اشک خون آلود است وصاحب ضمیمہ برہان بہ ہمین معنی (اشک خون بقم) رابہ فا آوردہ۔ مخفی مباد کہ قم بقول صاحب منتخب بہ سہ حرکت بمعنی دہان است ومعنی (اشک خون بہ فم) اشکی کہ خون در دہان دارد۔ یعنی اشک سرخ وکنایہ از اشک خون آلود توان گرفت وبقم با قاف وتوم بقول صاحب منتخب بالفتح چوب درختی کہ ساقش سرخ است وبطبخ آن رنگ کنند پس باضافت اشک بسوی بقم مجازاً اشک سرخ را توانیم گفت ولیکن تاآنکہ برای ہردو سند استعمال نرسن بنظر نیاید۔ اعتبار را نشاید کہ دیگر اہل تحقیق ازین ساکت اند (اردو) امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل مین اشک خونین کا ذکر فرمایا ہے۔ (ذوق ـــہ) ذوق اس پای نگارین کا جو ہے وصف نگار ؛ اشک خونین سے ہے کاغذ کو حنائی کرتا ؛

اشکبوس | بقول برہان وناصری بفتح اول وثالث وبای ابجد بواو رسیدہ وسین بی نقطہ زدہ نام مبارزیست کشانی کہ بمدد افراسیاب آمدہ بود وافراسیاب او را بیاری پیران ویسہ فرستاد ورستم پیادہ بمیدان او آمدہ بیک تیرش بقتل آورد (فردوسی از ناصری ـــہ) سواری کہ بد نام او اشکبوس ؛ ہمی برخروشید برسان کوس ؛ صاحبان رشیدی وناصری وجامع وسراج وشمس وہفت وآنند ہم ذکر این کردہ اند وو آرستہ از محسن تاثیر سندی آوردہ (ـــہ) از اشکبوس گریہ تاثیر غم نخورنہ کز رستم است عشق تو فیروز جنگ تر موتلف

گوید کہ بخیال ما در نام این مبارز اشک بمعنی شاہ معروف است کہ ذکرش بر معنی سوم اشک گذشت و این اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد یعنی مبارزی کہ بوسندہ یا بوسیدۂ شاہ اشک بود و بوسیدن بمعنی بوسہ دادن و بوسہ گرفتن ہر دو آمدہ صاحبان تحقیق از وجہ تسمیۂ این ذکری نکردہ اند (اردو) اشکبوس فارسی مین ایک مشہور پہلوان کا نام ہے جو رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اشک بی اثر استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بمعنی اشکی کہ اثر ندارد۔ بی اثر را در صفات اشک ذکر کردہ ایم (صائب ؎) مرا بہر قطرۂ اشک بی اثر چسپد ؛ چو غرقۂ کہ بہر موجۂ خطر چسپد ؛ (اردو) اشک بی تاثیر کا ذکر امیر نے لفظ آنسو کے صفات مین فرمایا ہے (ناسخ ؎) اشک بی تاثیر کو نادم کیا برسات نے ؛ مینھ کے باعث رات میرے گھر مین جانان رہ گیا ؛

اشک پاشیدن استعمال۔ بمعنی حقیقی اشک ریختن و کنایہ از گریستن است ظہوری اشک پاش را بصفت مژہ آوردہ کہ اسم فاعل ترکیبی ہمین مصدر است (؎) چندانکہ پای سیر برود گشت آرزوست ؛ از تخم حسرت مژۂ اشک پاش ما ؛ (اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔ (۱۲۲۹)

اشک پردازی کردن (مصدر اصطلاحی) بمعنی حقیقی این آراستن و مشغول شدن بہ اشک است و کنایہ از گریستن (ظہوری ؎) اشک پردازی کن از گوہر برآی ؛ تشنۂ او گرد واز کوثر برآی ؛ (اردو) رونا۔ اشک بہانا۔ (۱۲۳۰)

اشک پرشور استعمال۔ مرکب توصیفی است بمعنی اشکی کہ شور باشد فارسیان اشک شور را بمعنی اشک اندوہ و فراق گفتہ اند کہ می آید و این مرادف آنست گویند کہ اشک غم در ذائقہ شوری باشد برخلاف اشک شادی کہ شیرین بود و بعضی برانند کہ صرف امتیاز لفظی است برای ہر دو کہ شکر مرغوب است و نمک غیر مرغوب (صائب ؎) زمین (۱۲۳۱)

از اشک پرشورم بطوفان میزند پهلو؛ زند آب گهرم
ساحل ایمان میزند پهلو؛ (اردو) اشک شور۔
کہہ سکتے ہین یعنی اشک غم۔ امیر نے آنسو کے مرادفات
مین اشک شور کو ترک فرمایا ہے۔ اور اشک شبنم
بھی متروک ہے۔

اشک پشیمانی | استعمال مرکب اضافی است
بہار و صاحب آنند ذکر این کرده؛ بمعروف فارغ
و این مرادف اشک ندامت است یعنی اشکی
که بحالت ندامت و پشیمانی در چشم آید یا از چشم
بریزد (صائب ؎) روز محشر را کند شب نامهٔ
ناشسته اش؛ هر که دست از دامن اشک پشیمانی
کشید (اردو) اشک ندامت کہہ سکتے ہین یعنی وہ
اشک جو ندامت کی حالت مین آنکھون مین آئین
یا آنکھ سے گرین۔

اشک پیازی | اصطلاح۔ مرکب توصیفی
بقول صاحب بحر و بہار و آنند اشک سرخ باشد
مؤلف گوید که کنایه باشد از اشک خون صاحب
آنند از علی خراسانی سند آورده (؎) تا چشم تو
آراسته سرنامهٔ ناز است؛ از دیدهٔ عشاق دمد
اشک پیازی (اردو) اشک حنائی و اشک
سرخ۔ دیکھو اشک آل۔

اشک تاک | اصطلاح۔ مرکب اضافی است
بقول صاحب بحر شراب انگوری۔ بہار گوید که
اشک تاک کنایه باشد از شراب انگوری (صائب ؎) با
اشک تاک بشوئید زخم های مرا؛ که شیشه بر سر من خشکی
خمار شکست؛ (وله ؎) اشک تاک از می پرستی
عذر خواه من بس است؛ این رگ ابر از گناهان
پاک می سازد مرا؛ مؤلف گوید که هر دو محققین
بالا در تعریف این کار بنزاکت معنی نگرفته اند بخیال
ما اشک تاک قطره های شراب انگوری باشد
از قبیل اشک ابر که قطره های باران است و این
مرادف اشک دختر تاک است که می آید و هم
قطره های شراب انگوری کو اشک تاک کہہ سکتے ہین

اشک تلخ | اصطلاح۔ مرکب توصیفی است

بقول برہان و ہفت و جامع بفتح فوقانی (۱) کنایہ
از شراب انگوری باشد و (۲) اشک چشم را نیز گویند
صاحب بحر بذکر معنی اول نسبت معنی دوم فرماید
کہ اشکی کہ از گریۂ غم بریزد۔ صاحب رشیدی بر معنی
دوم قانع و صاحب جہانگیری از معنی اول
تخصیص انگور را حذف کند و نسبت معنی دوم
گوید کہ اشک چشم عاشق مہجور باشد و بقول ناصری
مطلق شراب و اشک چشم۔ خان آرزو در سراج
فرماید کہ معنی گریۂ غم است و بس۔ صاحب مؤید
بحوالۂ اداۃ و قنیہ گوید کہ آب چشم کہ از گریہ و
اندوہ بر آید و صاحب شمس و بہار ہم زبانش مؤلف
عرض کند کہ معنی پروران کار از نزاکت معنی نگرفتہ اند
بخیال ما در معنی اول کنایہ از قطرہ ہای شراب است
و مجازاً شراب را توان گفت و ہم بر سبیل مجاز
شراب انگوری را۔ مخفی مباد کہ قطرۂ تلخ ہیچ
خصوصیت با شراب انگوری ندارد از ینجاست
کہ ما معنی اول را بطور عام گرفتہ ایم و نسبت معنی دوم

عرض میشود کہ ہر قطرۂ اشک تلخ نمی شود و تحقیق
اہل زبان است کہ ذائقہ اشک غم تلخ می باشد
و بدین وجہ کہ فارسیان اشک شکرین و اشک
شیرین اشک شادی را گویند کہ می آید از ہم است
کہ اشک تلخ اشک غم را گوئیم و تعمیم بیان کردہ تحقیق ما
مجاز باشد نہ حقیقی۔ و این ہم کنایہ است صفت
کہ سند معنی اول پیش نہ شد (ظہوری ع)
با شکر تلخ پشد جوی شیر از صورت شیرین ٭
سخن در بیستون از حسرت فرہادی کردم ٭ (صائب
ع) چنان محوم کہ اشک تلخ در چشمم نمی گردد ٭
قیامت گر نمکدان بشکند در چشم حیرانم ٭ (ولہ ع)
زرد باشد اشک تلخش نقل محفل ہا شود ٭ ہر کرا
افتد نظر بر لعل شکر خای تو ٭ (اردو) (۱) شراب
مؤنث۔ (۲) اشک تلخ۔ غم کے آنسو کہہ
سکتے ہیں۔ امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل
میں تیز و تند آنسو کا ذکر کیا ہے۔ تلخ آنسو یا اشک
تلخ بھی ویسے ہی ہیں۔

اشک جستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کرده از ابو القاسم کازرونی سند آورده (ﮪ)
شب چو برخاست پی رفتن دامان بشکست ؛
اشکم از دیده چنان جست که مژگان بشکست ؛
مؤلف گوید که ازین سند بصد - (اشک از دیده
جستن) پیداست که معنی بی اختیار بر آمدن اشک
از چشم و گریستن باشد ازینجاست که ما این را بجا
خودش ذکر کرده ایم (اردو) آنسو پھوٹ نکلنا
بقول امیر آنسو نکل پڑنا - بہ نکلنا - (انشا ﮪ) جھوٹے
اپنے آنسو کچھ ایسے پھوٹ نکلے ؛ توارے کو
کسی نے جیسے ہونل کو توڑا ؛

اشک جگرسوز | اصطلاح - مرکب توصیفی
است و بقول بحر عجم مرادف اشک گرم **مؤلف**
گوید که این کنایه از اشک غم باشد - ما جگرسوزیان
در صفات اشک بیان کرده ایم - بہار و انند بحر
بحر عجم چیف است که سندی پیش نکشد (اردو)
اشک جگرسوز کو امیر نے آنسو کے صفات کے ذیل
مین لکھا ہے (امیر ﮪ) یہ اتصال اشک جگرسوز
کا کہان ؛ روتی ہے یون تو شمع بھی کم کم تمام شب ؛

اشک جگرگون | اصطلاح - مرکب توصیفی
است - بقول بحر عجم یعنی اشک سرخ **مؤلف**
گوید که کنایه از اشک خونی است بہار و آنندہم
ہمزبانش - ما سند استعمال این در کلام صائب
یافته ایم (ﮪ) این اشک جگرگون چه اثر داشت
بشاخ ؛ پیداست که طفلی چه جگر داشته باشد ؛
(اردو) اشک جگرگون کا ذکر امیر نے آنسو کے
تشبیہات کے ذیل مین فرمایا ہے - جو اشک خونین
[illegible] (ﮪ) دل کو بحر یار مین اشک
جگرگون کیجیے ؛ گوہر نایاب کو اک قطرہ خون کیجیے ؛

اشک چکیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده و از کلیم ہمدانی سند این آورده که از آن
اشک از دیده چکیدن پیداست بمعنی گریستن
ازینجاست که ما ذکر این بجایش کرده ایم (ﮪ)
اشک اختر همه از دیده گردون بچکد ؛ مصلحت نیست

کہ دو دی بکنہ مجمر ما ۔ (اردو) آنکھ سے آنسو
ٹپکنا - بقول امیر رونا - دیکھو اشک از دیدہ افتادن

اشک چون بقم | اصطلاح - بقول صاحب
بحر عجم وہفت بمعنی اشک خون آلودہ - صاحب
مؤید این را اشک خون بقم نوشتہ ما صراحت اینا
بر اشک بقم کردہ ایم - اگر چون را کلمۂ تشبیہ قرار
دہیم بقم را ہمان چوب سرخ ساق گیریم کہ بر اشک
بقم گذشت یعنی اشکی کہ ہمچون بقم است کہ کنایہ
از اشک سرخ باشد - صاحب ضمیمۂ برہان این را
اشک خون بقم آوردہ کہ می آید - بخیال ما محققین
تسامح وکاتبین تصرف وتحریف کردہ اند و ہیچ
متحقق نشد کہ اند اشک بقم - اشک چون بقم - اشک
خون بقم - اشک خون بقم) کدام صحیح است
و ہیچیک ازین ہر چہار را صحیح نہ پنداریم تا آنکہ سند
پیش ما نباشد حیف است کہ پیش نہ شد وحالا ازینہا
معاصرین عجم متروک است ونہ در کلام متاخرینہا
یافتیم (اردو) دیکھو اشک بقم -

اشک چیدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ و از صائب سندش آوردہ کہ در این
استعمال (اشک از مژکان چیدن) است از ینجاست
کہ ما ذکر این بجایش کردہ ایم (ص) می کند با تین
جوہر ز روی تیغ پاک ۔ آنکہ می چیند بدامن
اشک از مژکان من ۔ (اردو) دیکھو اشک از
مژکان چیدن -

اشک حسرت | استعمال - مرکب اضافی از قبیل
وبقول بہار واند معروف مؤلف گوید کہ از
آب حسرت است کہ در دہن آید و اشک حسرت
متعلق است از دیدہ و این مرادف اشک افسوس
باشد کہ گذشت (میرزا جلال اسیر ص) بہار غنچۂ
تصویر صفحۂ چمن است ۔ شگفتگی گل سیراب اشک
حسرت کیست ۔ (ظہوری ص) خوشہ چینی آرزو
وارد اثر در کشت ما ۔ در زمین زار تا لی اشک
حسرت دانہ باد ۔ (ولہ ص) با شک حسرتم از
دیدہ آرزو تر اود ۔ زبیم رفتنت از بس باضطراب

اکریم ؎ (صائب ؎) چون صدف تا چند پیش
ابر دست افراشتن ؎ اشک حسرت را فرو خوردن
آہر پیدا شتن (اردو) اشک حسرت کہ سکتے ہین
دیکھو اشک افسوس۔

اشک حنائی | اصطلاح۔ بقول بہار و بحر و
انند اشک سرخ باشد مؤلف گوید کہ بہ ترکیب
توصیفی معنی حقیقی است و کنایہ از اشک خونین
و مرادف اشک آل کہ گذشت (اردو) دیکھو
اشک آل۔

اشک خاستن | استعمال۔ صاحب آصفی کہ
این کردہ و از مجیر بیلقانی سند آوردہ مرادف
اشک جستن باشد کہ گذشت (؎) ندانم گر چہ
خیزد این ہمہ اشک ؎ کہ چندین اشک در دریا نگنجد
(اردو) دیکھو اشک جستن۔

(الف) اشک خنک | اصطلاح۔ بقول صاحب
بحر عجم اشک ساختہ بہار از حکیم زلالی سندی بیان
معنی آوردہ (؎) کہ ای خون گرمی بازار رحمت
کمن اشک خنک در کار رحمت ؎ صاحب انند گوید
کہ مرادف اشک دروغ است مؤلف عرض کند
کہ اشک خنک مقابل اشک گرم است یعنی اشک
گرم در چشم از درد دل پیدا شود و اشک خنک ساختہ
و مصنوعی باشد یعنی چون کسی کہ دلش درد نکردہ است
اشک مصنوعی در چشم پیدا کند یا بریزد فارسیان
گویند کہ اشک خنک و اشک دروغ است ازہمین
است مصدر اصطلاحی۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱۱۹۱۲) **(ب) اشک خنک کردن در کاری** | بمعنی
سرد مہری کردن در کاری سند این ہمان است
کہ بر (الف) مذکور شد (اردو) (الف) مصنوعی
آنسو۔ جہوٹے آنسو۔ دکھاوے کے آنسو۔ نمائشی
آنسو۔ بناوٹ کے آنسو۔ اُن آنسوؤن کو کہ سکتے ہین
جو بغیر درد دل تکلف کے ساتہ آنکہون مین پیدا کئے
جائین یا آنکہون سے ٹپکائے جائین (ب) کسی
کام مین سرد مہری کرنا۔

اشک خوردن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده و از کلام صائب سندی آورده (صائب
ـه) چون صدف تا چند پیش ابر دست افراشتن ٭
اشک حسرت را فرو خوردن گهر پنداشتن ٭ بخیال
ما اشک فرو خوردن ضبط گریه کردن و سعی کردن که
وجود اشک در چشم و علامت گریه نمایان نه شود ما
این را بجای خودش نوشتیم و اشک خوردن را مرادف
اشک فرو خوردن نگیریم تا آنکه سند دیگر بدست نیاید ٭
(اردو) آنسو پی جانا - بقول امیر ایسا ضبط کرنا
کہ بھرے ہوئے آنسو آنکھ ہی میں خشک ہو جائیں
اور باہر نہ نکلیں (تلق ـه) آنسو آنکھوں میں گیا ٭
بھر لانا ٭ خوف کے مارے گا وہ پی جانا ٭ (بحر ـه)
نشتر لگا جگر میں اگر ضبط غم کیا ٭ آنسو جو پی گیا کوئی
تیزاب ہو گیا ٭

اشک خوش نمک | اصطلاح - مرکب توصیفی
است که خوش نمک را صفت اشک آورده صاحب
بحر عجم گوید که اشکی که از گریه غم بریزد و اشک شور کنایه از
درد و فراق زاید و بقول شمس و هفت اشک پرسوز
که از دیده برآید - صاحب ضمیمه برهان این را مرادف
اشک شور گیرد و بقول بهار مرادف اشک تلخ صاحب
مؤید بحواله قنیه و مؤید الفواید گوید که این مرادف
اشک شور و تلخ و گرم است بخلاف اشک خوشی
و فرحت که آن شیرین و سرد بود مؤلف عرض کند
که بجز صاحب مؤید اشک خوشی و فرحت را اشک
سرد گوید ما بحث این بر اشک شادی کنیم که متعلق
این مقام نیست و اشک خنک که مرادف اشک
سرد است برخلاف آن عبارتش گذشته است حیف
است که اشک خوش نمک را سندی پیش نشد -
(اردو) اشک گرم - امیر نے آنسو کے صفات میں
اس کا ذکر فرمایا ہے (ناسخ ـه) ایک اشک گرم
ناسخ گرے جو اسنے میں گر سے تو طعنہ زن فوارہ ہو مقابل
موسیقار پر ٭

(۱) اشک خون آلود | استعمال - مرکب توصیفی
(۲) اشک خون آلوده | است و بقول صاحب
بحر (۱) مرادف اشک خونین که سرخ باشد مؤلف

گویہ کہ ہر دو بمعنی حقیقی است یعنی اشکی کہ آلودہ بخون
است بہار ذکر (۲) کردہ کہ بہ ون تخفیف ہای ہوز
است و (۱) مخفف آن (اردو) امیر نے آنسو کے
صفات کے ذیل مین اشک خون آلود کا ذکر فرمایا ہے
(اسیر ؎) عجب کیا ہے جو نکلین اشک خون آلود
ماتم مین ٭ کہ گلگون دانہ تسبیح ہوتے ہین محرم مین ٭

اشک خون بقم | صاحب ضمیمہ بہ بیان ذیل
این کردہ و این ہمان است کہ تحقیقش بہ اشک بقم
و اشک چون بقم بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک
بقم و اشک چون بقم۔

(۱) اشک خونی | استعمال۔ صاحب آنند
(۲) اشک خونین | ذکر (۱) کردہ و صاحبان
بہار و بحر و آنند (۲) را و ہر دو بمعنی حقیقی و مرکب
توصیفی است یعنی اشکی و قطرہ کہ سرخ و خون آلود
باشد یای نسبت در (۱) اوّل و یا و نون نسبت در دوم
بر آخر لفظ اشک زیادہ کردہ اند و بقاعدہ فارسی ہر دو
درست است (صائب ؎) از غم فرہاد آن زخمی
کہ بر شیرین رسید ٭ اشک خونی می چکد از چشم تمثالش
نسوزد ٭ (ولہ ؎) خندہ کبک در قفا دارد چو اشک
خونین چنگل شہباز ٭ جا دارد کہ در سند اول ہم لفظ
خونین بہ یا و نون نسبت باشد کہ کاتبین نون را
حذف کردہ باشند۔ زیرا چہ اہل عجم درین مقام استعمال
تحتانی مجرد کم کنند و اکثر یا و نون نسبت ہر دو را ہمی آرند
ہم در کتابت و ہم در قرات و لفظ خونی بہ یای نسبت
در محاورۂ فرس برای کسی مستعمل است کہ خون بہ
گردنش باشد پس (۱) بترکیب اضافی یعنی اشک
کسی ہم باشد کہ خون بگردن او ست مخفی مباد کہ در سند
دوم اشک بمعنی مطلق قطرہ باشد چنانکہ بر معنی اول
لفظ اشک گذشت (اردو (۱) و (۲)) اشک خونین
دیکھو اشک بقم۔ اگر (۱) کو مرکب اضافی قرار دین
تو اوس کا ترجمہ خونی کے آنسو۔

(الف) اشک داو | اصطلاح۔ الف
(ب) اشک داو در | بہ وال مہملہ چہارم
(ج) اشک داودی | و داو ششم نون

به واو ششم مضموم و دال مهملهٔ آخر و (ج) بزیادت
یای نسبت بر (ب) هر سه مرکب فارسی است ـ
صاحب شمس نسبت الف گوید که بمعنی اشک بسیار
و اشک اندوه باشد دیگر کسی از محققین ذکرش نکرد
و (ب) بقول صاحب بحر اشک بسیار و اشک
خونین و بقول غیاث بحواله شرح تحفة العراقین
مهرهٔ باشد سرخ بغایت شفاف و صاحب انند
همزبانش و (ج) بقول جهانگیری که در خاتمهٔ
کتاب بذیل دستور سوم نوشته کنایه از گریهٔ بسیار و
صاحبان رشیدی و شمس و ناصری همزبان او ـ و
فرمایند که نیز بمعنی اشک گلگون است و حق آنست
که بمعنی اشک سفید باشد چه اشک شور که از غم ریخته
شود سپید می باشد خان آرزو در سراج فرماید که کنایه
از گریهٔ بسیار است و بس چرا که پیغمبر داؤد علیه السلام
در وقت گریهٔ بسیار کرده بود و نسبت صراحت نزدیک
صاحب رشیدی گوید که درست نیست ـ بهار گوید
که صاحب مرآت جهان نما در ذکر ابو البشر آورده
که در خبر است که هنگام عرض ذریت نظرش بر جوانی
افتاد که می گریست از جبرئیل پرسید که این کیست و
سبب گریهٔ او چیست گفت این داؤد نبی است
و موجب بکای او زلتی است که ازو صدور خواهد یافت
(الخ) حاصل این است که ب و ج در استعمال
فارسیان مبنی بر واقعهٔ گریهٔ داؤد است و محاوره
قرار یافت برای گریهٔ بسیار دیگر هیچ (خاقانی از
رشیدی و ناصری ـــ) قدح های چون اشک
داؤدی ازمی ۞ پری خانهای سلیمان نماید ۞
مؤلف گوید که آنچه از اشک سرخ و سپید بحثی
میان رشیدی و خان آرزو پیدا شد ضرورت آن
نیست زیرا که نتیجهٔ گریهٔ بسیار است که خون از اشک
بریزد پس درین شعر خاقانی اشک داؤدی را معنی انسان
بمعنی اشک سرخ هم توان گرفت که معنی شعر را لطیف
کند و همین معنی در (ج) پیدا شود بر سبیل مجاز و
یای نسبت در آخر (ج) زائد است و نسبت الف
خیال ما این است که یا اینکه مخفف (ب) باشد اندرین

صورت طالب سند باشیم یا تسامح صاحب شمس یا
تصرف کاتب کہ دال آخر حذف شد۔ وانچہ صاحب
غیاث بر (ب) معنی خاص نوشتہ تحقق نشد کہ محققین
فرس ازین ساکت اند وجاوارد کہ مہرۂ سرخ وشفاف
را فارسیان اشک داودی گفتہ باشند بہ شباہت
اشک سرخ حیف است کہ سندی پیش نمودن
استعارہ از کنایہ اشک گلگون است کہ ذکرش بالا
گذشت (اردو) الف وب دیکھو رونے کی
کثرت اشک گلگون امیر نے آنسو کے صفحات میں
اسکا ذکر کیا ہے (ناسخ ؎) بھر لئے انکھ پرے میں نے
عشق کے اعجاز سے ٭ دو دانے اشک گلگون ہیرے
ہر اس میں نہیں ٭ فارسیون نے اشک داودی
مہرہ سرخ او رشفاف کو بھی کہا ہے۔

اشک داودی | اصطلاح۔ بقول برہان و
بحر وجامع وہفت کنایہ از گریہ بسیار۔ صاحب
ناصری فرماید کہ کنایہ از گریۂ مظلومان بہ پیش حکام
صاحب انند گریۂ بسیار ونیز گریہ مظلومان بہ پیش حاکم
(۱۰) اشک داودی گفتہ مؤلف گوید کہ داود بقول مؤید
برہان نام خدا و بادشاہ عادل آمدہ پس یای نسبت
بروزیادہ کردہ اشک را بسوی او مضاف کردند کہ
معنی اشکی است کہ منسوب بہ پادشاہ عادل است
یعنی گریۂ کہ مظلومان پیش او کنند ومجازاً بمعنی گریہ بسیار
(اردو) دیکھو اشک داودی۔

اشک دختر تاک | اصطلاح۔ بقول صاحب
بحر وبہار وانند مرادف اشک تاک است کہ
گذشت وما ہیچنا ہم بر خیال خود قائم کہ بر اشک
تاک ظاہر کردہ ایم کہ کنایہ از قطرۂ شراب انگور است
شراب انگور (حکیم زلالی ؎) چہ خلوت زہد
در دامن خاک پوگوار تر ز اشک دختر تاک ٭ (اردو)
دیکھو اشک تاک ٭

اشک در چشم گردیدن | (مصدر اصطلاحی)
بمعنی حرکت کردن اشک در چشم است و آب در چشم
آمدن و دور زدن آن در چشم کہ آب در چشم از
افتادن چیزی در آن وخصوصاً از افتادن چیز تیز

...یہ در چشم پیدا شود و حرکت کند و این حرکت
...است کہ خلش و ناگواری را رفع کند چنانکہ
صائب گوید (ع) چنان محوم کہ اشک تلخ در چشم
نمی گردد بہ قیامت گر نگهدان بشکند در چشم حیرانم ؎
(اردو) آنکھ میں پانی آنا۔

اشک در دریا گنجیدن استعمال - تعریف

این بر اشک گنجیدن می آید بہ مبالغہ در بیان کثرت
اشک است و دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اشک گنجیدن

اشک در دیدہ شکستن (مصدر اصطلاحی)

بقول بہار و انند و بحر بمعنی بند شدن اشک و تردد
(باقر کاشی ع) رفتی و بشکست از دوری تو ؎
در دیدہ ام اشک در سینہ ام آہ ؎ مؤلف گوید کہ
از قبیل آہ در سینہ شکستن است کہ در ممدودہ گذشت
یعنی چون اشک جاری دفعتاً در چشم بشکند یا آہ جاری
دفعتاً در سینہ بند شود تکلیفی در چشم و سینہ پیدا شود
پس این کنایہ باشد از مبتلای تکلیف و زحمت شدن
ورای معنی حقیقی - (اردو) آنکھ میں آنسو رک جانا
یعنی قطع گریہ سے جی کھول کر نہ رو سکنا اور تکلیف
میں مبتلا ہونا - اگرچہ امیر و صاحب فرہنگ آصفیہ
نے اسکو ترک کیا ہے لیکن یہی اسکا ترجمہ ہے اور
ہمکو خلاف محاورہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں سوا اسکے
کہ اس کا استعمال کسی کے کلام میں ہمکو نہیں ملا -

اشک دروغ اصطلاح - مرکب توصیفی

است و بقول بحر و بہار و انند کنایہ از اشک ساختہ
مؤلف گوید کہ بمعنی حقیقی است نہ کنایہ و کنایہ
از گریہ مصنوعی توان گفت و مرادف اشک خنک
باشد کہ گذشت (مولوی جامی ع) چراغ کذب
را کہ فروزدش زبان ؎ بجز اشک دروغش نیست
روغن ؎ (اردو) دیکھو اشک خنک -

اشک دمیدن استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کردہ و از علی خراسانی سند آوردہ کہ بمعنی
بی اختیار برآمدن اشک از دیدہ و مبتلای گریہ شدن
است (ع) تا چشم تو آراستہ سرمہ ناز است ؎
از دیدہ عشاق دمد اشک پیازی ؎ مؤلف گوید

از زین سند معلوم شد کہ اشک از دیدہ دمیدن بدست می آید۔ ہمین جاست کہ ما ذکر این بجایش کردہ ایم۔
(اردو) دیکھو اشک جستن۔

اشک دواندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ظہوری سندی آوردہ کہ بمعنی اشک ریختن و گریستن است (ع) گو خضر کہ از معذرت اشکی بدواند ٭ از تشنہ لبان چشمۂ حیوان گلہ دارد ٭
(اردو) آنسو بہانا۔ دیکھو اشک افشاندن۔

(الف) اشک دویدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ (ع) میدود اشک یتیمی بسکہ بر رخسارہ ام ٭ سینہ چون کشتی بدریا میزند گہوارہ ام ٭ مؤلف گوید کہ۔۔۔۔
(ب) اشک دویدن بدامن این ہر سہ
(ج) اشک دویدن بر رخسار از ملحقات
(د) اشک دویدن بر عنان الف است
بمعنی اشک ریختن بر دامن و رخسار و عنان کنایہ باشد از گریستن۔ صائب استعمال (ب) کردہ (ع) بدامن

می دود اشکم گریبان میدرد ہوشم ٭ نمیدانم چہ می گوید نسیم صبح در گوشم و سند (ج) ہمان است کہ برای الف از کلام صائب مذکور شد و سند (د) از ظہوری ست (ع) اشک دویدہ بر عنان توسن پابہار او ٭ وای کہ کردہ صد زبان شوق تو وای وای را ٭ (اردو) (الف تا د) آنسو چلنا۔ بقول امیر آنسو بہنا یعنی اشک روان ہونا۔ (ناسخ (ع) کس طرح اسکو سعادت نہ کرون ناسخ مکتوب ٭ جای قاصد میرے آنسو دم تحریر چلے ٭

اشک دیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از حزین اصفہانی سند آوردہ (ع) عشق آشنا شد شمع من طبع ہوا خواہش نگر ٭ دارد سری با سوختن اشکش ببین آہش نگر ٭ بخیال ما این قابل ذکر نبود بمعنی حقیقی است یعنی اشکش را مشاہدہ کن۔
(اردو) اشک کو دیکھنا۔

(۱) اشک راندن استعمال۔ (۱) بمعنی
(۲) اشک رانی اشک ریختن و کنایہ از

گریستن است چنانکہ انوری گوید (ع) اشک اندم کہ ہمی غرقہ شود کشتی نوح ؛ آہ کردم کہ ہمی خیمہ بیفگند آماہ ؛ و (۲) حاصل بالمصدر (۱) چنانکہ ظہوری گوید (ع) شد ظہوری علم بآہ کشی ؛ دعوی اشک رانی ہم ہست ؛ (اردو) آنسو چلنا - بقول میر آنسو رواں ہونا - دیکھو اشک دویدن اسکا متعدی آنسو چلانا اردو میں مستعمل نہیں ہے - آنسو بہانا کہ سکتے ہیں - دیکھو اشک افشاندن - دونوں سے مراد رونا ہے -

(الف) اشک رستن | استعمال - بضم رای مہملہ باشد - بہار روانند و آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ بمعنی پیدا شدن اشک است و گریستن و از سند زلالی کہ پیش شدہ است مصدر

(ب) اشک رستن از چشم | پیدا است (ع) از چشم شمع اشک گرم روید ؛ کہ آتش از پر پروانہ شو میند ؛ و جا دارد کہ ہمین سند را متعلق بہ (اشک رویدن از چشم) ہم گیریم کہ مضارع مصدر رستن و رویدن - رویدہ آمدہ (اردو) آنسو نکلنا -

اشک رسیدن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید از سندش مصدر - - - - - - - - - -

اشک رسیدن بہ خشک و تر | پیدا است کہ بمعنی حقیقی است یعنی ہمہ دنیا تر شدن از اشک و مقصود از مجرد اشک رسیدن پیدا نمی شود - نظیری نیشا پوری (ع) چنان اشکم بخشک و تر رسیدہ ؛ کہ چو بیم می نسوزد آذر امروز ؛ (اردو) آنسون سے سارا جہان تر ہوتا -

(الف) اشک رفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ از سندش

(ب) اشک رفتن از چشم | پیدا کہ بمعنی گریستن است (فطرت قمی ع) اشکی کہ مرا ز چشم نم دیدہ برفت ؛ لخت دل من بود کہ غلطیدہ برفت ؛ (اردو) آنسو چلنا - دیکھو اشک دویدن -

اشکرہ | بقول برہان و جامع و ہفت بکسر اول و کاف و فتح رای قرشت (۱) مرغان شکاری را گویند

مطلقا و بعضی گویند (۲) مرغیست شکاری از جنس باشه لیکن از باشه کوچک تر و آن را چپقو خوانند و هم او بر شکره گوید که پرنده ایست شکاری از جنس باشه از و کوچک تر- خان آرزو در سراج فرماید که شکره بمعنی شکار کردن است و معنی اول که عام است نظر بر اصل است و معنی دوم مخصوص- مؤلف گوید که شکر بکسر اول و فتح ثانی بر وزن جگر- بقول برهان بمعنی شکار آمده- اسم جامد زبان فارسی است و مصدر شکردن از همین اسم جامد وضع شده و بزیادت های هوز لیاقت در آخرش شکره جانور شکاری را نام نهادند و مجازا مرغ خاص را که شکاری است و الف وصلی در اولش آورده اشکره کردند- صاحبان ناصری و سروری به معنی اول قانع و صاحبان رشیدی و شمس بر معنی دوم اکتفا کرده (امیر خسرو از سروری سـ۵) اشکره را زیں چه زو پلنگ نه هست چو آویزش عقاب جنگ نه بخیال ما تسامح اهل تحقیق است که در معنی اول صیغهٔ جمع را استعمال کردند (اردو) (۱) شکاری جانور- (۲) شکره- بقول صاحب آصفیه فارسی- اسم مذکر- باز کی قسم کا ایک شکاری پرند- اہم اشکره ایک قسم کا باشه-

اشک ریختن مصدر اصطلاحی- بقول صاحب بحر و چراغ و مصطلحات و بهار (۱) خوش و محظوظ شدن- کسی گوید که من حرف عجبی شنیده ام یاران گویند که ما هم بشنویم و اشکی بریزیم- یعنی خوش شویم (شرف الدین پیام سـ۵) میکرد دلم نهان نهان ز چشم پر آب نه دریا دکسی گریهٔ بیرون ز حساب نه با شوق تمام دیده ام گفت بدل نه من هم اشکی بریزم ای خانه خراب نه مؤلف گوید و بهار هم بلفظ معروف اشاره این کرده که (۲) بمعنی حقیقی است یعنی گریه کردن (عرفی ۵۲) چه کند عرفی اگر نریزد اشک نه از جگر خون ناب می چکدش نه چه عجب مبادکه اشک ریختن از غم و شادی هر دو صورت گیرد

... باشد ولیکن سند آن بخیال ما تعلق
... است ... فاعل - مجرد اشک ریختن
... اشک ... ریختن ... سند دیگر باشد از ...
... اشک شادی بہانا - امیر نے آنسو کے
مضافات میں اشک شادی کا ذکر فرمایا ہے (۲) رونا

(۱۲۳۵) **اشک ریختن ابر** | مصدر اصطلاحی - مرکب

اضافی است بمعنی باریدن ابر و کنایہ از گریستن
ابر ہم کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ و آب چشم ہر دو آمدہ
و اشک ابر باران را ہم گفتہ اند کہ گذشت (ظہوری
ﮯ) ز شور گریہ در آیم کہ ابر اشک کہ ریزد ؛ ز تاب
سینہ کبابم کہ لالہ داغ کہ دارد ؛ (اردو) ابر برسنا
ابر کا رونا -

(الف) اشک ریز | استعمال - الف بقول

(ب) اشک ریزان | بہار بمعنی اشک بار

و (ب) مزید علیہ و جمع آن و نیز بمعنی اشک ریختن
چون آب ریزان - دگل ریزان کہ بمعنی ریختن آب
دگل است - خان آرزو در چراغ و صاحب مجمع
گویند کہ (ب) جمع اشک ریز و بمعنی اشک ریختن نیز
دلیل ... عرض کنندہ (الف) (۱) امر حاضر از
مصدر اشک ریختن کہ گذشت و (۲) اسم فاعل
ترکیبی بمعنی اشک ریزندہ و (ب) (۱) جمع معنی دوم
(الف) و (۲) مزید علیہ معنی دوم (۳) بمعنی مصدری (صائب
ﮯ) ہر لخت دل شہید یست دست
از حیات شستہ ؛ داماں اشک ریزان صحرای
کربلائیست ؛ (عرفی ﮯ) اشک ریزان ترا
نازم کہ ز لخت جگر ؛ یک چمن گل در کنار قطرۂ شبنم
نہند ؛ مرزا طاہر وحید ﮯ) آن کسانیکہ در تشنگی دہ
می باشند ؛ اشک ریزان مرا جوش ثریٰ دانند ؛
مخفی مباد کہ آنانکہ (ب) بمعنی اشک ریختن نوشتہ اند نشان
ہمین (اردو) (الف) (۱) آنسو ٹپکا - امر - (۲)
اشکبار - یعنی آنسو ٹپکانے والا (ب) (۱) اشکبارہ -
یعنی اشک ٹپکانے والے (۲) اشکبار (۳) اشکباری

(الف) اشکس | صاحب آنند نسبت (ب) گوید کہ بقول فرہنگ فرنگ بکسر اول و ثالث بمعنی

(ب) اشکستن | شکستن و صاحب شمس نسبت (ج) فرماید که بمعنی شکسته مؤلف عرض کند که
(ج) اشکسته | که درین هرسه لغت الف وصلی است و اصلش بدون آن (الف) به تحقیق
ما اشکست بود - بقول صاحب سراج با فتح ثالث ث سه سکرت است بمعنی قدرت و نیرو و زور و
بسین مهمله اول سکت هم آمده - فارسیان بقاعدهٔ خود تای فوقانی را بسین مهمله بدل کردند چنانکه
تیز و تیغ و پس ازان بر شکس علامت مصدر (تن) در آخرش زیاده کرده مصدری ساختند پس
معنی اصلی شکستن زور و قوت کردن است و مجازاً مستعمل شد برای معانی که به مصدر شکستن می آید
و (ج) اسم مفعول آن محققین فرس این را مطابق تعریف خود که بر اسم مصدر گذشت مصدر
اصلی قرار داده اند و ما بر بنیاد تعریف خود که همدرانجا گذشت این را مصدر جعلی گوییم که از لغت سنسکرت
بقاعدهٔ تبدیل وضع شده است محققین فرس گویند که این مصدر همچو اسم جامد بمعنی مصدری
مسموع شد و ساخته نشد و ما وضع این را ثابت کرده ایم که بالا گذشت - مخفی مباد که اختلاف
اعراب حروف که بمقابلهٔ ماخذ این راه یافته تصرف اهل زبان است دیگر هیچ (اردو) (الف)
زور - بقول آصفیہ قوت - طاقت - آپ ہی نے سکت کو بھی انہیں معنوں میں لکھا ہے - اسکے
ذیل میں شکتی کا بھی ذکر فرمایا ہے - (ب) توڑنا - ٹوٹنا (ج) شکستہ - بقول صاحب آصفیہ ٹوٹا ہوا

اشک سحاب | اصطلاح - مرکب اضافی
بقول صاحب بحر قطرات باران است - بهار
گوید که این کنایه باشد مؤلف عرض کند که
معنی حقیقی است که اشک بمعنی مطلق قطره
بجایش گذشت (انوری ـ ۵) زدست
بخشش او ماکیست اشک سحاب ٭ ز حزم محکم او
ساوی است سنگ جبال ٭ مخفی مباد که این مراد
اشک ابر است که گذشت و صاحب انند ذکر این

با ا و کردہ (اردو) دیکھو اشک ابر۔ جس پر	تفصیلی بیان ہے۔

اشکش بقول برہان و سراج و جامع و جہانگیری و شمس و ہفت و انند بفتح اوّل بروزن سرکش نام پہلوانی۔ صاحب ناصری فرماید کہ پہلوانی کہ از ترکستان بجنگ ایران آمدہ از دست رستم کشتہ شد مؤلف عرض کند کہ بخیال ما وجہ تسمیۂ این ہمان است کہ بر (اشکس۔ بسین مہملہ چہارم) نوشتہ ایم یعنی اصل این ہم (شکت) لغت سنسکرت باشد کہ بمعنی زور و قوت آمدہ (کذافی الساطع) فارسیان درین لغت تای فوقانی آخرہ را بقاعدۂ فارسی بدل کردند بشین معجمہ چنانکہ رخت و رخش کہ اسپ را گویند۔ پس وجہ تسمیۂ پہلوان مذکور معلوم شد (اردو) اشکش۔ فارسی میں ایک پہلوان کا نام تھا جو ترکستان سے جنگ ایران میں آیا اور رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اشک شادی اصطلاح۔ مرکّب اضافی۔ بقول صاحب بحر گریۂ کہ از غایت فرح رود و بہار ہم۔ دانش مؤلّف گوید کہ قطرہ ہای آب کہ بحالت انتہای فرح از چشم ریزد۔ صاحب انند فرماید کہ این مرادف اشک طرب و اشک شکر است و شکری باشد (صائب ؎) دلی کہ آتش روی تو کباب کند ؛ ز اشک شادی خود مستی شراب کند (ظہوری ؎) اشک شادی بہ کنج دیدہ دوید ؛ مستعد فرود ویدن بادہ ؛ (اردو) اشک شادی بقول امیر جوش مسرت سے جو آنسو نکلیں۔ (مومن ؎) آبرو رکھیں مرنے کی کہ روتے تو ہیں وہ ؛ اشک شادی ہی سے گو چشم کو تر کرتے ہیں ؛

اشک شبنم استعمال۔ مرکّب اضافی است یعنی قطرۂ شبنم کہ اشک بمعنی مطلق قطرہ بجایش گذشت۔ فارسیان در محاورۂ خود بمعنی جمع استعمال کنند (صائب ؎) حسن را روشن گری چون دیدہ ہای پاک نیست ؛ اشک شبنم دامن گل را تازہ می کند ؛ (اردو) شبنم کے قطرے۔ مذکر۔

(۱۲۱۴)

اشک شدن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کرده مؤلف گوید که بمعنی حقیقی است
یعنی قرار یافتن اشک و مبدل شدن باشک
و قطره شدن و مجازاً ریخته شدن هم حزین اصفهانی
(سه) دل در پریدن است چو شبنم ز روی تو
خون اشک می شود به رگ گل ز بوی تو (اردو)
اشک ہو جانا - ٹپک جانا -

(الف) **اشک شکری** | اصطلاح - بقول
(ب) **اشک شکرین** | بہار ہر دو بمعنی اشکی
که از گریهٔ شادی بریزد (زلالی سه) ذره در کلبه
بخوناب گری؛ مست غلطیدن اشک شکری
(خاقانی سه) بس اشک شکرین که فرو ریزد
از نیاز؛ بس آه عنبرین که بعد ابر آورم؛ صاحب
جهانگیری در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور اول ذکر
نمبر (۱) کرده و وارسته در مصطلحات نسبت (۱)
فرماید که اشکی که از خندهٔ بسیار بچشم آید - صاحب
بحر بذکر (۲) فرماید که مرادف اشک شادی است
که گذشت و بامعنی وارسته هم متفق - صاحب
رشیدی و شمس نسبت (۲) گوید که گریهٔ شادی
است و اشک گلگون - و بقول صاحب انند
هر دو مرادف اشک شادی و طرب و شیرین
مؤلف گوید که (۱) به یای نسبت و (۲) به یاو
نون نسبت هر دو مرکب توصیفی است بمعنی حقیقی
اشک شیرین کنایه از اشک شادی - بعضی بر آنند
که اشک شادی فی الحقیقت شیرین می باشد بر خلاف
اشک غم که نمکین بود و بعضی بر آنند که نه چنین است
بلکه هیچ فرق در ذائقهٔ هر دو نیست - صرف ابتیان
لفظی است که اشک شادی و طرب را نمایان
شیرین و شکرین گفته اند نسبت اختلاف تعریفات
هر دو عرض میشود که این بمعنی حقیقی اشک شیرین
است یعنی قطره های آب که بحالت سرور و انبساط
و خندهٔ بسیار در چشم آید یا بریزد - آنانکه این را
اشک گلگون گفته اند غور بر لفظ و معنایش نکرده اند
اشک گلگون بمعنی اشک سرخ است و اشک

سرخ کنایہ از اشک خون و اشک خون اشک غم باشد نہ اشک شادی فتامل (اردو) دیکھو اشک شادی۔

اشک شکستن اصطلاح۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و این ہمان است کہ بر (اشک دریدہ شکستن) گذشت مجرد اشک شکستن نہ متعلق از سند آصفی است و نہ در خور بیان (اردو) دیکھو اشک دریدہ شکستن۔

اشک شور اصطلاح۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر بمعنی اشک اندوہ و فراق بہار گوید کہ مرادف اشک تلخ است (خاقانی ؎) رخ رانمک ستان کنم از اشک شور از انکہ ؛ چشمم نمک چند زلب نوش خند او ؛ مخفی مباد کہ در مصرع ثانی لفظ چند مخفف چنید باشد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ این مقابل اشک تلخ است مؤلف عرض کند کہ نیم شوریت اشک فطری است و تلخی و تیزی اشک مبالغہ ایست۔ البتہ شیرینی و شکرینی تخییل است فارسیان نیم شور را ہم بصفت اشک آوردہ اند کہ بجایش می آید (اردو) اشک شور۔ اشک غم کے لئے کہ سکتے ہیں۔ اور اشک تیز و تند کا استعمال امیر نے فرمایا ہے۔ دیکھو اشک تلخ۔

اشک شیرین اصطلاح۔ مرکب توصیفی است۔ بقول برہان و جامع و ناصری و سروری و رشیدی و بہلوی) کنایہ از گریہ شادی۔ صاحب بحر عجم مرادف اشک شادی گفتہ و بقول بہار انجمنی کہ از گریہ شادی بریزد۔ خان آرزو در سراج معنی متفق با برہان و گوید کہ شیرینی آن باعتبار تخییل است و مؤلف عرض کند کہ شیرینی مرغوب است برخلاف نمکینی و بدین وجہ کہ اشک فی الحقیقت نمکین باشد و اشک غم غیر مطبوع است فارسیان آن را اشک شور و تلخ نام کردند و برخلاف آن اشک شادی را کہ مطبوع است تخییلاً اشک شکرین و شیرین گفتند و بخیال ما معنی این کنایۂ اشک شادی

است کہ بفرط مسرت در چشم آید یا بریزد (اردو) دیکھو اشک شادی۔

(۱۲۴۷) **اشک صدف** | اصطلاح۔ مرکّب اضافی است بمعنی قطرۂ آب کہ در صدف باشد وکنایہ از دُر۔ وفارسیان (اشک غلطان صدف) ہم گفتہ اند کہ غلطان راصفت اشک آوردہ اند (صائب سہ) نیست ممکن پاک گوہر زیبن ماندم نہ زیب گوش دلبران شد اشک غلطان صدف۔ (اردو) موتی۔ بقول آصفیہ۔ اسم مؤنّث۔ مروارید۔ دُر۔ گوہر۔ وہ چھوٹے چھوٹے یا بڑے بڑے گول چمکدار دانے جو سیپی کی ہڈّی میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

اشک صراحی | اصطلاح۔ مرکّب اضافی است بمعنی قطرہای صراحی کہ فارسیان اشک را بمعنی جمع ہم استعمال کردہ اند وکنایہ از قطرہای شراب ومجاز آن مطلق شراب۔ صاحب بحر وبہار این را مطلق شراب گفتہ اند (خواجہ جمال الدین سلمان سہ) زشوق بزم تو در دیدہ و دل سلمان نیز حرام اشک صراحی و نالۂ عود است۔ بخیال ما درین شعر کنایۃً بمعنی قطرہای شراب است بلحاظ لفظ دیدہ در مصرع اوّل وجا دارد کہ بمعنی مطلق شراب ہم گیریم بلحاظ لفظ دل در مصرع اوّل۔ (اردو) قطرہ ہای شراب (مذکر) شراب (مؤنّث)

اشک طرب | اصطلاح۔ بقول بحر گریہ کہ از غایت سرور باشد وبہار عجم بانش وبقول جامع وبرہان کنایہ از گریۂ شادی۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور دوم ذکر این کردہ وفرمودہ کہ کنایہ از گریہ بود کہ از غایت فرح روی دہد مؤلف گوید کہ مرکّب اضافی است مرادف اشک شادی یعنی اشکی کہ از غایت فرح در چشم آید یا بریزد وضرورت ندارد کہ کنایہ گیریم وبمعنی گریہ پیدا کنیم (اردو) دیکھو اشک شادی۔

(۱۲۴۸) **اشک غدر** | اصطلاح۔ مرکّب اضافی است بمعنی اشک ندامت کہ می آید یعنی اشکی کہ بعذر خواہی

رینزند (عرفی ؎) شستن لوح گنہ دستور ابر
رحمت است ؛ ورنہ سیل اشک عذر و آب استغفار
ہست ؛ (اردو) اشک ندامت کہ سکتے ہیں یعنی
وہ اشک جو گناہ سے نادم ہو کر بطور عذر خواہی
ٹپکاوین۔

اشک عقیقی | اصطلاح۔ مرکب توصیفی است
بقول بحر و بہار بمعنی اشک سرخ مؤلف گوید کہ
اشک عقیق سرخ و یای نسبت در آخر است و این
کنایہ باشد ضعیف است کہ سندی پیش نشد (اردو)
دیکھو اشک آل۔

اشک غلطان صدف | اصطلاح۔
ہمان است کہ بر اشک صدف گذشت و صراحت
کاملش ہم در آنجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اشک صدف

(۱۴۴۹) **اشک غلطیدن** | (استعمال) بمعنی۔ روان شدن
اشک باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) چند روز است
کہ بر چہرہ نمی غلطد اشک ؛ خندہ یا بگرد لب ہای گزدہ
(ولہ ؎) برروی نیاز اشک غلطید ؛ تر باد سر
آستین تاری ؛ و مثالی بر اشک شکری ہم گذشت
(اردو) آنسو گرنا۔ آنسو روان ہونا۔

(۱۴۵۰) **اشک غماز** | استعمال۔ بمعنی اشکی کہ غمازی
عشق کند (ظہوری ؎) بکام دشمن از افشای
راز دل نمی بردم ؛ تف حسرت اگر می خوردی
خون اشک غمازی ؛ (اردو) امیر نے آنسو
کے صفات میں اشک غماز کی سند دی ہے۔
(مومن ؎) دیکھیے گریبان مجھے و چشم کو تر کرتا ہی
اشک غماز بھی کیا آنکھوں میں گھر کرتا ہے۔

(الف) **اشکفت** | (الف) بقول برہان بکسر اول و فتح ثالث و سکون ثانی و فا و فوقانی
(ب) **اشکفتہ** | بمعنی (۱) غار و رخنہ کوہ بضم ثالث (۲) بمعنی عجب و (ب) بقول برہان
بکسر اول و ضم ثالث و فتح فا (۱) بہار و شگوفہ درخت را گویند و بمعنی (۲) قی و استفراغ صراحت
کامل این بر اشگفت و اشگفتہ بہ کاف فارسی کنیم (اردو) دیکھو اشگفت۔ و اشگفتہ۔

اشک فرو خوردن (مصدر اصطلاحی)
همان است که بر اشک خوردن گذشت ۔ از
کلام صائب سند این هم همد آنجا مذکور ۔ تیمه
آصفی و بهار ذکر این کرده (اردو) اشک پینا ۔

(۱۹۵۱) **اشک فرو ریختن** استعمال بمعنی اشک افشاندن
و گریستن است چنانکه ظهوری گوید (سه) خوشا
حالی که به بالین بیماری ستمگار نی بانگشت
ترحم اشک از مژگان فرو ریزد (اردو)
دیکھو اشک افشاندن ۔

(۱۹۵۲) **اشک فرو گرفتن بدامان** استعمال بمعنی
حقیقی است یعنی ریختن اشک بدامان و کنایه
از غمخواری کردن چنانکه شفائی اصفهانی گوید
(سه) بدامان اشک گرم از دیده حیرت نگیرم
برای غم نسبان غمگساران آستین نامم (اردو)
اشک دامن میں لینا ۔ دامن سے آنسو پونچھنا
امیر نے آنسو پونچھنا ۔ پر فرمایا ہے کہ مجازاً تسکین دینا
دلاسا دینا ۔ دیکھو اشک از رخسار چیدن ۔

(۱) **اشک فشان** استعمال ۔ بهار ذکر (۱)
(۲) **اشک فشاندن** کرده گوید که بمعنی اشک ریختن
است و (۲) بمعنی اشک ریختن نوشته ۔ صاحب
[illegible] در هر دو بزیادت الف افشان و افشاندن
نوشته و حاشیه روغنیش ما در هم کرده ۔ صاحب
بیاد برد که دست تصرف در آن کرده است صاحب
آصفی و ... هم ذکر این کرده اند ۔ **مؤلف** گوید که (۱) اسم
حاصله (۲) هم توان گرفت از مصدر مرکب و اسم فاعل
ترکیبی هم از مصدر مفرد باقی حال (۳) بمعنی گریستن
و (۱) بمعنی گرینده و گریان ۔ مخفی مباد که فارسیان
(۱) را اکثر بصفت چشم استعمال کرده اند (ظهوری
سه) دیده اشک فشان بهر سبکباری اشک
تر نشد اندخته بار سفری خواهم بست (صائب
سه) دیده زنده دلان اشک فشان می باشد
آب از قوت سرچشمه روان می باشد (اشرف
مازندرانی سه) شمع روشن شد چو اشک از دیده بیا
فشاند خوشه برداشت هر کس دانه اینجا فشاند

(اردو) (۱) رو - امر - رونیوالا اسم فاعل (۲) رونا - مصدر -

اشکفہ بکسر اول وضم کاف عربی مرادف اشگفہ بکاف فارسی است کہ می آید ومخفف اشکوفہ واشگوفہ (اردو) دیکھو اشگفہ -

اشک کباب اصطلاح - مرکب اضافی است بقول بحر رطوبتی کہ از کباب بر سر آتش ریزد بہار وانند بہر بانش مؤلف گوید کہ آن رطوبت در وقت ریختن بہ قطرہای آب صورت گیرد حکیم زلالی (ع) چکید اشک کباب ونغمہ سرکرد ٭ لب خشکی بخون دیدہ ترکرد ٭ (صائب ع) نیست چیزی بہای خوشین مہربانی عشق را ٭ روی آتش را کہ می شوید بجز اشک کباب ٭ (اردو) پانی کے وہ قطرے جو کباب بھونتے وقت گوشت سے آگ پر گرتے ہین امیر نے اشک کباب کا ذکر نہین فرمایا اردو مین اسکو بترکیب فارسی اشک کباب کہہ سکتے ہین -

اشک کشادن مصدر اصطلاحی بمعنی اشک ریختن وکنایہ باشد از گریستن - صاحب آصفی ذکر این کردہ (قاسمی گونابادی ع) زاشک در ماتم کہ نرگس کشادہ ٭ برون رفتش از دیدہ تا سوادہ ٭ (اردو) دیکھو اشک ریختن -

اشک کشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ بمعنی ناکت واز ظہوری سندی آوردہ کہ از ان مصدر مرکب ------

اشک کشیدن از بن مژگان پیدا می شود کہ بمعنی برآوردن اشک از چشم وگریستن باشد - (ع) اشک عقیق از بن مژگان ہمی کشم ٭ تا پنجہ بہ پنجہ مرجان در انگشم ٭ مخفی مباد کہ درین شعر وجہ لفظ عقیق بمعنی گریہ خون کردن پیدا شدہ (اردو) آنکھون سے آنسو بہانا - آنسو بہانا - اور بلحاظ معنی آخر آنکھون سے خون بہانا بھی کہہ سکتے ہین امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے -

اشک کوہ | اصطلاح - مرکب اضافی - بقول صاحب بحر لعل و یاقوت باشد بہار گوید مانند ہمر بانش کہ کنایہ از لعل و یاقوت چنانکہ در دیش والہ ہروی گوید (س) گر محبت روا ندارد بہ چیز تاثیر نیست خاص پس چہ اشک کوہ را یاقوت حمرا ساختہ مؤلف گوید کہ ہمین یک شعر است کہ محققین بالا بسند این معنی بالا پیدا کردہ اند بخیال ما تسامح آنہا ست چہ از ہمین شعر ثابت می شود کہ اشک کوہ کنایہ از مادہ کہ در سنگ پیدا می شود و بالاخر مبدل بہ جواہر کانی شود عموماً مانند لعل و یاقوت قیاس کن (اردو) لعل و یاقوت مذکر اور بلحاظ ہماری رائے کے وہ مادہ جواہر جو سنگریزوں میں ہوتا ہے۔

اشک گردیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ از صائب آوردہ ہست کہ بر (اشک در چشم گردیدن) گذشت - بخیال ما مجرد اشک گردیدن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک در چشم گردیدن۔

اشک گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکرین کردہ و سندی کہ آوردہ بر (اشک فرو گرفتن بداماں) گذشت و بخیال ما مجرد اشک گرفتن چیزی نیست (اردو) دیکھو اشک فرو گرفتن بداماں

اشک گرم | اصطلاح - مرکب توصیفی است و بقول صاحب بحر مرادف اشک شور رسید نیز بلا اشک افشاندن و اشک فرو گرفتن بداماں گذشت صاحب مؤید گوید کہ اشک اندوہ و فراق را گویند و ہمین است اشک شور مؤلف عرض کند کہ کہ مقابل اشک سرد است کہ تعریفش بر اشک خنک گذشت یعنی اشکی کہ بدرد دل بریزد گرم باشد و این فطری است و نتیجہ سوز دل برخلاف این اشک دروغ سرد بود (اردو) اشک گرم۔ دیکھو اشک خوش نمک۔

اشک گلگون | اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر و بہار یعنی اشک سرخ باشد

مؤلف گوید که کنایه باشد از اشک خون (ظهوری)
۵) اشک گلگون بر رخ زرد گنه گاه از دو دیده
عذر رنگین شد خوناب جگر بر ما گیر (نظام شیرازی)
ع) دل از خیال لبت ریخت اشک گلگون را
(اردو) اشک گلگون - دیکھو اشک داؤدی -

اشک گنجیدن استعمال - صاحب صفی ذکر این کرده و از مجیر بیلقانی سند آورده که (اشک در دریا نگنجیدن) راست و این مبالغه باشد بافراط و کثرت اشک دیگر هیچ (۵) ندانم کز چه خیزد اینا این همه اشک با که چندین اشک در دریا نگنجد
(اردو) اشک دریا مین نه سمانا - یه ایک مبالغه شاعری ہے اور بس -

اشکل بقول برهان و هفت و جامع بکسر اول و ثالث و سکون ثانی و لام بقول صاحب سراج به کاف تازی (۱) اسپی که دست راست و پای چپ او سفید باشد و (۲) بمعنی مکر و حیله و نزد صاحب ناصری بذکر هر دو معنی صراحت فرماید کند که مرادف اشکیل باشد بزیادت یای تحتانی -
مؤلف عرض کند که صاحب غیاث بحوالهٔ منتخب گوید که پای بند و رسنی که بآن پالان شتر بندند و بمعنی سرخ چشم و سرخی و سپیدی آمیخته و خوشتر و پوشیده تر و دشوارتر و به معنی اسپی که دست راست و پای چپ او سفید باشد و هم او بحوالهٔ لطائف بر اشکال گوید که ریسمانی که بر دست و پای اسپ و شتر بربندند و بمعنی مکر و حیله - صاحب منتخب از معنی بیان کردهٔ غیاث بر (اشکل) ساکت و بر اشکال فرماید که اسپی که سه پای او سپید بود و یکی برنگ دیگر یا برعکس آن و پای بند شتر و جز آن صاحب انند اشکل را بمعنی بیان کردهٔ برهان لغت فارسی گفته ما اشارهٔ این بر اسکال به سین مهمله هم کرده ایم و بخیال ما این ماخوذ است از اشکال لغت عربی که بقول منتخب گذشت و صاحب محیط المحیط هم که از محققان معاصرین عرب است همزبانش - پس فارسیان همین لغت را به حذف الف

سوم و زیادت الف وصلی در رولش اشکل بمعنی (۱) گرفتن بتصرف خفیف در معنی و معنی (۲) مجاز است یعنی دورنگی کنایہ از مکر و حیلہ و تزویر و در اشکیل کہ بہمین معنی می آید یای تحتانی زائد است (اردو) فارسیون نے اس گھوڑے کو اشکل لکھا ہے جس کے آگے کا سیدہا اور پیچھے کا بایان پاؤن سپید ہو۔ مذکر۔ (۲) مکر۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ دہوکا۔ فریب۔ حیلہ۔ بہانہ۔

(۱) اشک لالہ فام | اصطلاح۔ بقول بحر ہر سہ بمعنی اشک سرخ است بہار و انند ہم بانش مؤلف گوید کہ (۱) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ روست و (۲) اشکی کہ ہمچو لالہ سرخ رنگ است و (۳) اشکی کہ منسوب بہ لعل است در سرخی آ ہر سہ کنایہ باشد از اشک خونین (ظہوری سلہ) دانہ اشک لالہ فام آوردہ ام ؛ تا مدرو علم بدام آوردہ ام ؛ (صائب سلہ) اشک لعلیست روان بر رخ چون زر کہ مراست ؛ بحر و کان را نبود این زر و گوہر کہ مراست ؛ (اردو) امیر نے آنسو کے صفات مین اشک لالہ گون کا ذکر فرمایا ہے (ذوق سلہ) زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون ؛ اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین ؛ ہماری رائے مین اشک لالہ فام اور اشک لعلی بھی بترکیب فارسی بر سبیل تشبیہ اشک خونین کو کہ سکتے ہین۔

(۲) اشک لالہ گون

(۳) اشک لعلی

اشکلہ | بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی حاجت است۔ صراحت کند کہ لغت فارسی است و دیگر کسی از محققین فرس با او نیست۔ بقول صاحب انند بحوالہ منتہی الارب لغت عربست پس تسامح صاحب شمس است کہ این را فارسی نوشت (اردو) حاجت۔ بقول آصفیہ دیکھو آیفت

اشکم | بقول صاحب انند بمعنی شکم فرماید کہ شاعری در ہجو کسی گفتہ (سلہ) اشکمش آمد فراخ از آن

زبطن مادرش پشو ریشتی دار دازپشت پدرآن بدلجام ؛ صاحب ہفت ہم سنداستادی آوردہ (سہ) شیر پی گوش و سرو اشکم کہ دید ؛ این چنین شیری خدا غوزنا فرید ؛ صاحب شمس ہم ذکر این بسند اول کردہ حیف از محققین کہ نام شعرا را ترک می کنند۔ و سند را غیر مستند کنند۔ بخیال ما جز این نیست کہ بر شکم الف وصلی زیادہ کردہ اند (اردو) شکم۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر پیٹ۔ بطن (آتش سہ) ساقی شراب سے رہتے ہیں تصر فلک بھرا ؛ شیشے کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا ؛

اشک مصیبت استعمال۔ مرکب اضافی است وبقول بہار و انند مرادف اشک ندامت مؤلف گوید کہ اشکی کہ بحالت مصیبت درچشم آید یا از چشم بریزد برخلاف اشک ندامت کہ بحالت خجلت وندامت درچشم آید یا ازچشم ریزد (ابو طالب کلیم سہ) چنان باید فشاند اشک مصیبت ؛ کہ پشتیبان شود بھرگہرہا ؛ (اردو) اشک مصیبت۔ اشک غم اردو مین کہ سکتے ہین

اشک میغ استعمال۔ مرکب اضافی است ومرادف اشک ابر و اشک سحاب کہ گذشت و بقول ناصری کنایہ از قطرۂ باران مؤلف گوید کہ معنی حقیقی است و ہیچ کنایہ نیست ومن وجہ کنایہ از باران توان گرفت نہ قطرۂ باران فافہم (نظامی سہ) چپ و راست از برست و از برق تیغ ؛ چو آرایش گلشن از اشک میغ ؛ (اردو) دیکھو اشک ابر۔ اشک سحاب۔

اشکنبہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی شکنبہ باشد وبقول انند لغت فارسی است بہ معنی شکنبۂ حیوانات وصاحب غیاث بر شکنبہ گوید کہ بمعنی معدۂ حیوانات کہ آب وغذا در آن جمع شود مؤلف گوید کہ فارسیان چیزی را کہ منسوب بہ شکم است یعنی معدہ۔ بزیادت ہای نسبت

در آخر و الف وصلی در اول لفظ شکم و تبدیل میم به نون و بای موحده هر دو اشکنبه کردند که
این قسم تبدیل در فارسی زبان آمده چنانکه ذم و دنب - صاحب کنز این را لغت ترکی نوشته
(اردو) معده - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - پیٹ میں کھانا ہضم ہونے کی جگہ مؤلف کہتا
ہے کہ جانوروں کے لئے پوٹا کہا جاتا ہے اور انسان کے لئے معدہ -

(۱) اشکنج | بقول برہان و جامع (۱) بکسر اول و ضم ثالث و سکون ثانی و نون و جیم
(۲) اشکنجیدن | گرفتن عضوی باشد بسر دو ناخن چنانکه آن عضو بدرد آید - خان آرزو در
سراج بذکر معنی برہان گوید که ظاہراً تصحیف است چرا که اشکنج بدین معنی به نون آمده - صاحب
ناصری فرماید که اشکنج و شکنج ہر دو مرادف یکدیگر و برہان بر شکنج و نشکنج ہم ہمین معنی نوشته و صاحب
بحر بر شکنجیدن گوید که مخفف اشکنجیدن است که می آید - صاحب کنز فرماید که اسکنجه بسین مہملہ و
و اشکنجه به شین معجمه در ترکی زبان بمعنی عذاب است پس متحقق شد که فارسیان لفظ اشکنج را بحذف
ہای ہوز آخره از ترکی زبان گرفتند و بمعنی متذکرهٔ بالا استعمال کردند که در آن ہم تکلیف و عذاب
است و از ہمین (اشکنج) مصدر (اشکنجیدن) ساختند که بر (۲) قائم کرده ایم محققین مصادر فرس
این را ترک کرده اند و شکنجیدن را بدون الف به ہمین معنی آورده اند و بخیال ما اشکنجیدن اصل
است و شکنجیدن مخفف آن - زیرا که الف درین مصدر وصلی نیست بلکه اصلی است - و
نشکنجیدن مبدل اشکنجیدن به تبدیل الف با نون موافق قاعدهٔ فارسی - چنانکه نغل مبدل
اغل بمعنی جای خوابیدن گوسپندان در کوه و صحرا - نتیجه این ہمه جگر کاوی آنست که نشکنج
و مصدرش نشکنجیدن اصل نباشد چنانکه صاحب بحر بر شکنجیدن ذکرش کرده و خیال خان آرزو

نسبت تصحیف اشکنج و اصلیت شکنج ہم درست نباشد کہ اصلیت اشکنج متحقق شد (اردو) (۱)
چٹکی (بقول صاحب آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مؤنث۔ دو انگلیون سے پکڑکر گوشت مسلنے کو
چٹکی کہتے ہین اور (۲) چٹکی لینا اسی کا مصدر ہے۔

اشک ندامت استعمال۔ مرکّب اضافی
است و بقول بہار مرادف اشک مصیبت کہ
گذشت۔ صاحب انند این را با اشک افسوس
و حسرت و مصیبت و پشیمانی ذکر کردہ بر ہر کدام
معروف قانع و بقول ما معنی اشکی کہ از خجلت
و ندامت در چشم آید یا از چشم بریزد مرادف
اشک پشیمانی کہ گذشت (ابو طالب کلیم
ﮯ) صد رہم اشک ندامت اگر از سر گذرد
عرق شرم کجا رہ بہ جبین خواہد برد (صائب
ﮯ) روی سیہ بہ اشک ندامت شود سپید
باران برآورد ز سیاہی سحاب را (اردو)
دیکھو اشک پشیمانی۔

اشکنش بقول صاحب جہانگیری و ناصری و سروری و ہفت بفتح اوّل و کاف مرادف
انگنش است کہ بکاف فارسی می آید و صراحت کامل ہم در انجا کنیم (اردو) دیکھو اشگنش۔

اشک نمک پروردہ اصطلاح۔ بقول
صاحب بحر مرادف اشک شور است کہ گذشت
دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و حیف است
کہ سندی پیش نشد و این کنایہ باشد از
اشک اندوہ و فراق (اردو) دیکھو اشک
شور۔

(الف) **اشکنہ** بقول برہان و رشیدی و سروری و ناصری و ہفت و شمس و انند بکسر
اول و ثالث و نون معروف (۱) نانی باشد کہ در آب گوشت ریزہ کنند و (۲) بمعنی چین و شکن
اندام نیز آمدہ و (۳) نام نوائی از موسیقی بہار رو و آرستہ بر معنی اوّل قانع و گوید کہ اسمش ترید است

(ملاشیر ورنیو اکول ۵ھ) خوردہ مانندۂ غم آشوبان نوازپی اشکنہ غم خوبان ؛ (خسرو ۵ھ) فتنہ رخش نرگس بیمار ہم ؛ اشکنۂ زلف بخروار ہم ؛ (منوچہری ۵ھ) مطربان ساعت بساعت بر بنای زیر و بم پگاہ سروستان زنند امروز گاہی اشکنہ ؛ صاحب غیاث گوید کہ (۴) مراد اسکنہ ہم کہ برمۂ نجاران باشد۔ مؤلف گوید کہ از سند سوم مصدر۔۔۔۔۔۔۔

(ب) اشکنہ زدن | پیداست کہ بمعنی شکنج زدن باشد بخیال ما (الف) معنی اول مرکب از شکن) کہ الف وصلی در اول و ہای نسبت در آخر زیادہ کردہ اشکنہ شوربائی را نام نہادند کہ ریزہای نان در روست و نسبت معنی دوم (الف) عرض می شود کہ این مرکب است از اشکن وہای زائد و اشکن بزیادت الف وصلی فزید علیہ شکن و شکن بمعنی چین اندام کہ می آید نسبت معنی سوم بخیال ما محققین بالاتسامح کردہ اند و کار از تحقیق نہ گرفتہ اند فارسیان اشکنج را کہ شکنج ہم گویند بہ تبدیل جیم عربی بالہای ہوز اشکنہ کردند ہمچون تاج و تاہ و ناکاج و ناگاہ۔ پس اشکنہ بمعنی اشکنج و شکنج باشد فارسیان اشکنہ زدن از قبیل سروستان زدن بمعنی اشکنج زدن استعمال کردہ اند کہ خنیاگران در رقص و سرود دستک و اشکنج ہر دو می زنند سند منوچہری مؤید تحقیق ماست معاصرین عجم تحقیق ما را می پسندند۔ حالا عرض می شود نسبت معنی چہارم کہ آن مبدل اسکنہ باشد کہ بہ سین مہملہ گذشت فارسیان بقاعدۂ خود سین را بہ شین معجمہ بدل کردند ہمچون کستی و کشتی دیگر ہیچ (اردو) (الف) (۱) فارسیون نے اس شوربے کو اشکنہ کہا ہے جس مین روٹی کے ٹکرے شریک کرکے پکاتے ہین جس کو دلّی والے سلونے ٹکرے کہتے ہین (۲) شکن بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ جھول۔ چین بل۔ جھری (۳) چٹکی دیکھو اشکنج

(۴) برہ۔ دیکھو اسکنہ (ب) چٹکی بجانا۔ بقول آصفیہ انگشت زدن کا ترجمہ۔ انگوٹھے کو بیچ کی انگلی سے ملاکر آواز نکالنا۔

اشک نیسان | اصطلاح۔ مرکّب اضافی است و بقول بحر قطرات باران بہار گویدکہ کنایہ از قطرات نیسان کہ مادّہ مروارید است مؤلف گوید کہ معنی لفظی این قطرات نیسان باشد ہیچ کنایہ نیست واگر این را بمعنی قطرات باران مطلق باران گیرند مجاز باشد (اردو) قطرۂ نیسان۔ یا قطرات نیسان کہ سکتے ہین۔ مذکر۔ بارش کی وہ بوندین جو بیساکھ مین برستی ہین۔ صاحب آصفیہ نے نیسان پر اسکا ذکر کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ایشائی لوگ خیال کرتے ہین کہ اس مہینے کی بوند سے سیپی مین موتی پیدا ہوتا ہو۔

اشک نیم شور | اصطلاح۔ مرکّب توصیفی است و بقول بہار بمعنی اشک شور کہ گذشت (حکیم زلالی ؎) ز اشک نیم شور حسرت آلود ؛ نمک گیرد مذاق دیدہ محمود (اردو) دیکھو اشک شور۔

اشکو | بقول برہان و ناصری و شمس و جہانگیری بفتح اول وضم ثالث بر وزن دخو سقف خانہ و ہر مرتبہ از پوشش خانہ را گویند کہ بعربی طبقہ خوانند و مرادف اشکوب و بقول خان آرزو در سراج مخفّف (آشکوب - بمدہ و بای موحدہ) ماذکراین در ممدودہ ہم کردہ ایم بخیال ما اصل این (آشکوب) است بمعنی لفظی کوبیدہ بہ آش اسم مفعول ترکیبی - فارسیان سقف خانہ را بدین نام موسوم کردند کہ در تعمیر آن آش بر بخ را لازماً یا آہک وسنگریزہا آمیختہ می ریزند و می کوبند و بخیال معماران ازین طرز عمل استواری در سقف پیدا می شود ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ آش واش ہر دو آمدہ و بای موحدہ درین حذف شد (اردو) دیکھو آشکوب کے پہلے اور دوسرے معنی۔

(۱۲۹۳) **اشک و آه را قضا کردن** (مصدر اصطلاحی) بر قیاس قضا کردن نماز است یعنی بر وقت معینه اش اشک و آه نکردن و ترک کردن چنانکه حزین گوید (س ۵) انشد اشک اوایک بار فرض و سنتی آه قضا هرگز نکردم اشک و آه صبحگاهی را (اردو) آه و زاری کو اوسکی مقرره وقت پر نہ کرنا۔ ناغہ کرنا۔

اشکوب بقول برهان و انند و هفت همان اشکوب است که گذشت مؤلف گوید که اشکو مخفف این است و صراحت کامل مع بیان ماخذ همدرانجا کرده ایم (اردو) دیکھو اشکوب

(الف) **اشکوخ** بقول برهان (الف) بکسر اول و سکون ثانی و ثالث مضموم به واو مجهول

(ب) **اشکوخیدن** و خای نقطه دار زده (۱) لغزش را گویند و (۲) امر بدین هم یعنی بلغز و از پای در آی و (ب) مصدر اشکوخ است که لغزیدن و بسر در آمدن و افتادن باشد صاحب رشیدی فرماید که بدون الف شکوخیدن هم آمده - صاحب سروری بذکر (الف) بر (ب) فرماید که بالفتح و بالکسر هر دو آمده خان آرزو در سراج بر (ب) ذکر (الف) هم کرده بقول بحر عجم (ب) کامل التصریف و مضارعش اشکوخد و صاحب نواد. بر شکوخیدن گوید که شکوفیدن بفا و شکوهیدن به ها و شکرفیدن به را و فا - مرادف یکدیگر باشد ظاهر این همه تحریفات است و الاول هو الصحیح (الخ) صاحب موارد ذکر (ب) کرده حواله بر شکوخیدن کند و بر شکوخیدن فرماید که شکوخ بمعنی لغزش و بسر در آمدگی حاصل بالمصدر او ست و بضمن آن صراحت کند که شکوفیدن و شکوهیدن مثله - مؤلف عرض کند که بمعنی هر یکی از مصادر بالا فرق است و ما تعریف هر یکی بجایش کنیم و تعریف سالم التصریف بر اسم مصدر کرده ایم - صاحب برهان بر شکوخ گوید که بضم اول و بکسر اول هر دو درست است بمعنی لغزش بخیال ما همین است اسم جامد زبان فارسی و شکوخ

بزیادت الف وصلی فارسیان از ہمین اسم جامد مصدر ساختہ اند کہ بقول محققین فرس مصدر جعلی است وبقول ما اصلی وفرق ہر دو بر اسم مصدر مذکور رو امرش اشکوخ وحاصل بالمصدر بروزن امر آمدہ (۱) معنی لغزش کردن اصل است و (۲) افتادن مجاز آن (اردو) (الف) (۱) لغزش بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ پھسلن۔ رپٹن۔ ڈگمگاہٹ۔ لڑکھڑاہٹ (۲) لغزش کر۔ گر۔ امر حاضر (ب) (۱) لغزش کرنا (۲) گرنا۔

اشکوفہ	بکسر اوّل وضم کاف مرادف اشکوفہ کہ بکاف فارسی می آید وصراحت معانی وماخذ ہمدر آنجا

می شود (اردو) دیکھو اشکوفہ۔

(الف) اشکوہ	بقول برہان وناصری وجہانگیری وجامع وسروری وشمس بضم اوّل وثالث
(ب) اشکوہہ	وسکون ثانی وواو وہا (۱) بمعنی شان وشوکت وشکوہ وعظمت (مولوی
(ج) اشکوہیدن	معنوی ســـ۵) صدق موسیٰ بر عصا وکوہ زد ٭ بلکہ بر دریای پر اشکوہ

زد ٭ خان آرزو فرماید کہ شکوہ کہ می آید مخفف این است وبقول بعض (۲) بمعنی ترس وہیبت ہم صاحب رشیدی بر معنی دوم قانع و (ب) بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی آہ و (ج) بقول موارد ونوادر مصدر یست کہ بر (شکوہیدن) مذکور شود وبقول شان شکوہیدن بالکسر (۱) ہیبت زدہ شدن وترسیدن و بالضم (۲) اظہار بزرگی کردن و زیبا شدن و (۳) گوش بسخن مردم انداختن صاحب برہان ہم بر شکوہیدن ہر سہ معنی بالا را ذکر کردہ مؤلف عرض کند کہ شکوہ اسم جامد زبان فارسی است بقول برہان بالضم بمعنی ہیکل باقوت وصلابت وشان وشوکت وبزرگی وآنرا بعربی حشمت خوانند وبالکسر بمعنی ترس وبیم خان آرزو در سراج بر شکوہ گفتہ کہ ضمّ وکسر ناشی از تفاوت لہجہ واللہ واین در اصل بمعنی ترس

وبیم است ومجازاً بمعنی حشمت که از دیدن آن ترس بهم رسد وبجز الحہ برہان ذکر دیگر معانی ہم کرد
فرماید که شکه بحذف واو مخفف شکوه باشد صاحب کنز که محقق ترکی زبان است این را لغت ترکی
گفته ما با خان آرزو اتفاق نداریم وعرض کنیم که شان وشوکت معنی اصلی لفظ شکوه باشد که الف
وصلی در اولش آورده اشکوه کردند ومعنی ترس وبیم مجاز آن که از دیدن شکوه ترس وبیم پیدا
شود وعرض کنیم که (ج) مصدر است از همین اسم جامد بقاعده که بر اسم مصدر گذشت والف
وصلی در اول اوست ومعنی حقیقی آن اظهار بزرگی کردن وزیبا شدن ومجازش هیبت زده شدن
وترسیدن که شخصی اظهار شکوه خود کند وبر مخاطب ومقابل هیبت وترس طاری شود ـ معنی سوم
بیان کردۀ اہل تحقیق را بر شکوہیدن تحقیق کنیم ودرین جا ہمین قدر کافیست واین مصدریست بقول
مصدر اصلی که از اسم جامد زبان فارسی ساخته شد وبقول محققین فرس جعلی ـ اختلاف تعریف را
بر اسم مصدر بیان کرده ایم کامل التصریف) ونسبت (ب) عرض می شود که بجز صاحب انند
دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وصاحب کنز که محقق ترکی زبان است شکوهه به وصل
الف اوّل را بمعنی جمال وظرافت ولیاقت لغت فارسی گفته واین هر سه معنی با (ب) هیچ
تعلق ندارد ـ این موقع تحقیق هر سه معانی مذکور است جا دارد که در آخر شکوهه های لیاقت
وقابلیت باشد یعنی چیزی که لائق ترس وبیم است کنایه باشد از آن حیف است که سندی پیش نشد
(اردو) (الف) (۱) شان وشوکت ـ مونث ـ (۲) ڈر ـ مذکر (ب) دیکھو (ج) (۱)
ڈرنا ـ (۲) بزرگی کرنا ـ

(الف) اشک تیمان	(اصطلاح) صاحب	(ب) اشک تیمی	بجز فرماید که (ب) بمعنی

اشک بیکسی است بہار ہنر بالش (صائب ۵)
می دود اشک یتیمی بسکہ بر رخسارہ ام ٭ سینہ چون
کشتی بدریا میزند گہوارہ ام ٭ و برای الف ہم سندی
از صائب یافتہ ایم (۵) از گلستانی کہ بلبل روی
گردان می شود ٭ شبنم رخسار گل اشک یتیمان می شود ٭
مؤلف عرض کند کہ اشک یتیم بمعنی حقیقی است
یعنی اشکی کہ در چشم یتیم آید یا از چشمش بریزد (الف)
بالف و نون جمع و (ب) بزیادت یای نسبت
درین شعر متعلقش و مجازاً بمعنی مطلق اشک بی کسان
و اشک بی کسی گرفتہ اند (اردو) امیر نے آنسو کے
صفات مین اشک یتیم کا ذکر کیا ہے (مومن
۵) ہم بہا اسکی در فشانی سے ٭ تار اشک یتیم
سلک گہر ٭ اس شعر مین اشک یتیم بمعنی حقیقی مستعمل
ہے الف کا ترجمہ بے کسون کے اشک - مذکر -
(ب) اشک بیکسی کہ سکتے ہین - مذکر -

اشکیل | بقول برہان بکسر اول و ثالث و سکون
ثانی و تحتانی و لام بمعنی اشکل است کہ گذشت
تا صراحت کامل اشکل و اشارہ این بعدر انجا کردہ ایم
کہ یای تحتانی درین زائد است ہمچون تبت و تبیت
صاحبان جامع و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند
و خان آرزو صراحت کند کہ اشکیل اصل است و
اشکل مخفف آن تحقیق ما بر عکس این است کہ
بر اشکل گذشت (اردو) دیکھو اشکل -

اشکیل چشم | اصطلاح - بقول برہان و ہفت
و انند نام دوائیست کہ آنرا عوسج گویند اگر برگ آنرا
بکوبند و آب آنرا بگیرند و ہفت روز بچشم چکانند
سفیدی چشم را کہ بہم رسیدہ باشد زائل کند - صاحب
محیط بر اشکیل گوید کہ عوسج است و بر عوسج فرماید
کہ بفارسی سفید خار و بعربی حامض و بسریانی تیلیا
و طلحا و بیونانی قولوسا ملوس و قولو اطلس گویند
مجموع آن سرد در اول و خشک در آخر دوم و چکانیدن
آب برگ آن در چشم تا ہفت روز متواتر در رفع
بیاض کہنہ مجرب و منافع بسیار دارد (الخ) مختصر
انیست کہ از اکثر اجزای این درخت علاج امراض

چشم می شود عجمی نیست که فارسیان این را هم فاعل ترکیبی گرفته باشد یعنی چیزی که چشم او مثل شکیل است و اشکیل بمعنی قسم اسپ گذشت و در وجه تسمیه این شباهت ثمرہا جزو دیگرش با چشم اسپ باشد۔ واللہ اعلم۔ خیال ما مبنی بر قیاس است و از تحقیق مزید وجه تسمیه قاصریم که محققین فرس و کتب لغات طب ازین لفظ مرکب ساکت اند (اردو) صاحب جامع الادویہ نے لفظ حماض پر مشہور نام کا اشارہ جس نمبر پر کیا ہے اسکے مقابل مشہور نام چوک لکھا ہے۔ اور صاحب محیط نے حماض کا ہندی نام چوکا لکھا ہے اور (حماض ارنا) پر لکھا ہے کہ اسی کو عوسج کہتے ہیں جس کا نام علیق بھی ہے اور علیق کو لکھا ہے کہ عوسج کی ایک قسم ہے جس کو ہندی میں اچھو کہتے ہیں۔ صاحب مخزن الادویہ نے حماض کا اردو ترجمہ چوکا فرمایا ہے۔ چوکا بقول آصفیہ ایک قسم کا ساگ۔ اور صاحب محیط نے چوکا پر لکھا ہے کہ ہندی زبان کا لفظ ہے اور موجب امراض۔ اور ریچوک پر فرمایا ہے کہ اسم کندش اور کندش پر چوک کا ذکر کیا ہے اور اچھو پر فرماتے ہیں کہ ثمر عیق کا نام ہے افسوس ہے کہ ان حضرات کی بے تحقیقی اور پریشان بیانی نے ہم کو اشکل چشم کے ترجمہ پر مطمئن نہ ہونے دیا۔

اشکیود | بقول برہان و سراج و ناصری و جامع و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و ثالث و یای حطی بواو رسیده و به دال زده مرکب را گویند که در مقابل مفرد است۔ صاحب انند صراحت کرده است که این لغت فارسی زبان است و در دیگر السنه این را نیافتیم۔ پس اسم جامد زبان فارسی گوئیم و الف اوّل اصلی است که اشکیود بدون الف نیامده (اردو) مرکب۔ بقول آصفیہ مفرد کا مقابل۔ ترکیب دیا ہوا۔ کئی چیزوں سے ملکر بنا ہوا۔

اشگاف | بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ بمعنی رخنہ باشد مطلقاً و بحذف ہمزہ نیز آمده۔ صاحب

آنکه محقق لغات ترک است ذکر شکاف بکاف عربی کرده گوید که لغت فارسی است بمعنی شق و جیب
است از برهان و سراج و ناصری و غیاث کشگاف را هم ترک کرده اند و شگاف را هم و صاحبان
ناصری و برهان و سراج شکاف را بکاف عربی به همین معنی آورده اند - خان آرزو صراحت میکند
که در اکثر فرهنگها با کاف تازی است و مشهور به کاف فارسی - صاحب بحر بمصدر شکافتن بکاف
تازی نوشته نه فارسی که بجای خودش می آید بالجمله از تحقیق بالا که گذشت اصل این شکاف بکاف
عربی است بمعنی رخنه و این مفرس باشد و عجبی نیست که فارسیان این را گرفته اند از شکو
که بزبان عرب بالفتح بمعنی شکاف کردن آمده (کذا فی المنتخب) پس واو را بقاعدهٔ فارسی بدل کردند
به فا همچون وآم و فام و یاوه و یافه و الف را در میان کاف و فا آورده شکاف بمعنی شق مستعمل
کردند پس مصدر شکافتن که می آید مرکب و موضوع است از همین اسم جامد و آنانکه با کاف فارسی
استعمال این کرده اند یا اینکه از ماخذ خبر ندارند یا کاف عربی را به فارسی بدل کرده اند چنانکه کند و گند
ولیکن اتفاق اهل لغت بر کاف عربی است والف در شکاف وصلی است (اردو) شگاف
بقول آصفیه (فارسی) اسم مذکر - دراڑ - درز -

اشگرف | بقول برهان بفتح اول و کاف فارسی بر وزن شنجرف (۱) نیکو و خوش آینده را
گویند و بکسر اول (۲) بمعنی سطبر و قوی و گنده و بزرگ و (۳) بمعنی شان و شوکت و حشمت هم آمده -
خان آرزو بر شگرف بدون الف بذکر معنی اول و دوم نسبت معنی سوم فرماید که بمعنی محتشم و گوییم
فی الحقیقت (۴) بمعنی طرفه و عجب است و معانی دیگر مجاز آن و بفتح اول شهرت دارد و صاحب
ناصری بذکر معنی اول و سوم و چهارم فرماید که (۵) بمعنی چست و چابک هم آمده و صاحب سروری

وجامع بمعنی اوّل و دوّم وسوّم وصاحب نوری وپهلوی) براوّل و دوم وصاحبان شمس و رشیدی بر سوم قانع (مولوی معنوی از سرور ی ۵۲) قصهٔ آن آبگیر است ای عنود که در آن سه ماهی اشگرف بود، مؤلف گوید که اشگرف بدون الف اول اسم جامد زبان فارسی است و اکثر اهل تحقیق صراحت این کرده اند. فارسیان الف وصلی در اوّلش آورده اشگرف کردند آنچه خان آرزو معنی چهارم را اهل زبان ثابت کرده از آنکه کلام قدما ثابت می شود که بمعنی طرفه وعجیب و بدیع آورده اند وخود صاحب برهان زیر لفظ اشگرف نوشته که مرادف اشگفت است پس معنی اوّل و دوّم مجاز است و نسبت معنی سوم هم قول خان آرزو صحیح باشد که خود برهان بر اشگرف تصدیق آن می کند وهمین معنی با دیگر معانی مجازی تعلق دارد پس معنی سوم وچهارم هم مجاز است - (اردو) (۱) نیک بقول آصفیه (فارسی) بهلا اچها - عمده - بهترین (۲) قوی - بقول آصفیه عربی - زبردست - طاقت ور (۳) محتشم بقول آصفیه (عربی) صاحب خدم و حشم (۴) عجیب - بقول آصفیه (عربی) نادر - تعجب خیز - اشگفت (۵) چست - بقول آصفیه (فارسی) چالاک - پهرتیلا -

(الف) اشکفت | (الف) بقول برهان بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون ثانی و فاو فوقانی

(ب) اشگفتن | (۱) بمعنی غار و رخنهٔ کوه و بضم ثالث (۲) بمعنی عجب که از تعجب باشد

(ج) اشگفته | وصراحت نکند که بکاف فارسی است یا عربی اما لفظ (اشکفت) را بدون الف بکاف عربی بمعنی اوّل آورده ومعنی دوم را بکاف فارسی نوشته خان آرزو در سراج گوید که بکسر اوّل وکاف فارسی بمعنی عجب وتعجب و بحواله برهان ذکر معنی اوّل هم کرده فرماید که (۳) بالضم خندیدن گل وغیره وصراحت مزید کند که این معنی در گل حقیقی است و در جبین و دل مجاز و بدون الف

هم آمده مؤلف عرض کند که طرز بیان معنی سومش کلفت انگیز است ومقصودش جز این نباشد
که شکفت بالضم بمعنی شگفتگی وکشادگی است - صاحب رشیدی اشاره معنی سوم اجمالا کرده بر معنی
دوم قانع - صاحب سروری بذکر معنی دوم نسبت معنی سوم گوید که بمعنی کشوده است از برای
گل ودل وخاطر وبرای معنی دوم کسره وضمه کاف هر دو را جائز قرار داده وبرای معنی سوم کسره همزه
وضمه کاف - صاحب جهانگیری در هر سه معنی با خان آرزو متفق وسلسله ردیف لغتش این را
بکاف عربی قائم کند وصاحب جامع بذکر هر سه معانی بالا برای معنی دوم کاف عربی وفارسی
هر دو را جائز پندارد - صاحب ناصری بکسر ثالث بر معنی دوم قانع - صاحب هفت برای هر سه
معنی کاف فارسی آورده مؤلف عرض کند که (الف) بمعنی اول مفرس است از شکوک که
بقول منتخب لغت عرب است بالفتح بمعنی شگاف کردن فارسیان بقاعدهٔ خود واو را به نون بدل
کردند همچون وام ونام وتای فوقانی بر آخرش زیاد کردند همچون پاداش و پاداشت والف وصلی
در اولش آورده اشکفت را بمعنی غار ورخنهٔ کوه استعمال کردند واشگاف که بمعنی شگاف - گذشت
در ماخذش هم شکوک داخل است که ذکرش همدرانجا کرده ایم - پس این معنی حقیقی است - نسبت
معنی دوم عرض می شود که مجاز معنی اول است که تعجب وعجب ظاهر می شود از غار ورخنهٔ کوه
ومعنی سوم هم مجاز است که کشادگی تعلق دارد از رخنه وغار - اختلاف حرکات در تلفظ چیزی
نیست که نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است آنانکه این را بکاف عربی گرفته اند اتباع اصل کرده اند و
آنانکه کاف عربی را بفارسی بدل کرده اند بر قاعدهٔ تبدیل رفته اند همچون کنبد وگنبد - حالا عرض
می شود نسبت (ب) که مصدر الف است وبقول محققین فرس مصدر اصلی وسماعی وبقول ما

مصدر جعلی و قیاسی - فرق اصلی و جعلی را بر اسم مصدر بیان کرده ایم - فارسیان این را از اسم
جامد (اشگفت) بزیادت (تن) علامت مصدر وضع کردند (اشگفتن) شد و تای فوقانی
جمع گردید یکی را حذف کرده (اشگفتن) گردید پس اشگفتن بضم اول بمعنی (۱) تعجب نمودن و
حیران و متحیر گشتن و (۲) واشدن و غنچه بازگردیدن و (۳) خندان و خرم شدن باشد
بجز صاحب رشیدی دیگر کسی از محققین معاصرین ذکر این بالف وصلی نکرد و صراحت کامل هر یک
معنایش بر شگفتن می آید درین جا همین قدر کافی است که فارسیان این مصدر را بمعنی حقیقی
یعنی معنی اول لفظ اشگفت استعمال نکرده اند که خنده کردن و شگاف کردن باشد بلکه برای آن
مصدری خاص از لفظ شگاف ساختند که شگافتن است و بجای خودش می آید - یعنی نمارد
که ماخذ آن هم متعلق است از ماخذ این چنانکه صراحتش بر (الف) کرده ایم بالجمله همه معانی این مصدر
که بالا مذکور شد مجاز است از معنی حقیقی - صاحب بحر عجم بر شگفتن صراحت کند که بکاف تازی است
و مضارعش شگفد و بقولش صیغهٔ امر و نهی این نیامده و صاحب موارد حاصل بالمصدرش را
اشگفت نوشته و مخصوص بمعنی اول کرده مؤلف عرض کند که حاصل بالمصدر این بمعنی اول و دوم
و سوم اشگفتگی است و بمعنی چهارم اشگفت و مضارع این اشگفد و نسبت (ج) عرض می شود
که بقول برهان و هفت و انند بکسر اول و ضم ثالث و فتح فا (۱) بهار و (۲) شگوفهٔ درخت
و (۳) بمعنی قی و استفراغ هم آمده مؤلف عرض کند که (ج) اسم مفعول (ب) باشد حیف
است که برای این هر سه معانی سندی پیش نشد اگرچه بهار و شگوفه مجازاً در معنی مفعولی (ب)
داخل است ولیکن استعمال (ج) بدین معنی محتاج سند است و خصوصاً برای معنی سوم ما نسبت این

هر سه معنی برا شگوفه بحثی کنیم که معنی اول اصل است و معنی دوم و سوم مجاز آن (اردو) الف (۱) غار ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ گڑھا۔ کھڈا ۔ کھوہ ۔ خندہ کا ترجمہ۔ پہاڑوں کا شگاف اور غار (۲) عجب ۔ بقول آصفیہ (عربی) انوکھا۔ نادر۔ طرفہ۔ تعجب انگیز ۔ (۳) شگفتگی ۔ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ اسم مونث ۔ کشادگی ۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مونث ۔ فراخی وسعت ۔ (ب) (۱) تعجب کرنا ۔ حیران و متحیر ہونا (۲) کھلنا (۳) ہنسنا ۔ خوش ہونا ۔ (ج) (۱) بہار ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث ۔ موسم ربیع ۔ پھول کھلنے کا موسم (۲) شگوفہ ۔ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ اسم مذکر۔ غنچہ ۔ کلی ۔ بغیر کھلا ہوا پھول ۔ (۳) قی ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث ۔ رد طعام ۔ الٹی ۔ استفراغ ۔

اشگفه بقول صاحب رشیدی بمعنی اشگوفه باشد که می آید ۔ صاحب جامع این را بکسر اول وضم کاف عربی بمعنی شگوفه درخت وقتی بشگفتن آورده ۔ مؤلف عرض کند که کاف عربی و فارسی چیزی نیست و ما صراحت این بر اشگفت کرده ایم و بیان ماخذ این بر اشگوفه می آید و این بحذف تای فوقانی مخفف اشگفته باشد همچون رااست ۔ صاحب سروری بذیل اشگوفه ذکر این کرده و سندی آورده (اثیرالدین اخسیکتی سه) ای گل بستان آنکه خنده زدی در روضه از سر نیلو فرش اشگفه را ۔ عنوان پس بخیال ما این بر هر سه معانی شگفته شامل است چنانکه بر اشگوفه صراحت کنیم (اردو) دیکھو اشگوفه ۔

اشگنش بقول برهان و جهانگیری و انند و شمس و جامع بفتح اول بکاف فارسی بر وزن سرزنش ۔ دیوار بر آوردن و عمارت کردن را گویند که بکسر اول نیز آمده صاحبان جهانگیری و ناصری و سروری و هفت هم جز با شش

ولیکن محققین مابعد الذکر صراحت کاف فارسی نکردہ اند مؤلف گوید کہ صاحبان تحقیق کہ معنی مصدری نوشتہ اند مقصود شان جز این نباشد کہ حاصل بالمصدر است و این حاصل بالمصدر اشکندن مقدر است کہ متروک التصریف باشد محققین مصادر فرس این مصدر را ترک کردہ اند وجود اشکنش خبر میدہ از وجودش و شک نیست کہ اصل مصدر و حاصل بالمصدر ہر دو بکاف عربی باشد آنانکہ بکاف فارسی گرفتہ اند بر سبیل تبدیل است و بس ہمچون کند و گند پس اشکندن مرکب است از اشکن و دن (علامت مصدر) و اشکن بزیادت الف وصلی در اول مزید علیہ شکن و شکن بہ کسر اول و کاف عربی بقول برہان بمعنی چین و شکنج اندام و زلف و جامہ می آید و ورای این معانی ابیات دارد کہ بجای خودش مذکور شود پس اشکندن بمعنی حقیقی شکن زدن بر اندام و زلف و جامہ باشد و اشکنش حاصل بالمصدر آن و معنی مجازا این مصدر دیوار بر آوردن کہ دیوار ہم تہ بتہ ہمچو مدارج شکن اندام وغیرہ قائم می شود کہ سنگ یا آجر را در بنای دیوار تہ بتہ قائم کنند و معنی عمارت کردن درین مصدر کنایہ باشد از معنی دیوار بر آوردن پس این یادگار مصدر معدوم است (اردو) دیوار اور عمارت کی چنائی ۔ تعمیر ۔ بناوٹ ۔ ساخت ۔ مؤنث ۔

اشکنہ | بقول جامع بفتح و کسر ثالث بر وزن اسکنہ (۱) چین و شکن و (۲) نام نوائی است از موسیقی و (۳) آب گوشت کہ نان خورد کردہ در آن ریزند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ذکرش بکاف عربی گذشت بجز صاحب جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر این با کاف فارسی نکردہ و جز این نیست کہ این مبدل آن باشد کہ فارسیان کاف عربی را بفارسی بدل کنند ہمچون کند و گند (اردو) دیکھو اشکنہ ۔

(الف) اشگوفه | بقول برهان بضم اول (۱) بمعنی بهار و (۲) شگوفه درخت و (۳) قی و استفراغ را نیز گویند صاحب هفت فرماید که بعضی بکسر اول خوانند و شگوفه مخفف این باشد صاحب سروری بذکر هر دو معانی بالا سندی که پیش کرده از ان استعمال - - - - - - -

(ب) اشگوفه کردن | بمعنی (۱) سرسبز شدن از بهار و (۲) شگوفه پیدا کردن و (۳) قی کردن پیدا است و فرماید که اشگفه بدون واو مخفف این باشد (ابو علی حاجی ۵۲۱) باش تا دوحهٔ اقبال تو اشگوفه کند * که زشمیمش همه آفاق معطر گردد * (مولوی معنوی ۵۳) بنگرید رخت ریحان در رقص و سراندازی * اشگوفه چرا کردی گر باده نخوردستی * صاحب سروری گوید که درین شعر هم معنی اول بکنایه ظاهر می شود صاحب رشیدی و سراج هم ذکر الف هر دو معنی کرده - مخفی مباد که همه اهل تحقیق برین لغت صراحت نکرده اند که بکاف عربی است یا فارسی و سکوت شان متضمن کاف عربی است - ازینجاست که ما این را هم بکاف عربی بجایش ذکر کرده ایم و تصفیه این بر لفظ اشگفت نموده ایم بالجمله اصل این اشگفته باشد اسم مفعول از اشگفتن که بهر سه معنی اشگوفه گذشت صراحت ماخذ اشگفتن بجایش مذکور شد - فارسیان واو زائد درمیان کلمه می آورند همچون افتادن و اوفتادن و تای فوقانی را حذف کنند همچون راست و راس - پس بهمین قاعده اشگفته را اشگوفه کردند و برای بهار و غنچه و قی نام نهادند و در اشگفه واو زائد را نگرفتند و محض بر حذف تای فوقانی اکتفا کردند پس اشگفه مخفف اشگوفه نیست بلکه مخفف اشگفته باشد مخفی مباد که درین لغت الف اول وصلی است نه اصلی چنانکه صراحت این بر اشگفت کرده ایم و شگوفه اصل است و اشگوفه مزید علیه آن پس نباید که شگوفه را مخفف

اشگوفہ خیال کنیم۔ بہ تحقیق ما معنی اوّل این حقیقی است ومعنی دوم وسوم مجازی کہ غنچہ نتیجۂ بہار است واستفراغ وقی ہم حرکتیست کہ غنچۂ دہن انسان را وامی کند چنانکہ بہار شگوفہ راگل نماید وبدین وجہ کہ فارسیان بہار را ہم شگوفہ گفتہ اند مجازاً قی را ہم شگوفہ نام کردند (اردو) الف (۱) بہار (۲) غنچہ (۳) قی۔ دیکھو اشگفتہ (ب) (۱) سرسبز ہونا۔ بہار آنا۔ (۲) شگوفہ پیدا کرنا (۳) قی کرنا۔

اشم بضم اوّل وفتح ثانی گیاہیست کہ بیانش بہ اشق گذشت وہم بر اشہ می آید۔ (اردو) دیکھو اشق واشہ۔

اشموسا بقول برہان ومفت واننَد بفتح اوّل وسین بی نقطہ بالف کشیدہ بروزن محمودا بلغت یونانی نوعی از مرو است (الخ) اشارۂ این بر اسموسا بہر دو سین مہملہ کردہ ایم کہ گذشت واین وراۓ اسموسا باشد تسامح اہل تحقیق است کہ اسموسا بہر دو سین مہملہ مرو را نام کردند سموسا گذر بردی است کہ ذکرش گذشت واشموسا نوعی از مرو است۔ وبقول صاحب محیط کم بو تر از سائر اقسام وہم او بر مرو نوشتہ کہ انواع آن چہار است یک نوع آن خوشبو ست وآن مرماحوز بائشد گرم تر وخشک تر ودیگر کم خوشبو وآنرا اشموسا نام است واین گرم وخشک بود وسوم را مرو سفید نامند وآن معتدل است واین غالباً گاو زبان باشد ونوع چہارم را مرو ماہوس نام نہادہ اند واین حار یابس وملطف وبادہ است واماصراحت مرو برادشیران کردہ ایم کہ گذشت (اردو) مرو کی ایک قسم جس میں بو کم ہو۔ دیکھو ادرشیران۔

اشن بقول برہان وجامع وسروری وناصری وسراج بفتح اوّل وثانی بروزن کفن (۱)

جامۂ باژگونہ پوشیدہ و (۲) بمعنی کالک ہم آمدہ کہ خربزۂ نارسیدہ باشد مؤلف گوید کہ این مبدل
آسن است کہ بسین مہملہ گذشت۔ فارسیان سین مہملہ را بمعجمہ بدل کنند ہمچون کستی و کشتی (اردو)
دیکھو اسن۔

اشنا | بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی بالف کشیدہ (۱) گوہر گرانمایہ را گویند و (۲) بمعنی شنا
کنندہ و آب ورزہم (۳) صاحب رشیدی این را مرادف اشناہ و اشناو و اشناب گفتہ بمعنی
شناوری۔ صاحبان جہانگیری وجامع وسروری بر معنی اوّل قانع۔ خان آرزو و سراج ذکر
ہرسہ معنی کردہ و فرمودہ کہ مخفف آشناست کہ بممدودہ گذشت مؤلف عرض کند کہ اصل این
(اشنا آب) بود و اشناور ترکی زبان۔ بقول صاحب کنز بالفتح بمعنی شناور۔ فارسیان چیزی کسی
را (اشناب) نام نہادند کہ در آب بود یعنی دُر و شنا در ممدودۂ آب حذف شد بوجہ اجتماع دو
الف و شنا مخفف آن است بحذف بای آخر۔ پس معنی اوّل حقیقی است کنایۃً و معنی دوم مماثل
آن کہ شناور ہم در آب می ماند و معنی سوم مجاز است کہ شنا را بمعنی شناوری استعمال کردند و
مصدر شنائیدن کہ بجایش می آید از ہمین اسم جامد ساختہ شد کہ بمعنی سوم مستعمل شدہ و وجود این
مصدر سند معنی سوم است و آشنا کہ در ممدودہ گذشت از ہمین لغت اشناست ممدودہ و مقصورہ
چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است و جا دارد کہ اصل این اشن گیریم کہ لغت ترکی است
و بقول صاحب کنز بمعنی سکون فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ اشن کردند و بترکیب
آن با آب اشناب بمعنی باشندۂ آب کنایہ گرفتند از دُر و شناور ہر دو و بحذف بای آخر اشنا
مخفف آن مستعمل شد (اردو) (۱) موتی۔ بقول آصفیہ اسم مذکر۔ مروارید و گوہر دیکھو

اشک صدف - ۲ و ۳ کے لیئے دیکھو آشنا کی دوسری اور تیسری معنی -

(الف) **اشناب** | بقول برہان وجامع بکسر اول بر وزن محراب بمعنی شنا و شناوری و بلحاظ معنی که او بر آشنا نوشته مرادف شناوری است و صاحب رشیدی بدون صراحت حرکات حروف متفق با برہان و بقول جہانگیری باکسر مرادف آشناو و اشناور را ذکر کرده مقصودش غیر از اتفاق با برہان نیست (عطار سه) دوستانی سیاہانی باشناب ؛ برون بروند جان از دست غرقاب ؛ وبند سروری که برای معنی بالا آورده مصدر --------

(ب) **اشناب کردن** | بمعنی شناوری کردن پیدا است ؛ (عطار سه) زمین ماخون چنین غرقاب می کرد ؛ که ماہی زمین اشناب می کرد ؛ خان آرزو در سراج فرماید که (الف) مرادف آشناو باشد بمعنی شنا و روشناوری ہر دو و بر جہانگیری اعتراض کند که بکسر اول چرا گرفت وہم او بذیل آشناه در ممدوده گوید که شنا مخفف اشناب و اصلش آشنای آب که شناور را آب غرق نکند بہار بر (الف) فرماید که فرید علیه آشنا باشد بمعنی دست و پا زدن در آب مؤلف عرض کند که خیال ما ہمان است که بر مخفف این (اشنا) ظاہر کرده ایم که اشناب بمعنی باشنده آب است و کنایه از گوہر شناور ہر دو و ماخذش ہم ہمین جا مذکور معنی دوم مصدری آن که بر آشنا گذشت مجازیست و آنچه فارسیان آشنا را بمدوده ضد بیگانه گرفته اند ہم مجاز است از شنا - بالجمله درینجا ہمین قدر صراحت کافی است که فارسیان مخفف (الف) بمعنی اشنا را بہر سه معنی اشناب استعمال کردند و اصل را بیک معنی شناوری مخصوص و خیال ما جز این نیست که نقص تلاش محققین است و بوثوق عرض کنیم که کلا الف ہم بر ہر سه معانی اشنا شامل است (اردو) الف دیکھو آشنا کے دوسرے اور تیسرے معنی (ب) تیرنا

(الف) **اشنان** | بقول صاحب برہان وناصری وجهانگیری ورشیدی بضم اوّل بروزن نقصان
گیاهی باشد که بدان رخت می شویند وبعد از طعام خوردن نیز دست بدان صاف کنند و
بعربی غاسول نامند. وچون آنرا بسوزانند اشخار شود وهم او بر----------

(ب) **اشنان دارو** | گوید که اشنان ـ معلوم وبدال بی نقطه بالف کشیده وراء بواو رسیده
زوفای خشک باشد که مشهور به زوفای مصری وآن گیاهی است دوائی شبیه به برگ حنا استسقا
را نافع ـ خان آرزو در سراج گوید که بخیال بعض (الف) لغت عربی واصح آنکه معرب وبعربی
غاسول ـ نام است ـ صاحب سروری برای الف از اثیر الدین اخسیکتی سند آورده (اه) اشنان
بنکرده سر از بادبان خاک ؛؛ کز شعله سموم شدی در زمان شخار ؛؛ صاحب جامع نسبت (الف)
گوید که مرادف اشنه وبعربی غسول اما متعارف غیر علف شخار است وبر (ب) فرماید که زوفای
خشک مصری باشد ـ صاحب سواء السبیل گوید که (الف) معرب است ولغت فارسی است
صاحب محیط نسبت (الف) فرماید که لغت عربی است وآنرا حرض وغاسول نیز گویند بهر آنکه
پارچه بدان شویند وبه رومی اروقلس ویونانی مرسیون وبفارسی ----------

(ج) **اشنان گاذران** | وچوغان وکاگل وکرک وکنست وکنتو وکنتواک نیز ـ
وبهندی کنول گویند واز ان اشخار می سازند ونسبت آن شوره زار گرم وخشک در دوم وگویند
گرم در سوم وخشک در آخر دوم ـ جالی ومنقی ومفتح سده وکهنه ومحرق ومدر قوی ومسهل ومحلل فضول
غلیظ ومنافع بسیار دارد (ارغ) ونسبت (ب) فرماید که زوفای خشک را مانند نامش اشنان
داود است وبرزوفای خشک نوشته که بفارسی اشنان داود نامند زوفای مصری هم ـ گرم

وردوم وخشک در آخر ملطف مثل حقیقت رافع بلغم ومحلل ورام مخرج ریاح غلیظ ومنافع
بسیار دارد (الخ) صاحب مخزن (الف) رالغت عرب گوید وصاحب منتخب ہم ذکرش کرد
مؤلف گوید کہ اگر (الف) رالغت عربی گیریم ضرورت تحقیق ماخذ خارج از موضوع ماست
واگر بقول بعض فارسی قرار دہیم عجبی نیست کہ فارسیان لغت سنسکرت اشنان راکہ بقول
صاحب ساطع بالفتح بمعنی غسل آمدہ در فارسی زبان گیاہی نام کردہ باشند کہ بارچہ ودست
بدان شویند و (ج) مرادف آنست کہ اضافت آن بسوی گازران کردہ اند ازانکہ گازران
بکار پارچہ شستن استعمالش کنند بالجملہ نسبت (ب) این قدر متحقق شد کہ آن ورای (الف
وج) است ولیکن بتحقیق نپیوست کہ نامش اشنان دارو ست یا اشنان داو د ہمقدر
عرض کنیم کہ ترکیب (ب) بتقاضی آنست کہ معنی مرادف اشنان باشد ہرگاہ این ورای
اشنان است جز این نباشد کہ فارسیان گیاہی خاص راکہ بکار دارو استعمال می کنند (اشنان
دارو) نام نہادند وگیاہی خاص راکہ ورای دارو استعمال آنست مجرد اشنان گفتند وشک
نیست کہ در ہر دو شباہت ظاہری باشد آنچہ صاحب محیط (ب) را اشنان داود گفتہ یا اینکہ
غلطی کتابت باشد یا حکیمی کہ داود نام داشت این گیاہ را یافتہ وتجربہ کردہ باشد کہ لفظ اشنان
بنامش مضاف شد وصاحب مخزن اینراز دفای یابس گفتہ ودر تعریف این (ب) یا اشنان داود
راذکرنکردہ (اردو) (الف وج) بقول صاحب محیط کشول اور صاحب ساطع نے اسکی
تصدیق کی ہے - ایک نبات کا ہندی نام ہے اور صاحب جامع الادویہ نے اسکا مشہور
نام اشنان کہا ہے اور فرمایا ہے کہ غاسول اسکا فارسی نام ہے اور اشنان عربی (غالباً تسلیم

ہوا ہے) اور (ب) کی نسبت صاحب جامع الادویہ نے زوفای خشک کو زبان فارسی کا نام کہا ہے اور اسکی عربی زوفای یابس اور مشہور نام کے خلاف کو صفرزدہ رکھا ہے افسوس ہے کہ اسکا ہندی نام دریافت نہ ہوسکا۔

اشناو بقول خان آرزو و سراج مرادف اشناب کہ گذشت و صاحب رشیدی ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ مبدل اشناب است کہ بای عربی بہ قاعدۂ فارسی بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو۔ پس ضرورت تعریف مزید نیست کہ معنی و ماخذ این بر اشناب بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو اشناب۔

اشناہ بقول صاحب سروری مرادف اشنا و اشناب و اشناو۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکرش نکردہ ہمین لغت در ممدودہ گذشت بممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است بخیال ما این مبدل اشناب باشد کہ فارسیان بای عربی را بہ ہای ہوز بدل کنند ہمچون توش و ہوش کہ ہر دو بمعنی کر و فراست (اردو) دیکھو اشناب۔

(الف) اشنوا (الف) بقول صاحب رشیدی بالضم بمعنی شنوا یعنی شنوندہ ہم

(ب) اشنود برین قیاس است (ب) اشنود و (ج) اشنودن۔ صاحب

(ج) اشنودن سروری نسبت (الف) فرماید کہ بکسر ہمزہ و فتح نون نیو شندہ۔

صاحب برہان نسبت (ب) گوید کہ (۱) بضم اول و ثالث ماضی شنیدن است و (۲) بفتح اول نام روز دویم از خمسہ مسترقہ تقدیم۔ خان آرزو و سراج نسبت (ب) فرماید کہ ماضی (ج) و شنودن مخفف (ج) و صاحب سروری برای (ب) بذکر معنی اول سندی آوردہ (عراقی ۵) پروانہ چو ذوق سوختن یافت ٭ نبود بشعاع شمع خوشنود ٭ این حال اگر عجب نماید ٭

اشنوزمن ارتوانی اشنوده و بجای یگر ذکر معنی دوم (ب) هم کرده صاحب ناصری در مؤید بمعنی دوم قانع - صاحب جامع ذکر معنی اوّل نسبت دوم فرماید که بر وزن (صد معدو) باشد یعنی بفتح اوّل و نون و واو نسبت (ج) عرض می شود که بجز صاحب رشیدی و سراج دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد و اشنوائی حاصل بالمصدر (ج) چنانکه حکیم فرخی گوید (ع) روشنائی یابد از دیدار او در چشم کورنه اشنوائی یابد از آواز او در گوش کر نه مخفی مباد که صاحب بحر عجم (شنودن) را بمعنی شنا وری کردن هم گفته و دیگر محققین مصادر بمعنی دیگر هم بحث کا ملتوی بود - انجا کنیم بالجمله این مصدریست کامل التصریف از شنودن بدون الف و الف اوّل وصلی است صاحب موارد که پابند بیان حاصل بالمصدر مصادر نیست بر شنودن حاصل بالمصدر را ترک کرد و ما بر اشنودن ذکرش کرده ایم که با الگذاشت و ضرورت ندارد که در اینجا از حاصل بالمصدر شنودن بحثی کنیم مختصر اینست که اشنودن مزید علیه شنودن و شنودن مخفف شنویدن - و شنویدن مزید علیه شنیدن بزیادت واو زائد چنانکه افتادن و افتادن پس شنیدن اصل است مرکّب از شن که لغت ترکی بمعنی مشعون و بقاعدهٔ فارسی بزیادت یای معروف و علامت مصدر (شنیدن) شد بمعنی مشحون شدن و کنایه از گوش را پر کردن بحرف کسی و سماعت کردن - و جا دارد که اصل شنیدن - سنیدن بسین مهمله باشد مرکّب از لغت سنسکرت که سنائی بیک نون بمعنی سماعت آمده و سننا بدو نون مصدرش پس بحذف الف و یای اوّل از سنائی فارسیان مصدری ساخته بقاعدهٔ خود و سین مهمله را بشین معجمه بدل کرده باشند همچون کستی و کشتی والله اعلم بحقیقة الحال این است حقیقت (ج) در (ب) بمعنی اوّل که بمعنی هشت بود (الف) اسم فاعل ترکیبش نسبت بمعنی دوم (ب) عرض میشود که ما ذکرش بر اشنود کرده ایم که بتای فوقانی سوم گذشت و اشاره ماخذ

این ہم ہمہ۔ انجا مذکور۔ (اردو) (الف) سننے والا۔ (ب) (۱) سنا۔ (۲) دیکھو اشتودن (ج) سننا سماعت کرنا۔

اشنوشہ | بقول برہان وناصری وسروری بکسر اوّل بروزن بی توشہ ہوائی را گویند کہ با صدا وحرکت سر از دماغ برآید وآن را بعربی عطسہ خوانند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بعضی بفتح اوّل نوشتہ اند۔ صاحب رشیدی بالفتح گوید (ابوالخیر ۵) دماغ خشک او اشنوشۂ ترہ چو آرد گو گردون را کنند کرہ صاحب جامع این را بفتح اوّل بروزن باتوشہ نوشتہ۔ صاحب برہان شنوشہ بدون الف فرماید کہ بفتح وکسر اوّل ہر دو آمدہ وبسین مہملہ ہم وہم او ہمین لغت را ستوسر بسین مہملہ اوّل وتای فوقانی ورای مہملہ آخر وستوسہ بہر دو سین مہملہ وتای فوقانی دوم ہم آوردہ مؤلف گوید کہ الف وصلی در آغاز این زائد ہست بخیال ما اصل این شنوشہ باشد کہ بدون الف وصلی می آید واین مرکب باشد از شن وشہ۔ شن بقول صاحب کنز بالفتح در ترکی زبان بمعنی فرح وشہ مبدل سر کہ فارسیان سین مہملہ را بہ شین معجمہ ورای مہملہ را بہ ہای ہوز بدل کنند ہمچون کستی وکشتی وتو بر دو توبہ پس واو زائد در میان (شن) و (شہ) آوردہ شنوشہ را کہ معنی حقیقی این فرح دماغ است برای عطسہ استعمال کردند کہ ازان فرح دماغ حاصل ودماغ مسرور شود وزیادت این قسم واو در توعلہ فارسی مذکور ہمچون تو مند کہ اصلش تن۔ مند است وانچہ صاحب برہان این را بہ سین مہملہ ہم ذکر کردہ در آن صورت در (شنوسہ) ضرورت تبدیل سین مہملہ بہ شین معجمہ ہم نباشد واز وجود لغت ستوسر کہ بالا گذشت تصدیق خیال ما می شود کہ شہ یا سہ۔ در اصل سر است وانچہ در ستوسہ وستوسر بجای نون تای فوقانی است این قسم تبدیل در فارسی زبان البتہ نیامدہ خلاف قیاش باشد

وجاداروکہ کاتبان نون را تصحیفاً و تسامحاً تا کردہ باشند خان آرزو بر ستوسرگوید کہ ستوسہ بہ ہای
ہوز و شتوسہ بہ شین معجمہ اوّل ہم آمدہ و خیال کنندکہ شتوسہ اصح باشد الخ بواقی تصحیف را یا فتہ
و وجہ این خیال را نما ہرنکردہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بالجملہ اگر اشنوشہ را اسم جامد فارسی زبان
گیریم ضرورت تکلفات دیگر باقی نماند (اردو) چھینک۔ بقول آصفیہ (اسم مونث) عطسہ۔ وہ
آواز جوناک سے خلط کے دفع کرنے کے واسطے حالت زکام یا کسی سلسلاہٹ وغیرہ کے باعث
صادر ہو۔

اشنہ | بقول برہان بضم اوّل و فتح ثالث (۱) بمعنی اشنان است کہ گذشت و بدان رخت شویند
و (۲) نام داروئی ہم۔ خوشبوی کہ آنرا دوالہ ہم گویند و بعربی شیبۃ العجوز و مشک القرود خوانند عشقہ مانند
و لبلاب۔ بر درخت پیچد و اگر بسایند و در چشم کشند چشم را جلا دہد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ
عطری است سفید رنگ کہ بر درخت بلوط و صنوبر پیچد و بصورت پوست بیخ باشد و بقول بعض
برسنگ بستہ شود و خوشبوی باشد و گویند این عربی است و فارسی آن دوالہ و ذکر معنی اول بیان
کردہ برہان ہم کردہ صاحب رشیدی بر معنی دوم قانع و فرماید کہ این را دوالہ مشک گویند اگرچہ
مشہور بہ دوالمسک شدہ و صاحب سروری ہم معنی دوم را صحیح پندارد و فارسی آن دوالہ۔
صاحب جامع بر معنی اوّل قانع۔ صاحب محیط کہ محقق لغات طب است فرماید کہ لغت عربی
است و ہم بعربی شیبۃ العجوز و مسک القرود و بیونانی ابرویون و بفارسی دوالہ و دوالک و
دوالی و بقول گیلانی ایدا ریدا و بہندی چھرلیہ و چھریرہ و رکسیر و بیلچ گویند و آن پوستی است
باریک شبیہ بہ ریسمانہای باریک و پہن باہم پیچیدہ و بر شاخہای درخت بلوط و صنوبر [illegible]

و بیخ و گل و تخم ندارد و باطنی و قبض اندک و خوشبوست - گرم و خشک در اول و گویند گرم در اول و خشک در دوم و در آن قوت قبض و تحلیل معا تلیین است و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید که بقول محیط که اعتبار را شاید می‌گشاید که این دوای اشنان است وبس (اردو) صاحب جامع اللغات نے چھڑیلہ کا ذکر کیا ہے جو ریسی کی سی ایک چیز ہے جو درختوں پر پیدا ہوتی ہے جس کے پتے نہیں ہوتے غیر سمی دواؤں میں مستعمل -

اشنیدن | بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر بمعنی شنیدن - ما ذکر این در ماخذش که مصدر شنودن کرده ایم که گذشت و صراحت معانی برشنیدن آید - اصل این است فارسیان الف در اولش زیاده کرده اشنیدن کرده اند کامل التصرف (اردو) دیکھو اشنودن -

اشو | بقول برہان و ناصری بفتح اول وضم ثانی بواو رسیده بلغت ژند و پاژند بهشتی باشد که در مقابل دوزخی است - خان آرزو در سراج ذکر این بفتح اول و واو معروف کرده - صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب ذیل دستور چہارم فرماید که با اول مفتوح و ثانی مضموم و واو مجہول لغت ژند و پاژند بهشت را گویند (زرتشت بہرام سه) ہزاران درود و ہزاران دعا ؛ بر آن ارجمند اشو پاک را ؛ (وله سه) نظر ہر چند می کردم در و بیش ؛ بچشم بود نور آن اشو پیش ؛ صاحب ہفت معنی با جہانگیری متفق مؤلف گوید که واو نسبت بر لفظ آش داخل شده است بمعنی منسوب به او و اشاره به مقبول و مخصوص بارگاه ایزدی و کنایه از بهشتی و این ترکیب فارسی قدیم است و حالا متروک (اردو) بہشتی - بقول آصفیه (اسم مذکر) بہشت کا رہنے والا -

اشوغ | بقول برہان و ناصری و جامع و ہفت بضم اول بر وزن دروغ (۱) شخص مجہول النسب

و(۲) مفقود البلد را گویند مؤلف گوید که همین لغت در ممدوده بمعنی شخص مجهول و غیر معروف گذشته و بسند طرطری بمعنی غریب الوطن محقق شده و قول صاحب برهان هم بدر آنجا مذکور عجب است که درینجا معنی اول هم پیدا شد - ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است مأخذ این هیچ ظاهر نمی شود بجز اینکه این را بمعنی آخر الذکر اسم جامد زبان فارسی گیریم و معنی اول بیان کردهٔ برهان را طالب سند باشیم که معنی غریب الوطن را که در ممدوده گذشت بسند طرطری معتبر دانیم و جا دارد که این مبدل و مزید علیه شوخ باشد که فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اولش آورده اند و خای معجمه را بغین معجمه بدل کردند همچون تارخ و تارغ که بیک معنی آمده و شوغ را که بمعنی عام شوخ بود مجازاً بمعنی خاص غریب الوطن گرفته باشند که شوخی دارد و آزاد منش بود (اردو) دیکهو آشوغ -

اشوه یقول شمس بالفتح مرد بدخشم که زود خشم کند - صراحت کند که لغت فارسی است و صاحب انند این را بمعنی بدشکل و زشت رو و مرد متکبر و خشم رساننده نوشته و بحوالهٔ منتهی الارب گوید که لغت عرب است و در منتهی الارب موجود پس تسامح صاحب شمس بیش نیست و دیگر کسی از محققین همراه با او نیست (اردو) بدشکل - متکبر شخص - غصیلا - مذکر -

اشه بقول برهان بضم اول و فتح ثانی گیاهیست که کمان گران بر بازوی از جا بدر رفته ببندند و اُشق معرب آنست - هم او بر اشق نوشته که معرب آوشه باشد و صاحب محیط اشق را معرب اشّم فارسی گفته و او ستاره اهر دو الف آورده فرماید که تنکیسر است و اشه را ذکر نکرد - صاحب منتخب اُشق را لغت عربی گوید بالضم و فتح شین مشدد - نام صمغ درختی - و اُشج بقول صاحب محیط همان اشق

دهم او با اشق صراحت کرده است که اشج هم عربی است ـ صاحبان جامع و سروری و رشیدی و ناصری هم ذکر این کرده اند مؤلف عرض کند که بخیال ما اشه اسم جامد فارسی زبان است و اشم مبدلش که تبدیل میم بهای هوز با کلمه یزآمده چنانکه با سره و با سرم و عجبی نیست که اشج و اشق هردو معرّب باشند اگر این هردو یا یکی ازینها را اصل قرار دهیم و اشم را مبدل آن گیریم بقاعدهٔ تبدیل درست نمیشود زیراکه تبدیل جیم و قاف با میم در پارسی هوز فارسی نیامده (اردو) دیکهو اشق ـ

(الف) اشهب | بقول ناصری بفتح اوّل و ثالث لغت عرب است (۱) بمعنی هر چیز سیه رنگ که سپیدی درو غالب باشد و (۲) بمعنی اسپ سبزه که کثرت موهای سپید بر موهای سیاه او غالب باشد (الخ) مؤلف گوید که فارسیان این را بمعنی دوم استعمال کرده و لغت فارسی برای این معنی بنظر نیامده و در استعمال فرس ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

(ب) اشهب انداختن | بمعنی اسپ انداختن آمده که حقیقی است و ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

(ج) اشهبِ روز | ترکیب اضافی مراد از روز است و همچنین ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

(د) اشهبِ روزگار | مراد از روزگار مخفی مبادکه در (د) سپیدی و سیاهی روز و شب موجود است و در (ج) مجرد از معنی عام اسپ کار گرفته اند ـ به تشبیه روانی و سیر روز که بجولان اسپ می گذرد روز را اشهب روز گفته اند یا بدین وجه که در رنگ اشهب سپیدی بر سیاهی غالب می باشد روز را اشهب گفتند (انوری الف ـــ ۵) صدر دهیر سرا پرده او ادرج حضیض ؛؛ اشهب داده کرد آخر از لیل و نهار ؛؛ (عرفی ب ـــ ۵) عنان گرم ستایش که بهر سجدهٔ شاه ؛؛ هزار اشهب دیده بهر مکان انداخت ؛؛ (انوری ج ـــ ۵) اشهب روز و ادهم شب را ؛؛ پیشه بیدن نگام تو

باد؛ (انوری د ۵ـ) ورنہ تیزی چشم؛ خواہیست؛ شہب روزگار را ہم باد؛ (اردو) (الف)
(۱) اشہب - بقول امیر (عربی) (۱) وہ سیاہ رنگ جس میں سپیدی غالب ہو (۲) سبزہ گھوڑا۔
(ذوق ۵ـ) لکھوں شوخی پہ تیرے تو سیاہی کی میں جو شہب خامہ ہی موجوں دم برق جہاں
(ب) گھوڑا اشہب ... انگشت ... اشہب روزگار ... شہب روزگار کہہ سکتے
ہیں۔ برجستہ تشبیہ ...

اشیاف مامیثا (...) بقول ... بفتح اول وکسرہ فا یعنی عصارۂ مامیثا و مامیثا لغت
سریانی نام ستی باشد کہ ... عصارہ ... آن را ہیا بانی کہ در نواحی موصل می باشند
سازند ... صاحبان ہفت واند ذکر این کرده اند مؤلف گوید کہ شیاف بالکسر
بقول منتخب دارو ئی چندکہ کجا کرده در چشم و جز آن کنند پس فارسیان ہمین لغت عربی را بزیادت
الف وصلی در اولش اشیاف کرده اضافت آن بسوی مامیثا کرده اند وبس۔ صاحب محیط ذکر این
نکرده و بر مامیثا فرماید کہ اسم نبطی است و آن را مامیثا نیز نامند و بیونانی حلاو بنون و غلوقن و آن نبات
است شبیہ بہ خشخاش مقرن و برگ آن مائل بہ سپیدی و آنرا بفارسی تیر و نام است و برگ نبات
آن را کوبیده از عصارۂ آن اقرص بلوطی شکل می سازند و آنرا عصارۂ مامیثا و اشیاف مامیثا نامند
گیلانی گفتہ کہ عصارۂ مامیثا چون خشک می شود آنرا اشیاف مامیثا گویند سرد و خشک در دوم و عصارۂ
آن بارد و قابض و محلل و مقوی و در امراض چشم نافع و منافع بسیار دارد (خ) ما ذکر مامیثا بر
ارغاموني ہم کرده ایم کہ تسمیہ است (اردو) مامیثا ایک مشہور دوا ہے جس کے نچوڑے ہوے پانی
کو فارسیون نے اشیاف مامیثا کہا ہے اور بعض کا قول ہے کہ جب یہ پانی خشک ہو کر جما تا ہے

تو اسوقت اسکو اشیاف امیثا کہتے ہیں ما میثا کی تعریف اور ترجمہ ہم سلنے ارغاموں نی پر لکھا ہے۔ اشیاف ما میثا کا ترجمہ بن پوستہ کا قرص جو عرق سے بنایا جاتا ہے۔

اشیہہ	بقول برہان بفتح اوّل وکسر ثانی بہ تحتانی رسیدہ وہای مفتوح آواز وشیہہ اسپ راگوئید خان آرزو در سراج فرماید کہ شیہہ مخفف این است۔ صاحب ناصری گوید کہ این را شنہ نیز گویند۔ صاحب جامع ہم ذکر این کردہ وشیہہ بدون الف بمعنی مطلق آواز ہم آمدہ وہمین لغت در ممدودہ ہم گذشت۔ ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجہ مقامی است ترجمۂ این در عربی صہیل الفرس۔ بخیال ما اصل این بدون الف شیہہ است کہ اسم جامد زبان فارسی باشد بمعنی مطلق آواز یا مقرّس باشد از صیغۂ عربی کہ بالفتح بمعنی بانگ آمدہ (کذا فی المنتخب) فارسیان صاد را بہ سین مہملہ بدل کردہ باشند کہ خلاف قیاس نیست چنانکہ قفص وقفس وحای حطی را بہ ہای ہوز چنانکہ نوح آوند را نہاوند کردند۔ صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس ازان سین مہملہ بقاعدۂ فارسی باشین معجمہ بدل شد ہمچون کستی وکشتی والف وصلی در اولش آوردہ اشیہہ یا آشیہہ کردند برای معنی خاص مشتاق سند باشیم کہ گیر نیامد (اردو) دیکھو آشیہہ۔

الف مقصورہ با صاد مہملہ

اصابع	بفتح اوّل وکسر بای موحدّہ بقول منتخب کہ بذیل اصبع نوشتہ جمع اصبع واصبع بکسر اوّل وفتح ثالث انگشت ونشانۂ نیک فارسیان استعمال این بترکیب فرس کردہ اند چنانکہ در ملحقات می آید (اردو) انگلیان۔ مؤنث۔

اصابع صفر	(اصطلاح) بضمّ صاد دوّم و سکون فا مرکب اضافی است وگیاہی را نام است

کہ بشکل کف دست می باشد و جنون و سم را نافع ۔ صاحب مؤید ذکر این فرماید کہ ہمین است زنجبیل چوبہ مؤلف عرض کند کہ زرد چوبہ ورای این است صاحب محیط گوید کہ ہمین است کف مریم و کف عایشہ و شجرة الکف و بفارسی پنجۂ مریم و بہندی ہتیس بی نامند۔ مؤلف عرض کند کہ بحث کامل اینست برانگشت مخفی مباد کہ صفر بقول منتخب بالضم در عربی زبان بمعنی چیزہای زرد است و صفر بمعنی خالی ہم پس اضافت اصابع بسوی این گیاہی را نام شد کہ مشابہ انگشتان زرد رنگ و انگشتان خالی فارسیان از ہر دو لغت عربی این را ترکیب فارسی استعمال کردہ و اصابع الصفر در عربی ہم بہ ہمین معنی آمدہ و صاحب مخزن الادویہ ذکر این کردہ (اردو) دیکھو اتلق و ارتد۔

اصابع فرعون | اصطلاح ۔ مرکب اضافیست بقول صاحب برہان و بحر و اتند سنگی است مانند انگشت آدمی و آن را از بحر حجاز آورند و بعربی امساک الخراج گویند۔ صاحب محیط فرماید کہ این را اصل فرعون و مدمل الجروح نیز گویند و آن سنگہائی است بمقدار انگشت مانند نی مجوف و گرہ دار با اندک پہنائی و نرمی و چون برہم خورند صدای سنگ از آنہا برآید و قسمی از آن با رطوبتی سیاہ می باشد و این را او را فعال تمام تمام موسیائی دانستہ اند گرم و خشک و رآخر درجۂ دوم۔ قاطع نزف الدم و ملحم جراحات و محلل اورام باردہ و بجہت التیام بی عدیل است و منافع بسیار دارد (اردو) اصابع فرعون۔ فارسیون نے ایک پتھر کا نام رکھا ہے جو انسان کی انگلیون سے مشابہ ہوتا ہے جو بحر حجاز سے لایا جاتا ہے اور اسمین گرہین بھی ہوتی ہین اسکی رطوبت کا استعمال بطور موسیائی کیا جاتا ہے افسوس ہے کہ ہمکو اس کا ہندی نام نہین ملا۔

اصالت تاب بی حرمتی ندارد | مثل۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ و از معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف عرض کند کہ این مثلی است کہ فارسیان برای شرفا زنند بموقع ذلت

و خواری گویند که شرفا بمقابلهٔ ذلت پروای جان نکنند که مردن بحرمت به از زندگی است که بذلت و خواری باشد (اردو) دکن مین کہتے ہین "شریفون کو آبرو بہاے رزیلون کو دولت" آبرو پرست جان فدا" امیر نے لکہا ہے "آبرو جان سے زیادہ عزیز ہے" یہ جملہ آبرو کی تعریف مین بولا جاتا ہے "آبرو کا صدقہ جان" "حرمت پہ جان قربان"

اصباہان | بقول برہان و ہفت و اسند (۱) معرب اسپاہان است که گذشت (الخ) و فارسیان استعمال این ہم کنند و ہم او گوید که (۲) نام مقامی است از جملہ دوازدہ مقام موسیقی و آنرا (اصفہانک) ہم گویند۔ مؤلف گوید که اصراحت ماخذ این بمعنی اوّل با اسپاہان کردہ ایم و عجبی نیست که اصل معنی دوم ہم به سین مہملہ باشد و تعریبش به صاد مہملہ و جا دارد که این مقام موسیقی از اسپاہان ایجاد شد (اردو) (۱) دیکھو اسپاہان (۲) موسیقی کے بارہ پردون سے فارسیون نے ایک پردہ کا نام اصباہان رکھا ہو۔

اصحاب | بفتح اول لغت عرب است جمع صاحب و بقول صاحب منتخب بمعنی یاران فارسیان استعمال این بہمین معنی و بترکیب فارسی مرکّب ہم کنند که در مقامات می آید (انوری ـــه) نزنی لاف خدمت اشراف ٭ نہ کشی بار منّت اصحاب ٭ (اردو) اصحاب ـ بقول امیر عربی ـ صاحب کی جمع ـ دوست ـ مصاحب (اسیر ـــه) اصحاب نیاز کہانے لائے ٭ ارباب نشاط گانے آئے ٭

اصحاب السبت | اصطلاح ـ بقول بحر یاران روز شنبه که قومی از بنی اسرائیل بود حق تعالی امر کرد که روز شنبه ماہیان صید نه کنند اتفاقاً در آن روز ماہیان بسیار جمع می شدند ایشان حیله کردہ ماہیان را در ہمان آب بند می کردند و بروز یکشنبه می گرفتند چون ظلم ایشان از حد گذشت حق تعالی

همه را مسخ کرده بوزینه ساخت، بعد چند روز هلاک
شدند مؤلف گوید که این لفظ مرکب عربی زبان
است و فارسیان همین را در فارسی استعمال کنند
(اردو) اصحاب السبت - ادن بنی اسرائیلیون
کو عربون نے کہا ہے جن کے لئے بروز شنبہ مچھلیون
کا شکار ممنوع تھا -

اصحاب الشمال | اصطلاح - بقول بحر
دوزخیان - صاحب غیاث ہم ذکر این کرده مؤلف
گوید که شمال بقول منتخب بمعنی چپ باشد مقابل
یمین پس عربان اضافت اصحاب بسوی آن کرده
کنایه از دوزخیان را گفتند که نامهٔ اعمال ایشان بدست
چپ دهند - صاحب انند بحوالهٔ تفسیر حسینی گوید که
بمعنی یاران دست چپ که بوقت اخراج ذریات
در شمال آدم علیه السلام بودند و نیز دوزخ بر چپ
عرش است بدین وجه هم دوزخیان را بدین نام
موسوم کرده باشند بالجمله فارسیان همین مرکب عربی
در فارسی استعمال کنند حیف است که سندی پیش
نشد - اصحاب الیمین در مقابل این بمعنی بہشتیان
ہم آمده که صاحبان تحقیق ذکر کرده اند (اردو) عربون نے
اصحاب الشمال دوزخیون کو کہا ہے جن کے اعمال
نامے قیامت کے دن بائین ہاتھ مین دئے جائینگے

اصحاب حرم | اصطلاح - مرکب اضافی (۱۴۵۹)
است بمعنی یاران حرم کنایه از ساکنان حرم و اہل
حرم چنانکه عرفی گوید (ع) کی مسلمان کند صحبت
اصحاب حرم * که دران زمره بسی حلقه بگوشان
در حرم * (اردو) اہل حرم - حرم شریف کے رہنے والے

اصحاب کہف | اصطلاح - بقول صاحب
بحر عجم بمعنی صاحبان غار ایشان ہفت تن بودند
از دوستان حق که از خوف دقیانوس از شہر گریخته
در غاری پنہان شده خفتند و سگی ہمراه ایشان بود
بحکم الٰہی بعد سه صد سال بیدار شده باز بخفتند و
باز بقیامت خواهند برخاست - صاحب غیاث
و انند ہم ذکر این کرده مؤلف گوید که درین حرف
ہمزه و لغت عرب است و کہف بقول منتخب بمعنی غار

فار ریتاه آمده فارسیان استعمال این ترکیب فارسی کرده اند (اردو) اصحاب کهف دیکھو آئینه شش جهت کا نمبر ۲ -

اصحاب نقل اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم - بمعنی یاران هم صحبت و مشیر - چه در ایران موسم دی یاران منقلها پیش گذاشته شب نشینی کنند و از هر باب باهم حرف زنند و در امور هم مشورت نمایند - وارسته از محسن تاثیر سند آورده (س) و محفلی که بسته زبان سپیدمن به عهد آتشین عذار ز اصحاب منقل اند شاید بهار هم ذکر این کرده (اردو) فارسیون نے اصحاب منقل یاران هم صحبت کو لکھا ہے جو جاڑے کے موسم میں آگ کے پاس بیٹھ کر مشورت کیا کرتے ہیں -

اصرار - بقول صاحب اننداز بحواله منتهی الارب بالکسر بهرد و رای مهمله لغت عربیست بمعنی تنها بر کردن کاری مستعد شدن و منع کردن کسی - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی ابرام و تکرار استعمال کنند و با مصادر فرس مرکب کرده بمعنی مصدری گیرند که در ملحقات آید - (اردو) اصرار - دیکھو ابرام -

اصرار کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده و از شرف مازندرانی سند آورده که بمعنی ابرام کردن است (س) کند در نوشتن ها چو اصرار بمش آب سیاه آرد علم وارد (اردو) اصرار کرنا - بقول امیر بجد ہونا - دیکھو ابرام کردن

اصرار نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اصرار کردن است که گذشت ظهیر فاریابی (س) مجال صبر کجا ماندم چو در حق من بز زمانه بر سر باطل نماید این اصرار (اردو) دیکھو ابرام کردن

اصطبل بقول صاحب انند بفتح اول و فتح طای مهمله و سکون بای موحده مکان بستن اسپان را گویند - صاحب غیاث این را بکسر اوّل و سکون صاد مهمله آورده - صاحب منتخب اللغات بالکسر و بفتح طای مهمله بمعنی طویله و جای ایستادن دواب بلغت شام گفته - صاحب سوا ءالسبیل

فرماید که به لامعنی این را استاد مالم گویند و معنی حقیقی این جای اقامت و برای جای بستن اسپان مستعمل
صاحب ازاحۃ الاغلاط صراحت کند که بفتح اول یا بحرکت با چنانکه شهرت دارد خطاست (فیضی
۵) انگه بشتافت سوی اصطبل ٭ بر عقل گهر شناس زد طبل ٭ (قاآنی ۵) گه رفت باصطبل و
گهی گشت نمدپوش ٭ گاهی ز قضا شکوه و گاهی ز قدر کرد ٭ (اردو) اصطبل - بقول امیر طویلہ - دیکھو
آخته خانه کا نمبر ۲ -

اصطخر | بقول برهان و هفت بکسر اول بروزن و معنی استخر است که قلعه فارس باشد و آن تخت گاه داراب این داراب است و آبگیر و تالاب هم - صاحب ناصری در دیباچه کتاب بذیل آرایش چهارم بر لفظ استخر فرماید که بصاد و طای حطی معرب استخر است و صاحب جامع هم با ناصر است کامل این مع بیان ماخذ بر استخر کرده ایم که گذشت (اردو) دیکھو استخر -

اصطرخ | بقول برهان بروزن و معنی استخر است - صاحب مؤید این را بذیل لغات عربی آورده گوید که نام شهری است در ایران زمین - و در عجائب البلدان است که لشکرگاه سلیمان علیه السلام در آنجا بود و این معنی منقول از فضلاست و اصطرخ بروزن افتعل بمعنی اصراخ بود و بعده نام آن شهر نهادند و صراخ بمعنی رسیدن بفریاد و فریاد کننده - مؤلف گوید که بخیال ما جز این نیست که همان اصطخر را که گذشت عوام الناس بتقدیم و تاخیر رای مهمله و خای اصطرخ کردند - همچون جذب و جبذ که بمعنی کشیدن آمده و این قسم لغات مقلوبه در لسان فارسی وارد و هم یافته میشود و حقیقتش همین قدر است که عوام الناس غلط کردند و بالآخر مستعمل قرار یافت و همین قسم تصرف در اصطرخ بسین مهمله گذشت (اردو) دیکھو استخر -

اصطرک بقول برہان وہفت وانند بروزن احمک صمغی است سرخ بسیاہی مائل وبعضی گویند کہ صمغ درخت زیتون است نزلہ را نافع۔ صاحب محیط گوید کہ بسین مہملہ نیز آمدہ وبعضی گویند کہ در یونانی زبان میعۂ یابسہ را گویند وبقول بعضی صمغ زیتون وبقولی صمغ شجر رومی وبقول ویسقوریدوس نوعی از میعہ وگیلانی گفتہ کہ حق آنست کہ صمغ زیتون شیرین وتند باشد چون بمالند مانند عسل نرم گردد۔ سیاہ آن بد است وخالص آن کمیاب گرم وخشک در اول وگویند در دوم بغایت ملین ومسخن ومنضج۔ نافع زکام ونزلۂ بارد وصرفۂ مزمن ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) درخت زیتون کا گوند۔ مذکر۔

اصطرلاب بقول برہان وہفت وانند وموئد جہان است کہ بر استرلاب واسطرلاب بہ سین وتای فوقانی وطای مہملہ گذشت۔ جز این نیست کہ سین مہملہ را بصاد بدل کردہ اند ہمچون شست وشصت وقفس وقفص (اردو) دیکھو استرلاب۔

اصطرلاب چہارم شمس کنایہ از آفتاب است مؤلف عرض کند کہ ما صراحت معنی وتعریف این بہ سین مہملہ کردہ ایم ودرین جا تبدیل سین بہ صاد مہملہ واقع شدہ ودیگر ہیچ ہمچون شست وشصت وقفس وقفص (اردو) دیکھو اصطرلاب چہارم۔

اصطلاح بقول

اصطفی بقول برہان وانند وہفت بفتح اول وثالث وفا وتحتانی ساکن بلغت یونانی صمغی است کہ مانند عود بسوزد وبعربی میعۂ سائلہ گویند وبعسل لبنی اشتہار دارد۔ صاحب محیط ذکر این نکردہ وبر اصطفن فرماید کہ میعۂ سائلہ را نام است وبر میعۂ سائلہ گوید کہ بیونانی اسطراک وصطرق وطیفون وبہندی سلارس نام دارد وآن صمغ یا شیرۂ درختی است بسیار خوشبو

دو رخت آن را در بلاد شام عبہر گویند- گرم در سوم و خشک در دوم و بقول شیخ آنرا قوت مفتحہ
ملینہ بغایت و سنخۂ محللہ است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) سلارس- بقول آصفیہ
سلاجیت- میعۂ سائلہ- پہاڑ کا پسینہ- ایک سیاہ رنگ پیشاب کی سی بو والے رقیق مادے
کا نام جو پہاڑ مین سے از خود ٹپکتا ہے- صاحب جامع الادویہ نے سلارس پر لکھا ہو کہ ایک درخت
کا گوند یا دودھ ہے اس درخت کو ملک شام مین عبہر کہتے ہین-

اصطفین بقول برہان و اند و ہفت بفتح اول و ثالث بر وزن در گزین بلغت یونانی بمعنی زردک است و آنرا گزر نیز گویند صاحب محیط بر اصطفلن گوید کہ بلغت اہل شام معرب اسطافلینس	یونانی است کہ گزر باشد مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ما تعریف این بر اسطفین بسین مہملہ کردہ ایم و تبدیل سین با صاد موافق قاعدۂ فرس است ہمچون کشست و شصت (اردو) دیکھو اسطفین

اصطلاح بقول انند بالکسر- لغت عرب است بمعنی با ہم صلح کردن و بمعنی اصطلاحی
با ہم اتفاق نمودن قومی برای معیّن داشتن بمعنی لفظ سوای معنی موضوعہ آن لفظ و اصطلاح
ماخوذ از صلح است و بقول صاحب تحقیق القوانین قرار داد جماعتی خاص (الخ) فارسیان
مصدر عربی را بمعنی اصطلاحی مفعولی استعمال کنند (اردو) اصطلاح- بقول امیر (عربی)
اسم مؤنث- کسی گروہ کا کسی بات پر اتفاق کر لینا- یہ مصدری معنی ہین- لیکن اسم مفعول
یعنی مصطلح کے معنی مین مستعمل ہے جس طرح خلق- مخلوق کے معنی مین-

اصغا صاحب آصفی بحوالۂ مدار الافاضل گوید کہ بمعنی گوش نہادن مؤلف گوید کہ بالکسر
و بغین معجمہ بقول منتخب لغت عرب است بمعنی گوش داشتن- فارسیان استعمال این بمعنی

حاصل بالمصدر کنند یعنی سماعت بتوجہ و بمعنی مصدری با مصادر فارسی کہ در ملحقات آید (اردو) کان رکھنا۔ بقول آصفیہ کان لگانا۔ توجہ سے کرسُننا۔ دل سے سننا۔ اس کا حاصل بالمصدر سماعت بتوجہ اور توجہ ہے (سوداؔ) غیروں کی بات پر نکہون کان مت رکھو ؎ لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کی طرف

اصغا کردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ متوجہ شدن و شنیدن بہ التفات و توجہ باشد کہ گوش داشتن است۔ (نصیر ہمدانی ؎) قصہ غصہ بی آبی من صغا کن تا گردست دہد از کرمت روی بہی (اردو) دیکھو اصغا کا ترجمہ۔ جس پر مصدری معنی کا بھی بیان ہے

اصفاہان | ہمان اسپاہان است کہ بسین مہملہ و بای فارسی گذشت و صراحت ماخذ ہم ہمدرانجا کردہ ایم و این مبدل آنست کہ فارسیان بقاعدہ خود سین مہملہ را بہ صاد مہملہ و بای فارسی را بفا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید (صائب ؎) خامۂ صائب چو آغاز گہر ریزی کند ؎ زندہ روح تازہ پیدا در صفاہان شود ؎ (اردو) دیکھو اسپاہان۔

اصفہان | بقول بہار (۱) نام پردۂ از موسیقی فرہنگ (العجمی) (قبول ؎) مطرب در اصفہان چو سرود این غزل قبول ؎ از حجرہ مہ نالہ او زندہ رود شد ؎ صاحب انند بذکر معنی اول گوید کہ (۲) شہری مشہور است در عراق۔ صاحب غیاث ہم ذکر ہر دو معنی کردہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این ہمین زیر اسپاہان و اسپہان کردہ ایم۔ جز این نیست کہ این مبدل اسپہان باشد کہ فارسیان سین مہملہ را بصاد مہملہ و بای فارسی را بہ فا بدل کنند ہمچون شست و شصت و سپید و سفید پس معنی دوم اصل است و معنی اول مجاز آن کہ صراحتش بہ معنی دوم اصپاہان گذشت (اردو) (۱) دیکھو اصباہان کے دوسرے معنی (۲) دیکھو اسپاہان و اسپہان

اصفہان نصف جہان | مثل۔ صاحب جہان

خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و
از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان
این مثل را بہ انتہای تعریف ملک اصفہان زنند کہ
ہم بہ وسعت رقبہ و ہم بہ اعتبار آبادی و خوبی ہای آن

گویا نصف جہان است دیگر ہیچ (اردو) فارسیون
نے اصفہان کو نصف جہان کہا ہے اور یہ صرف مبالغہ
ہو جو اس ملک کی تعریف مین کیا گیا ہو جیسے حیدرآباد
کو مینو سواد یا فرخندہ بنیاد کہتے ہین ۔

اصل | بقول صاحب منتخب لغت عرب است بالفتح معنی بیخ و نسب و اصول جمع آن فارسیان استعمال این کنند و بترکیب فارسی ہم کہ در ملحقات آید (انوری ؎) جاہ تو جہانیست کہ سکان سوادش ۔ در اصل لغت نام ندانند گران را ۔ (اردو) اصل ۔ بقول امیر (عربی) مونث ۔ فرع کی ضد بنیاد ۔ ماخذ ۔ مادہ (دیکھو استا نمبر ۹) نسب ۔ ذات (دیکھو استخوان ۔ نمبر ۲)

اصلاح | لغت عربست ۔ بقول صاحب منتخب باہمدیگر صلح کردن و بصلاح آوردن کار و شے و چیزی قرار دادن ۔ بہار گوید کہ نیکو کردن و بصلاح آوردن خلاف و فساد و فرماید کہ بالفظ کردن و کوشیدن و یافتن مستعمل ۔ مؤلف عرض کند کہ و رای این ہم کہ از ملحقات معلوم می شود ۔ (فیاض لاہجی ؎) حاجتی نیست باصلاح خط خوب ترا ۔ کہ خطا ساختہ پیش ہمہ کس معیوب است
(اردو) اصلاح ۔ عربی ۔ مؤنث ۔ درستی ۔ ترمیم ۔ رفع فساد ۔

(۱) اصلاح پذیر | استعمال ۔ بہار ذکر
(۲) اصلاح پذیرفتن | (۱) کردہ و فرماید کہ بمعنی
قبول کنندۂ اصلاح است (ابو طالب کلیم ؎)
از سخن حال خرابم نشد اصلاح پذیر ۔ ہیچ ویرانہ

کہ از گنج خود آباد نشد ۔ مؤلف گوید کہ امر حاضر
است از نمبر (۲) باعتبار مصدر مرکب و اسم فاعل
ترکیبی است باعتبار مصدر پذیرفتن و (۲) بقول
صاحب بحر بمعنی بہ شدن مؤلف گوید کہ مجاز معنی

تحقیقی است که درستی قبول کردن است وسندش همان که بر (۱) گذشت (اردو) (۱) اصلاح پذیر (۲) اصلاح پذیر ہونا۔ اصلاح پر آنا۔

اصلاح چیزی کوشیدن | استعمال بقول بہار باصلاح چیزی کوشیدن باشد مؤلف گوید که بحذف با محاورهٔ فارسیان است (خسرو سـ۵) چون باز نباید زبت و بتکده خسرو؛ اصلاح مزاج سگ دیوانه چه کوشم؛ (اردو) اصلاح کی کوشش کرنا

اصلاح دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از شاپور طهرانی سند آورده مؤلف گوید که مرادف اصلاح یافتن و حاصل کردن اصلاح است (سـ۵) ورق هستیم از هم بدر آیند که من؛ دیده ام آنقدر اصلاح که باطل شده ام؛ (اردو) اصلاح پانا۔ درست کیا جانا۔

اصلاح کردن | استعمال۔ صاحب آصفی گوید این کرده که بمعنی درست کردن باشد از همین است (اصلاح حال کردن) و (اصلاح خاطر کردن) و (اصلاح دل کردن) و (اصلاح دماغ کردن) و (اصلاح رقمزده کردن) و (اصلاح مزاج کردن) (ظهوری سـ۵) هنوز اصلاح حال زار خود شاید توان کردن؛ ز حد بگذشت بی پروائیش پروای خود دارم؛ (سلیم طهرانی ۲ع) بمشکل است اصلاح کردن خاطر رنجیده را؛ (وله ۳ع) از نصیحت چند اصلاح دل نمکش کنم؛ (طالب آملی ۳ع) اصلاح دماغی بمی ناب نه کردیم؛ (اثر شیرازی سـ۵) کمن رقمزده کلک صنع را اصلاح؛ که خط ساخته بی بهره باشد از تحسین؛ (سلیم طهرانی سـ۵) بدفع سرکشی آتش آب می باید کجاست باده که اصلاح این مزاج کنم؛ (اردو) اصلاح کرنا۔ درست کرنا۔ امیر نے اصلاح بنا بمعنی درست کرنا غلطی او نقص رفع کرنا لکھا ہے

اصلاح کوشیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و این همان است که بر (اصلاح چیزی کوشیدن گذشت۔ (اردو) دیکھو اصلاح چیزی

کوشیدن -

اصلاح یافتن استعمال - حاصل کردن اصلاح باشد - صاحب آصفی ذکر این کرده و از موجدی اصفہانی سند آورده و این مرادف صلاح دیدن است که گذشت (سه) گرچنین صلاح خواہ یا خط عارضش بنالۂ مقراض و رگوشش نوا خواہ شدن ؛ (اردو) دیکھو اصلاح دیدن -

اصل بد از خطا خطا نکند مثل - صاحبان خزینه و امثال و احسن ذکر کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان و رمذمت اجلاف این مثل را زنند - مقصود اینست که کسی که اصلش بد باشد یعنی از شرفا نباشد دانسته بدی کند و ارادہ بد از و خطائی شود (اردو) دکن مین کہتے ہین " اشراف سے خطا نہین کم ذات سے وفا نہین " اجلاف برائی سے نہین چوکتا " امیر نے فارسی مثل ہی کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بد ذات ضرور ہی بدی کرتا ہے - کمینہ برائی کرنے سے کبھی نہین چوکتا - آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہی فارسی مثل اردو مین بہی مستعمل ہے - نیز آپ نے لکھا ہے " اصل سے خطا نہین کم اصل سے وفا نہین " یہ مقولہ ہے یعنی شریف کبہی برائی نہین کرتا اور کمینہ سے بہلائی نہین ہوتی -

اصل داران پاک اصطلاح - بقول صاحب بحر (۱) انبیا و اولیا و اصفیا و اتقیا و ازکیا - (۲) ملائک مؤلف گوید که مقصود خبرین نباشد که بنیاد و نسب انبیا پاک است و این کنایه باشد - صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی اول قانع - صاحبان ہفت و انند و مؤید ذکر ہر دو معنی کرده اند (اردو) (۱ و ۲) فارسیون نے انبیا اور اولیا اور ملائک کو اصل داران پاک کہا ہے -

اصل داران فلک اصطلاح - بقول صاحب انند و شمس - مرادف اصل داران پاک

حیف است کہ سند می پیش نشد و مقصود جزین نباشد کہ انبیا و اولیا و ملائک تعلق از افلاک دارند در علو و این کنایہ باشد (اردو) دیکھو اصل داران پاک۔

اصل داشتن | استعمال۔ بمعنی صاحب بنیاد بودن کہ مقابل بی بنیاد است چنانکہ ظہوری گوید (ﷺ) نداند اصلی ہوسہا مباد ؛ کہ ہمت زوال انزادی بر آید ؛ (اردو) بی بنیاد ہونا۔ (۱۲۵۰)

اصل قلّہ | اصطلاح۔ معاصرین عجم بمعنی سر کوہ و راس الجبل استعمال کنند۔ صاحب روزنامچہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ۔ مؤلف گوید کہ قلّہ لغت عرب است بقول منتخب بالضم بمعنی سر کوہ فارسیان معاصر لفظ اصل بر آن زائد کردہ اند و ہیچ دخل در معنی ندارد (اردو) پہاڑ کی چوٹی۔ صاحب آصفیہ نے اس کو پہاڑ کا درمیانی راستہ درہ کوہ لکھا ہے۔ غالباً آپ سے تسامح ہوا ہے کیونکہ آپ ہی نے لفظ قلّہ پر فرمایا ہے۔ سر کوہ پہاڑ کی چوٹی۔

(۱۲۵۱) **اصل کردن** | استعمال۔ بمعنی بنیاد و قرار دادن باشد۔ چنانکہ انوری گوید (ﷺ) فرخندہ بود رضا کہ رضای دلش خدای ؛ اصل نجات خلق جہان کرد در ازل ؛ (اردو) اصل قرار دینا بنیاد و قرار دینا۔

اصم | بہ فتحتین و تشدید۔ بقول بہار بمعنی کر۔ و فارسیان بہ تخفیف آوردہ اند حیاتی گیلانی (ﷺ) زار می نالم و سودی نہ کند ؛ گوش گردون کہ ہمانا اصم است ؛ صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ۔ لغت عربست (اردو) بہرا۔ بقول آصفیہ وہ شخص جس کی قوت سامعہ جاتی رہی ہو۔ کر۔ اصم۔

اصناف | بالفتح۔ بقول بہار بازار ہا چنانکہ ملا طغرا در مرآت الفتوح آوردہ کہ ؛ اصناف

بہ آئین بستن دکانہا کشودند'' خان آرزو در چراغ بہ استناد ہمین سند گوید کہ بمعنی اہل حرفہ و بازاریان است۔ صاحب منتخب گوید کہ بمعنی گروہ است (۵) حسناد ترا در بدن از خوف تو خون نیست؛ درست چنان نیست کہ اصناف امم را بخیال ما تسامح بہار یا غلطی کتابت یا تحریف اہل مطبع باشد کہ بازاریان را بازارہا نوشت۔ اصناف جمع صنف لغت عربی است۔ تصرف فارسیان است کہ آنرا با اہل حرفہ و بازاریان مخصوص کردہ اند۔
(اردو) اہل بازار۔ اہل حرفہ۔ مذکر۔

اصنافِ قابل | استعمال۔ معاصرین عجم این را بمعنی استادان قابل استعمال کردہ اند صاحب رہنمای سہولت بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ است فرماید کہ ''اصناف قابل از ہر قبیلہ نشستہ اند'' یعنی استادان کامل از ہر یک نشستہ اند مؤلف گوید کہ از این استعمال و نیز از استعمال مجرد لفظ اصناف کہ گذشت واضح میشود کہ اضافت اصناف لفظاً بسوی قابل یا ہم یا مماثل آن و بدون اضافت ہم بلحاظ قرینہ بمعنی گروہ است (اردو) قابل لوگ۔ مذکر۔

اصنام چین | اصطلاح۔ مرکب اضافی است و بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کنایہ از مردان یا زنان جمیل و نیکو روی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این بت ہای چین کہ کار بت تراشی ملک چین مشہور است و این استعارہ باشد کہ زنان یا مردان جمیل را اصنام چین نام کردند ضعیف است کہ سندی پیش نشد۔ مخفی مباد کہ اصنام بالفتح لغت عرب است جمع صنم و صنم بقول منتخب بمعنی بت آمدہ (اردو) خوبصورت اور حسین مرد اور عورتین۔

اصول | بقول بهار باصطلاح موسیقیان ولایت ایقاع است که عرف هند تال خوانند
و باصطلاح موسیقیان کشمیر دهل کوچک که بانگشتان نوازند و فارسیان بمعنی حرکات موزون و
خوش آینده نیز استعمال کنند - خان آرزو در چراغ گوید که لفظ عربیست و معنیً با بهار متفق دار. شه
فرماید که نقلی است مقابل فروع و بحرهای اصول موسیقی که مثال بحور شعر مرکب اند از وتد و فاصله
چنانکه از شرح اخلاق ناصری معلوم شد (وحید سه) "تا ب سیلی غم چون صدای دف گاهی
برون ز دائره پای نهم ولی با اصول" و فرماید که کنایه از حرکات و سکنات ناز آورد - چون کسی بناز
و غرور حرف زند گویند چه اصول گرفته - صاحب غیاث گوید که (۱) اصول جمع اصل است که بمعنی
بیخ باشد و (۲) نام علمی که در آن از چهار اصول فقه که ادلهٔ شرعیه عبارت از آنست بحث کنند و
آن این است (الف) کتاب (ب) سنت (ج) اجماع امت (د) قیاس و (۳) باصطلاح
فارسیان بمعنی حرکت موزون و خوش آینده و (۴) باصطلاح موسیقیان ترجمهٔ تال هندی -
پس اصول موسیقیان نزد اهل عجم هفده است - یکی مخمس - دوم تجر ترک ضرب و آنرا ترکی نیز
گویند - سوم رویک - چهارم دوره - پنجم ثقیل - ششم خفیف - هفتم چهار ضرب - هشتم درافشان - نهم متین
دهم ضرب الفتح - یازدهم اصول فاخته - دوازدهم خنیر - سیزدهم نیم ثقیل - چهاردهم اوفر - پانزدهم
ورصد - شانزدهم رمل - هفدهم هزج - و بقول صاحب شمس اصول در فارسی بمعنی ساز هم آمده مولف
گوید که ما نسبت معنی دوم و سوم و چهارم بیان کرده صاحبان تحقیق عرض کنیم که در هر یک معنی لفظ
اصول بر معنی حقیقی قائم است یعنی در معنی دوم هم معنی حقیقی است و مراد از علمیکه بی بنیاد نیست بلکه
مبنی بر چهار چیز است که بالا گذشت که آنرا علم اصول و اصول فقه گویند و مجازاً لفظ اصول را

بمعنی اصول فقہ استعمال کردہ اند سند این بہ اصول گرفتن می آید و نسبت معنی سوم عرض میشود
کہ ہر کیتی کہ موزون و خوش آیندہ و درست باشد فارسیان آن را اصول رعنائی نام نہند
سند این بہ اصول آوردن پیش کنیم و این معنی بہ لفظ اصول مجاز باشد از اصول رعنائی۔
حالا عرض می شود نسبت معنی چہارم کہ ترجمہ آن در ہندی تال نباشد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند
بلکہ اصول موسیقی بوجہ اضافت آن بسوی موسیقی از قبیل اصول شرع و اصول قانون است
و استعمال اصول در موسیقی ہم در دستک زنی است و ہم در نغمہ و ہم در رقص چون ہر یک را بر قواعد
مقررہ اش بکار برند گویند کہ بر اصول موسیقی است و الا خارج از اصول۔ مثلاً رقاصان ہم اصول
رقص را بر آواز دف و دستک زنی نگاہدارند و دف نوازان و دستک زنان پابند قواعد بحور
سرود و اصول آنند۔ پس وحید در کلام خود کہ بالا گذشت گوید کہ پا نہادن من بیرون از دائرہ
مبنی بر اصول است یعنی اصول رقاصی را از دست ندادہ ام و اصول رقص قائم داشتہ ام
بر آواز سیلی غم کہ قائم مقام صدای دف است حقیقت تعریف ما در بعض ملحقات این روشن
تر شود و قاری و مستمع این مضمون را زود بفہم نیاید تا آنکہ چیزی از اصول موسیقی خبر نداشتہ باشد
بالجملہ معنی چہارم در مجرد لفظ اصول نیست و نباشد البتہ جا دارد کہ این معنی را در لفظ اصول بمجاز گیریم
(اردو) (۱) اصول۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ اصل کی جمع بنیاد۔ قاعدہ۔ قانون۔
امیر نے فرمایا ہے کہ اب واحد کی جگہ بھی استعمال ہونے لگا ہے (الخ) ہر ایک فن مین اسکی
جو قواعد مقرر کر لئے جائین انہین قواعد کو اس فن کے اصول کہتے ہین۔ جیسے اصول شرع
اصول قانون۔ اصول موسیقی وغیرہ۔ (۲) علم اصول وہ علم ہے جو مبنی ہو اصول چارگانہ فقہ

پر جس کو اصول نغمہ بھی کہتے ہیں۔ مذکر (۳) اصول رعنائی کہہ سکتے ہیں جس سے ناز و نخرہ مراد ہے اور بتانا یعنی وہ حرکات جو موافق مضمون غزل یا ٹھمری وغیرہ ہاتھوں اور اشارہ چشم و ابرو سے ظاہر کریں اس کو بھاؤ بتانا بھی کہتے ہیں۔ یعنی گیت کے انداز کا روپ دکھانا (۴) تال۔ بقول آصفیہ (ہندی) لکھنو میں مذکر اور دہلی میں مؤنث۔ اصول نغمہ کے ضبط کرنے کے واسطے ہاتھ پر ہاتھ مارنا۔

اصول آوردن استعمال۔ یعنی ناز و نخرہ و حرکات موزون و خوش آیندہ کردن و این متعلق است از معنی سوم لفظ اصول کہ گذشت و این معنی در لفظ اصول مجازی است از اصول رعنائی محمد قلی سلیم گوید (ع) نگارے موافق نحوز غریب جہان ٭ چو آن اصول کہ زبان درسوم حماع آید ٭ (اردو) ناز و نخرے کرنا (۱۷۱)

اصول ثقیل اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم وانند یکی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ مرکب توصیفی است و این ہمانست کہ ذکرش این ذیل لفظ اصول در ہفدہ اقسام قسم پنجم کردہ ایم و وجہ تسمیہ این جزو این نباشد کہ واضعان فن موسیقی در این ثقالت یافتہ باشند و اصول ثقیل نامش نہادہ (اردو) فارسیوں نے اصول ثقیل فن موسیقی کے سترہ اصول میں جن کی صراحت لفظ اصول پر کی گئی ہے پانچویں اصول کو کہا ہے جو غالباً بہ نسبت اور اصولوں کے ثقیل ہوگا۔ مذکر۔

اصول خفیف اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم وانند یکی از ہفدہ اصول موسیقی است مؤلف گوید کہ ما ذکر این بر لفظ اصول بذیل ہفدہ اقسامش بر اصول ششم کردہ ایم۔ مرکب توصیفی و وجہ تسمیہ این بلحاظ خفت باشد و بس (اردو) فارسیوں نے علم موسیقی کے سترہ اصول

سے چھٹے اصول کا نام اصول خفیف رکھا ہے۔ تذکرہ

اصولِ فاختہ | اصطلاح۔ بقول بحر و جہانگیری و برہان نام اصولی از ہفدہ بحر اصول موسیقی و نیز نام صوتی۔ بہار گوید نام اصولی کہ در عرف ہند سوس فاختہ گویند (میر خسرو ؎) باز بلبل چنگ زد در پردہای تنگ گل ٭ در اصول فاختہ بلبل پریشان گشت باز ٭ (ولہ ؎) بلبل انا در اق گل کردہ درست ٭ منطق الطیر و اصول فاختہ ٭ خان آرزو در چراغ فرماید کہ آنچہ صاحب جہانگیری نام صوتی از موسیقی گفتہ تحریف است مؤلف عرض کند کہ ما ذکر ہفدہ اصول متذکرۂ بالا بر لفظ اصول کردہ ایم و عجبی نیست کہ این را از آواز فاختہ قائم کردہ باشند (اردو) فارسیون نے ایک راگ کا نام اصول فاختہ رکھا ہے۔

اصول کردن | استعمال۔ بمعنی پابند اصول موسیقی شدن در رقص و در ینجا اصول بمعنی اصول موسیقی مجاز باشد چنانکہ ملا تشبیہی گوید و بہار نقلش ذیل لفظ اصول کند (؎) بعشق اگر بہ بی ست بی شراب شوی ٭ چنانکہ بی دف و نی خود بخود اصول کنی ٭ (اردو) رقص مین اصول موسیقی کی پابندی کرنا۔ قاعدے سے ناچنا۔ (۱۱۶۱)

اصولِ کلام | اصطلاح۔ بقول بحر و آنند و غیاث عبارت از مسائل علم کلام کہ در ان مطالب علم نقلی را بدلائل عقلی ثابت کنند مؤلف گوید کہ ہمین است کہ بعلم کلام مشہور است (اردو) اصول کلام فارسیون نے مسائل علم کلام کو کہا ہے جس مین مطالب علم منقول کو عقلی دلائل سے ثابت کرین۔ صاحب آصفیہ نے علم کلام پر اس کا ذکر فرمایا ہے۔ تذکرہ۔

اصول گرفتن | استعمال۔ بمعنی عمل بر اصول فقہ و علم اصول کردن و اصول فقہ اختیار کردن در ینجا لفظ اصول مجازاً بمعنی اصول فقہ آمدہ چنانکہ محسن تاثیر گوید (؎) زاہد ز پنجگانہ نماز ریائیش ٭ بر دین حق ببین چہ اصولی گرفتہ است ٭ (اردو) اصول فقہ پر عمل کرنا۔ اصول فقہ اختیار کرنا۔ (۱۱۶۲)

اصول و کچول | اصطلاح - بقول صاحب معروف بروزن قبول بمعنی جنبانیدن جسته و خیز بهنگام [illegible] رضبانیدن سرین در رقص و بهار رقصیدن آمده (اردو) فارسیون نے اصول [illegible] ذکر این کرده مخفی مباد که معاصرین کچول چوتڑ ہلانے کو کہا ہے جو اہل عجم و عرب حالت [illegible] می کنند و کچول بقول برہان باواو رقص میں ہلاتے ہیں یہ ایک مسخرہ پن کی حرکت ہے۔

الف مقصوره با ضاد معجمه

[illegible] **اضافت** | بکسر اول و فتح فا و تای مدوّره لغت عربیست بقول منتخب بمعنی نسبت کردن و میل دادن و مضاف کردن کلمه به کلمه و به تای دراز در فارسی - بقول صاحب تحقیق القوانین به ذیل مرکب اضافی ذکر کرده عبارت از نسبت کردن اسمیست بطرف اسمی بواسطه حرف جار مقدّر مانند از و برای و در و اسم اضافت کرده را مضاف و اسمی را که دیگر اسم اضافت نموده شود و نسبت مضاف الیه نامند و مضاف بر مضاف الیه مقدّم آید و حرف آخرش مکسور باشد بشرطیکه مضاف الیه ضمیر متصل یا آخر حرف یکی از الف و واو مدّه و های مختفی و یای معروف نبود و آن کسره را کسرهٔ اضافت گویند و غرض از اضافت یا تعریف مضاف است و این جای صورت بندد که مضاف الیه معرفه باشد چنانکه در اسپ بهرام و تیغ رستم یا تخصیص آن و این در صورتی حاصل گردد که مضاف الیه نکره بود چنانکه در انگشتر زر و پیل پادشاه و بعضی اسمای نکره همچو پس و پیش و مانند و مثل بنا بر توغل ابهام و شدّت نکارت با وجود مضاف شدن بطرف معرفه - معرفه نمی شوند - بهرکیف اضافت باعتبار تقدیر حرف جار بر سه نوع است اوّل بمعنی از چنانکه انگشتر زر و دوم بمعنی برای چنانکه اسپ بهرام - و سوم بمعنی در چنانکه زدن امروز - و باعتبار حال مضاف و مضاف الیه

بر چہار نوع باشد اول ------------

(ب) اضافتِ استعارہ | کہ بر سبیل مجاز میان لازمِ مشبّہ بہ و مشبّہ واقع شود - و این اضافت

ہمیشہ بمعنی برای بود چنانکہ تیغِ اجل - زبانِ حال - سپہرِ تدبیر - گوشِ ہوش و دوم ------

(ج) اضافتِ بیانی | و درین نوعِ اضافت - مضاف الیہ بیانِ مضاف و اصلش بود چنانکہ

انگشترِ زر - پیکرِ موم - تیرِ آہن - جامِ نقرہ و سوم ------

(د) اضافتِ تشبیہی | کہ بحذفِ حرفِ تشبیہ میانِ مشبّہ و مشبّہ بہ واقع شود و چنین اضافت مثل

اضافتِ بیانی ہمیشہ بمعنی از باشد - چنانکہ آئینۂ دل - بلبلِ زبان - خانۂ تن - دفِ ماہ

و چہارم ------------

(ہ) اضافتِ مطلق | و درین نوع اضافت مضاف الیہ نہ بیانِ مضاف افتد نہ مشبّہ بہ و

و آن اکثر بمعنی برای آید چنانکہ اسپِ بہرام - پیلِ بادشاہ - تیغِ رستم - زرِ انگشتری - وگاہی بمعنی

در - چنانکہ زرِ امروز - شہیدِ کربلا ------------

مخفی مباد کہ در اضافتِ بیانی و اضافتِ مطلق ذاتِ مضاف مقصود باشد و ذکر مضاف الیہ فقط

برای بیانِ ابہام و نشانِ مضاف بود برخلاف اضافتِ تشبیہی و استعارہ کہ درین ہر دو مقصود

بالذات مضاف الیہ باشد و ذکر مضاف محض بنا بر قرینۂ تشبیہ و استعارہ و حاصل استعارہ بالکنایہ

و تشبیہ ہست یعنی مشبّہ را عین مشبّہ بہ ادعا نمودن چنانچہ قائل (تیغِ اجل) اول اجل را در ذہن جلاد

قرار داد و سپس تیغ را کہ لازمِ جلاد است از و مستعار گرفتہ بنا بر قرینہ و تقویتِ مدعا بطرفِ اجل

مضاف نمود و اضافتِ مطلق با وصف افادہ تعریف و تخصیص جائی فایدۂ ملکیت دہد چنانکہ اسپ

بهرام - پیل پادشاه - وجائی افادهٔ لیاقت و قابلیت - چنانکه آدم کار - مردمیدان - وجائی افادهٔ
ترجیح و فوقیت چنانکه پیر پیران - شاه شاهان و مصدر لازم هرگاه مضاف گردد - مضاف شود
یا بسوی فاعل چنانکه "خوشوقت شدم از آمدن دوست" یا بطرف ظرف بی ذکر فاعل
چنانکه "رنجور گشتم از رفتن دیروز" و مصدر متعدی چون مضاف شود - مضاف گردد گاهی بسوی
فاعل - خواه مفعول مذکور بود خواه محذوف چنانکه "غمگین هستم از کشتن زید بکر را" "بیهوش
شدم از سرائیدن مطرب" یعنی از سرائیدن مطرب نغمه را - گاهی بطرف مفعول با ذکر فاعل
چنانکه (ع) خوردن خون دل از چشم تر آموخته ام ٭ وگاهی بی ذکر فاعل چنانکه "اختیار کردن نکوئی
بهتر است" وگاهی بسوی ظرف بی ذکر فاعل و مفعول چنانکه خورسند گشتم از زدن امروز" یعنی
از زدن یار رقیب را درین روز - و بتوجه استعمال اهل زبان یا بضرورت شعر بعض مرکبات اضافیه
بتقلب مضاف و مضاف الیه و بعضی بقطع کسرهٔ اضافت هم و هر واحد از انها در صورت اول بمرکب
اضافی مقلوب موسوم شود مانند انصاف دشمن برادرزاده جهان پادشاه - خدا دوست و در صورت
ثانی بمرکب اضافی مقطوع نامیده شود مثل دوست دشمن - سرپنجه - شب برات - صاحب خانه
و نیز بعض جا برای ضرورت شعر میان مضاف الیه مقدم و مضاف آن فاصله واقعست چنانکه
(ظهوری ؎) دیده صد بحر و کان را حاصل از دست ٭ نیارد داد تا کیدل از دست ٭ و بعضی
حروف مانند - برای - و بنا بر و بهر و جز که در حالت انضمام همچو مضاف واقع شود باید که آنها را
بشبه مضاف تعبیر کنند و تتمه بحث تو امد این بر لفظ مرکب آید - و بعض متفننین فرس اضافت را برده
اقسام منقسم کرده اند و هر یکی را باسمی موسوم (۱) اضافت اقترانی گویند که مضاف با معنی مضاف الیه

اقتران معنوی دارد. و همچون عنایت نامه یعنی نامهٔ که مقرون بعنایت است. و دست ادب یعنی دست
که مقرون با دب است (۲) اضافت بادنی ملابست و نزد ایشان این قسم هم من وجه در قسم
اول داخل است چنانکه ایران ما و توران شما که متکلم و مخاطب از ساکنان آبادی محلهٔ از
ایران و توران باشند و مجازاً اطلاق سکونت بر همهٔ ملک ایران و توران کنند (۳) اضافت
تبیینی که آن را اضافت بیانی هم نامند که از ان حقیقت مادهٔ مضاف معلوم شود. چنانکه دیوار
گل. خاتم طلا. جامهٔ دیبا. (۴) اضافت تخصیصی که اضافت مخصص بسوی مخصِّص باشد همچون
آئینهٔ پیل. زنگ شتر. پوست انار. و نیز اضافت مسبب بسوی سبب چنانکه کشتهٔ غم و هم اضافت
سبب بسوی مسبب همچون تیغ انتقام و بمعنی از چنانکه بوعلی سینا یعنی بوعلی ابن سینا واز سینا
و این همه اقسام داخل اضافت تخصیصی است. (۵) اضافت تشبیهی که این را مجازی هم نام
است که اضافت مشبه بسوی مشبه به باشد چنانکه دشمن نفس. زال دنیا. بهار اقبال. نرگس چشم
(۶) اضافت تملیکی. و درین اضافت ملک است بسوی مالک همچون اسپ زید (۷) اضافت
توصیفی که اضافت موصوف بسوی صفت باشد چنانکه شمشیر تیز. اسپ کبود. مرد شجاع (۸)
اضافت توضیحی که اضافت موضَح بسوی موضِح باشد همچون شهر بصره. خطهٔ بخارا. باد شمال
روز دوشنبه و این را اضافت عام بسوی خاص هم نامند (۹) اضافت ظرفی که درین اضافت
مظروف مضاف باشد و ظرف مضاف الیه یا بالعکس آن چنانکه آب دریا. باد صحرا. شیشهٔ
گلاب. صندوق کتاب (۱۰) اضافت مجازی که باضافت استعاره هم موسوم است و همین را
اضافت تشبیهی هم گویند که بر قسم پنجم گذشت و درین قسم اضافت اثبات مضاف نسبت مضاف الیه

بطورہ فرضی باشد ہمچون سرہوش قدم فکر مؤلف گوید کہ این ہمہ اقسام اعتباری است وشامل
است ورتقسیم بیانکردہ صاحب تحقیق القوانین کہ بالاگذشت (اردو) اضافت - بقول میر
(عربی) مؤنث - لگاو - نسبت - علاقہ - قواعد نحو مین ایک اسم کی دوسرے اسم کی
طرف نسبت کرنا - جس اسم کی نسبت کرتے ہین اسے مضاف اور دوسرے اسم کو مضاف الیہ
کہتے ہین - اردو مین اضافت کی نو علامتین ہین کا - کے - کی - را - رے - ری - نا
نے - نی - اول کی تین علامتین اسم مظہر اور اسم مضمر دونون کے ساتھہ آتی ہین جیسے
نماز کا وقت - شیشے کے ٹکڑے - اس کا گلا - انکی کلائی - بیچ والی تین علامتین ضمیر مخاطب
اور متکلم سے مخصوص ہین جیسے میرا گھر - تیرا ور - ہماری کھیتی - تمہارے ہل - آخر کی تین
علامتین - آپ (بمعنی خود) کے لفظ سے متعلق ہوتی ہین جب وہ حالت اضافت مین عمل
تخفیف سے اپ رہجاتا ہے جیسے اپنا قلم - اپنے کاغذات - اپنی کتاب اور ان علامتون
کے آخر مین الف اسوقت ہوتا ہے جب مضاف واحد مذکر ہوتا ہے جیسے ہمارا نام - انکا
کام - تمہارا معاملہ اپنا ڈھنگ - اور مضاف کے جمع مذکر ہونے کی حالت مین الف یای
مجہول سے بدل جاتا ہے اور مؤنث ہونے کی حالت مین واحد ہو خواہ جمع یای معروف
سے جیسے - انکے گھوڑے - تمہارے یا بو - میری کتاب یا کتابین - اردو مین بخلاف فارسی
مضاف الیہ کا مضاف سے مقدم لانا فصیح ہے - اگر مضاف الیہ معرفہ ہے تو اضافت کی وجہ
سے مضاف بھی معرفہ ہوجاتا ہے اور نکرہ ہے تو ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے
جیسے فیروز کا غلام اور مرد کا لباس کہ مثال اول مین فیروز کے معرفہ ہونے سے غلام جو نکرہ

تھا وہ بھی معرفہ ہوگیا۔ اور مثال ثانی مین لباس مین جس کا مفہوم عام تھا مرد کی طرف مضاف ہونے سے ایک طرح کی خصوصیت پیدا ہوگئی جس نے اسے عورت کے لباس سے جدا کر دیا۔ اضافت کی چار قسمین ہین (۱) بیانی (۲) تخصیصی (۳) تملیکی (۴) ظرفی۔ اضافت بیانی وہ اضافت ہے جس مین مضاف الیہ مضاف کا بیان واقع ہو اور بعض کہتے ہین مادہ اور اصل ہونا سمجھا جائے۔ جیسے لکڑی کے کواڑ اور سونے کے پہاڑ۔ اور اضافت تخصیصی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مضاف الیہ کے لئے خاص ہونا سمجھا جائے جیسے میرا کام اور تیرا نام۔ اور اضافت تملیکی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مملوک اور مضاف الیہ کا مالک ہونا مفہوم ہو جیسے میرا مال۔ تیری شال۔ اور اضافت ظرفی وہ اضافت ہے جس سے مضاف کا مظروف اور مضاف الیہ کا ظرف ہونا یا اس کا عکس سمجھا جائے جیسے دریا کا پانی اور شراب کا پیالہ۔ اور سب اقسام اضافت کے انہین اقسام اربعہ مین داخل ہین۔

اضافہ | لغت عرب است بکسر اول وفتح فا بقول صاحب منتخب بمعنی افزون کردن بر چیزی ومعانی دیگر ہم دارد ولیکن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی افزایش استعمال می کنند وازمعاصرین عجم صاحب لنگران ذکر این کردہ ؎ اضافہ خرج است باو زیندگی ندارد" (اردو) اضافہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بیشی۔ ترقی۔ (فقرہ امیر) گانون کے ٹھیکے مین ایکسو دوسو کا اضافہ ہوا"

اضطراب | بکسر اول وسوم لغت عرب است بمعنی خلل یافتن کار، و پریشان شدن و جنبیدن۔ بہار گوید کہ بالفظ افگندن و باریدن و دادن و داشتن و ریختن و کشیدن مستعمل۔

مؤلف عرض کند کہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی بیتابی پریشانی کنند و مجازاً بمعنی عجلت ہم کہ سند معنی مجازی بر اضطراب کردن می آید و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکّب سازند کہ در لحقات آید (ظہوری سہ) در آغوش دلم آسودہ خاطر بود مہتابم ٭ نمیدانم پے ما چیست حال اضطراب امشب ٭ (اردو) اضطراب - بقول امیر (عربی) مذکر - بیتابی - بیقراری - گھبراہٹ - (مصحفی سہ) اے جان آکے دیکھہ مرے دل کا اضطراب ٭ دیکھا نہ ہو جو طائر بسمل کا اضطراب ٭ (نسیم سہ) سوچی کہ دلا شتاب کیا ہے ٭ پھر سمجھیں گے اضطراب کیا ہے ٭

اضطراب آسودن | استعمال - بمعنی رفع شدن بیتابی و پریشانی است - چنانکہ ظہوری گوید (سہ) از پا فتادہ حیرت برجاست آب تابم ٭ بر ضعف ریخت قوّت آسودہ اضطرابم ٭ (اردو) اضطراب رفع ہونا - اضطراب باقی نہ رہنا - (۱۳۳۲)

(الف) **اضطراب افتادن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از آصفی شیرازی سند آوردہ کہ از ان مصدر مرکّب - - - - - - - - -

(ب) **اضطراب افتادن در دل** | بمعنی مضطرب و پریشان شدن ہے پیدا (سہ) بود تسکین دہہا لحظہ لحظہ برق دیدارت ٭ زہر برق تجلی در دل من اضطراب افتد ٭ (اردو) مضطرب ہونا

(الف) **اضطراب افگندن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از ناصری بخارائی سند آوردہ کہ از ان مصدر - - - - - - - - -

(ب) **اضطراب افگندن بجان** | پیدا است کہ بمعنی مضطرب و پریشان حال کردن است (سہ) خطر آوردی و افگندی بجانم اضطراب ٭ ملک معمور از برات بی محل گردد خراب ٭ (اردو) اضطراب پیدا کر دینا - مضطرب کر دینا -

(الف) **اضطراب انداختن** | استعمال صاحب

آصفی ذکر این کردہ و از عرفی سند آوردہ کہ از ان

مصدر مرکب ....

(ب) اضطراب اندختن در نبض | پیدا ست

کہ کنایہ از پریشان حال کردن است (ے) کو

معنی کہ اضطراب دلم ؛ ہمہ در نبض مرم انداخت ؛

(اردو) دیکھو اضطراب افگندن۔

اضطراب باریدن | استعمال۔ صاحب

آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن پریشانی

است (صائب ے) چنان کز ان لب خاموش

عتاب می بارد ؛ نہ آرمیدن ما اضطراب می بارد ؛

(اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ پریشانی ٹپکنا

بھی کہہ سکتے ہیں۔

اضطراب بودن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ و از قاسمی گونابادی سند آوردہ

کہ بمعنی عائد حال بودن پریشانی است (ے)

ز صرصر بود بحر را اضطراب ؛ گرہ بر رگ جان

ز موج و حباب ؛ (اردو) اضطراب پیدا ہونا۔

بیقرار ہونا۔ پریشان ہونا۔

(۱۴۹۴) اضطراب پیمودن | استعمال۔ بمعنی عرض

دادن و اندازہ کردن پریشانی و بیتابی است

کہ پیمودن بقول صاحب بحر عجم بمعنی اندازہ کردن

و عرض دادن آمدہ (ے) بر ظہوری دو دیدہ

بیتابی ؛ بہ سکون اضطراب پیمایم ؛ (اردو)

اضطراب ظاہر کرنا۔ اضطراب کا اندازہ کرنا۔

اضطراب دادن | استعمال۔ صاحب

آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عائد حال کردن

پریشانی و بیتابی و مضطرب کردن و پریشان

حال کردن و بیتاب کردن است (اسیر شہرستانی

ے) شکیبم اضطرابی داد و رہا یی شہادت را ؛

کہ چون موج از سر شوریدہ ام فتراک می لرزد ؛

(اردو) پریشان کرنا۔ مضطرب کرنا۔

اضطراب داشتن | استعمال۔ صاحب

آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مضطرب و پریشان

حال و بیتاب بودن است (شہیدی قمی ے)

دم مردن نه چندان اضطراب از بهر جان دارم٭
تو بر بالین نه این اضطراب از بهر آن دارم٭
(اردو) بیتاب ہونا۔ پریشان ہونا۔ مضطرب ہونا۔

اضطراب دریافتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی معلوم کردن و واقف شدن از بیتابی و پریشان حالی است (فیضی ؎) دریافت چو ما۔ اضطرابش٭ یکتا و زبان پی جوابش (اردو) بیتابی پانا۔ اضطراب معلوم کرنا۔

(۱۲۲۵) **اضطراب دل برون آمدن** | استعمال بمعنی پیدا و ظاهر شدن بیتابی و پریشان حالی است چنانکه ظهوری گوید (؎) بهشق از نگاهها اضطراب دل برون آید٭ چه حیرت گر پس مردن کنم احیای بیتابی٭ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔

اضطراب ریختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی ظاهر شدن بیتابی و پریشان حالی است (طالب آملی ؎) کنون گر موبمو بیم اضطراب تازه می ریزد٭ نسیمی گرد ونرد او راقم از شیرازه می ریزد٭ (اردو) اضطراب ظاہر ہونا۔ بیتابی و پریشانی ظاہر ہونا۔

(الف) **اضطراب شدن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و از حاجی گیلانی سند آورده که ازان-------

(ب) **اضطراب شدن صبر** | بمعنی تبدیل شدن صبر با ضطراب ظاهر است (؎) معلوم شد ز جوش سرشک سبک عنان٭ صبری که داشتیم تمام اضطراب شد٭ و از همین قبیل است

(ج) **اضطراب شدن طاقت** | چنانکه ظهوری گوید (؎) سکون مجوی ز من طاقت اضطراب شده٭ باختلاط در الفت اجتناب شده (اردو) ب و ج۔ صبر او طاقت اضطراب سے بدل جانا۔

اضطراب کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده از معنی ساکت که بمعنی (۱)

مضطرب و پریشان حال و بیتاب شدن است
(صائب ع) درین محیط که طوفان نوح ابجد
اوست ٭ بهر نسیم چو موج اضطراب نتوان کرد ٭
و (۲) مجازاً بمعنی عجلت کردن که این معنی از معنی (۲۲۲۱)
حقیقی بیتابی پیدا می شود (عرفی ع) وصف شتی
کن که کند اضطراب ٭ بهر فدا گشتن او آفتاب ٭
(اردو) (۱) اضطراب کرنا - بقول امیر بیقرار
ہونا (رند ع) دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا ٭
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا ٭ (۲) اضطراب
کرنا بمعنی جلدی کرنا - امیر نے معنی دوم کو ترک کیا ہے
اور درحقیقت یہ مجاز ہے بے قراری کا (فقرہ
امیر) جلدی میں آنا اضطراب نکرو اُنکو بھی آجانے دو ٭

اضطراب کشیدن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده که بمعنی مبتلای بیتابی و پریشانی شدن
است (تنہا ع) غالب شریک حاصل عمر
آفت است ازان ٭ بیہوده اضطراب تلف
می کشیم ما ٭ (اردو) اضطراب میں مبتلا ہونا
بیتاب اور پریشان ہونا -

اضطراب نمودن | استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کرده که (۱) مرادف اضطراب کردن
و (۲) ظاهر شدن اضطراب باشد (نثر میر
خسرو دہلوی) در تمنای آن طلعت اضطراب رنجش
می نماید که دقیقه ازان در کلک تیز گنجد (اردو)
(۱) دیکھو اضطراب کرنا (۲) اضطراب ظاہر ہونا -

اضعاف مضاعفه | بقول صاحب بحر عجم و غیاث بالفتح کثرت در کثرت - بسیاری
در بسیاری مخفی مباد که اضعاف بالفتح لغت عربست بمعنی دو چندان و ترکیب آن با لفظ
مضاعف - اہل عرب این را بمعنی زیاده از زیاده استعمال کرده اند که مبالغه ایست و زیادتی
همچون بیش از بیش و استعمال این مرکب توصیفی در فارسی زبان بترکیب اضافی آمده و درین
صورت معنی چہار گونه پیدا شود یعنی دو چندِ مضاعف و کنایه از بسیار بیش از نیجاست که صاحب

بحر عجم کہ پابند لغات فارسی زبان است ذکر این کردہ (اردو) زیادہ سے زیادہ بہت زیادہ

(الف) اضغاث	(الف) بقول صاحب منتخب لغت عربست بالفتح دستہا ی
(ب) اضغاث احلام	گیاہ خشک و تر باہم آمیختہ جمع ضغث بالکسر و (ب) خوابہای

پریشان کہ تعبیر درست ندارد بجہت خلط۔ صاحبان بحر عجم و انند و غیاث ذکر این کردہ اند و ظاہر است کہ در (ب) معنی مجازی است بر سبیل کنایہ و فارسیان ہمین اصطلاح را استعمال کردہ اند (اردو) (الف) کچی اور سوکھی ملی ہوئی گھانس کے گٹھے۔ مذکر (ب) پریشان خواب یا بمعنی خوابہای پریشان (مذکر)

الف مقصورہ باطای حطی

اطا | بقول برہان و انند و ہفت بفتح اول و ثانی بالف کشیدہ درختست بدہ است کہ بعربی غرب خوانند و آنرا ہیچ ثمر نیست و صمغ آن بہترین و تازخمی بہ پای آن نزنند و نشگافند صمغ ازان بر نیاید و عصارۂ برگ آن را برکرشی کہ ازان ریم می آید بچکانند نافع بود۔ صاحب محیط فرماید کہ ہمین را اطاطاس ہم نامند۔ ہم او بر غرب فرماید کہ اطاطاس لغت یونانی است پس جز این نباشد کہ اطا مخفف آن است مابحث کامل این بر ارطی کردہ ایم کہ گذشت۔ (اردو) دیکھو ارطی۔

(الف) اطاعت	(الف) بتای مدورہ بقول منتخب لغت عرب است بکسر اول بمعنی
(ب) اطاعت گری	فرمان بردن و (ب) بقول بہار امتثال و فرمان برداری (ملا

ہاتفی بہ بسم ہمہ خیل اذعانی ذ گذری ؛ بفرمانبری و اطاعت گری ؛ مؤلف گوید کہ فارسیان

بقاعدۂ خود اطاعت را بہ تای درراز نوشتہ معنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و نیز کلمۂ گرو یای مصدری برا و زیادہ کردند وگر کلمہ ایست۔ بقول برہان وقتی کہ باکلمۂ دیگر ترکیب یابد افادۂ معنی فاعلیت کند (اردو) (الف) اطاعت۔ مؤنث۔ دیکھو آئین پرستی (ب) اطاعت ہی کے لفظ مین فرمانبرداری کے معنی بھی ہین جو اطاعت گری کا ترجمہ ہے۔ دیکھو امیر اللغات مین لفظ اطاعت۔

اطاق بقول صاحب بول چال بضم اول بمعنی حجرہ۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ہم ذکر این کردہ و معاصرین عجم در روزمرۂ خود استعمال این می کنند۔ صاحب غیاث این را بتای فوقانی اتاق نوشتہ گوید کہ بالضم لغت ترکی است بمعنی خانہ وخیمہ و فرماید کہ بجای قاف غین معجمہ ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ متقدمین فرس این را بہ تای فوقانی و قاف در آخر بمعنی خانہ استعمال کردہ اند و ما ذکر این بجایش کردہ ایم و از کلام ملّا وحشی سندی ہم ہمدر انجا مذکور حقیقت اینست کہ اصل این در ترکی زبان او تاغ است بہ واو دوم و تای فوقانی و غین معجمہ در آخر کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی خانہ و حجرہ آمدہ۔ واو درین لغت برای اظہار ضمہ باشد کہ عموماً در رسم الخط ترکی نوشتہ می شود و فارسیان آنرا حذف کردہ بر ضمۂ الف قناعت کردند و غین معجمہ را بقاعدۂ خود با (قاف) بدل کردند ہمچون آردغ و آروق و چناغ و چناق و این قسم تبدیل عموماً در عراق عجم یافتہ شد و صاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ پس توان گفت کہ اتاق مفرّس اوتاغ است آنچہ معاصرین عجم تای فوقانی را بہ طای حطی بدل کردہ اند و برخلاف حقیقت و استعمال متقدمین رفتہ اند چنین نیست کہ لاعلمی

از ماخذ باشد - اگرچه تای فوقانی تعریباً به طای مهمله بدل شود ولیکن این قسم تبدیل در قاعدهٔ فارسی نیامده وجا دارد که فارسیان معاصر بر لفظ طاق که لغت عرب است الف وصلی آورده اطاق کردہ باشند - اندرین صورت هم مفرّس باشد (اردو) کمرا - بقول آصفیه - زبان لاطینی کا لفظ ہے اردو میں مستعمل - اسم مذکر - کوٹھے کے اندر کا ہر ایک درجه جیسے سونے کا کمرا - کھانے کا کمرا - حجرہ

اطاقِ آئینه کاریِ مفرّس استعمال - بقول صاحب رہنمای سہولت بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار بمعنی مکانی که سقفش از ہردو جانب مائل باشد و از شیشه و بلور ساخته شده مؤلف گوید که معنی اطاق بجایش گذشت و آئینه کاری مفرّس ہردو بمعنی حقیقی ہست و این مرکّب توصیفی باشد بمعنی اطاقی که از آئینه کاریست و مفرّس ہست (اردو) وہ کمرا یا مکان جسکی دونون جانب ڈھلوان سقف آئینے کی ہو -

اطاقِ آخری استعمال - مرکّب توصیفی است بمعنی حقیقی و کنایه از حجرهٔ عقب معاصرین عجم در روزمرهٔ خود استعمال این کنند - صاحب روزنامه بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده (اردو) عقب کا کمرا - مذکر -

اطاقِ بزک استعمال - مرکّب اضافی است بفتح بای موحده و زای ہوّز - معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرهٔ استراحت می کنند و صاحب بول چال ذکر این کرده بخیال ما معنی لفظی این حجرهٔ زینت است که بزک بلغت ترکی بقول صاحب کنزاللغة ترکی بمعنی زینت آمده و رسم است که زنان در حجرهٔ استراحت زینت خود کنند و از ہمین معنی کنایه شد از حجرهٔ استراحت یعنی خوابگاه (اردو) استراحت کا کمرہ - خوابگاه - مذکر -

اطاقِ پذیرائی استعمال - مرکّب اضافی است معاصرین عجم در روزمرهٔ خود استعمال این بمعنی حجرهٔ ملاقات می کنند - صاحبان رہنما و بول چال بحواله سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده گویم که دو اضافه که به معنی حقیقی حجرهٔ قبولیت است و کنایه از حجره که در آن

مالک مکان باکسی ملاقات کند (اردو) ملاقات
کا کمرا - مذکر۔

اطاق را تمیز کردن | مصدر اصطلاحی۔
در روزمرہ معاصرین عجم بمعنی خانۂ حیوانات را
پاک و صاف کردن است۔ صاحب روزنامہ
بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این
کردہ۔ درین مصدر مرکب اطاق مجازاً بمعنی
خانۂ حیوانات است و تمیز کردن ہم بمعنی مجازی
صاف و پاک کردن باشد الحاصل محاورۂ السنہ
متعلق بروزمرہ عوام است ازینجاست کہ
مطابقت معنی حقیقی با معنی اصطلاحی بدشواری
صورت گیرد (اردو) جانوروں اور پرندوں
کے مقامات کو صاف و پاک کرنا۔

اطاق سفرہ | استعمال۔ مرکب اضافی است
بمعنی حجرۂ کہ دران طعام خورند کہ سفرہ در زبان
عرب بقول منتخب بالضم بمعنی توشہ دان و زاد
مسافر و سفرۂ چرمین است۔ صاحبان روزنامہ
و رہنما - و بقول چال بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ اند (اردو) کھانے کا کمرا۔ مذکر

اطاق شام | استعمال۔ مرکب اضافی است
معاصرین عجم این را در روزمرۂ خود بمعنی حجرۂ
استعمال کنند کہ در آن مہمانان طعام شب خورند
و بلحاظ معنی حقیقی این کہ عام است تخصیص مہمانان
بالمجاز باشد۔ صاحب رہنما ذکر این بحوالۂ سفرنامۂ
ناصرالدین شاہ قاچار کردہ (اردو) شام کی
دعوت کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق مرتبۂ دوم | استعمال۔ مرکب اضافی
است معاصرین عجم استعمال این بمعنی حجرۂ زیرین
کنند و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ و این معنی مجازی است
کہ با معنی حقیقی من وجہٍ تعلق دارد و این خبر میدہد
ازین کہ در ملک عجم عمارات دو منزلہ اکثر باشد
(اردو) سب سے نیچے کا کمرا۔ مذکر۔

اطاق زیرک | استعمال۔ مرکب اضافی است

صاحب سنہا سجو الہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار این را آوردہ و معنی خوابگاہ شاہی نوشتہ محققی مبارکہ بزبان ترکی بہ فتح اول و سوم بقول برہان بترکی زبان یاسبانان را گویند۔ تحقیق کالمش بجای خود ش آید۔ این قدر متحقق شد کہ مجرم یا سبانان کنایہ باشد از خوابگاہ شاہی کہ در آن یاسبانان ہم برای محافظت شاہ می باشند۔ (اردو) شاہی خوابگاہ۔ مذکر۔

اطراد بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر و تشدید طا۔ راست شدن کار و پی یکدیگر شدن و بالتخفیف راندن فرمودن و بقول صاحب حدائق صنعتی است در بلاغت بہ تشدید و تخفیف ہر دو و تعریفش چنانست کہ در کلام نام ممدوح و نام آبای او را بترتیب ولادت ذکر کنند و گاہی از آبای ممدوح بمدح آیند۔ چنانکہ (ع) الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم ؎ (قدسی ؎) بہار گلشن دین محمد عربی ؎ ضیای چشم علی نور دیدۂ زہرا ؎ بہار خرمی خاطر حسین و حسن ؎ سرور سینۂ زین العبا و شمع ہدی ؎ فروغ شمع شبستان باقر و صادق ؎ غریب خاک خراسان علی بن موسیٰ ؎ (اردو) فن بلاغت مین اطراد ایک صنعت کا نام ہے جس مین یا تو ممدوح اور اس کے آبا و اجداد کا مسلسل ذکر کرین یا اجداد و آبا سے مدح کا آغاز کر کے ممدوح کے نام پر اسکو ختم کرین جیسے (ع) اے کریم ابن کریم ابن کریم ؎ (المولفہ ؎) آصف اول کی زیبا یادگار ؎ اور نظام الملک کا نور نظر ؎ وہ سکندر جاہ کے گھر کا چراغ ؎ ناصرالدولہ کا پیوند جگر ؎ افضل الدولہ بہادر کا خلف ؎ میر محبوب علیخان نامور ؎

اطراف (الف) بقول صاحب منتخب لغت عربست بالکسر بمعنی نو و خوش آیندہ آوردن و اطلاع یافتن بر چیزی و بالفتح کنارہا۔ بہار می فرماید کہ جمع طرف است و فارسیان

این را بہا و الف جمع نمایند (کمال اسمعیل سے) مدان تا دو سہ خرقہ آری بہم ‌ پ بسر رسید و یدی اطرافہا
مؤلف گوید کہ فارسیان ----------

(ب) اطرافِ خاک | کنایہ بجرہ گفتہ اند کہ حوالی زمین آب دریاست و این مرکب اضافی است (انوری سے) ز دست شاہ ابر تو سرمایہ گرفت ‌ پ اطراف خاک ازان گہر امداد یافت ‌ پ بعضی از معاصرین بر آنند کہ درین شعر از اطراف خاک اہل عالم و خاکیان مراد است فتامل (اردو) الف - اطراف - بقول امیر - طرف کی جمع - حوالی - کنارے
(ب) سمندر - دیکھو اردو کا نمبر (۲)

اطریش | بفتح اوّل و دوم معاصرین عجم در روزمرۂ خود ملک آسٹریہ را گفتہ اند - صاحب روزنامہ و رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند - مخفی مباد کہ آسٹریا ملکی است از جرمن در وسط یورپ و این لغت زبان انگلیسی است و نام این مشہور بجرمن اطریش است عجمی نیست کہ این لغت لاطینی باشد و فارسیان معاصر استعمال ہمین لفظ در فارسی می‌کنند (اردو) آسٹریہ - جرمن کے ایک حصہ ملک کا نام ہے - اور یہ انگریزی زبان کا لفظ ہے

اطریفل | بقول صاحب ضمیمۂ برہان نام معجونی است - دوائی کہ از ہلیلہ و بلیلہ و آملہ سازند و این ترکیبی است کہ حکمای ہند ترتیب دادہ اند و آنرا بزبان ہندی تریھلا گویند - صاحب غیاث گوید کہ اصل این تری پہل است - صاحب انند گوید کہ اطریفل معرّب باشد و فرماید کہ طریفل ہم آمدہ و تری در ہندی بمعنی سہ و پہل ثمر را نامند و بعض محققین بر آنند کہ اصل این تریہل است و تر در ہندی بمعنی سہ آمدہ نہ تری مؤلف عرض کند کہ صاحب ضمیمۂ برہان درست

گوید که اصل این تریپهلا باشد صاحب ساطع ذکر این کرده واین را مرکب سنسکرت نوشته وبانکه ترکیب
این از سه ثمر است به تریپهلا موسوم شد پس بخیال ما اطریفل معرب این است به تبدیل تای
فوقانی به طای حطی وبای فارسی به فا وزیادت یای تحتانی بعد رای مهمله برای سهولت تلفظ و
حذف الف آخر پس فارسیان بزیادت الف وصلی دراولش همین لفظ معرب را اطریفل
کردند وعربان استعمال این هم نمودند یا اینکه الف وصلی دراول هم نتیجهٔ تعریب است وبس
(اردو) اطریفل ـ مذکر ـ بقول امیر تریپهل کا معرب ایک قسم کی معجون ـ جو ہڑ ـ بہیڑے ـ آملہ
سے تیار کی جاتی ہے ـ نزلے وغیرہ امراض دماغی کو مفید ہوتی ہے ـ

اطریلال | بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی ورای بی نقطه به تحتانی رسیده ولام بالف
کشیده ولام زده بلغت رومی نام دوائیست که آنرا بعربی حرز الشیاطین وحشیشة البرص خوانند
وتخم آن مستعمل ـ این همانست که ما ذکر این بر آطریلال در ممدوده کرده ایم وحیف است که در انجا
از صراحت کامل مقصر ماندیم وعجب است که در انجا راه بسوی محیط نبردیم وتسامح کردیم که
محیط را از آطریلال ساکت نوشتیم ـ صاحب محیط آطریلال را ذکر کرده است فرماید که بمد الف
وکسر طای مهمله وسکون یای تحتانی وفتح لام والف وسکون لام ثانی باشد وآطریلان بنون در
عوض لام آخر هم آمده اسم یونانی است یا بربری وتاویل آن رجل الطائر بجهت مشابهت
با چنگال زاغ وبترکی غازه ایاغی وبفارسی تخم خلال وخلیل وبهندی کاگ چنگی وگیاه آن را
بعربی حشیشة الارض وحرز الشیاطین نام است گرم وخشک در آخر دوم وگویند در سوم و
در آن حرافت وحدت اندک وبوی مخدره وخصوصاً در علاج برص وبهق نافع ومنافع بسیار

دارد (الخ) مؤلف گوید کہ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آطریلال۔

اطریہ | بقول برہان و ہفت بر وزن الفیہ بمعنی رشتہ باشد کہ از آرد سازند و باگوشت پزند و آش اطریہ یعنی آش رشتہ گویند و این لغت عرب است۔ صاحب خزانۃ اللغات واند ہم این را عربی گفتہ (اردو) سویان۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث۔ ایک قسم کی خوراک جو گیہون کے میدے یا روے کو گوندھ کر تاگے کے مانند بنائی جاتی ہین اور مسلمانون مین عید کو اور ہندون مین سلونون کے تہوار پر بالخصوص پکا کر کھائی جاتی ہین۔ فارسی مین رشتہ حلوا۔ عربی مین شعیریہ کہتے ہین۔

اطفا | بقول بہار کشتن آتش وچراغ وفروشدن آن و بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست وصاحب منتخب بکشتن آتش وچراغ قانع وبکسر اول باشد فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و بمعنی مصدری بامصادر فرس (اردو) آگ یا چراغ بجھانا بمعنی حاصل بالمصدر۔

اطفا کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از والہ ہروی سند آوردہ مؤلف عرض کند کہ ترکیب اطفا با مصدر کردن بدون اضافت آن بسوی آتش یا چراغ یا حرارت یا مماثل آن نمی شود کہ بمعنی کشتن آتش است (ع) مرگ اطفای حرارت نکند عاشق را ۔ سنگ آتش بہان آتش خود در دریاست (اردو) بجھانا۔

اطفال | بالفتح لغت عربست وطفل بالکسر۔ بقول منتخب نوزادہ از مردم وحیوان۔

و بالفتح نازک و تازه از هر چیز۔ جمع و مفرد آمده و بقول انند بحوالۂ منتہی الارب اطفال بالفتح جمع آن۔ مؤلف گوید کہ فارسیان این را بمعنی نوزادۂ مردم و نیز بترکیب آن با الفاظ فارسی بمعانی خاص استعمال کنند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ۵) از ہمہ سادہ تر و از ہمہ پرکارتر ہم ہر کہ بازیچۂ اطفال شد افلاطون است ﴿ (اردو) اطفال۔ بقول امیر۔ طفل کی جمع۔ لڑکے (نسیم ۵) بڑہتے بڑہتے اشک دامن تک آ رکر نے لگے ﴿ رفتہ رفتہ گود میں لینا پڑا اطفال کو ﴿

اطفال باغ اصطلاح۔ مرکب اضافی است بقول صاحب بحر (۱) نہال نورستہ و اشجار نورسیدہ و (۲) بمعنی شاہدان نیز۔ صاحب برہان بمعنی اول قانع و گوید کہ این کنایہ باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل استعارات و ومم ذکر این کردہ بمعنی اول فقط و از انوری سندآوردہ (ملہ) چہ طعنہاست کہ اطفال باغ می نہ زنند ﴿ بگونہ گونہ بلاغت بلوغ طوطیا ﴿ صاحبان شمس و مؤید ذکر معنی دوم ہم کردہ اند حیف است کہ سندی پیش نشد۔ صاحب مؤید نسبت معنی اول صراحت فرماید کہ سبزہ و شاخہای نوخیز ہم در معنی اول داخل است و نسبت معنی دوم فرماید کہ شاید نوخاستہ باشد۔ مؤلف عرض کند کہ نہال نورستہ و اشجار نو رسیدہ و سبزہ و شاخہای نوخیز را کنایۃً اطفال باغ توان گفت و معنی دوم استعارہ باشد از کنایہ مذکور یعنی اول نوبہالان را اطفال باغ گوئیم و پس از ان بتشبیہ نازکی شاہدان نوخاستہ را بسبیل استعارہ بہرہ و معنی جمع باشد نہ واحد چنانکہ محققین بالا گفتہ اند فتأمل (اردو) (۱) نئے پودے اور سبزے۔ اور شاخہای لوکو فارسیون نے کنایۃً اطفال باغ کہا ہے (۲) نوجوانان محبوبوں کو بھی بطریق استعارہ۔

اطفال بحری استعمال۔ مرکب توصیفی۔

معاصرین عجم تلامذۀ علوم جہاز رانی و جنگ بحری
را گویند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ
قاچار ذکر این کردہ و صاحب بول چال بر طلبۂ
مدرسۂ جہاز رانی اکتفا کردہ - باقی حال معنی حقیقی
این اطفال منسوب بہ بحر است (اردو) وہ لڑکے
جو فن جہاز رانی اور جنگ بحری کی تعلیم پا رہے ہوں - مذکر

اطفال بسیار شیرین اصطلاح - بقول صاحب
روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار
اطفال ملیح و نمکین چہرہ و خوب رو را گویند -
در روزمرہ معاصرین عجم مستعمل (اردو) خوبصورت
اور ملیح لڑکے - مذکر -

اطفال نبات استعمال - بمعنی نورستگان
و نونہالان است چنانکہ انوری گوید (؎)
میل اطفال نبات از پی قوت سوی بالا
بہ طبیعت زان است ٭ (ولہ ؎) میل
اطفال نبات از جہت قوت و قوت یکردد
یکردی بامل و گرد در اسفل ٭ (اردو) نونہالان
چمن سنئے پودے - مذکر -

اطّلاع بکسر اول و تشدید طای حطی بقول منتخب دیدہ ور شدن و بر بالای چیزی بر آمدن
بہار گوید کہ بالفظ بودن و دادن و یافتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ فارسیان بمعنی واقفیت
و آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری یعنی واقف و آگاہ شدن و خبر یافتن با مصادر
فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) اطلاع - بقول امیر (عربی) مؤنث
آگاہی - خبر -

اطلاع بودن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی آگاہ و واقف بودن
باشد (اسیر لاہیجی ؎) واعظ نادان چہ گوید
از جمال روی دوست ٭ چون بسر این سخن
ہرگز نبودش اطّلاع ٭ (اردو) واقف ہونا
اطلاع ہونا - اطلاع رہنا - آگاہ رہنا -

اطّلاع دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی خبر دادن و آگاہ کردن است
(علوی مؤنس شرح ممنون کردکہ مرا بر صحت طبع گرامی
اطلاع داد" (اردو) اطلاع دینا - اطلاع کرنا
بقول امیر آگاہ کرنا - خبر دینا (فقرہ امیر) اپنی خیریت
سے جلد جلد اطلاع دیتے رہو" (ناسخ ؎) کی ہی
یاران عدم کو حال دل کی اطلاع ؏ نامہ اپنا
شاہ بال طائر بسمل مین ہے ؏

اطلاع داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی آگاہی داشتن و واقف و آگاہ
بودن است (مخلص لاہوری ؎) زحال بلبل
مسکین نداریم اطلاع اما ؏ بپای گلبنی دیدیم مشت
استخوانی را ؏ (اردو) مطلع ہونا - خبر رکھنا -

اطلاع یافتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی خبر یافتن است (والہ ہروی
؎) توان ز پرتو آن یافت بی صفای ضمیر
بچشم اہل ہوس اطلاع بہ اسرار ؏ (اردو)
اطلاع پانا - بقول امیر آگاہی ہونا (فقرہ
امیر) مین نے اطلاع نہین پائی ورنہ ضرور
حاضر ہوتا"

اطلاقِ اعم | اصطلاح - بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات در اصطلاح منطقیان فعلیت
و موجود شدن شے است در یکی از ازمنہ ثلاثہ چنانکہ عرفی شیرازی گوید - (؎) تا مجمع امکان و
وجوب نہ نوشتند ؏ مورد متعین نشد اطلاق اعم را ؏ معنی بیت این است کہ ذات حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم موافق اصطلاح صوفیہ صافیہ مجمع امکان و وجوب است از جہت اینکہ حقیقت
آن ذات کہ حقیقت محمدی است و تعین اول داخل مرتبہ وجوب است و صورت آن کہ
ہیکل عنصری است داخل مرتبہ امکان - تقریر معنی این کہ تا کاتبان تقدیر ترا مجمع امکان و وجوب
نوشتند یعنی تا ظہور ترا مقدر نکردند مورد اطلاق اعم متعین نشد و ہیچ امر از ازل تا ابد بفعلیت

نیامد (الخ) مؤلف عرض کند که فارسیان همین مرکب لغات عربی را بدین معنی در فارسی زبان استعمال کرده‌اند و مرکبی از لغات فارسی برای این نیست (اردو) اطلاق اعم - اصطلاح منطق مین فعلیت کو کہتے ہین - یعنی کسی شے کا وجود ازمنہ ثلاثہ مین -

اطلس | بفتح اول وسوم بقول بهار نوعی از جامه‌ها و بدین معنی در هندوستان هم شهرت دارد و جامهٔ ساده و بی نقش و صاحب مؤید این را لغت عرب گفته فرماید که نام جامهٔ ابریشمی سرخ و زرد نیز - صاحب منتخب فرماید که نوعی از جامه‌ها و جامهٔ ساده و کهنه و بقول صاحب ضمیمهٔ برهان دیبای سطبر دگنده و صاحب کنز که محقق زبان ترکی است این را اطلاس لغت ترکی گوید بمعنی یافته شده - جا دارد که ترکیان لغت عربی را بزیادت الف دوم برای اظهار فتحه که در رسم الخط ترکی داخل است اطلاس کرده باشند یا عربان بحذف الف دوم که در رسم الخط عربی برای اظهار فتحه نوشته نمی‌شود اطلاس را اطلس کرده باشند باتی حال اطلس در فارسی (۱) بمعنی جامهٔ ریشم مستعمل است که جلا دارد و (۲) در روزمرهٔ معاصرین عجم بمعنی مجموعهٔ نقشها - چنانکه صاحب بول چال ذکر این کرده است و در انگلیسی زبان آنرا اٹلس نامند - معاصرین عجم تای هندی را به طای حطی بدل کرده اطلس کردند که بمعنی دوم مفرس باشد و جا دارد که مجموعه نقشه‌ها را بدینوجه اطلس گفته باشند که اوراق آن از کاغذهای قسم خاص باشد که همچو پارچهٔ ریشم جلا دارد - وجود طای حطی درین لفظ خبری دهد ازین که فارسیان در مفرس اٹلس هم اطلس حقیقی را پیش نظر داشته‌اند ورنه ضرورت نداشت که در تفریس - طای حطی بعوض تای فوقانی مستعمل شود (ظهوری سـ۵) بینوایان در تمستان دگراند ؛ شال ما نیست گر از اطلس و دیبا مانده است ؛

(ولہ ص) اطلس خواجہ کہ درویدہ جلا میز دو ٭ نیست زیبندہ ترا زشال نزاکت وارد ٭ (اردو) (۱) اطلس۔ بقول امیر۔ مونث۔ ایک قسم کا چمکیلا ریشمی کپڑا۔ آتش نے ایک جگہ مذکر کہا ہے (ص) عیب عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے ٭ اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائیگا ٭ آپ فرماتے ہین کہ یہ خلاف جمہور ہے (۲) اٹلس۔ بقول امیر انگریزی۔ آپکا قول ہے کہ صحیح لفظ اٹلیس ہے۔ ممالک کے نقشون کی کتاب ۔

(۱۰۰۹) **اطلس چرخ** | استعمال۔ فارسیان چرخ را بہ تشبیہ جلای اطلس۔ اطلس چرخ گفتہ اند چنانکہ ظہوری گوید (ص) گشت اطلس چرخ رشک فرسود چو از ژندہ ما کہ شال عشق است ٭ (ولہ ص) ابرہ نقرہ گرا فتد بکفت قدر بدان ٭ بہتر از اطلس چرخ آستری می باشد ٭ (اردو) اردو مین بھی اطلس آسمان ۔ اطلس چرخ۔ اطلس گردون کہ سکتے ہین۔ امیر نے لفظ آسمان کے تشبیہات مین اطلس کا ذکر کیا ہے (ذوق ص) کیسہ گوہر انجم ترا صرف انعام ٭ طاقہ اطلس گردون ترا وقف خلعت ۔

اطلس سیاہ | اصطلاح۔ مرکب توصیفی بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی شب تاریک۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ وحیف است کہ سندی پیش نشد ولیکن خلاف قیاس نیست زیرا کہ شب ہم سیاہ و در سیاہی جلای مہتاب دارد پس اگر شب مہتاب را استعارۃً اطلس سیاہ گوئیم جا دارد و پس ازان مجازاً شب دیجور را ہم اطلس سیاہ گوئیم۔ عیبی ندارد و اگر از تشبیہ جلای اطلس کار نگیریم و مجرد پہنائی و سیاہی اطلس برائے تشبیہ کافی دانیم۔ اندرین صورت ہم شب تاریک را بر سبیل استعارہ اطلس سیاہ توانیم گفت بالجملہ معاصرین عجم حالا استعمال این بکنند (اردو) اندھیری رات۔ مونث۔

اطلس فروش | اصطلاح - بقول صاحب انند به حوالهٔ فرہنگ سکندر نامه نوشته مراد از آتش فروش است مؤلف گوید که طرز بیان ترک سنت ستم است بر تحقیق پسندان - مقصود خود این نباشد که اطلس فروش را که فروشندهٔ اطلس است فارسیان به آتش افروز تشبیه داده اند و عیبی ندارد که اطلس فروش هرگاه طاقه های اطلس را پیش مشتریان وا می کند آب و تاب آتش افروختن را ماند یعنی همچون تاب آتش جلای اطلس از هر سو صورت گیرد - ازین تشبیه هیچ فرق در معنی حقیقی اطلس فروش نیامده - و نه معنی اطلس فروش - آتش افروز شد حیف است که این نه اصطلاحی قابل بیان بود و نه طرز بیان انند قابل سکوت (اردو) اطلس فروش - اسم فاعل ترکیبی - اطلس بیچنے والا -

اطلس هرچند کهنه شود پاتابه نشود | مثل - صاحبان خزینه و امثال و احسن ذکر این کرده از معنی و محل استعمال ساکت اند فارسیان این مثل را بجایی زنند که مقصود شان از بیان احترام محترمی باشد - یعنی کسی که محترم است اگر از تقدیر گردش زمانه بانجا رسد که زبون و مرتبه دنیوی کم شود احترامش زائل نگردد (اردو) دکن میں کہتے ہیں کہ "ہاتھی بیٹھ بھی جائے تو گھوڑے سے اونچا ہے" مثال "اگر سیلی بھی ہے تو چکّی نہیں چھاڑ سکتے" صاحب آصفیہ نے لکھا ہے "ہاتھی ہزار لٹے تو بھی سوا لاکھ ٹکے کا" یعنی امیر کیسا ہی غریب ہو جب بھی خلقت اوسکی قدر و منزلت کرتی ہے -

اطلسی | بقول صاحب انند بحوالهٔ فرہنگ سکندر نامه و فرہنگ فرنگ (۱) فلک نہم و (۲) خواجه سرا را گویند - حیف است که سندی پیش نشد - فارسیان یای نسبت در آخر اطلس زیاده کرده منسوب به اطلس کردند که فلک هم همچون اطلس از سیارگان مجلی است و تخصیص فلک نهم مجاز باشد و جا دارد

که آسمان نهم را که بقول بعض عرش و درخشان
از نور الٰهی است - فارسیان کنایةً اطلسی نام
کرده‌اند که هم در جلا منسوب به اطلس است و از این که
خواجه سرایان شاهی اطلس پوش می بودند اطلسی

کنایه شد از خواجه سرا - (اردو) (۱) نوان آسمان - مذکر
(۲) خواجه سرا بقول آصفیه فارسی - اسم مذکر - وہ خصی غلام جو
گھر میں آجا سکے - خواجہ - وزیر - سپاہی طین - اور ریشما وغیره
محلسرا کو نہیں بطور دربان حاضر باش رہتا ہو -

(۱) اطماط	بقول برہان - بفتح اوّل بروزن وطواط و مقبوط - بندق ہندیست و آن را
(۲) اطموط	رته نیز گویند بکسر رای مہملہ و فتح و تشدید فوقانی - اگر آرد آن را با سرمه بیامیزند و

در چشم کشند احولی را ببرد و بعضی گویند باقلای ہندیست و آن سخت بود و نقطه های سیاه دارد -
صاحب محیط بر اطماط بحوالۂ ابن بیطار گفته که اطموط و اطماط و اطیوط - ہر سه اسم بندق ہندیست
و آن را رته معرب ریٹھه و گویند نوعی از باقلای ہندیست گرم در دوم و تر در اوّل و مزیل بہق
و مزید باه - صاحب انند ہر دو را بحوالۂ مخزن الادویه لغت عربی گفته و صاحب محیط بر بندق -
ہندی گوید که بلغت نبطی و فارسی رته و بربری اطموط و اطماط و بہندی ریٹھه و ارتھه نامند
(اردو) ریٹھا - بقول آصفیه (ہندی) اسم مذکر - ایک قسم کے درخت اور اس کے پھل کا نام
جس سے اونی ریشمی کپڑے اور بال وغیرہ صاف ہوتے ہیں اور اس کے اندر سے کالی کالی گولیان
نکلتی ہیں - صاحب ساطع نے تای عربی کے ساتھ رتھا پر لکھا ہے که اسکا فارسی نام رته ہے اور
عربی فندق ہندی - صاحب برہان نے لفظ رته پر جو صراحت کی ہے اس سے ثابت ہے که
که یه وہی ریٹھا ہے جس کی تعریف صاحب آصفیه نے کی ہے - صاحب برہان فرماتے ہیں که جب اسکو
پانی میں ڈالکر ہاتھ سے ہلاتے ہیں تو مثل صابون کے کف پیدا ہوتا ہے - کپڑے اور خصوصاً

ریشمی کپڑے اس سے دہوئے جاتے ہیں اور امراض چشم میں بھی نافع ہے۔

اطیسا | بقول برہان بفتح اوّل و ثالث بہ تحتانی رسیدہ و سین بی نقطہ بالف کشیدہ بلغت یونانی نوعی از بوی مادران باشد۔ گویند گستردنیدن آن در خانہ گزندگان موذی را گریزاند و آنرا العربی قیصوم خوانند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ تعریف این بر اطیسا کردہ ایم (اردو) دیکھو اطیسا۔

اطناب | بقول بہار۔ دراز کردن سخن و بسیار گفتن و با لفظ آوردن و دادن و رفتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عربیست بقول منتخب بالفتح بمعنی مذکورہ بالا۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی درازی سخن و بسیار گوئی کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (اردو) طولِ کلام۔ بقول آصفیہ۔ مذکر۔ بات کا پھیلاو۔ زیادہ گوئی۔

(۱) اطناب آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر است (والہ ہروی ؏) بر این عمر کہ تا نکشودہ لب باید بستن چہ کہ جز طول امل در گفتگو اطناب می آرد چہ بجای ما ازین سند۔

(اردو) کسی بات کو طول دینا۔ صاحب آصفیہ نے لفظ طوالت پر لکھا ہے کہ جیسے ”عبارت کو طوالت نہ دو“

(۱) اطناب دادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ ازان مصدر۔۔۔۔

(۲) اطناب آوردن در گفتگو | پیدا است کہ بمعنی طوالت پیدا کردن در تقریر و گفتگو باشد

(۲) اطناب دادن و تحمید | بمعنی طوالت دادن در حمد پیدا می شود (حسن دہلوی ؏)

ہر خطبہ رای خطیب ایجاز وجب دیدہ ٭ امروز در رسد پیش مگر اطناب و وتحمید را ٭ (اردو) مذمت طوالت و سنا

اطیوط بقول برہان بابای حطی بر وزن و معنی اطوط است کہ گذشت وما تعریف کامل این ہمہ اینجا کردہ ایم (اردو) دیکھو اطوط۔

الف مقصورہ با ظای معجمہ

اظہار بقول بہار بمعنی واقف گردانیدن و پیدا گردانیدن و با انظکردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بالکسر و بقول صاحب منتخب بمعنی پیدا کردن و ظاہر ساختن بمعنی حاصل بالمصدر ظاہر کردن استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب شدہ کہ در ملحقات می آید (ظہوری ســـہ) پی اظہار عجز ایدل گر شد فرصت جانی ٭ کہ چشم از عتاب ناز و تغافل بر نمی آید ٭ (ولہ ســـہ) اظہار غمت بر فروانجا ٭ بر چہرہ کاہی خزان فرض ٭ (اردو) اظہار۔ بقول امیر۔ (عربی) مذکر۔ کھولنا۔ ظاہر کرنا۔ نمائش۔ آپکا مقصد ظاہر کرنے سے حاصل بالمصدر سے ہے) (نواب میرزا شوق ســـہ) ہمسے اظہار تھا کہ مرتے ہیں ٭ یا ان اُنکے تملّا کرتے ہیں ٭

اظہار توانستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ممکن بودن و در اختیار بودن اظہار و بیان است چنانکہ حزین گوید (ســـہ) بوصل از خوی او نظارہ دیدار نتوانم ٭ نگاہم گرد دل می گردد و اظہار نتوانم ٭ (اردو) اظہار کر سکنا۔

اظہار چیزی کردن استعمال۔ ظاہر کردن آن چیز است کہ بحث کامل این بر اظہار کردن می آید (اردو) کسی چیز کا اظہار کرنا۔ کسی چیز کو ظاہر کرنا۔

اظہار داشتن استعمال۔ بمعنی ظاہر شدن

است چنانکه ظهوری گوید (سے) مشکل که شود مانع رفتن تو گفتم ؎ بر بند ظهوری بر و اظهار ز دل شد
(اردو) ظاہر ہونا۔

اظهار ساختن | استعمال - بمعنی ظاہر کردن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (خان آرزو سے) ہنرہائی کہ دارم نیست غیر از عیب در نوع دوا نازم گر ہمہ اظہار عیب خویش می پوشم ؎ (اردو) اظہار کرنا۔ بقول امیر ظاہر کرنا - بیان کرنا۔ (سوز سے) درد پنہاں کو میں اظہار کرون یا نکرون ؎ یون بہی تسکین دل اے یار کرون یا نکرون ؎

(الف) **اظهار کردن** | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اظہار ساختن است کہ گذشت مؤلف عرض کند کہ این متعلق است از (اظہار چیزی کردن) کہ گذشت و ہمدرین داخل است (۱) اظہار تنگدستی کردن (۲) اظہار خجالت کردن (۳) اظہار درد کردن (۴) اظہار دوستی کردن (۵) اظہار شکایت کردن ؎ (۶) اظہار عشق کردن

(صائب سلہ) تلخ رو مکن اظہار تنگدستی خویش ؎ کہ از طپانچہ بجر است روی مرجان سرخ ؎ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار سند (۲) آوردہ گوید کہ "او اظہار خجالت می کرد" (طالب آملی سلہ) با واز بلند اظہار درد می کنم طالب ؎ چو ابروی بتان آداب سرگوشی نمیدانم (ظہوری سلہ) ہر لحظہ مدعی کند اظہار دوستی ؎ غافل کہ دوستی ہمہ از دشمن من است ؎ (صائب سلہ) فغان کہ آبلہ در پردہ می کند اظہار ؎ شکایتی کہ مرا از برہنہ پائی نیست ؎ (ظہوری سلہ) در سر اغت نگاہ صد غم پنہان تردد می کند ؎ کردہ جائی ظہوری غافل اظہار عشق ؎ و از ہمین قبیل است۔۔۔۔۔

(ب) **اظهار کردن چیزی را** | چنانکہ صاحب یوسف سراج گوید "علاج رفع آنرا اظہار نکردہ است" (اردو) (الف و ب) کسی چیز کا اظہار کرنا - جیسے محبت کا اظہار کرنا۔

اظهار گردیدن | استعمال - صاحب آصفی

از گریز کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن است (زرنجا) است چنانکہ ظہوری گوید (سہ) جنبش ہای مژگان
ـــ) نہ یکی دلم دارد در سینہ نہان از تو ؛ نہ خلق صد حکایت در میان داری ؛ اگر گاہی ہم بر خم
نہان گردد ہر صبحدم اظہارش ؛ (اردو) اظہار می گنجد ؛ (اردو) اظہار ممکن ہونا۔
ہونا۔ ظاہر ہونا۔ امیر نے اظہار کرنا کے ذیل میں | اظہار نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
اظہار ہونا کی سند دی ہے اور فرمایا ہے کہ اب فصحا این کردہ و از نصیر ہمدانی سند آوردہ کہ مرادف
نہیں کہتے (قلق سہ) میرا آنا جو ہو گیا اظہار ؛ اظہار کردن است کہ گذشت (نثر) براستی و دروغ
پھر ملاقات سے بہت دشوار ؛ خواہش دل و شوق خاطر اظہار نمایم ؛ (اردو)
(۱۹۶۱) اظہار گنجیدن | استعمال۔ بمعنی ممکن بودن اظہار دیکھو اظہار کرنا۔

الف مقصورہ با عین مہملہ

اعادت | بقول بہار بمعنی بازگردانیدن و بالفظ شدن و کردن مستعمل۔ مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اول و فتح دال مہملہ۔ صاحب منتخب ذکر این با تای مدوّرہ کردہ فارسیان بقاعدہ خود این را بتای دراز یا ہای ہوز می نویسند و استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر و برای معنی مصدری با مصادر فارسی زبان می کنند (اردو) اعادہ۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ پلٹانا پھیرنا۔ کسی کام یا کسی بات کو دہرانا۔ مؤلف کہتا ہے کہ آپ کا مقصد حاصل بالمصدر سے ہی (نوازش سہ) دل کا اس شوخ سے ہر بار تقاضا کیا ؛ بات جو ہو چکی پھر اس کا اعادہ کیا ؛

(۱) اعادت کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی واپس شدن مستعمل است (سلمان ساوجی سہ) بالتفات تو بامن توان مشاہدہ کردن ؛ کہ چون کند بعظام رمیم روح

اعادت ونجیال ما ازین سند مصدر مرکب ــ ازان مصدر ــــــــــــ

(۲) اعادت کردنِ روح بمعنی واپس شدن روح پیدا (اردو) (۱) واپس ہونا ــ (۲) روح کا واپس آنا ــ جیسے جسم مردہ مین روح کا واپس آنا ــ

(۲) اعادہ شدنِ مدعا بمعنی اعادۂ عرض مطلب شدن پیداست (ﮟ) نتیجۂ نعت

ز عادت خود ہیچ برگشت ❊ ہرچند مدعای ظہوری اعادہ شدہ ❊ (اردو) عرض مدعا کا اعادہ ہونا ــ یعنی مقصد کی بات دہرائی جانا ــ

(۱) اعادہ شدن استعمال ــ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام ظہوری سند آوردہ کہ

اعانت لغت عربست بکسر اول و فتح چہارم بقول منتخب بمعنی یاری دادن فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر نوس مرکب کہ در ملحقات می آید (اردو) اعانت ــ بقول امیر (عربی) مؤنث ــ مدد دینا ــ ہماری رائے مین آپکا مقصد حاصل بالمصدر سے ہے ــ یعنی مدد ــ معاونت ــ

اعانت کردن استعمال ــ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مدد کردن است (تاثیر اصفہانی ﮟ) لکن اعانت ظالم بخیر وشر تاثیر ❊ کہ رنج بہلہ ز بالای دست عصا تھام کردل سے ارمان نکالا ❊

عصیا داشتہ ❊ (اردو) اعانت کرنا ــ بمعنی مدد کرنا (منیر ﮟ) ترے تیر نے ضعف مین کی اعانت ❊

اعتبار ــ بکسر اول و سوم بقول بہار عبرت گرفتن و بعبرت نگہ کردن و باندیشہ از پی چیزی فرا رفتن و چیزی را نیک نگاہداشتن و نیکو شمردن فرماید کہ با لفظ افتادن ــ رفتن ــ کردن ــ گرفتن مستعمل ــ مؤلف گوید لغت عربست ــ صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر

عبرت گرفتن و نیک نگاشتن و لحاظ و امتیاز کردن یعنی عبرت - اعتماد - و لحاظ و امتیاز استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظہوری سہ) رو و بر باد ترسم آبروی اعتبار من ✽ چہ محتاجم بدشنامی اثرہا در دعا ہیچم ✽ سند معنی لحاظ و امتیاز بر اعتبار برخاستن آید و سند معنی عبرت بر اعتبار گرفتن (اردو) اعتبار - بقول امیر (عربی) مذکر - اعتماد بھروسا - لحاظ - نظر (برق سہ) حسن پر نخوت نہ کر اس کا نہیں کچھ اعتبار ✽ چار دن مہمان ہو دو ر قمر میں چاندنی ✽ (فقرہ امیر) نسب کا کچھ پوچھنا نہیں - دولت کے اعتبار سے وہ تم سے اچھے ہیں ''

اعتبار افتادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتماد پیدا شدن و قائم شدن است (مد - چاچی سہ) ازین مطلع کہ در تشبیہ گلکش در خط آوردم ✽ بر انبای زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ✽ (اردو) اعتبار قائم ہونا -

اعتبار باشیدن | استعمال - بمعنی اعتبار بودن و ماندن است و تعریف و سند این بر اعتبار بودن می آید (اردو) دیکھو اعتبار بودن - (۱۹۶۲)

اعتبار بالیدن | مصدر اصطلاحی - بمعنی زیادہ شدن اعتبار است چنانکہ ظہوری گوید (سہ) بہ اختلاط ظہوری نہ کاہ عزت خود ✽ کہ اعتبار کس از احتراز می بالد ✽ (اردو) اعتبار بڑھنا کہ سکتے ہیں اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے (۱۹۶۳)

(۱۹۶۴) اعتبار بالیستن | استعمال - بمعنی ضرورت اعتماد و لازم و درکار بودن اعتماد است چنانکہ ظہوری گوید (سہ) عشق را اعتبار می باید ✽ برقراری قرار می باید ✽ (اردو) اعتبار لازم ہونا ہے

اعتبار بخشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار عطا کردن و دادن است (وحشی یافتی سہ) بنگی بخشد آنسان اعتبار ی

کہ بر تاجش نشاند تاجداری ؛ (اردو) اعتبار عطا کرنا
(۱) اعتبار برخاستن | استعمال صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی باقی نماندن اعتبار و امتیاز
است (صائب ؎) اعتبار از میان چو برخیزد
بیضۂ مور مہرۂ مار است ؛ مخفی مباد کہ ازین سند
مصدر (اعتبار از میان برخاستن) یا ــــ
(۲) اعتبار برخاستن از میان | پیدا میشود
(اردو) ا و ۲ - اعتبار باقی نہ رہنا - جیسے
یہ جب اعتبار باقی نہ رہا تو گھوڑا اور گدہا دونوں
ایک ہیں ۔
اعتبار بردن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی بی اعتبار کردنست (بیدل
؎) صورت پرستی از خلق برد اعتبار معنی ؛
ہر چند کعبہ سنگ است تسکین برہمن کو ؛ (اردو)
بے اعتبار کرنا -
اعتبار برگرفتن | استعمال - بمعنی حاصل کردن (۱۲۷۵)
اعتبار و اعتماد است - چنانکہ ظہوری گوید ؎
شوق از من اعتباری برگرفت ؛ چشم در پاشم
نثاری برگرفت ؛ مخفی مباد کہ برگرفتن بقول صاحب
بحر عجم بمعنی برداشتن و قبول کردن و اعتبار کردن
آمدہ (اردو) اعتبار و اعتماد حاصل کرنا -
اعتبار بودن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی امتیاز حاصل بودن است
(ظہوری ؎) نباشد مرا گرچہ آن اعتبار ؛
کہ عفو ترا جرم آید بکار ؛ مخفی مباد کہ باشد مضارع
مصدر باشیدن است نہ بودن - صاحب آصفی
غلط کردہ است کہ باستناد این شعر مصدر مرکب
اعتبار بودن قائم کردہ ازین سند مصدر اعتبار
باشیدن بمعنی اعتبار و امتیاز ماندن پیدا میشود
ازینجاست کہ ما این را بجایش قائم کردہ ایم
(اردو) اعتبار ہونا -
اعتبار داشتن | استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی معتبر بودن و اعتبار و امتیاز
داشتن است (مفید بلخی ؎) عارضت سنبلی

از خال است در اظہار حسن ؛ پیش دانا خط زیانم
از مہر وا ردا عتبار ؛ (اردو) اعتبار رکھنا۔
معتبر ہونا۔

اعتبار رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی باقی نماندن اعتبار است
(مفید بلخی ؎) ز رنگ گریہ من رفت اعتبار
بہار ؛ فگند لالۂ اشکم گرہ بکار بہار ؛ (اردو)
اعتبار جاتا رہنا۔ اعتبار اٹھ جانا۔

اعتبار شکستن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی زائل کردن و بردن اعتبار
است (حزین اصفہانی ؎) آن نکہت از کجاست
نفسہای تیرہ را ؛ تا اعتبار نافۂ تاتار شکند ؛
(اردو) اعتبار مٹانا۔ اعتبار باقی نہ رکھنا۔
بے اعتبار کرنا۔

اعتبار کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعتماد کردن و مطمئن کردنست (اثر
شیرازی ؎) بیک دل بود محتاج آن خم زلف
از پریشانی ؛ من از اوّل باین طرہ کردم اعتبار
دل ؛ (اردو) اطمینان کرنا۔ بھروسا کرنا۔ بھروسا
دلانا۔ مطمئن کرنا۔

اعتبار گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ (۱) بمعنی حاصل کردن اعتبار و اعتماد
باشد (ظہیر سمرقندی ؎) ملک بر پادشہ قرار
گرفت ؛ روزگار آخر اعتبار گرفت ؛ (انوری ؎)
القصہ از سخن بسخن شد چو یک زبان ؛ گفتیم از این حدیث
گرفتیم اعتبار ؛ (۲) عبرت گرفتن ہم (ولہ ؎) چو نتا
گشت از نسیم سحر گہ عبیر بار ؛ ہیچ از گلاب گر
نگرفت اعتبار گل ؛ (شفائی اصفہانی ؎)
گناہ عشق بازی بگشتم کہ ہر کہ چون من ؛ ز تو
چشم مہر دارد ز من اعتبار گیرد ؛ (اردو) (۱)
اعتبار و اعتماد حاصل کرنا۔ (۲) عبرت پکڑنا۔

اعتبار ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتماد باقی ماندنست (فغانی
شیرازی ؎) ز بسکہ داشتی ای گل ہمیشہ خوار مرا ؛

نماند پیش کسان ہیچ اعتبار مرا ؛ (اردو) اعتبار رہنا جیسے " افسوس ہے کہ ان کے قول کا کچھ اعتبار نہیں رہا "

اعتبار یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی اعتبار و امتیاز حاصل کردن است (اوجی نطنزی سہ) حریم گلشن کوئے تشد نشیمن ما ؛ نیافتیم دریغ اعتبار خار و خسی ؛ (اردو) اعتبار حاصل کرنا - امتیاز پانا -

اعتدال | لغت عرب است بکسر اول و سوم و بقول منتخب راست شدن و میانه شدن - فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی راستی و میانگی کنند و برای معنی مصدری با مصادر فارسی مرکب نمایند که در ملحقات آید (انوری سہ) از اعتدال ہوائی که دولت دارد ؛ آورد چو نبات انتهای نشو و نماست ؛ (وله سہ) ای راستی که در دل لیل و نہار یافت ؛ ما که ز اعتدال مزاج بہار یافت ؛ (اردو) اعتدال - بقول امیر (عربی) مذکر - برابر اور یکسان ہونا - کمی نہ زیادتی - آپکا مقصد غالباً حاصل بالمصدر سے ہے - (غالب سہ) مضمحل ہوگئے قوی غالب ؛ وہ عناصر میں اعتدال کہاں ؛

اعتدال داشتن | استعمال - بمعنی داشتن میانگی است و معتدل بودن چنانکه ظہوری گوید (سہ) بہار گلشن ایام اعتدال ندارد ؛ دوام عیش محال است غم زوال ندارد (اردو) اعتدال پر ہونا - معتدل ہونا - (۱۶۰۶)

اعتدال طلبیدن | استعمال - خواہان اعتدال و میانگی بودن (عرفی سہ) مباد لذت بیماری دل آنان را ؛ که اعتدال ز بہر مزاج می طلبند ؛ (اردو) اعتدال چاہنا - (۱۶۶۷)

اعتدال گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی میانگی اختیار کردن است (فیضی سہ) چون بر جنبش گذشت سالی بگلشن

نگرفت اعتدالی ؛ (اردو) اعتدال قبول کرنا
اعتدال نگہدار کہ ہر دو طرفش افراط تفریط است
مثل - صاحب محبوب الامثال باختلاف خفیف
ذکر این کردہ و ما از معاصرین عجم ہمین الفاظ را
شنیدہ ایم کہ ذکرش کردہ ایم سوا این بمعنی اندازہ
نگہدار باشد - فارسیان این را بر موقع تعریف
میانہ روی می زنند (اردو) صاحب محبوب الامثال
نے ایک ہندی کہاوت کا ذکر کیا ہے جو قریب
قریب اسی فارسی مثل کا ترجمہ خیال فرمایا ہے
"ات کا بھلا نہ برسنا ات کی بھلی نہ دھوپ - ات کا
بھلا نہ بولنا ات کی بھلی نہ چپ" ہماری رائے
مین دکن کی ایک کہاوت سے اس فارسی
مثل کا حقیقی مقصد حاصل ہوتا ہے - جو خیر الامور
اوسطہا کا مصداق ہے "دوڑ چلے نہ گر پڑے
نہ چیونٹی کی سی چال" اور صرف "دوڑ چلے نہ
گر پڑے" بھی انہین معنون مین مستعمل ہے
دونون کا مقصد یہ ہے کہ میانہ روی اور تحمل
اچھی چیز ہے -

اعتراض | بکسر اول و سوم لغت عربست بقول منتخب (۱) بمعنی حائل شدن پیش چیزی و مانع شدن - فارسیان این را "مجازاً" بمعنی حاصل بالمصدر یعنی نکتہ چینی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند و (۲) در اصطلاح بلغا بقول صاحب حدائق صنعتیست کہ قبل از تمام شدن کلام لفظی را ذکر کنند کہ معنی مقصود بی او تمام باشد و این را حشو نیز نامند و این بر سہ قسم است یکی آنکہ کلام را از رتبہ بیندازد و دوم آنکہ موجب حسن کلام شود و سوم آنکہ در حسن و قبح متوسط باشد - اول حشو قبیح است و دوم حشو ملیح و سوم متوسط - فرماید کہ حشو قبیح در کلام طبقا نمی باشد - مثال حشو قبیح این است (س) گرمی زسہم بہ خدمتت معذورم ؛ زیرا رمد چشم و صداع سرم است ؛ و مثال حشو ملیح چنانکہ انوری گوید (س) گر بخندم دان پس از عمر ایست

گویدزہر خند ﴿ ور بگریم دان بہر روزیست گوید خون گری ﴿ درین شعر لفظ پس از عمر ریست و بہر روزیست
حشو ملیح است زیراکہ معنی مقصود بی او تمام است ومقصود بیت ہمنست کہ اگر می خندم معشوق
می گوید کہ زہر خند کن واگر می گریم گوید کہ گریہ خون کن۔ امّا حشو درینجا فائدہ دیگری بخشند و آن
این است کہ با وجود کمتر خندیدن و بیشتر گریستن من چنین می گوید و این مبالغہ در بیرحمی معشوق
است ومثال حشو متوسط چنانکہ درین بیت (ﷺ) روی تراکہ یوسف مصری غلام اوست
آئینہ بندہ ایست کہ فولاد نام اوست ﴿ درین شعر (یوسف مصری غلام اوست) حشو متوسط
است مؤلف گوید کہ در فارسی زبان برای این صنعت اسمی از لغت فرس نیست ازینجاست
کہ فارسیان استعمال ہمین لغت عرب کردہ اند (اردو) (۱) اعتراض۔ بقول امیر (عربی) مذکر
نکتہ چینی (ناصر ﷺ) ہوئی کلام کی اصلاح نکتہ چینی سے ﴿ بڑا سلوک کیا جس نے اعتراض کیا ﴿
(۲) صنعت اعتراض وہ صنعت ہے کہ کسی کلام مین ایک ایسا لفظ مذکور کرین کہ کلام بغیر اس کے
بھی تمام ہوسکتا ہو اسکو حشو بھی کہتے ہین اور حشو کی تین قسمین ہین اوّل یہ کہ کلام اوس کے
سبب سے بے لطف اور کم رتبہ ہوجاے اسکو حشو قبیح کہتے ہین اور یہ فصحا کے کلام مین پایا
نہین گیا۔ اس صورت مین یہ محسنات کلام سے نہوا۔ جیسے (ﷺ) خوف میرا عفو کے قابل
ہے چشم یار سے ﴿ اوس کے جلوے سے صداع و درد سر ہوجائیگا ﴿ اس شعر مین لفظ صداع
حشو قبیح ہے اور اس لفظ کے نہونے سے معنی شعر مین کوئی نقصان نہین ہے۔ دوسری قسم
یہ کہ کلام مین اس سے حسن اور لطف زیادہ ہوجاے اسکو حشو ملیح کہتے ہین اور یہ کلام بلغا مین
کثیرالوقوع ہے (سودا ﷺ) اس آستان فلک مرتبت کو تا باد ﴿ رہے کنیز شب قدر روز عید

غلام ؛ لفظ فلک مرتبت۔ کلام کے اتمام مین کچھ دخل نہین رکھتا۔ تیسری قسم یہ کہ نہ چندان قبیح ہو اور نہ چندان ملیح بلکہ حسن اور قبح مین متوسط ہو جیسے (س ۵) تیرے رخ تابان کا جو مہر کو چمکائے ؛ آئینۂ فولادی شیدا ہو جو ہاتھ آئے ؛ اگرچہ یہ شعر معنیً کلام سودا کے مماثل ہے اور اس کے مصرع اول مین (جو مہر کو چمکائے) حشو متوسط ہے لیکن حسن معنی کے ساتھہ مین قبح بھی ہے۔ لہذا اسکو متوسط کہنا چاہیئے یعنے پہلے مصرع مین چمکانے کا لفظ اور دوسرے مصرع مین آئینۂ فولادی کی تشبیہ یہ دونون من وجہٍ ہین ذم کا پہلو بھی۔ کہتے ہین اس لئے کہ آئینۂ فولادی کی سیاہی مائل چمک تشبیہ روی یار کے لئے زیادہ مستحسن نہین ہے اور خورشید کا چمکانا خورشید کو ڈرانے کے معنون مین بھی مستعمل ہو سکتا ہے۔

اعتراض رفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی شدن است (صائب س ۵) آسودہ اند مردہ دلان از سواد حشر ؛ این اعتراض باطل بیمار می رود ؛ (اردو) اعتراض ہونا اعتراض کرنا۔ بقول امیر عیب نکالنا۔ نکتہ چینی کرنا۔ (ظفر س ۵) لب نکالین گے ترے لعل مین یہ اعتراض ؛ زلف ہی کرتی ہے کیا مشک ختن پہ اعتراض ؛

اعتراض کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نکتہ چینی کردن است (حافظ س ۵) مرا بہ رندی و عشق آن فضول عیب کند ؛ کہ اعتراض بر اسرار علم غیب کند ؛ (اردو)

اعتراض نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اعتراض کردن است کہ [illegible] ابوالفضل نثر) این طبقہ را بآن حال قیاس نمودہ اگرچہ نمایند بانصاف نزدیک خواہد بود (اردو) دیکھو جہ [illegible]

اعتراف بقول بہار بمعنی اقرار کردن گناہ و جزا آن و صبر کردن و ... سیدن چیزی و [illegible]

فرماید کہ با لفظ آوردن و داشتن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است و صاحب منتخب هم ذکر این کردہ کہ بکسر اول و سوم باشد۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اقرار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (اردو) اعتراف بقول امیر (عربی) مذکر۔ اقرار (میرزا والاجاہ عاشق ؎) زیب قصور ظلم اگر ہو وہ رشک حور ہوا اعتراف حور کو اپنے قصور کا ؛

اعتراف آوردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اقبال کردن و معترف شدن است (والہ ہروی ؎) بعجز عیسی و خضر اعتراف آری اگر بدمی بودمی ورخاطرم آئی وغمہای نہان بینی ؛ (اردو) اعتراف کرنا معترف ہونا (تسلیم ؎) ہم انکی وعدہ خلافی معاف کرتے ہین ؛ کہ وہ قصور کا اب اعتراف کرتے ہین ؛

اعتراف داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معترف بودن و قبول کردن است (اسیر لاہجی ؎) ز آئینہ جمال تو دیدم ہر آنچہ بود ؛ عارف بود ہر آنکہ بدین

وارد اعتراف ؛ (اردو) معترف ہونا۔ قبول کرنا

اعتراف کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قبول کردن است (حافظ شیراز ؎) وام حافظ بگو کہ باز دہد ؛ کردہ اعتراف و ماگواہیم ؛ (اردو) اعتراف کرنا دیکھو اعتراف آوردن۔

اعتراف نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف اعتراف کردن است کہ گذشت (نصیر ہمدانی نثر) اسپ چوبین قلم طی این بادیہ نیارد نمود ہمان بہتر کہ زبان بعجز اعتراف نمایم " (اردو) اعتراف کرنا۔ دیکھو اعتراف آوردن۔

اعتصام بقول بہار بمعنی چنگ زدن در چیزی و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست بکسر اول و سوم و بقول صاحب منتخب بمعنی چنگ در زدن و باز ایستادن از گناہ فارسیان این را بمعنی استمداد و مدد خواہی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (انوری ؎) خود صلاح اہل عالم نیست اندر شرع رسم ؛ عتصام الا بحبل طاعت بعد از صلوات ؛ (اردو) دیکھو استمداد۔

اعتصام آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ جوئی کردن و مدد خواستن است (حزین اصفہانی ؎) گرنا ور دوبذیل تو لائیش اعتصام ؛ در کارگاہ صنع نیاید بکار دست ؛ (اردو) مدد چاہنا۔ استمداد کرنا۔

(۱) اعتصام کردن استعمال۔ ہر دو بمعنی

(۲) اعتصام نمودن اعتصام آوردن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (انوری ؎) و ردین جو اعتصام بحبل المتین کنند ؛ آن بہ کہ مطلع سخن از رکن دین کنند ؛ (ابو الفضل۔ نثر) التجا و اعتصام بعروۂ وثقای عاطفت ما نمودہ " (اردو) دیکھو اعتصام آوردن۔

اعتقاد بقول بہار۔ در دل گرفتن و قرار دادن و سخت محکم شدن چیزی فرماید کہ بالفظ داشتن مستعمل و فارسیان گاہی یای معروف بدان نیز ملحق کنند مؤلف گوید کہ بکسر اول و سوم لغت عربست۔ صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی عقیدہ و یقین استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) تیغ برخویش بند کو تعویذ ؛ زندہ را حرز اعتقاد بس است ؛ نسبت الحاق یای معروف۔ بر لفظ اعتقادی بحث کنیم (اردو) اعتقاد۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ دل مین مضبوطی کے ساتھ کوئی بات

قائم ہونا - عقیدہ - یقین - (غالب ؎) نہیں کہ مجھکو قیامت کا اعتقاد نہیں ہ شب فراق سے روز جزا زیاد نہیں ہ

اعتقاد افزودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ شدن عقیدت و یقین باشد (ظہوری ؎) کہ بہر دنا فزاید این اعتقاد کہ کس نیست در دہرت از من زیادہ (اردو) عقیدت بڑھنا - اعتقاد زیادہ ہونا جیسے " روز بروز انکی نسبت میری عقیدت بڑھ رہی ہے یا " میرا اعتقاد زیادہ ہوتا جاتا ہے "

(۱) اعتقاد باشیدن | استعمال - صاحب
(۲) اعتقاد بودن | آصفی ذکر (۲) کردہ کہ بمعنی قائم بودن عقیدت است و (۱) وسندی کہ پیش کردہ از ان مصدر (۱) پیدا است نہ (۲) و (۱) و ا نما تسامح کند در اشتقاق نمبر (۲) و باشد را مضارع نمبر (۲) می پندارد (سنجر کاشی ؎) ز قتل ما چہ محابا کنند خوبان را ہ چو اعتقاد بروز جزا نمی باشد ہ (اردو) اعتقاد ہونا - عقیدت ہونا

اعتقاد بہم رسیدن بہ کسی | استعمال - بمعنی عقیدت کسی بہ دل پیدا شدن است - سند استعمال این بر اعتقاد رسیدن می آید (اردو) کسی کے ساتھ عقیدت پیدا ہونا -

اعتقاد داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی معتقد بودن و صاحب عقیدت بودن است مخلص کاشی ؎) مریدم بہ پیر خرابات مخلص ہ چو طفل اعتقادی بہ ملا ندارم ہ (اردو) اعتقاد رکہنا - بقول امیر معتقد ہونا - جیسے (فقرہ) شاہ صاحب چاہے کچھ نہ ہون مگر ایک زمانہ اعتقاد رکہتا ہے "

اعتقاد دیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشاہدۂ اعتقاد کردن است چنانکہ ظہوری گوید (؎) در عشق بت کجاست برہمن بصدق دل ہ زنار بستہ است گر اعتقاد

بین ؛ بخیال ما ضرورت بیان این نحو دپیروی
آصفی کرده ایم (اردو) اعتقاد پر نگاه کرنا۔

اعتقاد رسیدن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده و سندی که پیش کرده متعلق باعتقاد
بهم رسیدن است نه رسیدن از اینجاست که ما
ذکرش بجای خودش کرده ایم (ابو الفتح گیلانی۔
نثر) بعد دیوان خاقانی و انوری و کمال اسمعیل
شاعری که روز بروز باو اعتقاد بهم رسد ابو الفرج
رونی است " (اردو) دیکھو اعتقاد بهم رسیدن۔

اعتقاد کردن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی معتقد شدن و باور کردن
است۔ (شانی شهدی ۵) ز جیب عشق
چنان چاک کرده ام که بترکش ؛ قبای مصحف
اگر بپوشم اعتقاد کند کس ؛ (اردو) یقین کرنا۔
باور کرنا۔

اعتقادی | بهار بر لفظ اعتقاد ذکر این کرده
گوید که فارسیان گاهی یای معروف بلفظ اعتقاد
ملحق کنند چنانکه (شانی تکلو ۵) توئی مراد و توئی
مقصد و توئی مقصود ؛ همه توئی و همین ست اعتقادی ما ؛
مؤلف گوید که بخیال ما یای قابلیت یا مصدریست از قبیل
اعتمادی و خوش اعتقادی و بدعهدی چنانکه: این دوست
اعتمادی من است " (اردو) دیکھو اعتقاد۔

اعتماد | بقول بهار تکیه کردن بر چیزی و فرماید که بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف گوید
که لغت عربست بکسر اول و سوم و بقول منتخب کار کسی باز گذاشتن و تکیه کردن بر چیزی و قصد
کردن۔ فارسیان این را بمعنی یقین و اعتبار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس
مرکب سازند که در ملحقات آید (صائب ۵) ز اعتمادیست که کرده است باعجاز نفس ؛ عیسی ما
که به بیمار نمی پردازد ؛ فارسیان استعمال این لفظ بجمع با کلمه ها هم کرده اند (انوری ۵) زان
اعتمادها ست که چون روز و چون شبم ؛ بر مدت کشیده و روز نگاه تست ؛ (اردو) اعتماد۔ بقول

امیر (عربی) مذکر۔ اعتبار۔ بھروسہ۔ یقین (فقرہ امیرؒ) بدمِلنی سے اونکا اعتماد اٹھگیا۔ (میر ؎) کہتے ہو اتحاد ہے ہمکو ۔ ہاں کہو اعتماد ہے ہمکو ۔

(۱) **اعتماد باشیدن** | استعمال۔ معنی اطمینان
(۲) **اعتماد بودن** | و اعتبار ماندن بودن
است صاحب آصفی ذکر (۲) کردہ (ظہوری ؎
نتوان بہر بلا کش نقد بلا سپردن ۔ شاید کہ ظہوری
ہم اعتماد باشد ۔ (نظامی ؎) نبود اعتماد بر
دوران مرز بوم ۔ کہ ہست آمین آباد در روم بر روم ۔
(اردو) اعتماد رہنا ۔ اعتماد ہونا ۔

اعتماد داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی اعتبار داشتن است (فیضی
؎) داشت چون اعتماد بر شعرا ۔ صلہ پیش از
مدیح گفتن دادہ ۔ (ابوالفضل ع) از بس وفا
بوعدہ او اعتماد داشت ۔ (اردو) اعتماد رکھنا
اعتماد کرنا ۔

اعتماد دیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعتبار مشاہدہ کردن ۔ لائق بیان
نبود و پیروی ۔ صاحب آصفی کردہ (ایم ظہوری
؎) صد بار گشت وگشتہ زبیداد خود خجل ۔ گر
تکلفہ معذرتی اعتماد بین ۔ (اردو) اعتماد کو
ملاحظہ کرنا ۔ دیکھنا ۔

اعتماد کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعتبار کردن است (حافظ
شیرازی ؎) بجان دوست کہ غم پردہ بر شما
ندرد ۔ گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید ۔ (اردو)
اعتماد کرنا ۔

اعتماد ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی ماندن اعتبار است (منتخب صفہانی
نثر) ہرچند موافق رضای خاطر اشرف نبود آن
بی اختیار روی دادہ ۔ دیگر اعتماد آن جماعت نماند
(اردو) اعتماد رہنا ۔

اعتماد نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده که مرادف اعتماد کردن است که
گذشت (حافظ شیرازی سه) اعتمادی بنما و
بگذر بهر خدای ؛ تا به بینی که درین خرقه چه نادرویشم ؛
(اردو) اعتماد کرنا۔

(۱۲۶۲) **اعتمادی بر آمدن** استعمال۔ بمعنی لائق
اعتبار و قرار یافتن و ثابت شدن است چنانکه
ظهوری گوید (سه) نه هر سینهٔ محرم راز گردد ؛
یکی از هزار اعتمادی بر آید ؛ (اردو) اعتماد کے
ثابت ہونا۔ قابل اعتماد قرار پانا۔ قابل
بھروسہ ہونا۔

اعجاز بکسر اول لغت عربست بقول منتخب بمعنی عاجز ساختن فارسیان بمعنی معجزهٔ انبیاء
استعمال کنند که مخالفین از اعجاز عاجز می شدند و با الفاظ فرس مرکب هم سازند که در ملحقات آمده
(ظهوری سه) دریای عشق و صد خطر سکین ظهوری نو سفر ؛ دستی تواند زد مگر در دامن اعجاز ما ؛
(وله سه) عشق را شان دگر از ناز دهد ؛ سحر با همدوشی اعجاز دهد ؛ (اردو) اعجاز۔ بقول امیر
(عربی) مذکر۔ معجزه۔ خرق عادت جو انبیا علیہ السلام سے ظہور میں آئے (آتش سه) کام کرتی
رہی وہ چشم فسونساز اپنا ؛ لب جان بخش دکھایا کئے اعجاز اپنا ؛

(۱۲۶۳) **اعجاز آمدن** استعمال۔ بمعنی اعجاز واقع
شدن چنانکه انوری گوید (سه) فقه دولت
اندر الفاظ کلامش مضمر است ؛ گوئی آن الفاظ
را اعجاز قرآن آمد است ؛ مخفی مباد که اعجاز
قرآن درین شعر مرکب اضافی است یعنی الفاظ
کلام فقه اعجاز قرآن واقع شده مقصود انیست
که آنچه در الفاظ احکام فقه و دولت مضمر است
این معجزهٔ قرآن باشد (اردو) اعجاز ہونا معجزہ ہونا

اعجاز آموختن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی تعلیم اعجاز کردن است۔
(حزین اصفهانی سه) بادای سخنم گوش فرادار
حزین ؛ چشم جادو نگه آموخته اعجاز من است (اردو)

اعجاز سکھانا۔

اعجاز داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحب معجزہ و قادر بر معجزہ بودن است (صادق شیرازی ؎) دم شمشیر تو اعجاز مسیحا دارد ؛ خضر گر کشتۂ تیغ تو شود جا دارد ؛ (اردو) صاحب اعجاز ہونا۔

(۱۶۲۰) **(۱) اعجازِ سلیمان** اصطلاح۔ ہر دو مرکّب

(۱۶۲۱) **(۲) اعجازِ عصا** اضافی است (۱) اشارہ بسوی اعجاز سلیمان علیہ السلام است کہ بر باد حکومت داشت و (۲) اشارہ بسوی اعجاز موسیٰ علیہ السلام کہ عصای او بتعجیل حکمش اژدہا می شد (انوری ؎) شعر یاد است و چو اعجاز سلیمان ؛ نبی ؛ سحر مطلق مین کہ بادی را مقید کردہ اند ؛ (ولہ ؎) باعجاز عصا موسیٰ عمران ؛ باعجاب دعا عیسیٰ مریم ؛ (اردو) (۱) پیغمبر سلیمان علیہ السلام کا معجزہ جو ہوا پر حکومت کرتے تھے۔ مذکر۔ (۲) پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ جو عصا کو اژدہا بنا دیتے تھے۔ مذکر۔

(۱۶۲۲) **(۱) اعجازِ کف** اصطلاح۔ ہر دو مرکّب

(۲) اعجازِ کفِ کلیم اضافی است۔ اشارہ ایست بسوی معجزہ موسیٰ علیہ السلام کہ ید بیضا داشت منقول است کہ چون دست وا می کرد نوری از کف دستش پیدا می شد چنانکہ انوری گوید (؎) از سحر زبان تو و اعجاز کف تست ؛ گر کاسگذار است قلم را و کرم را ؛ (ولہ ؎) اعجاز کف کلیم عمران ؛ آثار دم مسیح مریم ؛ (اردو) ید بیضا۔ بقول صاحب آصفیہ۔ اسم مذکر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ ہاتھ جو آگ پر ڈالنے سے جل گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس داغ سوختہ مین وہ نور بطور معجزہ عطا فرمایا تھا کہ جب آپ اس ہاتھ کو بغل مین لیجا کر باہر نکالتے تو مثل آفتاب کے روشن ہو جاتا اور آنکھون مین چکاچوند آنے لگتی۔ معجزہ۔ کرامات و خرق عادت پر اس کا

اطلاق ہونے لگا۔

(۱) **اعجاز مسیح** | اصطلاح۔ ہر دو مرکب
(۱۴۴۲) (۲) **اعجازِ مسیحا** | اضافی است و اشارہ
بسوی معجزۂ عیسی علیہ السلام کہ مردہ را زندہ میکرد
یعنی بر سر مردہ قم باذن اللہ می گفت وجان در نعش
می آمد (عرفی ؎) چون اثر در تو کند عشق کہ
اعجاز مسیح ٭ مردہ را جان دہد آدم نکند حیوان
را ٭ (ظہوری ؎) در تن مردہ بدشنام کشد
جان چہ عجب ٭ کہ لبش رونق اعجاز مسیحا برد ٭
(اردو) اعجاز مسیحائی۔ بقول امیر۔ حضرت
عیسی علیہ السلام کا معجزہ جس سے مردہ زندہ
ہوجاتا تھا (رشک ؎) مار استر بار ستر بار
زندہ کردیا ٭ پھر تمہیں دعوای اعجاز مسیحائی نہیں ٭

(۱۴۴۳) **اعجازِ نفس** | اصطلاح۔ مرکب اضافی است
و اشارہ بسوی اعجاز عیسی علیہ السلام۔ مراد نفس
اعجاز مسیح کہ درین جا نفس استعارۂ دم عیسی
را گفتہ اند کہ قم باذن اللہ می گفت (صائب
؎) ز اعتقادیست کہ کرد است باعجاز نفس ٭
عیسی ما کہ بہ بیمار نمی پردازد ٭ (اردو) دم عیسی
کہ سکتے ہیں۔ فارسیون نے معجزۂ عیسی کو دم عیسی
کہا ہے۔ (مذکر)

اعجاز نمودن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی اعجاز کردن است (ابن یمین
فریومدی ؎) مجردی چو مسیحا کجا کہ از سر وقت ٭
بہر نفس کہ برآرد نماید اعجازی ٭ (اردو) دیکھو اعجاز کردن

اعجاز ور | استعمال۔ بقول بہار بمعنی صاحب
اعجاز است کہ ور در فارسی زبان بقول برہان
وقتی کہ با کلمۂ ترکیب شود افادہ معنی صاحب
و خداوند ہم می کند ہمچون دانشور و تاجور۔ و
امثال آن (مرزا جلال طباطبا ؎) اعجاز
وران سحر کارہ ٭ چون خورشید آسمان سوارہ ٭
(اردو) صاحب اعجاز۔ صاحب معجزہ۔

(۱) **اعجوبگی** | (۲) بقول غیاث لغت عرب است بفتح اول بمعنی عجیب و آنچہ مردم را

(۲) اعجوبه | در تعجب انداز د و فرماید که نباید که بغیر از همزه مستعمل شود - صاحب ازاحته الاغلاط بحواله قاموس گوید که بضم همزه و سکون عین باشد و آنچه بعض محققین تخطیهٔ همزه کرده اند نادرست شمس الدین نقیر در مثنوی واله سلطان گوید (ﮯ) اعجوبهٔ عالم خیال است ٭ آئینه طلعت کمال است ٭ و (۱) بقول بهار و انند بازیگری - مؤلف عرض کند که فارسیان در لغت (۲) های آخره را القاصد و غو ذ به کاف فارسی بدل کرده و یای مصدری در آخرش آورده ام همچون ساده و سادگی (وحید ﮯ) باکه باشد زنگی پیری که از اعجوگی ٭ از زنخ یکدم فقد ریش سفید او به پاسے ٭ مؤلف عرض کند که فارسیان (۲) را با مصادر فرس هم مرکب ساخته اند همچون -

(۳) اعجوبه ساختن | بمعنی چیزهای تعجب خیز پیدا کردن و شعبده بازی کردن چنانکه جامی فرماید (ﮯ) زهد گرچه هزار اعجوبه سازی ٭ نخند و طبع کودک جز ببازی ٭ (اردو) (۱) شعبده بازی - بازیگری - مونث (۲) اعجوبه - بقول امیر - عجیب نادر - انوکها - (ناسخ ﮯ) ساق سیمین شاخ اعجوبه هے باغ حسن مین ٭ انگلیان انگور کی هین سیب ترکی ایڑیان ٭ (۳) نادر چیزین پیش کرنا - شعبده بازی کرنا -

اعدادی | بقول بهار و وارسته کسی است که خانهای نقش مثلث و مربع وغیرها با عداد پر کند برای حصول مقاصد چنانکه شفیع اثر گوید (ﮯ) یکی است مرتبهٔ خشت مال و اعدادی که هر دو در اشده پر کردن مربع فن ٭ مؤلف گوید که بر لفظ اعداد که بالفتح لغت عربی و جمع عدد است فارسیان یای نسبت زیاده کرده معنی لفظی این منسوب به اعداد

است وکنایہ از کسی کہ خانہای نقشہا را از اعداد پر کند (اردو) فارسیون نے اس ملا ، اعدادی نام رکھا ہے جو تعویذون کے مثلث اور مربع نقشون مین مراد بر آنے کے لئے اعداد لکھتا ہے یعنی جفر کے قاعدے سے حروف خاص کے اعداد جمل سے خانہ پری کرتا ہے۔

اعراض بقول بہار، روبر تافتن۔ فرمایدکہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اول وبقول صاحب منتخب روی از چیزی گردانیدن باشد فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی روگردانی استعمال کنند وبرای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) روگردانی۔ (منہ پھیر لینا۔ بمعنی حاصل بالمصدر) صاحب آصفیہ نے روگردانی کو ترک فرمایا ہے لیکن منہ پھیر لینا پر روگردانی کر لینا لکھا ہے۔ اعراض کا استعمال بھی اردو مین ہے اگرچہ امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے (میر ؎) کا ہے کو یہ انداز تھا اعراض بتان کا ؛ جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہین منہ پھیر ؛ صاحب تذکیر و تانیث نے اعراض کو مذکر کہا ہے (اختر ؎) جو دلبر نے اغماض مجھ سے کیا ؛ مرے دل نے اعراض مجھ سے کیا ؛۔

(۱۷۹۵) **اعراض داشتن** استعمال۔ بمعنی ناگواری داشتن است واین معنی مجازی باشد چنان کہ ظہوری گوید (؎) از سر ہوس از دل آرزو بیت کردیم جہ بند ار د اعراض ؛ (اردو) ناگوار ہونا انکار نہ ہونا۔

(۱) اعراض کردن استعمال صاحب
(۲) اعراض نمودن آصفی ذکر ہر دو کردہ کہ بمعنی روگردانی کردن است (سلیم طہرانی ؎) باو سرخ آورد روی خاک از گلگون او ؛ بسکہ کرد اعراض از رشک سپہر چنبری ؛

(انوری ؎) عقل د. کوی تو اعراض کند از فردوس ؛ طبع باروی تو بیزار شد از حور بهشت ؛ (اردو) اعراض کرنا۔ دیکھو لفظ اعراض جس پر اسکی سند ہے۔

اعزاز بقول بہار۔ بمعنی گرامی داشتن۔ فرماید کہ با لفظ دادن و کردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ بکسر اول لغت عرب است و بقول منتخب گرامی داشتن و قوی کردن۔ فارسیان استعمال این معنی حاصل بالمصدر کنند برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) زین پیش باندازۂ ہر طائفہ مردم ؛ آوازۂ اعزاز قدم بود نعم را ؛ (اردو) اعزاز۔ بقول امیر۔ (عربی) مذکر۔ عزت۔ رتبہ۔ توقیر۔ (رشک ؎) رتبۂ روز و شب وصل بتان کیا کہئے ؛ شام اعزاز سے آتی ہے تو اکرام سے صبح ؛

اعزاز دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عزت و مرتبہ عطا کردن است (سنجر کاشی ؎) گر داغ غلامی تو با جبہہ نمی داشت ؛ کس این ہمہ اعزاز نمی داد درم را ؛ (اردو) اعزاز عطا کرنا۔ عزت دینا۔ معزز کرنا

اعزاز کردن استعمال۔ بزرگی کردن و عزت دادن است چنانکہ ناظم ہراتی نوشتہ و صاحب آصفی ذکر این کردہ (؎) کرا کردند این اعزاز و اکرام ؛ ہمین بس آتشش را افسردہ کام ؛ (انوری ؎) ہر کہ را دست تو بر داشت بفزودش عز ؛ جز کہ دنیا رکہ در عزنکردیش اعزاز ؛ (اردو) معزز سمجھنا۔ بزرگی کرنا۔

اعزاز یافتن استعمال۔ بمعنی عزت یافتن و معزز شدن است چنانکہ شفائی اصفہانی گفتہ و صاحب آصفی ذکرش کردہ (؎) ہر کہ زی او بر دلصدق و نیاز ؛ یا بد او نیز ہیچو او اعزاز ؛ (اردو) عزت مند ہونا اعزاز پانا۔ عزت حاصل کرنا۔

اعضا | لغت عرب است بفتح اول (۱) کہ جمع عضو باشد معاصرین عجم این را (۲) بمعنی ارکین استعمال کنند۔ صاحب۔ وزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اول ہم در فارسی زبان مفرد و مرکب مستعمل (انوری ۵) نظر بحیلہ تا اعضا جدا نمی کندش بکراست بند بہ اعضا کہ آنہم از اعضاست:: (اردو) (۱) اعضا۔ بقول امیر (عربی) مذکر عضو کی جمع۔ بدن کے اجزا۔ ہاتھ پاؤن وغیرہ۔ (آتش ۵) اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر پہ مرتا ہے کیا ہی گہی یہ انسان گناہ پر (۲) ارکان۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ رکن کی جمع۔ ستون جس پر کسی بنا کا مدار ہو۔ جیسے ارکان دولت وغیرہ۔

اعضای رئیسہ | اصطلاح۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر عجم دل و دماغ و جگر و معدہ۔ صاحب غیاث و انند ہم ذکر این کردہ گویند کہ دل و دماغ و جگر وغیرہ باشد مؤلف عرض کند کہ معنی حقیقی این عضوہای کہ سردار ہمہ اعضاست و باصطلاح طب کنایہ از دل و دماغ و جگر وغیرہ (اردو) اعضاے رئیسہ۔ بقول امیر دل اور جگر اور دماغ وغیرہ۔ نہ معلوم آپ نے صرف معدہ صرف وغیرہ پر کیون اکتفا فرمایا صاحب آصفیہ نے اسکو ترک فرمایا ہے جہانتک ہم خیال کرتے ہین اردو مین اس کے لئے کوئی خاص لفظ نہین ہے بجز اسکے کہ یہی لفظ اردو مین مستعمل ہے۔

اعضای مجلس | استعمال۔ مرکب اضافی۔ در روزمرۂ معاصرین عجم بمعنی ارکین مجلس مستعمل صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بمعنی اہل مجلس نوشتہ (اردو) ارکان مجلس یعنی وہ لوگ جو کسی جلسہ مین بطور رکن مقرر ہون۔

اعلانیہ بہا | بقول بہار بمعنی آگاہانیدن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ بقول منتخب

بکسر اول لغت عرب است بمعنی آگاہ گردانیدن (الخ) فارسیان بمعنی حاصل مصدر یعنی آگاہی استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید۔ (اردو) اعلان۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ اطلاع۔ بقول امیر (عربی)۔ مونث۔ دیکھو اطلاع

اعلام بخشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده و که بمعنی مطلع کردن و اطلاع دادن است (ابوالفضل۔ نثر) "آنچه در ہر باب بخاطر رسد اعلام بخشند" (اردو) اطلاع دینا۔ آگاہ کرنا۔ آگاہی بخشنا۔

اعلام دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اعلام بخشیدن است که گذشت (عطار نیشاپوری ؎) شیخ را اعلام دادند از درون ٭ کامد آن دختر ز ترسائی برون (انوری ؎) نور رایت نجوم گرد ترا ٭ از حوادث ہمیدہد اعلام ٭ (اردو) اطلاع دینا۔

اعلام فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده مرادف اعلام بخشیدن است که گذشت (خسرو۔ نثر) قاضی عالم علما را اعلام فرمود تا در مجلس علم حاضر شوند" (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن۔

اعلام کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده۔ مرادف اعلام دادن است که گذشت (سلمان ساوجی ؎) جای آنست که بر حال من مسکین رحم آید ٭ حالت من بخیالش اگر اعلام کنند (انوری ؎) فیض عقلت نفوس انجم را ٭ بر سعادت ہمی کند اعلام ٭ (اردو) دیکھو اعلام بخشیدن

اعلام نامہ استعمال معاصرین عجم کاغذی را باین نام موسوم کنند که بنام حکام مقامی بطور اطلاع نامه بفرستند۔ صاحب یوسف شرح استعمال این کرده ؎ تمامی ولایت حکام اعلام نامه و حکم موکد بفرستند که بعد ازین ہر گز بدون تجویز شرع شریف مسلمانی را بهو رد مواخذه

نیاورند" (اردو) فرمان - بقول آصفیہ (فارسی)	اسم مذکر - شاہی حکم - حکمنامہ - منشور -

اعلان بکسر اول - لغت عرب است - بقول منتخب بمعنی آشکارا کردن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اشتہار استعمال کردہ اند کہ معنی مجازی است و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب ساختہ اند کہ در ملحقات می آید (اردو) اشتہار - بقول امیر - عربی - مذکر - اعلان - نوٹس فرمایا ہے کہ اوس چھپے ہوے کاغذ کو بہی کہتے ہین جس مین کسی امر کا اعلان ہو

اعلان یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مشہور شدن و شہرت یافتن است (نصیر ہمدانی نثر) ہر ستایش کہ اعلان یافتہ بہ سجل قاضی القضاۃ مسجل"	(اردو) اعلان ہونا - شہرت پانا - امیر نے لفظ اعلان کے ذیل مین اسکی سند دی ہے (ناصر ۹) قتل مجھکو کیا اچھا ہوا احسان ہوا پر برا ہوگا ترے حق مین جو اعلان ہوا:

(۱) **اعمای فطری** اصطلاح - صاحب غیاث ذکر (۱) کردہ گوید کہ بفتح اول و میم مفتوح (۲) **اعمی فطری** و فای مکسور بمعنی کور مادر زاد است و صاحب بحر عجم (۲) را بہمین معنی آوردہ مؤلف گوید کہ اعما بقول منتخب بالکسر لغت عرب است بمعنی کور کردن و اعمی بالفتح و میم مفتوح و در آخر الف بصورت یا بمعنی نابینا - صاحب تحقیق اللغات نوین فرماید کہ فارسیان بحالت اضافت اگر در آخر مضاف الف یا واو یا ہای مختفی یا یای معروف باشد در صورت اول و ثانی بعد از الف و واو یای مکسور زیادہ کنند چنانکہ سرای من و خوی او و در صورت ثالث و رابع بعد ہا و یا - ہمزہ مکسور زیادہ نمایند چنانکہ پیالۂ مس و انگشتری سیم (انتہی) مؤلف عرض کند کہ صاحب تحقیق در قاعدۂ آخر الذکر تسامح فرمودہ است ہرگاہ در آخر مضاف یای معروف

باشد۔ ضرورت ازدیاد ہمزہ بریا اصلا نیست کہ اضافت کسرہ کافی است چنانکہ انگشتری سیم
اگر ہمزہ بریا زیادہ کنیم لازم آید کہ در رسم الخط ہم صورت یای دیگر پیدا کنیم ہمچون (ئی) و این قسم یا
کہ فی الحقیقت شکل دو یا دارد۔ رسم الخط انگشتری سیم اصلا دخل ندارد۔ صراحت کامل این
بر لفظ مرکب آید کہ بذیل لفظ اضافت وعدہ کردہ ایم بالجملہ آنانکہ در (۱) یای اول بعد الف مقصورہ
اعمی زیادہ کردہ اند بقاعدۂ اول رفتہ اند و آنانکہ در (۲) یای اول را اضافت بشکل کسرہ دادہ اند
یای اصلی را نگاہداشتہ اند و بر تسامح صاحب تحقیق کاربند نشدہ اند ولیکن بخیال ما در رسم الخط
(۲) الف کوچکی بر یای اعمی نوشتن خطاست باید کہ (اعمی فطری) ہمچون (موسی عمران)
نویسیم یا پابند رسم الخط (۱) شویم فتامل (اردو) (او ۲) جنم اندھا۔ صاحب آصفیہ نے
اس کا ذکر کیا ہے۔ کور مادرزاد۔ پیدائش کا اندھا۔

اعیان | لغت عرب است بفتح اول و بقول صاحب منتخب بمعنی بزرگان و چشمان و اشیائی
و ذوات موجودہ در خارج۔ فارسیان این را مجازاً بمعنی مخصوصان استعمال کنند و با لغات دیگر
مرکب ہم کہ در ملحقات آید (انوری ہ) بارگاہش ز بزرگان و ز اعیان پر شد: او نہ بر عادت
خود روی نہان کردہ چرا است ہ: (ولہ ہ) در گہت مقصد ارکان و بر و بار حجاب ہ مجلست
ملجا ر اعیان و در رہ مدح و غزل ہ معاصرین عجم ہم در ر و نعرہ خود ہمین معنی بر زبان دارند حسن
رہنما بحواللہ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار این را بمعنی معززین نوشتہ و صاحب لنگران ہم استعمال
این کردہ ": از دو طرف اعیان و بجای لنگران صف کشیدہ اند" (اردو) مقربین و معززین۔

(۱) اعیان دولت	استعمال۔ مرکب	(۲) اعیان روزگار	اضافی است۔

(۱) بقول صاحب انند بحواله فرهنگ فرنگ بالفتح اراکین سلطنت و وزرا و امرای ریاست و (۲) استادان و مشاهیر روزگار چنانکه انوری گفته (ع) ای در هنر مقدم اعیان روزگار	در نظم و نثر اخطل و حسان روزگار (اردو) (۱) اعیان دولت - ارکان دولت - امرا اور وزرا کو کہہ سکتے ہیں (۲) استادان فن مشاہیر زمانہ - مذکر۔

الف مقصوره با غین معجمه

(الف) اغار
(ب) اغارد
(ج) اغاردن
(د) اغاریدن

(الف) بقول برهان و ناصری بر وزن شرار (۱) بمعنی برانگیخته و تحریک کرده و (۲) نم کشیده و خیسیده و (۳) آمیخته و (۴) سرشته مؤلف گوید که (الف) در ممدوده گذشت و به تحقیق ما اسم جامد زبان فارسی است به معنی نم و صاحب رشیدی هم ذکرش کرده ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است و سندی که برای این معنی از حکیم عنصری هم در انجا مذکور است در مصرع ثانیش اغار را به ممدوده و مقصوره هر دو توان خواند (و هو هذا ع) عقیق وار بود این زمین ز بس کز خون ٭ بروی دشت و بیابان فرو شده است اغار ٭ پس معنی دوم حقیقی است و معنی سوم و چهارم مجاز آن که نم کشیدن پارچه یا زمین من وجه تعلق دارد از هر دو معنی مذکور نسبت معنی اول بخیال ما این است که فارسیان این را از لغت عرب اغارة گرفته باشند که بالکسر بمعنی تاخت و تاراج کردن آمده و آغرا بالکسر در عربی بمعنی برانگیخته کردن هم - پس جا دارد که فارسیان از اغارة تای آخر را حذف کردند یا اغرا را به تقدیم و تاخیر دو حرف آخر اغار کرده بمعنی تحریک و برانگیختگی استعمال کردند و اختلاف حرکت

اوّل چیزی نیست بمعنی اوّل متعلق است ازہمین - ولیکن آنچہ محققین بالا در ہر چہار معانی بالا
معنی مفعولی گرفتہ اند تسامح ایشان بیش نباشد کہ آغار را مخفف اغارہ و اغارہ را مخفف
انغاردہ خیال کردہ باشند وخیال شان بسوی اسم جامد نرفت وسندی پیش نہ شد کہ تائید
دعوی شان می کرد بالجملہ تحقیق ہامین است کہ (الف) (۱) بمعنی تحریک و اغوا و (۲) بمعنی نم
وخیسیدگی و (۳) بمعنی آمیزش و (۴) بمعنی سرشت است اگر سندی بدست آید کہ دران
استعمال اغار بمعنی مفعولی باشد درآن صورت می توانیم خیال کرد کہ بدین معنی مخفف اغاردہ
باشد کہ مفعول مصدر آغاردن است - حالا نسبت (ب) عرض کنیم کہ اگر رای مہملہ را ساکن
گیریم ماضی مطلق است ازان (ج) و اگر مفتوح گیریم مضارعش و (ج) و (د) مصدریست
کہ از اسم جامد آغار ساختہ اند یعنی بر (الف) علامت مصدر (دن) زیادہ کردند و در (د)
یای معروف قبل علامت مصدر ہم کہ مطابق قاعدۂ فارسیان است کہ ذکرش بر اسم مصدر گذشت
پس (ج) و (د) بقول صاحب بحر بر ہر چہار معنی مصدری اسم مصدر شامل است یعنی (۱)
برانگیختن و تحریک کردن و (۲) نم کشیدن وخیسیدن و (۳) آمیختن و (۴) سرشتن وہر دو مصدر
(کامل التصریف) صاحبان ضمیمۂ برہان و شمس و مؤید ذکر (ج) کردہ اند و صاحب مؤید بذیل
(ج) ذکر (د) ہم باختصار معانی - پس امر ہر دو آغار و حاصل بالمصدر ہر دو بر وزن امر باشد -
(اردو) الف (۱) برانگیختگی - ابھارنا - اکسانا کا اسم - امیر نے ابھار کا ذکر فرمایا ہے بمعنی اٹھان
انجانی اور اکساؤ کو ترک فرمایا ہے - اغوا اور برانگیختگی کہ سکتے ہیں - صاحب آصفیہ نے تحریک بمعنی
برانگیختگی کا ذکر کیا ہے - اور امیر نے اغوا کا ذکر کیا ہے (۲) نم - مذکر نمی - مؤنث - بقول آصفیہ (فارسی)

رطوبت - گیلاپن - تری (۳) آمیزش - بقول امیر - مؤنث - میل - آمیختن سے حاصل بالمصدر (ظفر ع) خدا جانے کہ سینے مین مرے کیا زنگ ہے دل کا ؛ نظر آتی ہے کچھ آمیزش خون آج آنسو مین ؛ (۴) سرشت - بقول آصفیہ - مؤنث - خمیر (ب) ماضی یا مضارع اون تمام معنون مین جو (ج) پو بیان ہونگے - (ج) (۱) برانگیختہ کرنا - ابھارنا - اکسانا - (۲) گیلا ہونا - بھیگنا نمناک ہونا (۳) ملنا - ملانا - (۴) گوندھنا -

اغاز | بقول برہان و جامع بر وزن نماز بازای ہوز (۱) بمعنی قصد و ارادہ و (۲) صدا و ندا و (۳) ابتدای ہر کار - صاحب جہانگیری گوید کہ ہمانست کہ در ممدودہ گذشت صاحب ناصری بر معنی اول و دوم قانع صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است آغاز را بمعنی سوم لغت فارسی گفتہ وصاحب شمس بمقصورہ و ممدودہ مؤلف عرض کند کہ سند این ہر سہ معنی بالا بر ممدودہ گذشت حیف است کہ سند استعمال این بمقصورہ پیش نشد معاصرین عجم در عجلت مکالمہ البتہ استعمال این بمقصورہ کنند ولیکن در تحریر و تقریر شان اکثر بممدودہ می آید چیز این نیست کہ اسم جامد زبان فارسی است و معنی اول حقیقی و سوم مجاز آن یا بالعکس آن یا اول و سوم ہر دو را حقیقی گیریم و نسبت معنی دوم عرض کنیم کہ مبدل آواز است کہ بقاعدۂ فارسی واو بہ غین معجمہ بدل شود ہمچون کاوانہ و کاغنہ کہ بقول برہان جانوریست سرخ و زہردار کہ فالیز را ضائع کند و ہم در آنجا پیدا شود بالجملہ محقق شد کہ این اسم جامد و اسم مصدر اغازیدن است کہ می آید و (۴) صیغۂ امر ہم باشد از ہمین مصدر (اردو) دیکھو آغاز -

اغازہ | بقول صاحب شمس لغت فارسی است بہ معنی جامۂ تنگ پارہ پارہ و دیگر کسی از محققین

با او نیست و این معنی مفعولی صحیح نه شود تا آنکه آغازدن مصدری بمعنی پاره پاره کردن جامه نگیریم و این بنا مده و کسی از محققین فرس ذکر این نه کرده و نه سندی، زبرای استعمالش بنظر نا گذشت صاحب عجم بر این لغت خنده می زنند و گویند که صاحب شمس آفریده است اعتبار را نشاید۔ (اردو) پھٹا ہوا تنگ لباس۔ مذکر۔

اغازه | بقول برہان و ناصری و جامع بر وزن نمازه (۱) افزاریست کفش دوزان را صاحب شمس فرماید که در بعض از فرہنگہا مرقوم است که (۲) دوالی را گویند که کفشگران و موزه دوزان درمیان درز روی کفش و موزه نهاده دوزند تا آب و خاک درون کفش و موزه در نیاید بتحقیق ماکه در ممدوده بر لغت آغاره به رای مهمله کرده ایم ثابت شد که به زای هوز است یعنی اوّل و دوم هر دو۔ ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و آغازه و اغاز بمعنی ابتدای هر کار گذشت پس آغازه آلتی راکه نام کردند که بعد از آنکه کفش درست شود کفشگران آنرا تو کفش گذارند که بعوض پا داخل کفش می باشد و صورتش را درست کند و آغاز استعمال آن از همین افزار می شود و اہل ہند این را سانچه گویند۔ صراحت کامل این د تعریف کامل معنی دوم هم در ممدوده بر آغاره مذکور شد که آغاز کفش پوشیدن از همین آغازه می شود یعنی اوّل پای داخل آغازه شود و پس از ان در کفش و آغازه جز کفش است (اردو) دیکھو آغاره۔

اغازیدن | بقول صاحب بحر عجم مخفف آغازیدن است که در ممدوده گذشت مؤلف گوید که شامل بر همه معانی آن یعنی قصد و اراده کردن و ابتدا کردن (کامل التصریف) ومضارع این اغازد و امر این اغاز و حاصل بالمصدر این بر وزن امر۔ اگرچه این مرکب است از اسم معلی

(اغاز) و یای معروف و علامت مصدر (دن) و اغاز که گذشت شامل است بر معنی آواز هم و لیکن در مصدر استعمال معنی مذکور یافته نشد - صاحب شمس بمعنی دوم قانع (اردو) دیکهو آغازیدن -

ارغ ارغ | بقول صاحب بحر عجم بضم هردو الف - آواز گلو که در وقت غرغره یا غوطه خوردن ظاهر شود - بهار گوید که بضم هردو همزه و تشدید غین اول آوازیکه در گلو گیرد در وقت غرغره کردن و مانند آن (ملا فوقی یزدی سه) بود تکرار نیت در وضو یت چو کشتی در آب تا صد بار روبیت چو کنی از غسل تا خود را نمازی ؛ نوای ارغ ارغ را کوک سازی ؛ خان آرزو هم در چراغ ذکر این کرده موئف گوید که ماخذ این صدای فطری است دیگر هیچ و فارسیان این صدا را ملفوظ کشیده اند (اردو) ارغ ارغ ایک فطرتی آواز جو غرغره یا غوطه کے وقت گلے سے نکلتی ہے جس کو فارسیوں نے ملفوظ اور استعمال کیا ہے

(الف) اغال | (الف) بقول ضمیمهٔ برهان بر وزن و بال امر بشورانیدن و تحریص نمودن

(ب) اغالش | بجنگ و خصومت - صاحب دری و پهلوی بمدوده فرماید که بمعنی اغوا ست

(ج) اغالید | یعنی کسی را با کسی بخصومت افگندن و صاحب کنز که محقق ترکی زبان است

(د) اغالیدن | اغالق را که مصدر زبان ترکی است بمعنی اغویه نوشته بخیال ما این مبدل اغار است که گذشت یعنی اسم جامد - فارسیان رای مهمله را بلام بدل کنند چنانکه چنار و چنال و ماخذ آغار بجایش ذکر کرده ایم - پس بخیال ما (الف) را بر همه معانی اغار شامل توان گرفت و لیکن استعمال این صرف برای معنی اول آمده که صراحت آن بر معنی اول اغار کرده ایم و همین معنی بر معنی اول و دوم آغال در ممدوده هم گذشت و هم اغال صیغه امر است از (د) حالا عرض می شود نسبت (ب) که این حاصل بالمصدر (د) است و آغالید یعنی (ج) ماضی مطلق از (د) و (د) مصدر یست که

بقاعدۂ فارسی بزیادت یای معروف وعلامت مصدر بر (الف) وضع کردہ اند کہ بقول صاحب
بحرعجم مخفف آغالیدن است کہ در ممدودہ گذشت (کامل التصریف) ومضارع این آغالد
بالجملہ این قدر تحقیق شد کہ الف مبدل آغارہ و (د) مبدل آغاریدن است ومخفف آغال
و آغالیدن چنانکہ اغار مخفف آغار در ممدودہ گذشت ممدودہ ومقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ
لب ولہجۂ مقامی است اگرچہ بر آغال بالف ممدودہ معانی متعدد و بیان شد ولیکن صاحبان
تحقیق برای (الف) بریک معنی قناعت کردہ اند احتیاط شان است کہ سند ہمین یک معنی
تحریک و اغوا برای الف یافتہ باشند یا استعمال فرس ہمچنین باشد کہ با ممدودہ بمعانی متعدد
آمدہ وبمقصورہ صرف برای یک معنی مخصوص وہم ازین قبیل است فرق معانی آغارہ و اغار
بمقابلہ آغال و اغال و این چیزی نیست وموثر بر ماخذ نباشد کہ صراحت آن بر آغار گذشت
زیراکہ درین ہر چہار اسما معنی حقیقی تحریک و اغوا و برانگیختگی بلالحاظ ممدودہ ومقصورہ وتبدیل حروف موجودہ است
پس در اغالیدن و برای این یک معنی۔ معانی دیگر ہم باشد آنرا مجاز توان گرفت بالجملہ الف اسم
جامد و اسم مصدر است بمعنی تحریک و اغوا و (ب) حاصل بالمصدر و (ج) ماضی مطلق و
(د) مصدر بمعنی برانگیختن و دیگر معانی کہ صراحت آن در ممدودہ بر آغال و آغالیدن
گذشت مجازنہ آن (اردو) (الف) دیکھو آغال (ب) آغالش (ج) مصدر آغالیدن
کا ماضی (د) دیکھو آغالیدن۔

اغانی سرای | اصطلاح۔ بقول صاحب بحرعجم وضمیمۂ برہان بمعنی خوانندگی وسرودگی
وخوش خوانی صاحب آنند فرماید کہ سرودگوی وخوش خوان باشد ہم او بر اغانی گوید کہ

با لفتح وکسر نون لغت عرب است جمع اغنیہ و سازی را گویند کہ بی نفخ دم می نوازند مثل چنگ و رباب برخلاف مزمار کہ آنرا بنفخ دم نوازند مثل نی و موسیقار پس فارسیان اغانی سرا را کہ اسم فاعل ترکیبی است کنایۃً بمعنی سرود خوش گوی وخوشخوان استعمال کردہ اند وصاحب ہفت ہم ذکر این کردہ اگر یای تحتانی دوم را معروف وبروہمزہ گیریم درینحالت بمعنی خوش خوانی باشد (اردو) اچھا گانے والا ۔ خوش آواز ۔ گویا ۔ مذکر ۔

اغرا | بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت ودرحاشیہ اش نوشتہ کہ برانگیختن سگ را بر صید و برآغالیدن میان دو سگ باشد مؤلف گوید کہ بالکسر لغت عرب است ۔ و بقول صاحب منتخب برانگیختن و برغلانیدن ۔ بہار از میر خسرو سندی بدست آوردہ کہ در ان استعمال ---------

اغراکردن | بمعنی برانگیختن است (س) چند فرزگان را بجنون اغرا کنی ؛ خانۂ زنبور شورانیدہ گیر ؛ آنچہ صاحب حاشیۂ بہار بطبع آزمائی خود تلافی مافات کردہ است محتاج غور است (اردو) دیکھو (۱) اغار (۲) اغاریدن ۔

اغراض | بالفتح بقول صاحب بول چال بمعنی اسباب و فرنیچر است معاصرین عجم استعمال این کنند مؤلف عرض کند کہ لغت عربی است و بقول صاحب منتخب جمع غرض بدینوجہ کہ اسباب تخت وکرسی متعلق بہ اغراض خانہ داریست فارسیان این را مجازاً بدین معنی استعمال کردند (اردو) خانہ داری کا سامان ۔ میز ۔ کرسی ۔ فرنیچر ۔ وغیرہ ۔

اغرسطس | بقول برہان بفتح اول وثانی وسکون را وفتح سین بی نقطہ وکسر طای حطی

وسین معفص ساکن بلغت رومی و بقول بعض بلغت یونانی حرشف است کہ بفارسی بیدگیاہ و گزمارک خوانند و بعربی ثمر الطرفا - صاحبان ہفت و ناند ہم ذکر این کردہ اند - صاحب محیط گوید کہ ثیّل باشد و برثیّل فرماید کہ لغت عرب است بحوالہ حواشی عراقیہ نوشتہ کہ لغت فارسی است و ہم بفارسی بیدگیاہ و بیونانی اغرسطس و بہندی مچھیچی - اہل طبرستان بیدواش نامند نبات معروف است سرد و خشک در اول با قوت قابضہ و گویند معتدل طبیع آن جہت قروح مثانہ وعسر البول نافع و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے مچھیچی پر لکھا ہے کہ ایک چھتہ دار گھانس ہے نہایت چھوٹی پتی کی قابض اور کوڑھ کو مفید اور امراض جلدی کو فائدہ بخش ہے - طبیعت مین سرد - و ثمرۃ الطرفا پر بڑی ماین کا اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سرد و خشک - قابض - نافع اورام - صاحب محیط نے مچھیچی پر ثیّل کا حوالہ دیا ہے اور ثمر الطرفا و طرفا پر اثل کا اشارہ فرمایا ہے - پس ہماری راے مین اسکا ہندی نام مچھیچی ہی صحیح ہے -

اغرہ بقول صاحب برہان و ہفت بضم اول بر وزن نقرہ (۱) ریشی باشد کہ در شکم و گردن مردم بہمرسد و آنرا بعربی نکفہ گویند و بفتح اوّل (۲) مجمع سلاطین و حکام و اشراف باشد و (۳) بمعنی باد گیر و (۴) جائیکہ باد بسیار بود - خان آرزو در سراج بر معنی اول قناعت کرد نسبت معنی دوم گوید کہ خالی از تردد نیست صاحبان رشیدی و سروری تصدیق بمعنی اول کنند - صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی است - صاحب جامع این را بہ زای ہوز نوشتہ و ذکر ہر سہ معنی کردہ بخیال ما غلطی کتابت باشد و بس کہ صاحب ہفت رای مہملہ را

بصراحت نوشتہ وکتابت دیگر ہمہ محققین ہم بار آست مؤلف عرض کند کہ محققین ترکی وعربی
ازین لغت ساکت اند جز این نیست کہ این اسم جامد زبان فارسی باشد معنی اوّل ومعنی سوم
مجاز آن کہ غرفہ وسوراخ دیوار ہم زخم دیوار را ماند ومعنی چہارم مجاز معنی سوم ولیکن معنی دوم
ہیچ تعلق از معنی حقیقی ومجازی ندارد ومعنی دوم البتہ درست می شود بازای ہوز چنانچہ
صاحب جامع نوشتہ حیف است کہ سند استعمال ہم پیش نشد وبجز صاحب برہان وہفت و
جامع دیگر کسی از محققین فرس ذکر دیگر معانی نکرد وجا دارد کہ فارسیان غرّہ را کہ بالضم
لغت عرب بمعنی ماہ وسید قوم (سپیدی پیشانی اسپ بزرگتر از درمی) واول بہتر از ہر چیز است
بزیادت الف وصلی در اولش اغرہ کردہ مجازاً بہر سہ معنی اول الذکر گرفتہ باشند کہ در معنی
اوّل جراحت خاص ہم مشابہ داغ سپید پیشانی اسپ است ودر معنی دوم مجمع سلاطین
وحکام واشراف مجاز ماہ وسید قوم ودر معنی سوم غرفہ وبادگیر ہم مشابہ ماہ وداغ سپید پیشانی
اسپ ومعنی چہارم مجاز معنی سوم باشد واللہ اعلم (اردو) (۱) فارسیوں نے گردن اور پیٹھ
کے زخم کو اغرہ کہا ہے (۲) شرفا اور سلاطین اور حکام کے مجمع کو بھی فارسی میں اغرہ کہتے ہیں
(۳) دریچہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ کھڑکی۔ غرفہ۔ چھوٹا سا دروازہ۔ (۴)
بہت ہوادار جگہ۔ مؤنث۔

(الف) **اغری** بقول بہار وو ارستہ بالضم وغین معجمہ ورای مہملہ ویای معروف بترکی دزد
باشد چنانچہ از نصاب ترکی واہل زبان بتحقیق پیوستہ وبآن اغری معلی کہ تعلیم توشیچیان برای صید
مرغابی سر آب فرو بردہ بر روی آب رود ومرغابیان جنس خود را شمردہ آگاہ نشوند وچون نزدیک

رسد ناگهان چنگل بچون مرغابیان ترکند (داراب بیگ جویا ۵) ای شوخ تو پنچی که زبیدار خوی تو شاغری دویده بازنگاهم بسوی تو۔ مؤلف گوید که بقول صاحب لغات ترکی اوغری به تفخیم ضمهٔ همزه وسکون غین معجمه وبکسر رای مهمله وسکون یای تحتانی بمعنی دزد باشد وصاحب مؤید هم بذیل لغات ترکی ذکر آغری بالضم بدون واو علامت ضمه کرده وبخیال ما رب اغری دویدن کهاز کلام داراب بیگ جویا۔ حاصل می شود مصدر مرکّب بمعنی مخفی دویدن و دزدانه دویدن است پس مارا در فارسی از لفظ مجرد اغری کاری نیست فارسیان این لغت را با مصدر دویدن مرکّب کرده بمعنی خاص گرفته اند وهمین استعمال مرکّب مقصود ما ست نه مفرد اغری (اردو) (الف) چور مذکر (ب) چھپ کر دوڑنا۔ چوری سے دوڑنا۔

اغریا بقول برہان وہفت بروزن صفیا بلغت یونانی کوه را گویند که بعربی جبل خوانند (اردو) پہاڑ۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ جبل۔ کوہ۔

اغریث بقول برہان بکسر اول وثالث تحتانی رسیده ورای بی نقطهٔ مفتوح بثای مثلثه زده نام برادرزادهٔ افراسیاب بن پشنگ بن تور بن آفریدون است که بجهت موافقت ایرانیان بردست برادر کشته شد۔ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید که به تای فوقانی باشد که ثای مثلثه در فارسی نیامده واینچه وجودش در دو کلمهٔ فارسی گفته اند بتحقیق نرسید۔ صاحب ناصری بخیالش وصاحب شمس این را لغت عرب گوید بخیال ما هم این لغت غیر زبان فرس است (اردو) اغریث۔ برادر افراسیاب کا نام ہے جو ایرانیون کی موافقت کی وجہ سے اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اغریوس | بقول برہان و انند بفتح اول و ضم واو و سکون سین بی نقطہ یونانی صحرا و بیابان را گویند (اردو) جنگل۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ صحرا۔ بیابان۔ مذکر۔

اغسطوس | بقول برہان و ہفت بفتح اول و ثانی و سکون سین بی نقطہ و طای حطی بواو رسیدہ و سین سعفص نام پادشاہ اول است از پادشاہان قیاصرۂ روم و او را از ان جہت قیصر گفتند کہ مادرش بوقت ولادت بمرد شکمش را بشکافتند و او را برآوردند و بزبان رومی این چنین شخصی را قیصر خوانند۔ بسقوط سین اول ہم بنظر آمدہ و بہ تحقیق ما لغت یونانی است (اردو) اغسطوس۔ قیاصر روم سے پہلے بادشاہ کا نام تھا۔

(الف) اغشتن | (ب) بقول برہان و ہفت باول و ثانی مفتوح و سکون شین قرشت و فتح
(ب) اغشتہ | فوقانی بمعنی آمیختہ و آلودہ و ترکردہ۔ صاحب جامع گوید کہ مخفف آغشتہ باشد کہ در ممدودہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ اسم مفعول (الف) است ازینجاست کہ ما (الف) را قائم کردہ ایم کہ مصدر (ب) باشد۔ صاحبان تحقیق و محققین مصادر این را با لف مقصورہ ذکر نکردہ اند و بممدودہ گذشت و صراحت معانی متعددہ ہم ہمدرانجا مذکور۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب و لہجۂ مقامی است۔ بخیال ما آغشتن بحذف الف ثانی مخفف آغاشتن است یا آغاشتن را بزیادت الف دوم مزید علیہ آغشتن گیریم ہر دو یکی است و اغشتن بمقصورہ ہم مرادف یا مخفف آغشتن باشد و اسم این مصدر ہمان لفظ آغار است کہ ذکرش با مصدر آغاردن گذشت کہ بمعنی نم آمدہ۔ فارسیان آغار را بحذف الف دوم اغر کردند و رای مہملہ را بقاعدۂ خود باشین معجمہ بدل ساختند۔ چنانکہ در انگاردن و انگاشتن کہ می آید و پس از ان (تن) علامت مصدر را

بروز یاده کرده آغشتن یا اغشتن مصدری ساختند معنی حقیقی (۱) ترشدن وکردن و (۲) آمیختن و (۳) آلوده شدن وآلوده کردن و (۴) سرشتن و (۵) پرکردن چیزی بزور در جائی۔ این همه معانی بر آغشتن گذشت ومخفی نیست که معانی (۲ تا ۵) برسبیل مجاز متعلق معنی (۱) توان گرفت فتأمل۔ و واضح باد که یک مصدر را بمعنی لازم مخصوص کردن یا بمعنی لازم ومتعدی هردو گرفتن متعلق باستعمال فرس است که قیاس را دخلی درو نیست وخصوصیت علامت مصدر دن بمقابله تن یا بالعکس آن مبنی بر قاعده ایست که ذکرش بر تن و دن آید۔ اردو (الف) دیکھو آغشتن (ب) دیکھو آغشته۔

آغل | بقول برهان وناصری بفتح اول وکسر ثانی وسکون لام جائی باشد در کوه وصحرا که بجهت خوابیدن گوسفندان سازند۔ صاحب جامع فرماید که مخفف آغیل است۔ صاحب جهانگیری از مولوی معنوی سند آورده (ع) غم مخور ای هر شتره نبرد درین اغل ۞ زانکه بی پیچی اندوا بر سر کوه برشرف ۞ صاحب کنز این را لغت ترکی گفته که بایای اظهار کسرهٔ آغیل است بمعنی حظیره وبحذف تحتانی آغل هم آمده به کسر غین معجمه وحظیره بقول منتخب لغت عربست بمعنی جایگه خرما خشک کنند ومحوط از چوب ونی خاربست که از برای حیوانات سازند صاحبان انند وشمس این را لغت فارسی گفته اند مؤلف گوید که همین لغت در ممدوده گذشته است وآغال هم بهمین معنی همدرانجا مذکور وبعضی از محققین آغول را هم بهمین نوشته اند که ذکرش در ممدوده کرده ایم بالجمله آغیل ومخفف آن آغل لغت ترکی است بمعنی عام۔ محققین فرس تصرف خفیف در معنی کرده اند ولیکن سندی که پیش شده است از ان تخصیص گوسپندان ظاهر نمیشود

تعمیم معنی بیان کردہ صاحب کنز زاد در فارسی ہم گیریم پس آغال مبدل آغل و آغول مبدل آغال باشد یا واو در آغول زائد گیریم ہمچون شل و شول کہ فارسیان یای تحتانی را با الف و الف را بہ واو بدل کنند ہمچون ریختان و ارتختان و تاغ و توغ (اردو) دیکھو آغل اور بلحاظ تعمیم معنی وہ جگہ جو چارپایون کے قیام کے لئے بنا دین

اغلانیدن | بقول صاحب شمس سخت پر شور انیدن فرماید کہ بمد و قصر ہر دو آمدہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بخیال ما یا اینکہ در کتابت تسامح شدہ کہ اغلانیدن را اغلانیدن نوشتہ یا بحذف الف دوم مخفف آغالانیدن است کہ گذشت بہر دو صورت اسم مصدر این آغال باشد و مصدر این آغالیدن و بقاعدہ متعدی آغالانیدن ما بہ آغال تحقیقش بیان کردہ ایم کہ مبدل آغار است و صراحت کامل معنی این بہ آغالیدن کردہ ایم۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است باقی حال استعمال اغلانیدن را سندی باید (اردو) دیکھو آغالانیدن کے پہلے معنی۔

اغلیسون | بقول برہان و ناصری و جامع و سراج و ہفت با سین بے نقطہ بر وزن افریدون قوس قزح را گویند۔ صاحب جہانگیری این را در خاتمۂ کتاب بذیل دستور پنجم در لغات غریبہ نوشتہ۔ صاحب انند صراحت کردہ کہ این لغت فارسی است مؤلف گوید کہ از وضع لغت می کشاید کہ لغت یونانی باشد یا ترکی ولکین در لغات ترک و یونان نیافتیم چارہ نیست جز این کہ اسم جامد زبان فارسی گیریم (اردو) قوس قزح۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم۔ مؤنث۔ وہ کمان جو ابر مین رنگ برنگ کے رنگون سے بنی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آفتاب کے رنگ برنگ شعاعون کے بخارات آبی مین رکنے سے جو قوسی صورت

پیدا ہوتی ہے اسے قوس قزح کہتے ہین۔ کمان شیطان۔ کمان رستم۔ دہنک۔

اغلیقی بقول برہان وہفت بفتح اول وقاف تحتانی رسیدہ ولغت یونانی ترکیبی است که آن را بفارسی پختہ جوش گویند و آن شرابیست که با اجزای چند جوشانیده اند و میفختج ہمانست و ملبسر اول نیز آمده و بر پختہ جوش فرماید که شیرۂ انگور نفیس را باگوشت برہ فربه در دیگ کنند با ادویه ہم کوفتہ در کیسہ کنند و در دیگ اندازند و بجوشانند تا گوشت مهرا شود و صاف کرده نوشند۔ صاحب محیط بر اغلیقی گوید که آن اغلیقن است و بر اغلیقن نوشتہ که بیونانی بمعنی شیرین و مراد از آن میفختج معروف بدوشاب باشد و بر دوشاب فرماید که اسم فارسی است و گویند که میفختج باشد یا آب انگور چون ثخین گردد و گویند شیرۂ خرما بالجملہ شامل دوشاب انگوری است و خرمائی و توت سفید و امثال آن و از مطلق آن انگوری و خرمائی (و ترکیب تیاری این ہم می نویسد) و فرماید که گرم در دوم و تر در آخر اول۔ مولد خون صالح و مسمن بدن و مفتح سدد و منافع بسیار دارد ہم او بر پختہ جوش لفظ بلفظ نقل عبارت برہان کند و صراحت آن ادویه نکند که در کیسہ کنند و بر میفختج نوشتہ که معرب می پختہ فارسی است و بیونانی اغلیقن بمعنی عقید العنب و آن انگور است که در جوش کردن زیاده از دو ثلث آن نسوزد و مائل بترشی باشد و گاہی دران ہیل و جوزبوا و قرنفل و امثال اینہا اضافہ می نمایند گویند طبیعت ان گرم و خشک در اول است موافق سینہ و ریہ و جگر و عصبہ و ملین طبع و محرک باہ (اردو) فارسیون نے پختہ جوش اوس انگوری شراب کو کہا ہے جو ادویہ کے ساتھ گوشت کو شریک کرکے بنائی جاتی ہے۔

اغماض بکسر اوّل لغت عربیست و بقول منتخب چشم پوشیدن و آسان گرفتن در معاملۂ با دیگران این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی چشم پوشی و بی پروائی استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند (اردو) اغماض ۔ بقول امیر ۔ عربی ۔ مذکر ۔ چشم پوشی ۔ بے پروائی (ظفر ؎) دم آیا میرا آنکھوں میں نہ دیکھا آنکھ بھر تو نے ؎ تغافل سے قدر اغماض اتنا مہربان او خو

اغماض بود ز عفو بالا (۱۳۲۲) مثل ۔ این مثلی است کہ معاصرین عجم برای اظہار خوبی اغماض می زنند و مرادف و بالاتر از (ع) در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست فو باشد ۔ صاحبان امثال اینرا ترک کردہ اند کہ بر محاورۂ زمانۂ حال کم توجہ کنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "درگزر انتقام سے بڑھکر" یہ لفظ بلفظ ترجمہ ہے ۔ مصرع فارسی کا

جس کا بیان اوپر ہوا ۔ نیز کہتے ہین "ہنر اَنجشن سے چشم

اغماض نمودن استعمال ۔ صاحب مصطفی ذکر این کردہ کہ بمعنی چشم پوشی کردن است چنانکہ ابو الفضل گوید "از زلات اقدام و اغماض نمایند" (اردو) اغماض کرنا ۔ امیر نے لفظ اغماض پر اسکی سند لکھی ہے (فقرۂ امیر) مین اور آپکے کام مین اغماض کرون ۔ استغفر اللہ ۔

اغول بقول برہان بر وزن ملول ۔ از روی خشم و قہر گوشۂ چشم نگریستن باشد و ما خیال خود نسبت معنی این در ممدودہ بہ آغول ظاہر کردہ ایم ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ اینچہ صاحب برہان معنی این نوشتہ است خطاست بلکہ اغل و اغول بقصر ہمان آغل است بمدہ و ضم غین ۔ بمعنی جائیکہ در کوہ و صحرا برای گوسفندان وغیرہ سازند و فتح غین خطاست کہ در اصل آغول بود بمدہ و بی مدہ و عجب کہ در برہان اغل بتحتین بمعنی جائیکہ در صحرا و کوہ برای گوسفندان سازند و اغول بمعنی از روی خشم نگریستن نوشتہ و حالانکہ در جہانگیری آغیل و آغول ہر دو

بیک معنی است پس مخفّف آغال بمعنی جای مذکور نیامده ازینجاست که هیچکس سند این معنی نیاورده
پس اغل بالفتح مخفّف اغال باشد که اغیل امالهٔ آنست و معنی آن گوشهٔ چشم نگریستن از روی خشم و
بضم بمعنی جای گوسفندان بود و این مخفّف اغول بواو است وحق تحقیق آنست که اغل
بضم غین ترکی است که بواو نیز نویسند چنانکه قاعدهٔ ترکی نویسان است ولهذا قوسی
گفته که اغل در ترکان مشهور است پس درحقیقت همه اہل فرہنگ خطا کرده اند (انتهی)
مؤلّف عرض کند که بیچاره برہان اغل را بفتحتین نه نوشت چنانکه خان آرزو ذکرش
کرده بلکه بفتح اوّل وکسر ثانی نوشته است و ما بجایش صراحت کرده ایم که اصلش لغت
ترکی اغیل است پس کسرهٔ غین معجمه در فارسی بعوض همین یای تحتانی است که در اصل
لغت ترکی موجود است و آنانکه آغول را بمعنی آغل گرفته اند ما ذکرش بر آغل بیان کرده ایم که مبدّل آغال
یا مزید علیه آغل است و ما قول خان آرزو را تسلیم نمی کنیم که آغل مخفّف آغال باشد که اغال بدون مد
بمعنی جای گوسفندان در صحرا یا بمعنی از روی خشم نگریستن نیامده و هم تسلیم نه کنیم که آغیل اماله
آغال است زیرا که آغیل لغت ترکی و اصل آغل است بمعنی جای محوط برای حیوانات
چنانکه ذکرش بر آغل کرده ایم و نه معنی اغیل و اغال بگوشهٔ چشم نگریستن است چنانکه ادّعای
اوست و نه اغل را بالضم بمعنی جای گوسفندان صحیح دانیم چنانکه ادعای اوست زیرا که
بلحاظ اصلش که اغیل است فتح اوّل وکسر ثانی صحیح است چنانکه ادعای برہانست و نه آغل را مخفّف اغول
دانیم چنانکه ادّعای اوست بلکه اغول مبدّل آغال یا مزید علیه آغل باشد چنانکه بر آغل صراحتش
کرده ایم و آنچه خان آرزو نتیجهٔ تحقیق خود می بر آرد که اغل بضم غین معجمه ترکی است از ینهم

اختلاف داریم کہ بقول محقق ترکی زبان یعنی صاحب کنز اَغیل و اَغِل بکسرغین معجمہ لغت ترکی باشد للہ العجب در تحقیق لغات چہ اختلافات بمیان آمدہ وطبع آزمائی ہا شدہ۔ بخیال ما چیزی کہ خان آرزو در انبلاط اند اخت آغال بممدودہ کہ مدرین کتاب بمعنی پنجم آن بقول برہان و ناصری و جہانگیری بمعنی جای در صحرا بجہت خوابیدن گوسفندان و چارپایان دیگر نوشتہ حیف است کہ درانجا سند استعمال پیش نشد و اگر این معنی را برای آغال تسلیم کنیم توانیم گفت کہ ہم مبدّل اغیل است کہ لغت ترکی است بہ ہمین معنی۔ فارسیان بقاعدۂ خود یای تحتانی را بالف بدل کردند ہمچون اگدش و گدیش و مقصورہ را ممدودہ کردند کہ این قسم تبدیل در لب ولہجۂ شان دائماً بنظر می آید و آنچہ صاحبان تحقیق آغل را در ممدودہ مرادف آغال گفتہ اند نسبت آن عرض می شود کہ مخفف است نہ مرادف وانچہ صاحبان تحقیق آغول و آغیل را در ممدودہ بمعنی نگریستن بگوشۂ چشم از روی غضب نوشتہ اند ما تحقیقش ہم درانجا کردہ ایم کہ بمعنی مطلق گوشۂ چشم است سامانی ہم ہمین معنی نوشتہ وصاحب رشیدی بر آغیل ذکر این کردہ وہردو اسم جامد فارسی زبان است و درینجا معنی اَغول بمقصورہ ہم ہمانست وبس کہ ممدودہ و مقصورہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است دیگر ہیچ وجا دارد کہ فارسیان آغول را از اغلال اخذ کردہ باشند کہ در عربی زبان بقول منتخب بمعنی تیز نگریستن آمدہ و تصرّفی کہ در لفظ کردہ اند خلاف قیاس است اندرین صورت مفرس باشد۔ نتیجۂ این ہمہ بحث آنست کہ آغول (۱) مرادف اغل است کہ گذشت و (۲) مرادف آغول کہ در ممدودہ مذکور شد۔ صاحب جہانگیری ذکر این بمعنی اول کردہ وصاحب ناصری و جامع بمعنی دوم نوشتہ: (اردو) (۱) دیکھو آغل (۲) دیکھو آغول۔

اغیار | بالفتح - بہار گوید کہ جمع غیر است و فارسیان بجای مفرد استعمال کنند - کاشی ؎
گر نیم از ناکسان از من کسان را عار چیست ٭ دوست دشمن آشنا بیگانہ یا را غیار چیست ٭
(طاہر وحید ؎) غافل از ما صحبتی با یار میداری وحید ٭ رسم یاری بر طرف اغیار را بودن
چرا ٭ مؤلف گوید کہ لغت عربیست - صاحب منتخب ذکر این کردہ در کلام فارسیان بمعنی
جمع ہم بنظر آمدہ (ظہوری ؎) بہ نیک و بہ سر و کاری نمی خواہم با غیار ش ٭ با یشان کینہ گر
روز محبت بر نمی تابد ٭ (اردو) اغیار - بقول امیر غیر کی جمع - بیگانے جو عزیز یا دوست نہوں
دشمن رقیب (فقرۂ امیرؔ) انکے پاس اغیار بیٹھے تھے مین آپکا پیام نہ کہہ سکا ؎ (آتش ؎)
دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ ٭ رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ ٭

اغیج | بقول خان آرزو در سراج بفتح و یای مجہول و جیم فارسی بوتہ ایست مانند کاریرہ
و گلی دارد باندک زمانی خشک شود و چون باد بر آن وزد او را از ہم فرو ریزد - صاحب
رشیدی از مولوی معنوی سند آوردہ (ؔ ؎) ہیچ بن ہیچ - ہیچ ہیچم من ٭ راست چون بوتۂ
اغیچم من ٭ صاحب شمس ایراد الغت فارسی گوید صاحب محیط ذکر این کرد حیف است کہ ثبت
این لغت از تحقیق مزید قاصریم (اردو) اغیج ایک بوٹے کا نام ہے جس کا پھول بہت جلد
سوکھ جاتا ہے اور ٹھنڈی ہوا سے وسکی پتیاں جھڑ جاتی ہین افسوس ہے کہ اس کا ہندی
نام خاصیت اور طبیعت کا حال معلوم نہ ہو سکا -

اغیرس | بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اول و ثانی تحتانی رسیدہ و کسرۂ رای قرشت
و سکون سین سعفص جوز رومی است و آن بار درختی باشد کہ صمغ آن کہرباست و بعضی گویند

چوب آن کہربا ست - صاحب ناصری ذکر این کردہ طالب برہان است - صاحب
محیط گوید کہ اسم جوز رومی است و بہ جوز رومی فرماید کہ شیخ این را در حرف جیم و نیز در حرف
جا نوشتہ و بر جوز نوشتہ کہ بفتح حا و سکون زای ہوز بیونانی اغرس وطرثیفون وکر وقس ودر
اندلسی سرودلہ و بفارسی توز نامند وصمغ آن کہربا ست - گرم وخشک و رسوم و رومی آن
گرم و رسوم و خشک در اول صمغ آن در مراہم جالیہ مستعمل و آشامیدن صمغ آن با سرکہ
نافع خفقان وصرع وتقطیر البول است ومنافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ اغرس
لغت یونانی یافتہ می شود کہ صاحب محیط اغرس را بدون تحتانی یونانی نوشتہ وفارسیان در استعمال
خود بعد غین معجمہ یای تحتانی زیادہ کردہ باشند (اردو) درخت جوز جس کا گوند کہربا ہے صاحب
محیط نے کہربا پر اس کا ذکر کیا ہے اور جوز غالباً زبان عربی کا لفظ ہے - عربوں نے کہربا کو
صمغ الجوز کہا ہے - اس کا متعارف دوسرا نام نہیں ملا بعضوں نے اسکو جوز کہا ہے اور
صاحب محیط نے جوز پر اسکا ذکر کیا ہے -

اغیس | بقول برہان وجامع وہفت بروزن نفیس تخمی است کہ آنرا بشیرازی تخم دل آشوب
گویند وبعربی حب الفقد خوانند وصاحب محیط بہ اغیس وحب الفقد گوید کہ اسم بنجنگشت است
واین ہمان ست کہ ذکرش بر اثلق وا ارتد گذشت و ما بر اثلق اسم یونانی این
اغیس نوشتہ ایم بہ تحتانی سوم و نون چہارم - بخیال ما تسامح صاحبان تحقیق اول الذکر
است کہ نون چہارم را در کتابت ترک کردند - صاحب محیط اغیس را بدون نون چہارم
ذکر نکرد (اردو) دیکھو اثلق -

الف مقصوره با فا

اف | بقول صاحب منتخب لغت عربست و بالضم و تشدید فا کلمه ایست که در وقت تنگدلی و زجر گویند- صاحب آنند فرماید که این لفظ بکسی گویند که ازو تنگدل و سرگردان شده باشند **مؤلف** عرض کند که معاصرین عجم هم استعمال این کنند (۱) بهمان معنی که گذشت و در فرهنگ خان لنکران هم استعمال این موجود است و بخیال ما این لفظ را با مخاطب تنگدل تعلقی نیست بلکه صوت فطری است که بحالت تنگدلی از زبان تنگدل بر آید و استعمال این در فارسی به سکون فاست و (۲) صوتی است که در وقت دمیدن باد از دهن بر آید ولیف مرادف این صوت است (اردو) (۱) اف- بقول امیر- عربی- مؤنث- اوہ- آہ- یہ کلمہ تکلیف اور بے چینی کی حالت میں آدمی کے منہ سے نکلتا ہے (داغ ؎) اف نہ کی ہم نے تہ تیغ جفائے ظالم ٭ اس سے بڑھ کر رہ تسلیم و رضا کون سی ہے ٭ (۲) ہماری رائے میں اُف وہ آواز بھی ہے جو پھونک مارنیکے وقت منہ سے نکلتی ہے- مؤنث-

(۱) **افاده** | بالکسر و تای مدوره- بقول صاحب منتخب لغت عرب است بمعنی فائده دادن فارسیان بقاعدهٔ خود تای آخر را بهای هوز گیرند و بمعنی حاصل بالمصدر یعنی فائده رسانی استعمال کنند و با مصدر بودن مرکب کرده ---------

(۲) **افاده بودن** | بمعنی فائده رسانی بودن استعمال کرده اند چنانکه ظهوری گوید (۲۲۰۱)
(؎) بدرس عشق و جنون بود افاده از مجنون ٭ کنون حواله من گشته فارسی عربی است ٭
(اردو) افاده- بقول امیر (عربی) مذکر (۱) فائده نفع- (۲) فائده پہنچانا فائده رسانی-

افیونتن | بقول صاحب ضمیمهٔ برهان با اول مفتوح ثانی زده و با ی عجمی مضموم و واو
معروف و نون مکسور و تا ی فوقانی مفتوح بمعنی پختن باشد- صاحب جهانگیری در خاتمهٔ
کتاب در دستور چهارم بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کرده مؤلف گوید که جز این
نباشد که افیون اسم جامد ژند و پاژند باشد بمعنی پخت و چونکه علامت مصدر (تن) برا و زیاده
کرده مصدری ساخته اند درین صورت نون اول را مکسور گرفتن ضرورت ندارد از اینجا
که صاحب جهانگیری در بیان اعراب حروف ذکرش نکرده- حالا عرض می شود نسبت
افیون که مرکب است از اف که صدا ی فطری پف زدن و دمیدن است و یون بقول صاحب
ساطع و در سنسکرت بمعنی باد آمده و اجتماع این هر دو لغت با علامت مصدر اشاره و الیست برای
رساندن باد به دیگدان و کنایه از پختن و استعمال این حالا متروک است (اردو) پکانا-

افت | بضم اول و سکون مابعد بقول صاحب انند (۱) بمعنی افتادن بیان داری
یعنی در کشتی دو کس را از هم جدا کردن- صاحب غیاث بحوالهٔ شرح گل کشتی هم با نش مؤلف
گوید که این اسم جامد زبان فارسی است بمعنی حقیقی (۲) سقوط- پس معنی اول مجازه آنست
و (۳) امر از مصدر افتادن که می آید- بعض محققین این را حاصل بالمصدر افتادن هم گیرند
چنانکه صاحب موارد نوشته بخیالش مخفف افتاد باشد یا حاصل بالمصدر بر وزن امر (اردو)
(۱) دو کشتی لڑنے والوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں حکم واقع ہونا- بمعنی حاصل
بالمصدر- کشتی بازوں میں بیچ بچاؤ- بیچ میں پڑنا- ثالثی (۲) گر پڑنا کا اسم مصدر جس سے
مصدر بنایا گیا- سقوط- (۳) گر پڑ- امر حاضر-

اُفتاد بضم اوّل - بقول انند (۱) ماضی افتادن یعنی از پا درآمدن (۲) دور شدن و شدن ما عرض کنیم کہ بہمہ معانی مصدر افتادن کہ می آید ماضی آنست (۲) بقولش مجازاً بمعنی اتفاق و (۳) تحقیق ما حاصل بالمصدر افتادن ہم - بیان کامل این بر مصدر افتادن کنیم - صاحب برہان گوید کہ از پای درآمد و کنایہ از دور شد و خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف اوفتاد بمعنی معروف و بفتح اول خطاست و بعضی بمعنی دور شدن ہم گفتہ اند و این سند می خواہد (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ اوفتاد بزیادت واو مزید علیہ این است نہ این مخفف اوفتاد - چنانکہ خان آرزو گوید و فتاد بدون الف اول مخفف این باشد (اردو) (۱) گرا - گرنا کا ماضی مطلق (۲) افتاد - بقول امیر - اتفاقیہ - سانحہ - انشاؤ (سحر ؎) گرتے ہین کوہ الم اور فلک ٹوٹتے ہین ؛ ایسی ہی ہوتی ہے اس عشق کی افتاد آیا ؛ (۳) گرنا کا حاصل بالمصدر -

افتادگان بقول برہان و ہفت کنایہ از مظلومان و پریشان شدگان - **مؤلف** گوید کہ مجاز معنی حقیقی است و جمع اسم مفعول افتادن صاحب جامع ہم ذکر این کردہ (ظہوری ؎) نشان سرافرازی افتادگان را ؛ گدای در عشق شاہانہ گردد ؛ (ولہ ؎) ز افتادگان جہان خویش را ؛ با فتادگی بہ سر آوردہ ام ؛ (صائب ؎) دلیر بر صف افتادگان عشق متاز ؛ کہ جای گرد ازین خاک مردمی خیزد ؛ (اردو) مظلوم - یعنی مظلوم کی جمع - جیسے مظلوم لوگ - مظلومون کی آہ ہی کہہ سکتے ہین -

افتادگی بقول بہار و خان آرزو در چراغ (۱) کنایہ از نکبت و افلاس (میرزا طاہر وحید ؎) نیا میزند با ہم مردمان از خوف و وحشت ؛ پس از افتادگی از ہم جدائی نیست یاران را ؛ **مؤلف** گوید کہ چون مرتبہ و عروج باقی نماند

وزوال رودہ افتادگی است و بقول ضمیمہ
برہان (۲) بمعنی فروتنی مؤلف گوید کہ حاصل
بالمصدر افتادن است و مخصوص بہ معنی تبختر
کہ می آید - اگرچہ صاحب موارد برافتادن ذکر
این نکردہ ما در بحث افتادن صراحت این کنیم
(صائب ۵۵) افتادگی برآورد از خاک انہ
راہ گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را (اردو)
(۱) بدقسمتی - صاحب آصفیہ نے نکبت پر لکھا ہے
(مؤنث) بدحالی - افلاس (۲) افتادگی - بقول
امیر - مؤنث - عاجزی - خاکساری - (ناسخ
۵) جو کرے احسان اسکو چاہیے افتادگی پیش
پائے شمع دیکھا ہے سر گلگیر کو خم

افتادن | بالضم مصدریست مرکب از اسم
جامد افت (کہ گذشت) و علامت مصدر دن
یعنی فارسیان بقاعدہ خود افت را بزیادت
الف زائد در آخر افتا کردند و این قاعدہ عام
است در فارسی و بر آخرش علامت مصدر
زیادہ کردہ مصدر رسمی وضع کردند وجا دارد کہ
کہ این را مرکب از افتاد و دن گیریم اندرین صورت
باید کہ از دو دال مہملہ کہ در افتاددن جمع آید
یکیش را حذف کنیم تا افتادن شود و مخفی مباد کہ
اوفتادن بزیادت واو بعد الف اول فرید علیہ
باشد ہمچون مغل و مغول و فتادن بحذف
الف اول مخفف افتادن چنانکہ استخوان و
ستخوان - آنچہ خان آرزو برافتاد نوشتہ کہ مخفف
اوفتاد است تسامحش بیش نباشد کہ اصلیت
وفتادن ثابت نمی شود - باقی حال این مصدرست
لازم و بقول صاحب بحر عجم کامل التصریف و
مضارع این افتد و حاصل بالمصدر این بہ تحقیق
ما افتاد و افتادگی بلحاظ معانی مختلفہ کہ می آید -
آنچہ صاحب موارد افت را ہم حاصل بالمصدر
قرار دہ محل تامل است کہ اسم مصدر یعنی اسم جامد
و حاصل بالمصدر را فرقی نکردہ و عجبی نیست کہ
از محاورۂ آفت و خیز را ابشد خود دگیرد و لیکن افت و خیز

بقاعدهٔ فارسی مرکّب است از دو امر چنانکه بجای خودش بحث کنیم بالجمله افتادن معنی کثیره دارد

(۱) افتادن - بقول موارد بمعنی از پا فتادن چیزی و بقول صاحب بحر از پای درآمدن ضد برخاستن مؤلّف گوید که معنی حقیقی است و متعلّق باشد به کسی یعنی خصوصیت با ذوی الارواح همچون در چاه افتادن کسی و از بام افتادن کسی و برای غیر ذوی الارواح هم که ذکرش بمعنی هیجده هم آید - (اردو) گرنا -

(۲) افتادن - بقول صاحب موارد بمعنی واقع شدن - صاحب بحر عجم هم ذکر این کرده مؤلّف گوید که این مجاز معنی اول است (گلستان سعدی) در ایام جوانی چنانکه افتد" و دانی" و بدگهر افتادن متعلّق است از همین معنی که بجای خودش می آید (اردو) واقع ہونا -

(۳) افتادن - بقول موارد بمعنی شدن مؤلّف گوید که مجاز معنی اوّل است همچون مفید افتادن (اخلاق محسنی) زراعی آغاز کرد مفید نیفتاد و کارگر افتادن و صلح افتادن - و مقبول افتادن - و رشبت افتادن و غافل افتادن و مایل افتادن و لاتعقل افتادن - و پیش افتادن - و بدنام افتادن - و نیک سرانجام افتادن - و طلاق افتادن و تنگ افتادن کار متعلّق از همین است مخفی مبادکه بعضی ازین مصادر مرکّبه متعلّق به معنی دوم هم توان کرد (اردو) ہونا -

(۴) افتادن - بقول موارد بمعنی بودن مؤلّف گوید که ایهم مجاز معنی اول است چنانکه بی خبر افتادن (منه ـه) نمی آئی نمی خوانی نمی جوئی نمی پرسی ٭ چرا از آشنایان این قدرکس بیخبر افتند ٭ صاحب نوادر هم ذکر این کرده (اردو) ہونا - رہنا -

(۵) افتادن - بقول موارد بمعنی رسیدن چنانکه بولایت افتادن مؤلّف گوید که مجاز معنی اوّل

است (اخلاق محسنی) ازان شہر سفر کردہ
بولایت دیگر افتاد ؛ ونوبت افتادن بمعنی
نوبت رسیدن وفریاد افتادن بمعنی فریاد
رسیدن وسر وقت کسی افتادن بمعنی سروقت
کسی رسیدن سازہمین وسند این بجای خودش مذکور
شود۔ صاحب نوادر ذکر این کردہ (اردو)
پہنچنا۔ آنا۔
(۶) افتادن۔ بقول موارد بمعنی اتفاق افتادن
چنانکہ کم افتد وبسا افتد (گلستان سعدی) چگونہ فتادہ
است کہ باہیچکدام ازیشان میلی ومحبتی ندارد ؛
مؤلف گوید کہ سند گلستان سعدی متعلق وچسپان
تر بامعنی دوم است۔ حیف است کہ سندی
دیگر پیش نشد۔ باقی حال این ہم مجاز معنی اول
است (اردو) وقوع ہونا۔ اتفاق ہونا۔
(۷) افتادن۔ بہ تحقیق ما بمعنی منتقل شدن (۱۲۴۶)
است واین ہم مجاز معنی اول باشد چنانکہ
حزین گوید وصاحب موارد ہمین سند برای معنی
چہارم آوردہ (حزین اصفہانی ؎) زہجر
غم ہجر تو بجان کار گرافتاد ؛ امید وصال تو
بعمر دگر افتاد ؛ (اردو) موقوف رہنا۔ رہنا
دکن میں جا پڑنا کہتے ہیں۔ جیسے آج کی بات
کل پر جا پڑی ؛
(۱۲۴۷) (۸) افتادن بہ تحقیق ما بمعنی قرار یافتن وقائم
شدن ہم آمدہ واین ہم مجاز معنی اول
است چنانکہ برای افتادن کہ بجای خودش
می آید وصاحب موارد سند این بمعنی چہارم
نقل کردہ (فرخی ؎) شہان نشین فرمای
بردندی ؛ زبہر فال ہرکس کہ شان فتادی رای
وسند دوم این بمعنی سی ونہم از خسرو می آید
کہ دران استعمال افتادن رسم است (اردو)
قرار پانا۔ قائم ہونا۔
(۹) افتادن۔ بقول موارد بمعنی گرفتار شدن
است مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اول باشد
(حافظ ؎) کس نیست کہ افتادہ آن زلف

دو تا نیست ٭ در ره گزری نیست که دامی ز بلا
نیست ٭ مخفی مباد که در دوام افتادن که بجای
خودش می آید متعلق از همین معنی است (اردو)
گرفتار ہونا پھنسنا۔

(۱۰) افتادن - بقول موارد بمعنی لائق و در
خور بودن و زیب دادن است - صاحب
بحر عجم بمعنی زیبائی نوشته تسامح اوست که بعوض
معنی مصدری حاصل بالمصدر نوشت و صاحب
نوادر ہم ذکر این کرده است مؤلف گوید که
اینہم مجاز معنی اول باشد (کلیم ؎) جامه در خون
شهیدان کش و بخرام بناز ٭ بتو ای شاخ گل
این رنگ قبا می افتد ٭ (محسن تاثیر ؎) بتوان
یافت که مقبول طبائع شده ٭ که ببالای تو هر رنگ
قبا می افتد ٭ (اردو) موزون ہونا سزاوار
ہونا - زیبا ہونا -

(۱۱) افتادن - بقول موارد بمعنی موقوف ماندن
چیزی بر چیزی مؤلف گوید که باختلاف لفظی
این همان است که ذکرش بر نمبر هفتم کرده ایم
یعنی منتقل شدن و این هم مجاز است از معنی
اول و ضرورت ندارد که معنی انحصار پیدا کنیم
(صائب ؎) امسال هم نداد بهم دست خط
یار ٭ مشق جنون من به بهار دگر فتاده ٭ (اردو)
دیکھو ساتوین معنی -

(۱۲) افتادن - بقول موارد بمعنی دور شدن
است مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول
باشد (صائب ؎) ز دوغ کعبه سیاهی نمی
فتد هرگز ٭ ز دل چگونه غبار ملال برخیزد ٭ (کلیم
؎) نیامدی و سیاهی ز دامنها افتاد ٭ سفید شد
بره چشم انتظار افسوس ٭ و از همین متعلق است
از دولت افتادن (از جوش افتادن دیگ
که گذشت) و امثال آن (گلستان سعدی)
اگر هنرمند از دولت افتد غم نباشد" (خواجه
حافظ ؎) گر نبودی شاه یحیی نصرة الدین از
کرم ٭ کار ملک و دین ز نظم و اتفاق افتاده بود

(صائب ؎) ہنوز می کنم انبار یک جہان حیرت
اگرچہ کشت تمنا ز حاصل افتاد است ٭ (وله ؎)
چنان بعشوه مکن گرم سرد مہران را ٭ که دیگ آرزوی
خام شان ز جوش افتد ٭ (علی ترکمان ؎) ما چو
خضریم درین بادیۂ بی سر و بن ٭ هر که از راه فتد
با رہ براه اندازیم ٭ صاحب نوادر فرماید که اغلب
که معنی دور شدن و نابود شدن برای (برافتادن)
است نه افتادن مؤلف عرض کند که اغلب
که اسناد بالا در نظرش نیفتاد (اردو) دور
ہونا۔ گرنا۔ جیسے "سیاہی دور ہونا۔ رتبہ سے گرنا"

(۱۳) افتادن - بقول موارد بمعنی غارت
شدن است از قبیل راه افتادن که بمعنی زیان
رسیدن و غارت شدن می آید و این معنی هم
مجاز معنی اوّل باشد (میر خسرو ؎) دلم را
در سر زلفت ره افتاد ٭ غریبان را بهندستان
ره افتد ٭ (اردو) لٹنا۔ تاراج ہونا۔

(۱۴) افتادن - بقول موارد بمعنی پیش آمدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اوّل است
چنانکه واقعہ افتادن (اخلاق محسنی) مشہور است
که طلحه الطلحات را واقعہ افتاد که تنها بقبیلہ بنی قیس
نزول کرد ٭ و سندی که بر معنی بجد هم از ملا جامی
می آید در مصرع اولش هم سند این معنی موجود است
(اردو) پیش آنا۔

(۱۵) افتادن - بقول موارد بمعنی فرو رفتن مؤلف
گوید که این هم مجاز معنی اوّل است و از فرو رفتن
مقصودش مبتلا شدن باشد۔ چنانکه در فکر افتادن
(اخلاق محسنی) در فکر دور و دراز افتاد ٭ (صائب
؎) در خطر گاهی که با کیک است هم پروانگی
ما عبث در فکر تعمیر جهان افتاده ایم ٭ (اردو)
پڑنا۔ مبتلا ہونا۔

(۱۶) افتادن - بقول موارد بمعنی گنجیدن مؤلف
گوید که مقصودش از پیدا شدن و جا گرفتن باشد
چنانکه در دل افتادن و این هم مجاز معنی اوّل
است (منه ؎) مدامم تا ترا در دل چه افتاد ٭

که وادی صحبت دیرینه بر باد؎ (اردو) سمانا۔
آنا۔ پیدا ہونا۔

(۱۷) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراشیده شدن
مؤلف گوید که این ہم مجاز معنی اوّل است چنانکه
آواز افتادن بجایش گذشت و ما درین جا افتادن
بمعنی پست شدن و کم شدن گیریم که فارسیان
آواز افتادن را بمعنی پست و کم شدن آن گیرند
که بلندی آواز باقی نباشد و به پستی گراید خراشیدن
آواز ورای آن است که ہر دو فرقی نازک دارد
(امیر خسرو ؎) موزون قرص صوفی را زده کانش
از حلق خوردنش افتاده آواز؎ صاحب نوادر ہم ذکر
این کرده (اردو) پڑنا۔ بیٹھ جانا۔ جیسے آواز
پڑنا۔ آواز بیٹھ جانا۔ دیکھو آواز افتادن۔

(۱۸) افتادن۔ بقول موارد بمعنی خراب گردیدن
و دور شدن است سندی پیش نکرد مؤلف
گوید که مقصودش از سقط شدن باشد که صاحب
بحر ہم ذکرش کرده ہمچون افتادن خانه و افتادن
دیوار و افتادن چیزی در چاه یا از بام و این معنی
حقیقی است و متعلق بمعنی اوّل (جامی ؎) که توام
عجب کاریم افتاده بسر نا بهره دیواریم افتاده؎
(اردو) گرنا۔

(۱۹) افتادن۔ بقول موارد بمعنی صادر شدن
است مؤلف گوید که این ہمان است که بر
معنی دوم گذشت و مجاز معنی اوّل۔ چنانکه
خطا افتادن در نشانه که برای این وقوع بهتر
از صدور است۔ باعتبار محاورۀ فارسی (ظہوری
؎) در صید وصل ناوک تدبیر عاشقان؎ با
این همه ملاحظه آخر خطا فتاده؎ (اردو) واقع ہونا
جیسے نشانے میں خطا یا غلطی واقع ہوئی۔

(۲۰) افتادن۔ بقول موارد بمعنی عجز و انکسار
کردن۔ صاحب بحر عجم تواضع کردن نوشته
مؤلف گوید که مقصود از عاجز آمدن باشد و
این ہم مجاز معنی اوّل است ہمچون افتادن سرکش
و افتادن دشمن۔ مخفی مباد که افتادگی و افتاده

به معنی خاص گذشت و می آید متعلق است از
همین معنی (غنی سے) زنهار مکن تکیه بر افتادن
سرکش ؛ افتادن سرکش بود افتادن آتش ؛
(اردو) عاجز ہونا ۔ انکسار کرنا ۔ تواضع کرنا
(۲۱) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی مشغول شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است چنانکه
بخود افتادن ۔ و در نماز افتادن (نقی کمره سے)
تا خط زخش سر زده با من سخنش نیست ؛ چندان
بخود افتاد که پروای کسش نیست ؛ (غنی سے)
چو شیخ شهر زاهد در نماز افتاد ؛ دمی اگر چه بپا
ایستاد باز افتاد ؛ (اردو) مشغول ہونا ۔
(۲۲) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی برپا شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی حقیقی است و
من وجه متعلق به معنی دوم ۔ صاحب موارد
بلحاظ لفظ فتنه که در فتنه افتادن است معنی
برپا شدن قائم کرده (گلستان سعدی سے)
وقتی افتاد فتنهٔ در شام ؛ هر کس از گوشهٔ فرا
رفته ؛ (اردو) برپا ہونا ۔
(۲۳) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی غرض و
مصیبت عائد حال شدن و از حافظ شیراز
سند پیش کرده (سے) برو بکار خود ای واعظ
این چه فریاد است ؛ مرا فتاده دل از کف ترا
چه افتاده است ؛ بخیال ما (چه افتاده است)
در مصرع ثانی متعلق از معنی دوم است که گذشت
و معنی غرض خود بخود از معنی واقع شدن پیدا
می شود و اینهم مجاز معنی اول است (اردو)
پڑنا ۔ جیسے ”تجھکو کیا پڑی ہے جو خواہ نخواہ
شہرا کرتا ہے“
(۲۴) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی آویختن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است
همچون افتادن لب (ظفرنامهٔ ہاتفی سے) افتادن
لبان شد و دندان درازه ؛ شتر لب و دو دندان دراز
گراز ؛ (اردو) لٹکنا ۔
(۲۵) افتادن ۔ بقول موارد بمعنی آمدن

مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است
ہمچون افتادن کار (بدرالدین ؎) چو یک
برج ہزار استون تو صد بی ستون آمد ؛ بنشان
دریا و کوہ را دعوی چہ کار افتد ؛ و افتادن رحم
در خاطر (سعدی ؎) شکار اندازہ ما را تاکی
افتد رحم در خاطر ؛ زرگی داریم و شمشیری سری
داریم و فتراکی ؛ و افتادن بدست (گلستان
سعدی) پارسازادہ را نعمت بیکران بدست
افتاد " و افتادن معنی در خاطر و نادر افتادن
(جامی ؎) ترا چون معنی در خاطر افتد ؛ کہ در
سلک معانی نادر افتد ؛ در مصرع دوم افتادن
را متعلق بہ معنی ہشتم یعنی قرار یافتن باید گرفت -
(اردو) پڑنا - جیسے کام پڑنا - آنا - جیسے
رحم آنا - دل مین آنا - خیال مین آنا -

(۲۶) افتادن - بقول موارد بمعنی لاحق شدن مؤلف گوید
کہ مجاز معنی اوّل ست چنانکہ تب لرزہ افتادن (نظامی ؎)
چنان زد بہ تندی برو گرز را ؛ کہ تب لرزہ افتاد
البرز را ؛ (اردو) لاحق ہونا - واقع ہونا -

(۲۷) افتادن - بقول موارد بمعنی خوردن
مؤلف عرض کند کہ این ہم متعلق بہ معنی
دوّم و مجاز معنی اوّل است و بخیال ما افتادن
را بمعنی خوردن نوشتن درست نباشد (امیر حسن
دہلوی ؎) چشم ہمیز و حسن از چشم زخم ؛ زخم
دگر بر دگرے او فتاد ؛ زخم بر زخم افتادن بجائے
خودش می آید - (اردو) پڑنا - جیسے زخم پر
زخم پڑا -

(۲۸) افتادن - بقول موارد بمعنی کم شدن چون
از بہا افتادن و از قیمت افتادن مؤلف گوید
کہ این ہم مجاز معنی اوّل است و از بہا افتادن
بجایش گذشت (صائب ؎) بمرد غربت
زندان بساز چون یوسف ؛ مرو بجانب کنعان
کہ از بہا افتی ؛ (اردو) اترنا - جیسے بہا و اترنا
دکن مین گرنا کہتے ہین جیسے " بہا و گرنا قیمت
گرنا ہی کہتے ہین -

(۲۹) افتادن - بقول موارد بمعنی بیجا شدن
مؤلف گوید که این هم مجاز معنی اول است
چنانکه ناف افتادن یعنی چون بار بسیار بر پشت
شتر اندازند فارسیان گویند که "این چه می کنید
که ناقش بیفتد" و بعربی این را سقوط السرة گویند
و ناف افتادن و افتادن ناف بجای خودش
آید (اردو) ٹلنا - جیسے "ناف ٹلی ہے"
(۳۰) افتادن - بقول موارد بمعنی آفریده
شدن و مصور گردیدن همچون نقش افتادن بخیال
ما جا دارد که با معنی شانزدهم که پیدا شدن و جا
گرفتن است متعلق کنیم (خواجه شیراز ؒ) حسن
روی تو بیک جلوه که در آئینه کرد * این همه نقش
در آئینه اوهام افتاد * نقش افتادن - یا افتادن
نقش بجای خودش می آید مخفی مباد که خان آرزو
بر لغت افتاده که اسم مفعول همین مصدر است
معنی مخلوق شده را ذکر کرده و سندی از ملا جامی
هم آورده که بعد را انجا مذکور است - عجبی نیست

که صاحب موارد باستناد همان شعر جامی این معنی
را در این جا قائم کرده باشی حال افتادن بخیال ما
بمعنی صورت گرفتن باشد (اردو) پڑنا - بیٹھنا
قائم ہونا - جیسے نشان پڑنا - نقش بیٹھنا - صورت
پکڑنا - مخلوق ہونا -
(۳۱) افتادن - بقول صاحب موارد متوجه
شدن - چون بحال کسی و با حال کسی افتادن مؤلف
گوید که این هم مجاز معنی اول است (سمرقندی
ؒ) چون نمی افتد بحال من کسی آن به که من
بعد ازین در گوشهٔ افتم بحال خویشتن (جمال الدین
سلمان ؒ) کی چشم تو با حال من افتد که شب
و روز * او خفته و مست است مرا کار خراب است
(اردو) متوجہ ہونا -
(۳۲) افتادن - بقول موارد بمعنی سهو شدن
همچون از قلم افتادن حرف که بمعنی نوشته شدن
است مؤلف گوید که درین جا افتادن بمعنی
حقیقی و مجاز را بمعنی نوشته شدن است بشرطیکه

آمیز الصلہ از با قلم مرکب کنیم یعنی حرف از قلم
افتادن بمعنی نوشتہ شدن حرف - ما را بامعنی
بیان کردہ صاحب موارد خلاف محض است
(صائب ؎) پایۂ عزت بلندی گیرد از
افتادگی ؛ از قلم چون حرف افتد در کنارش
جا دہند ؛ افتادن حرف از قلم بجای خودش
می آید و از قلم افتادن حرف بجای خودش
گذشت (اردو) نکل پڑنا - جیسے "قلم سے
لفظ نکل پڑا"

(۳۳) افتادن - بقول موارد بمعنی مستقیم شدن
چنانکہ اعتبار افتادن مؤلف گوید کہ این ہم
مجاز معنی اول است و متعلق است بامعنی ہشتم
یعنی قرار یافتن و قائم شدن کہ گذشت و ضرورت
ندارد کہ معنی مستقیم شدن پیدا کنیم (بدر چاچی ؎)
ازین مطلع کہ در تشبیہ کلکش در خط آوردم ؛ بر اہل
زمانم تا قیامت اعتبار افتاد ؛ افتادن اعتبار
بجای خودش می آید و اعتبار افتادن گذشت
(اردو) قائم ہونا -

(۳۴) افتادن - بقول موارد قرار و اُنس
گرفتن است ہمچون افتادن دل بجائی مؤلف
گوید کہ این ہم مجاز معنی اول است (اشرف
؎) چون دلم در تنگنای این قفس افتد کہ من
بیضۂ افلاک را در زیر پا دارم ہبا ؛ (مخلص
کاشی ؎) در جہان فکر اقامت کی کند پا در
گلم ؛ سرو تصویریم درین گلشن نمی افتد دلم ؛
(اردو) لگنا جیسے " اس کام مین تو ہمارا
دل نہین لگتا "

(۳۵) افتادن - بقول موارد بمعنی بیزار شدن
چنانکہ افتادن دل از چیزی مؤلف گوید کہ
اینہم مجاز معنی اول است و بخیال ما بمعنی شکستن
اولی است کہ بمعنی انس قائم نبودن است
(کمال خجند ؎) افتاد دل از یار دو ندانیم
چہ افتاد ؛ فریاد ز شوخی کہ ملول است ز فریاد
(اردو) ٹوٹنا - پھرنا جیسے "اون سے

ہمارا دل ٹوٹ گیا - یا بھر گیا ''

(۳۶) افتادن - بقول موارد بمعنی حاصل شدن ہمچون انتخاب افتادن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (نظیری نیشاپوری ع) مراز سنت وحرمت سہ انتخاب افتاد ؛ امام سادہ رخ وعشق و بادہ صافم ؛ افتادن انتخاب و انتخاب افتادن بجای خودش می آید صاحب نوادر ذکر این معنی کردہ از شیخ شیراز سندی پیش کند (ع) ترا ہمچو من بندہ افتد بسی ؛ مرا چون تو خواجہ نباشد کسی ؛ (اردو) ملنا - حاصل ہونا -

(۳۷) افتادن - بقول موارد بمعنی برآمدن چنانکہ تبخالہ افتادن مؤلف گوید کہ آبلہ افتادن ہم توان گفت و این ہم مجاز معنی اوّل است (آصفی ع) تبخالہ ترا بر لب شیرین ز تب افتاد ؛ بر رشتۂ جانم گرہی بوالعجب افتاد ؛ افتادن تبخالہ و تبخالہ افتادن بجای خودش می آید (اردو) پڑنا - نکل آنا - جیسے '' تمام جسم پر چھالے پڑ گئے ہین یا دانے نکل آئے ہین -

(۳۸) افتادن - بقول موارد بمعنی مشہور شدن چنانکہ خبر افتادن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (کمال اسمٰعیل ع) این طرفہ کہ راز تو بکس نیز نگفتم ؛ تا شد خبرم در ہمہ شہر این خبر افتاد ؛ خبر افتادن بجای خودش می آید (اردو) مشہور ہونا - پھیلنا -

(۳۹) افتادن - بقول موارد بمعنی ثابت شدن ہمچون خون برکسی افتادن مؤلف گوید کہ این ہم مجاز معنی اوّل است (خسرو ع) چنین گویند کین رسم نو افتاد ؛ کہ شیرین کشت و خون بر خسرو افتاد ؛ افتادن خون برکسی و خون برکسی افتادن بجای خودش آید (اردو) ثابت ہونا - دکن کی بول چال مین جا پڑنا کہتے ہین جیسے '' ہمارے ذمہ کا الزام ان پر جا پڑا '' اس کی بلا اس پر جا پڑی -

(۴۰) افتادن - بقول موارد بمعنی مصروف
شدن چنانکہ در کار کسی سرگرم افتادن مؤلف
گوید کہ سندی کہ از میر معزی پیش کردہ است
ازان استعمال گرم افتادن در کار بمعنی گرم شدن
در کار پیدا است پس معنی افتادن درین استعمال
شدن است کہ بر نمبر سوم گذشت بمصروفیت
را ازین تعلق نیست (میر معزی ؎) بار دیگر
باز گرم افتادم اندر کار او ؛ باز تسلیم همین یک
ساعت از دیدار او ؛ (اردو) دیکھو افتادن
کے تیسرے معنی -

(۴۱) افتادن - بقول موارد بمعنی پیدا شدن
چنانکہ درد افتادن و خلل افتادن - مؤلف
گوید کہ این معنی من وجہ متعلق با معنی دوم است و
ما ذکر معنی پیدا شدن بضمن معنی شانزدهم کردہ
ایم (مولوی معنوی ؎) اینچنین مرآنچنان را
سجدہ کرد ؛ کز سجودش در تنم افتاد درد ؛ (ظهیر
؎) خلل گرچہ می افتدم در دماغ ؛ دلی سرخوشی
می پذیرد چو باغ ؛ افتادن درد - و خلل در دماغ
و درد و خلل افتادن بجای خودش می آید -
(اردو) ہونا - پیدا ہونا -

(۴۲) افتادن - بقول موارد بمعنی ریختن دزد
در جائے بقصد غارت و تاراج چنانکہ دزد د…
افتادن در خانہ و بخانہ مؤلف گوید کہ داخل
شدن دزد بخانہ بارادۂ دزدی باشد (ابوطالب
کلیم ؎) غم زمانہ زما بیدلان ندارد رنگ ؛
بسان دزد کہ در خانہ گدا افتد ؛ (علی خراسانی
؎) بگزید و برد حادثہ یکدانہ گوهری ؛ در دل…
مخزن صاحبقران فتاد ؛ افتادن دزد بخانہ و
در خانہ و دزد و افتادن بجای خودش آید -
(اردو) پڑنا - جیسے " رات ان کے گھر میں
چور پڑا - یا ڈاکہ پڑا "

(۴۳) افتادن - بتحقیق ما بمعنی اثر کردن و د… (۱۲۵۰)
گرفتن است چنانکہ آتش افتادن کہ بمعنی در گرفتن
و اثر کردن آتش بجایش گذشت و سند این…

همدر آن جا مذکور (اردو) لگنا۔ جیسے آگ لگی ؎

افتادن آتش | مصدر اصطلاحی۔ همان آتش افتادن است که در مصدر وده گذشت متعلق بمعنی چهل وسوم لفظ افتادن۔ صاحب بحر عجم ذکر این کرده (اردو) دیکھو آتش افتادن۔

افتادن آفتاب | (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی است بمعنی پرتو مهر افتادن و رینجا افتادن من وجه متعلق به معنی دوم و پنجم لفظ افتادن است این همان است که بر آفتاب افتادن در مصدر وده گذشت (علی خراسانی ؎) گر هیولی زناله چو ردن شور هنوزم در خانهٔ دلم نه فتد آفتاب عشق ؎ (اردو) دهوپ پڑنا۔ دیکھو آفتاب افتادن۔

افتادن آواز | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است و این همان است که در مصدر وده بر آواز افتادن گذشت (اردو) دیکھو آواز افتادن

افتادن احتیاج | (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی بمعنی واقع شدن حاجت است و این متعلق است بمعنی دوم افتادن و احتیاج افتادن بجایش گذشت و سند این هم همین جا مذکور (اردو) دیکھو احتیاج افتادن۔

افتادن از چیزی | (مصدر اصطلاحی) و این همانست که بر از چیزی افتادن مذکور شد و من وجه متعلق باشد بمعنی دوازدهم لفظ افتادن که گذشت (اردو) دیکھو از چیزی افتادن۔

افتادن از دست افتادگان | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحبان بحر و ناصری و رشیدی وضمیمهٔ برهان کنایه از خراب شدن بدعای مظلومان۔ مؤلف گوید که درین مصدر اصطلاحی افتادن بمعنی اول حقیقی است و افتادگان متعلق بمعنی ستم و معنی مجازی این بجای خود گذشت و من حیث المجموع این مصدر مرکب کنایه است وبس (اردو) مظلوموں کی دعا سے خراب ہونا۔ نقصان اٹھانا۔

افتادن اعتبار | (مصدر اصطلاحی) مرکب

اضافی بمعنی قائم شدن اعتبار است و این متعلق
است بمعنی سی وسوم لفظ افتادن و سند این ہم
ہمدر انجا مذکور (اردو) اعتبار قائم ہونا۔

افتادنِ انتخاب (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی است بمعنی حاصل شدن انتخاب
و منتخب شدن و این متعلق است بمعنی سی و ششم
لفظ افتادن و سند این ہم ہمدر انجا مذکور (اردو)
منتخب ہونا۔

افتادن بحال کسی (مصدر اصطلاحی) بمعنی
متوجہ شدن بحال کسی باشد و این متعلق است
بمعنی سی و یکم لفظ افتادن کہ گذشت و سند
این ہم ہمدر آنجا مذکور (اردو) توجہ کرنا متوجہ
ہونا کسی کے حال پر۔

افتادن بخود (مصدر اصطلاحی) بمعنی مشغول
شدن بخود و از دیگری خبر نداشتن و این متعلق
است بامعنی بست و یکم لفظ افتادن و سند
این ہمدر آنجا مذکور (اردو) اپنے مطلب سے
کام رکھنا۔ دوسرے کی خبر نہ رکھنا۔

افتادن بسجود مصدر اصطلاحی۔ بمعنی
سجدہ کردن و این متعلق است بہ معنی بست و یکم
لفظ افتادن (ع فی سہ) و رب کدہ تا دید
بت افتم بسجود و بنہ در مصطبہ ناخوردہ می آیم
بسماع ... (اردو) سجدہ کرنا۔

افتادنِ بندہ مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی بمعنی گیر آمدن و حاصل شدن بندہ و این
متعلق بہ معنی سی و ششم لفظ افتادن است
و سند این ہم ہمدر انجا مذکور (اردو) غلام
ملنا۔ حاصل ہونا۔

افتادنِ تب مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی است بمعنی عارض شدن تب و این
متعلق است بہ معنی بست و ششم لفظ افتادن۔
سند این ہم ہمدر انجا مذکور (اردو) تپ آنا
بخار آنا۔

افتادنِ تبخالہ مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی

بمعنی برآمدن و پیدا شدن تبخالہ و مانند آن باشد و این متعلق بہ معنی سی و ہفتم لفظ افتادن است و سند این ہمدر اینجا گذشت (اردو) آبلے پڑ جانا - آبلے نکلنا - آبلے نکل آنا -

افتادنِ چشم بر چیزی (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی - بقول صاحب بحر عجم بمعنی نظر کردن بر چیزی مؤلف گوید کہ این متعلق بہ معنی پنجم لفظ افتادن است یعنی رسیدن نظر بر چیزی (اردو) آنکھ پڑنا - بقول امیر نظر پڑنا - دیکھنا (ناسخ ؎) تار نظر اپنا جو رنگ رگ گل ہے ؎ اس غیرت گلزار پر آج اپنی پڑی آنکھ (آتش ؎) شاعر نہیں کوئی آتش سا ہو گا حسن دوست ؎ خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہو گیا ؎

افتادنِ چیزی بچیزی مصدر اصطلاحی مرکب اضافی - بقول بہار بمعنی موقوف ماندن این چیز بر آن چیز دیگر - مؤلف گوید کہ این متعلق است بہ معنی ہفتم لفظ افتادن و ضرورت سند ال کہ معنی انحصار یعنی موقوف ماندن گیریم کہ بمعنی منتقل شدن یک چیز بر چیز دیگر است ہمچون "وعدہ امروز بر فردا افتاد" یعنی بر فردا منتقل شد سند این بر معنی ہفتم ہم گذشت (اردو) موقوف رہنا - جا پڑنا - جیسے "آج کا وعدہ کل پر جا پڑا" جا پڑنا دکن کا محاورہ ہے -

افتادنِ حرف از قلم مصدر اصطلاحی مرکب اضافی است کنایہ از نوشتہ شدن و این متعلق است بہ معنی سی و دوم لفظ افتادن سند این ہم در اینجا گذشت (اردو) لکھا جانا

افتادنِ خبر مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی است بمعنی شائع و مشہور شدن خبر و این متعلق است با معنی سی و ہشتم لفظ افتادن و سند این ہم در آنجا مذکور (اردو) خبر مشہور ہونا

افتادنِ خلل در دماغ مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن خلل در دماغ و متعلق بہ معنی چہل و یکم لفظ افتادن است و سندش

ہمدرا انجا مذکور (ارد و) دماغ مین خلل آنا۔ خلل واقع ہونا۔ خلل ہونا۔

افتادنِ خون برکسی | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی ثابت شدن خون برکسی است و این متعلق است بمعنی سی و نہم لفظ افتادن۔ سند این ہمدرا انجا مذکور (ارد و) خون کسی پر ثابت ہونا۔ سر ہونا۔ جیسے "ایک کا خون دوسرے کے سر ہوا"

افتادنِ درد | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است بمعنی پیدا شدن درد متعلق بمعنی چہل و یکم لفظ افتادن سند این ہمدرا انجا گذشت (ارد و) درد پیدا ہونا۔

افتادن در دام | مصدر اصطلاحی بمعنی گرفتار شدن در دام است و متعلق بہ معنی نہم لفظ افتادن۔ سند این ہم درا انجا گذشت (ارد و) دام مین پھنسنا۔ پھندے مین پڑنا۔

افتادن در دل | مصدر اصطلاحی بمعنی جا گرفتن و گنجیدن در دل باشد و این متعلق بہ معنی بست و نہم افتادن است و سند این ہم ہمدرا انجا مذکور (ارد و) دل مین آنا۔ سمانا

افتادن در فکر | مصدر اصطلاحی بمعنی مبتلا شدن در فکر باشد و این متعلق است بمعنی پانزدہم افتادن و سند این ہم ہمدرا انجا گذشت و در فکر افتادن بجای خودی آید (ارد و) فکر مین پڑنا۔ متفکر ہونا۔ فکر مین مبتلا ہونا۔

افتادن در نماز | مصدر اصطلاحی بمعنی مشغول شدن در نماز است و جا دارد کہ کنایتہً بمعنی سجدہ کردن ہم گیریم و این متعلق است بمعنی بست و یکم افتادن و سند این ہمدرا انجا گذشت (ارد و) نماز پڑنا۔ سجدہ کرنا۔

افتادنِ دزد بخانہ | مصدر اصطلاحی۔ بمعنی دزدی شدن بخانہ و واقع شدن سرقہ باشد و این متعلق است بمعنی چہل و دوم افتادن و سند این ہم ہمدرا انجا مذکور (ارد و)

گھر میں چور پڑنا۔ چوری ہونا۔

افتادنِ دشمن | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی۔ بمعنی عاجز شدن دشمن و تواضع کردن است متعلق بہ معنی بستم افتادن و سند این ہمہ زانجا گذشت (اردو) دشمن کا عاجز آنا۔ عاجز ہونا انکسار کرنا۔ تواضع کرنا۔

افتادنِ دل از چیزی | مصدر اصطلاحی بمعنی بیزار شدن و برگشتن دل از چیزی است متعلق بمعنی سی و نہم افتادن و سند این ہم ہمہ زانجا گذشت (اردو) کسی چیز سے دل پھرنا۔ ٹوٹنا۔

افتادنِ دل از کف | مصدر اصطلاحی این ہمانست کہ بر (از کف افتادن دل) گذشت و تعریف و سندش ہمانجا مذکور شد و متعلق است بہ معنی دو ازدہم افتادن (اردو) دیکھو از کف افتادن دل۔

(۱) **افتادنِ دل بجائی** | مصدر اصطلاحی

(۲) **افتادنِ دل در جائی** | و مرکب اضافی صاحب بحر ذکر (۱) کردہ فرماید کہ بمعنی قرار و آرام گرفتن دل در انجاست و فرماید کہ (۲) دل افتادن در جای۔ ہم بہمین معنی آمدہ۔ صاحب بہار ہم ذکرش کردہ و سند (۲) بمعنی سی و چہارم لفظ افتادن گذشت مؤلف گوید کہ افتادن دل در کاری۔ ہم از ہمین قبیل است (اردو) دل لگنا جیسے ”اس مکان میں ہمارا دل نہیں لگتا۔ اس کام میں ہمارا دل لگا ہوا ہے“ صاحب آصفیہ نے دل لگنا کا ذکر کیا ہے۔

افتادنِ دیگ از جوش | مصدر اصطلاحی این ہمان است کہ بر (از جوش افتادن دیگ) گذشت و سند این ہم ہمہ زانجا مذکور و متعلق است بہ معنی دوازدہم لفظ افتادن (اردو) دیکھو از جوش افتادن دیگ۔

افتادنِ دیوار | استعمال۔ مرکب اضافی بمعنی خراب گردیدنش و این متعلق است بمعنی ہجدہم لفظ افتادن۔ سند این ہمہ زانجا مذکور شد

(اردو) دیوار گرنا۔

افتادنِ راہ | مصدر اصطلاحی۔ بمعنی (۱)
گم شدن راہ و بی راہ شدن و کنایہ باشد از
غارت شدن۔ صاحب بحر عجم بر آرۂ افتادن
ذکر این کردہ و متعلق است بامعنی سیٔ و ہم لفظ افتادن
و جا دارکہ این را متعلق بہ معنی دوم ہم گیریم اندرین
صورت افتادن راہ (۲) واقع شدن راہ بابشان (۱۹۱)
یعنی رفتن چنانکہ عرفی گوید (ص) تا از در محنتی
کدہ دل پریشان ؛ افتادہ رہم بکوی راحت کیشان
از ہر طرفم طعن ملامت زدہ صف ؛ چون حاشیۂ
کلام سہو اندیشان ؛ (اردو) (۱) لٹ جانا۔
(۲) جانا۔

افتادنِ رای | مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی بمعنی قرار یافتن و قائم شدن رای باشد
و این متعلق است بامعنی ہشتم لفظ افتادن و سند
این ہم ہمدرانجا مذکور شد (اردو) رای قرار پانا
رای قائم ہونا۔ راے ہونا۔

افتادنِ رحم در خاطر | مصدر اصطلاحی
بمعنی آمدن و پیدا شدن رحم بدل است و
متعلق بامعنی بست و پنجم لفظ افتادن و سند این
ہمدرانجا مذکور (اردو) دل مین رحم آنا۔

افتادنِ رسم | مصدر اصطلاحی۔ مرکب
اضافی بمعنی قائم شدن رسم است و متعلق بامعنی
ہشتم لفظ افتادن و سند این بمعنی سی و نہم
مذکور (اردو) رسم و رواج قرار پانا۔ رسم
و رواج ہونا۔

افتادنِ رغبت | مصدر اصطلاحی۔
مرکب اضافی بمعنی پیدا شدن رغبت باشد
کہ متعلق است بمعنی چہل و یکم لفظ افتادن و سند
این ہم ہمدرانجا مذکور (اردو) رغبت ہونا۔

افتادنِ زخم | (مصدر اصطلاحی) و مرکب
اضافی۔ بمعنی واقع شدن زخم و مجروح شدن
و این متعلق است بمعنی دوم افتادن۔ صاحب
سوار و کہ این را متعلق بہ معنی بست و ہفتم کند قابل

غور است ۔ سند این بمعنی بست و نہم گذشت
(اردو) زخم پڑنا ۔

افتادن شیشہ از طاق | مصدر اصطلاحی
بقول صاحب بحر عجم کنایہ باشد از شکستن آن
چنانکہ (ع) روز شنبہ توبہ ام را شیشہ از طاق
او فتادہ ؂ و این متعلق است با معنی ہجدہم (اردو)
شیشہ کا ٹوٹ جانا ۔

افتادن صلح | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب اضافی
معنی وقوع شدن صلح باشد و متعلق بہ معنی دوم
و سوم لفظ افتادن ۔ سند این بمعنی سوم مذکور
(اردو) صلح ہونا ۔

افتادن طلاق | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب
اضافی معنی واقع شدن طلاق باشد متعلق
بہ معنی دوم لفظ افتادن (حافظ ؎) از سر تی
دگر با شاہد عہد شباب ؛ رجعتی می خواستم لیکن
طلاق افتادہ بود ؂ (اردو) طلاق ہونا ۔ طلاق
واقع ہونا ۔

افتادن فتنہ | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب
اضافی بمعنی برپا شدن فتنہ باشد و متعلق بہ معنی
بست و دوم لفظ افتادن سند این ہم در انجا
مذکور (اردو) فتنہ برپا ہونا ۔

افتادن فریاد | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب
اضافی بمعنی فریاد رسیدن متعلق بہ معنی نہم افتادن
است (نظامی ؎) نیفتد درین طشت
فریاد کس ؛ کہ بستہ شد راہ فریاد رس ؂ (اردو)
فریاد پہنچنا ۔ جیسے "وہ ہماری فریاد ان کے
کانوں تک نہیں پہنچ سکتی"

افتادن کار | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب
اضافی بمعنی بکار افتادن و کار آمد شدن و بکار
آمدن است متعلق بہ معنی بست و نہم افتادن
و سند این ہم در انجا مذکور (اردو) کار آمد ہونا
کام آنا ۔

افتادن لب | مصدر اصطلاحی ۔ مرکب
اضافی بمعنی آویختن لب است متعلق بہ معنی

است وچهارم لفظ افتادن وسند این همدر انجا
مذکور شد (اردو) ہونٹ لٹکنا۔ جیسے حبشیوں
کے ہونٹ اکثر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔

افتادن معنی در خاطر | مصدر اصطلاحی
بمعنی آمدن معنی یا خیال در خاطر است متعلق
بمعنی بست وہفتم لفظ افتادن وسند این
ہمدر انجا گذشت وجا دارد که این را متعلق
بمعنی ہشتم افتادن ہم گیریم (اردو) معنی
سمجھ میں آنا۔ خیال میں آنا۔

افتادن ناف | مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی بمعنی بیجا شدن ناف یعنی
بر جای خود نماندنش و متعلق به معنی بست و
نہم لفظ افتادن وبحث این ہمدر انجا گذشت
ومعاصرین عجم ہم در روزمرۂ خود برزبان
دارند (اردو) ناف ٹلنا۔

افتادن نقش | مصدر اصطلاحی مرکب
اضافی۔ بمعنی صورت گرفتن نقش باشد
متعلق به معنی سی ام لفظ افتادن وسند این
ہمدر انجا مذکور (اردو) نقش بیٹھنا۔ نقش
قائم ہونا۔

افتادن نوبت | مصدر اصطلاحی۔
مرکب اضافی بمعنی رسیدن نوبت است متعلق
بمعنی پنجم لفظ افتادن (عرفی ع) نوبت میں
افتاد بگوئید که دوران ؛ (اردو) نوبت آنا۔

افتادن واقعه | مصدر اصطلاحی مرکب
اضافی بمعنی پیش آمدن واقعه متعلق به معنی
چہاردہم لفظ افتادن۔ سند این ہمدر انجا مذکور
شد (اردو) واقعه پیش ہونا۔ واقعه ہونا۔

افتاده | بقول برہان وجامع (۱) بمعنی [illegible]
و (۲) سقط وخراب شده وزبون گردیده۔
بہار گوید که کنایه باشد از عاجز وزبون چنانکه
سعدی گوید (سلہ) سعدی افتاده است
آزاده ؛ کس نیاید بجنگ افتاده ؛ خان آرزو
در سراج فرماید که (۳) کنایه از مخلوق شده هم

(جامی ۳۵ بدان پاکان کز ایشان زاده ام
من بدین پاکیزگی کافتاده ام من) و فرماید
که بمعنی خاکسار و نامراد هم که متعلق به معنی اول
است - صاحب ناصری بذیل لفظ افتاد ذکر
معنی اول این هم کرده و صاحب سروری
گوید (۴) بمعنی ضد برخاسته (سعدی ۵۴)
(سعدی شنو کین سخن راست است نه
هر بار افتاده برخاست است) و (۵) متواضع
و (۶) واقع شده - صاحبان رشیدی و جهانگیری
بر معنی اول قانع - مؤلف عرض کند که
محققین نازک خیال اسم مفعول مصدر افتادن
را گرفته همچو اسم جامدی تعریفش کرده اند و بدین
وجه که از معانی متعددۂ مصدر که اصل است کار
گرفته اند بسیاری از معانی مفعولی را هم ترک
کرده اند - چهل و سه معانی بر مصدر افتادن
مذکور شده و افتاده بهمه معانی مذکوره اسم مفعول
نسبت و ازانجمله معنی اول این متعلق است
بمعنی بستم مصدر و معنی دوم این متعلق به معنی
هیجدهم مصدر و معنی سوم این بامعنی سی ام مصدر
تعلق وارد و معنی چهارم این متعلق بمعنی اول
مصدر و معنی پنجم این هم بامعنی بستم مصدر
متعلق و معنی ششم این از معنی دوم و باقی
معانی بوجہ ترک اصول محققین بہ پردۂ خفاست
و ما پردہ را از روی این بر داشتہ ایم - کم ترک
الاولون للآخرین - واضح باد کہ معنی چہارم افتادہ
یعنی ضد برخاستہ اصل است و معنی دوم یعنی
سقط و خراب شدہ من وجہٍ متعلق آن و باقی
معانی بر سبیل مجاز باشد (اردو) افتادہ
افتادن کا اسم مفعول ہے جس کے تینتالیس
معنون کا ذکر اوس کے مقام پر ہوا ہے پس
ان کل معانی مصدری کا اسم مفعول اس لفظ کا
ترجمہ ہے -

افتادہ شو بقول صاحب شمس لغت
فارسی است بمعنی متواضع شو مؤلف عرض کند

کہ بیچارہ صاحب شمس میخواہد کہ چیزی را بیان کند کہ دیگران ترکش کردہ اند ولیکن بطریقی میگوید کہ مقصودش حاصل نمی شود - فارسیان از مصدر افتادن اسم مفعولش را گرفتہ با مصادر دیگر مرکب کردہ بمعانی خاص استعمالش کردہ اند چنانکہ (افتادہ شدن) بمعنی عاجز و متواضع شدن و (افتادہ کردن) کہ بجایش می آید و افتادہ شو امراست ازہمین (افتادہ شدن) می بایست کہ تعریف مصدر مرکب کنیم کہ ذکر یک صیغہ از اشتقاقش مقصود ما حاصل نمی کند بالجملہ مصدر افتادہ شدن مرادف افتادن باشد بہمہ معانیش

(اردو) گرجا - امر ہے گرجانا کا -

افتادہ کردن | مصدر اصطلاحی صاحب مؤیّد

عجم اسم مفعول مصدر افتادن را با مصدر کردن مرکب کردہ بمعنی ویران کردن استعمال کنند - صاحب خان لنگران ذکراین کردہ فرمایدکہ "حال ہمہ شہرو خانہا را آدم افتادہ می کردند" یعنی خراب می کردند - مخفی مباد کہ افتادن بمعنی خراب وسقط گردیدن بر معنی ہفتم گذشتہ است پس بترکیب مفعول این با لفظ کردن معنی متعدی حاصل می شود دیگر ہیچ (اردو) گرانا - ڈھانا - ویران کرنا -

(۱۹۶۲)

(الف) افتار | (الف) بقول صاحب رشیدی بالفتح مرادف (ج) بمعنی پاشندہ

(ب) افتاریدن | وفشاندہ وامر بپاشیدن وبرین قیاس است (ب ود) و

(ج) افتال | افتاریدوافتالیدوفتار وفتال وفتاریدن وفتالیدن و

(د) افتالیدن | فتالیدوفتاریدبحذف الف وفتلیدو فتر وفتل بحذف الف

دوم نیز - صاحب برہان نسبت (ج) گویدکہ بکسر اول بروزن اقبال بمعنی پراگندہ وپاشیدہ وشگافتہ و دریدہ وفرمایدکہ (د) بکسر اول مصدر آنست - صاحب ناصری ہمزبانش رضا حسن

رشیدی و شمس نسبت (ج) گوید که بمعنی پاشنده و پراگنده کننده باشد چنانکه استاد قطران
فرماید (مصرع) ازین بهار شده دست جود درافشان ٭ وزان بهار شده دست ابر درافشان
و صاحب بحر عجم نسبت (د) نوشته که کامل الاتحاد (الف) و بالکسر بمعنی (۱) پاشیدن و پراگندن
و (۲) شگافتن و دریدن و مضارع این افشاند و در ردیف فا - فتاریدن و فتالیدن با
بدون الف اوّل مرادف یکدیگر بهر دو معنی باز گفته - خان آرزو در سراج بذکر (د) فرماید
که (ب) اصل این باشد و ازین ماخوذ است (ج) بمعنی فشانیده و امر پاشیدن و گوید که بحذف
الف اوّل و نیز بهر دو الف آمده - صاحب جهانگیری بر ذکر (د) قانع و صاحب نوادر و محقق
مصادر راست بر (ب) و (د) بذکر هر دو معنی بالا گوید که (ج) امر و حاصل بالمصدر (د) و
صاحب نوادر همزبانش مؤلف عرض کند که این است تحقیق محققین سلف و تحقیق ما
آنست که (ج) فتال بدون الف اوّل اصل است بمعنی شگاف و صاحب ناصری وانند
ذکر این کرده و هم بمعنی پراگنده از هم گسسته - صاحب . بهان هم ذکر این کند و این اسم جامد فارسی
زبان است و (الف) مبدلش که فارسیان لام را به رای مهمله و یا بعکس آن بدل کنند همچون
چنال و چنار و آگوندو آروند - پس بزیادت یای مکسور و علامت مصدر مصدری ساختند
که بر (ب و .) مذکوره (۱) بمعنی شگافتن و دریدن و (۲) پاشیدن و افشردن و الف اوّل
وصلی است و افتار و افتال امر و بحالت ترکیب با کلمهٔ همچون درافتال که در کلام قطران گذشت
اسم فاعل ترکیبی و هم حاصل بالمصدر بر وزن امروانچه فتریدن و فتلیدن به همین معنی می آید
مخفف فتاریدن و فتالیدن است (اردو) (الف و ج) (۱) چیر پهاڑ - (۲) چهڑکاو

(ب و د) (۱) چیرنا - پھاڑنا (۲) چیڑ کنا -

(الف) **افتان وخیزان** | بقول صاحب بحر و برہان و سراج و ناصری و ہفت و اند کنایہ از آہستہ و دیر براہ رفتن مؤلف گوید کہ ہر دو اسم فاعل ترکیبی است از افتادن و خاستن فارسیان این ہر دو را با مصدر مفرد فرس مرکب کردہ مصدر مرکب ساختہ اند ہچون

(ب) **افتان وخیزان بردن** | (ب) بحالت بدحواسی وکشان کشان بردن کہ دیر (۱۹۹۳)

(ج) **افتان وخیزان بودن** | براہ رفتن نتیجۂ آنست وہم ازین قبیل است (د) (۱۹۹۴)

(د) **افتان وخیزان رفتن** | یعنی بحالت بدحواسی رفتار کردن کہ گاہی از پا فتد (۱۹۹۵)

وگاہی برخیزد (ج) یعنی بودنست بحالت تزلزل ولغزش (ظہوری ب ۵) باتن چو ناکاہ کوہ غصہ برجان می برم ؛ در وسری آدرم افتان وخیزان می برم ؛ (عرفی ج ۵) او نہ شخص دولت اند وزرہ نظم جہان ؛ بی ثبات دولت از افتان وخیزان بودن است ؛ پس معنی الف حالت بدحواسی وتزلزل ولغزش باشد وبس وتخصیص آن با رفتن نیست وبنا عجب است از محققین بالا (اردو) (الف) افتان وخیزان - بقول امیر گرتے پڑتے - بدحواسی کی حالت مین (فقرہ) یہ آپ کہان سے افتان وخیزان چلے آتے ہین (ب) افتان وخیزان لیجانا (ج) بدحواس رہنا - حالت تزلزل اور لغزش مین رہنا (د) افتان وخیزان جانا -

افتتاح | بقول بہار کشودن وآغاز کردن است مؤلف گوید کہ بکسر الف وتای فوقانی اول لغت عربیت وصاحب منتخب ذکر این کردہ نمیدانیم کہ بہار برخلاف موضوع خود چرا ذکر این کرد (ظہوری ۵) قصۂ طولانی کو افتتاح گفتگوست ؛ زانکہ می بیند ظہوری

اختتام داستان ؛ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم این را برای تقریبی استعمال کنند کہ تعلیم گاہی و کارگاہی جدید را تیمناً و تبرکاً بدست یکی از مشاہیر وقت بکشایند مثلاً گویند کہ "افتتاح فلان مدرسہ بدست مبارک ملک معظم شد" (اردو) افتتاح - بقول امیر (عربی) مذکر کھولنا - شروع کرنا تعلیم گاہ اور کارگاہ وغیرہ مین کسی تاریخ مقررہ پر ابتدائے کار کی رسم ادا کرنے کو معزز لوگ جمع ہوتے ہین اور ایڈرس دیا جاتا ہے جیسے "آج مدرسہ کا افتتاح ہونے والا ہے" ۴ - اپریل کو لفٹننٹ صاحب تشریف لا کر شفا خانے کا افتتاح کرینگے

افتخار | بقول بہار نازیدن بچیزی فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل - مؤلف عرض کند کہ بکسر اول و سوم لغت عربست صاحب منتخب ذکر این کردہ بخصوصیت بالفظ کردن مدار فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) صاحب عادل افتخار جہان ؛ کہ جہانش بطبع ماموراست ؛ (اردو) افتخار - بقول امیر (عربی) مذکر - فخر - عزت - بڑائی (داغ ؎)
وہ بات کر جو کبھی آسمان سے ہو نہ سکے ؛ ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا ؛

افتخار برداشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی فخر کردن است (ذوقی یزدی ؎) ہمیشہ گوز بالا پای خود زنم ز عقل ؛ چو این خران بہ زر و سیم افتخار ندارم ؛ (اردو) فخر کرنا - ناز کرنا -

افتخار زیبیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیبا بودن نازش و افتخار باشد (حزین اصفہانی ؎) ابنای روزگار عیال من اند و من ؛ می زیبدم بغیرت مردانہ افتخار ؛ (اردو) افتخار و ناز زیبا ہونا -

افتخار کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فخر کردن است (معزی نیشاپوری ؎) در عدل جزید و نکند عالم افتخار ؛ در جود جزید و نزند ملک داستان ؛ (اردو) افتخار کرنا امیر نے لفظ افتخار پر اس کی سند دی ہے سودا ؎) ایسا یہ خاندان ہے کہ پشت گزشتہ سے فلک پہ گیا ہے جس جگہ کی غلامی کا افتخار ؛

افتخار گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن افتخار است (ظہیر سمرقندی ؎) ملکا خسروا خدا وندا ؛ این سہ نام از تو افتخار گرفت ؛ (اردو) افتخار پانا۔ فخر حاصل کرنا کہہ سکتے ہیں۔

افتد | بقول برہان و جامع بفتح اول و کسر ثالث بروزن مسجد (۱) بمعنی ستایندہ و ستایش کنندہ و (۲) بمعنی شگفت و عجب و تعجب ہم آمدہ خان آرزو در سراج گوید کہ آنچہ برہان ذکر معنی اول کردہ اصلی ندارد و صرف بمعنی دوم است و مصدر این افتدیدن کہ می آید و افتد مخفف این و افتدیدن مخفف افتدیدن۔ صاحبان ناصری و جہانگیری و سروری ہم بر معنی دوم قانع مؤلف عرض کند کہ اسم جامد زبان فرس و اسم مصدر باشد باتفاق محققین بر معنی دوم است حقیقت معنی اول جزین نباشد کہ نزد بعض محققین ہمین اسم مصدر بمعنی مجاز ستایش ہم آمدہ کہ مجاز معنی دوم است کہ از شگفت و تعجب ہم ستایش چیزی ظاہر می شود و بدین وجہ کہ این بروزن امر مصدر افتدیدن است صاحبان برہان و جامع معنی اسم فاعل ہم درین پیدا کردند کہ در اسم فاعل ترکیبی این ہمین لغت را مشاہدہ کردہ باشند و خیال نمی فرمایند کہ افادہ معنی فاعلیت بغیر ترکیب حاصل نمی شود (اردو) (۱) ستایش۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ تعریف۔ توصیف (۲) حمد۔ ثنا۔

افندستا بقول برہان و ناصری و سروری
و جامع کلمہ ایست مرکب از افند (کہ گذشت) و
ستا کہ ستایش و بندگی باشد و بخیال ما مخفف
ستایش ـ پس معنی این (۱) ستایش عجب و
نیکوترین ستایش و بندگی و (۲) حمد خدای تعالے
صاحبان سراج و رشیدی و جہانگیری بر معنی
اوّل قانع مخفی مباد کہ ہمین لغت در شمس افندا
سیا با یای تحتانی بعوض تای فوقانی دوّم آمده
بخیال ما سہو کتابت باشد ـ حالا استعمال این
متروک است و معنی دوّم کنایہ (اردو) (۱)
بہترین تعریف ـ مؤنث (۲) حمد الٰہی ـ مؤنث
افندن بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ
فرنگ بحذف الف دوّم مخفف افتادن است
کہ گذشت دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر
این نکرد و نہ سند استعمال پیش شد (اردو) دیکھو
افتادن ـ
افندی بقول صاحب شمس نفتحتین لغت

فارسی است بمعنی معبر بیان خدا دیگر کسی از محققین
ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ غلطی کتابت بیش
نباشد و مقصود صاحب شمس غیر از حمدگو نباشد
کہ یای نسبت بر لغت افند زیادہ کردہ اند و فتح
فاہم درست نباشد کہ در افند نیست حیف است
کہ سندی پیش نکرد (اردو) حمد کرنیوالا ـ
افندیدن بقول موارد مصدر یست بمعنی
تعجب کردن و (افدیدن) کہ می آید مرادف این
دافند و افد حاصل بالمصدر ـ صاحب نوادر ہم ذکر
این ہر دو مصدر کردہ مؤلف عرض کند کہ فارسیان
این را بزیادت یای معروف و علامت مصدر
بر آخر لغت افند مصدری ساختہ اند پس بالفتح
و کسر سوم باشد و افدیدن بدون تحتانی مخفف این است
کہ افد ہم مخفف افند آمدہ بخیال ما مصدر اصلی است
کہ از اسم جامد فارسی زبان ساختہ شد و بقول
متقدمین فرس جعلی است کہ موضوع است ما فرق
اصلی و جعلی بر اسم مصدر بیان کردہ ایم (اردو) تعجب کرنا

افترا | بکسر اول وسوم بقول منتخب دروغ گفتن بر کسی مؤلف گوید که فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی تہمت استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات می آید (ظہوری ؎) چنہ تکرار افترای غیر را ؛ تہمت است ای ہمرہ تہمت است ؛ (اردو) افترا - بقول امیر (عربی) مذکر - بہتان - تہمت - (آتش ؎) بو سے گل آتش نہیں ہوتی ہے محسوس نظر ؛ افترا ہے روز محشر یار کے دیدار کا ؛

افترا آمدن از کسی | استعمال - عادت تہمت داشتن و تہمت کردن کسی باشد چنانکہ ظہوری گوید (؎) بطاقت نسبت دل دور تر از من بہ بیتابی ؛ لکلفت مصلحت بین افترا از من نمی آید ؛ (اردو) تہمت کرنا -

افترا انگیختن | استعمال - بمعنی تہمت کردن است صاحب آصفی ذکر این کردہ (نثر خسرو) در حق آن بزرگ افتراہای چہار روید چون مسئلہ چہار قولی می انگیزد ؛ (اردو) افترا جوڑنا - افترا باندھنا - بقول امیر افترا کرنا - تہمت کرنا - (رشک ؎) کلاہ پارہ پارہ سے جو موی سر نکل آئے تو اس پر حاسدون نے افترا سنجاب کا جوڑا ؛

(رند ؎) افترا مجھ پہ کیا ہے یہ دراندازون نے ؛ سجدا مین نے کبھی نہیں صلا دیکھا ؛

(الف) افترا کار | استعمال - بقول صاحب آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ بہتان گو و افترا کنندہ فرماید که ---------

(ب) افترا کاری | بمعنی بہتان گوئی ہم آمدہ مؤلف عرض کند که (الف) اسم فاعل ترکیبی است و در (ب) یای مصدر در آخرش زیادہ شد دیگر ہیچ (اردو) الف - افترا پرداز بقول امیر تہمت لگانے والا - مفسد مؤلف عرض کرتا ہے کہ (ب) افترا پردازی کہ سکتے ہیں

(الف) افت و انداز | اصطلاح - بقول

صاحب بحر حرکات خوش آینده کردن بهار عجم بانش
(ملا فوقی ع) افت و اندازتی زانیده ایم ۵ (ظهوری ص)
زنجها سر از جگر بر کرده و من بیخبر ۵ افت و انداز نگاه و تیغ
نازک است ۵ مؤلف گوید که این مرکب است از
دو امر یعنی افت از افتادن و انداز از انداختن
و اجتماع هر دو در محاورۀ فرس بمعنی ناز و ادا و
حرکات عام معشوق است که دل ربا باشد و
سند اول متعلق این است و از سند دوم ---

(ب) **افت و انداز چشم و نگاه** | مرکب
اضافی است بمعنی کرشمه و غمزه که از چشم متعلق
(اردو) (۱) ٹھنک - بقول آصفیه مؤنث
ناز و ادا - چٹک مٹک - آن بان - آن انداز
(ب) غمزه و عشوه - رمز و ایما - (مذکر)

(الف) **افت و خیز** | اصطلاح - بقول
صاحب بحر نشیب و فراز و بر یک قرار نماندن
بهار بذکر معنی بالا گوید که عبارت از حالت بین
بین شتاب رفتن و آهسته رفتن است خان

آرزو در چراغ با معنی بحر متفق مؤلف گوید که
این مرکب است از دو امر یعنی افت از افتادن
و خیز از خاستن و اجتماع هر دو افاده معنی حاصل
بالمصدر هر دو ۵ مؤلف گوید که معنی لفظی این
ظاهر است ۵ و در محاوره فرس کنایه از پریشانی
و ته و بالائی باشد همچون افت و خیز نبض که
گاهی سست میشود و گاهی تیز چنانکه طالب
آملی گوید (ص) نفس بسینۀ اعدا ز هیبت تو
کند ۵ بافت و خیز تردد چو نبض نشاری ۵ و

(ب) **افت و خیز داشتن** | بمعنی از نشیب
و فراز واقف بودن یعنی اگر از پا فتد برخیزد هم
و انهم کنایه باشد چنانکه محسن تاثیر گوید (ص)
به بین مدارمه و مهر و بیوفائی گلها ۵ زد و لتی مشو
ایمن که افت و خیز ندارد ۵ مقصود شاعر انیست
که در گل افت و خیز نیست چنانکه در مهر و ماه است
از ینجاست که گل بی وفاست - عرض می شود که
افت و خیز زمانه بمعنی نشیب و فراز زمانه بر زبان

معاصرین عجم است (اردو) (الف) تہ و بالائی - پریشانی - مونث (ب) نشیب و فراز سیو واقف ہونا

افتیمون بقول برہان بفتح اول دوائیست معروف و آن شگوفۂ نباتی باشد که بسعتر ماند و سر شاخہای آن باریک است و طبع آن گرم و خشک کوفت و صرع سانافع و آنرا بعربی سبج الشعر خوانند و بعضی گویند زیرہ رومی است و آن سرخ رنگ و تیز طعم می باشد - صاحب جامع ہم ذکر این کردہ صاحب ناصری از رشید وطواط سند استعمال این آوردہ (ﮤ) اگر عدوی تراد . سراست سودائی ؛ بدفع سود اتیغت بس است افتیمون ؛ صاحب محیط فرماید کہ این اسم یونانی است بمعنی دوا الجنون و بعربی شجر الصبع و بسریانی ستورمورہ دہقورنور و ترکی شیون و سبج الشعیر و ہندی کاس بیل ولایتی و امربیل ولایتی گویند این نباتیست باریک مثل رشتہ کہ بر اشجار می تند - گرم در سوم و خشک در اول - محلل و ملطف و مخرج سودا و بلغم و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) آکاس بیل - بقول صاحب آصفیہ (مونث) اسم افتیمون - ایک قسم کی بیل ہوتی ہے جو زرد و زرد سوت سی اکثر درختون پر لپٹی رہتی ہے اسکی جڑ زمین پر نہین ہوتی اور نہ اس مین سپتّے ہوتے ہین جن کے بال کم بڑہتے ہین وہ اسے سر مین ڈالا کرتے ہین - یونانی حکیم امراض سوداوی مین اسکا استعمال کرتے ہین جس درخت پر اسے ڈالدیتے ہین اسے تو جلا دیتی اور آپ سرسبز ہو جاتی ہے -

افچہ بقول برہان و جامع و سراج و ہفت و انند بضم اول بر وزن بتچہ علامتی است کہ در غلہ زارہا و کشت و زراعت بجہتہ رمیدن مرغان سازند و بفتح اول ہم گفتہ اند صاحب سروری فرماید کہ بضم اول و فتح جیم فارسی - چیزی کہ در کشت نصب کنند برای

رمیدن مرغان- صاحب مؤید گوید کہ بہندش دہوکہ نامند وبقول صاحب شمس دوکہہ مؤلف
عرض کند کہ فلاحان در کشت زار بالای ستونہا کہ بلند تر از قد درختان کشت زار می باشد
سلسلۂ قائم کنند از رسن ہای باریک کہ سر آخر آن بر مقام فلاح بدستش باشد و بر آن سلسلۂ
رسن در جا ہای متعددہ تکہ ہای پارچہ بیرق نما آویزند- چون کشت بہ خوشہ رسد و دانہ
پیدا شود و طیور بر خوشہا تاخت کنند و دانہ می خورند در ین وقت فلاح بجای خود می نشیند
و سر آن سلسلہ را وانما حرکت دہد تا ہمہ بیرق ہا بحرکت آید و ہوا و حرکت مصنوعی طیور را
می پراند و خوشہ ہا محفوظ ماند و اُفچہ مرکب است از اُف و چہ اُف بمعنی دومش کہ گذشت
و چہ در آخر لفظ آمدہ افادۂ تصغیر کند ہمچون باغچہ و طاقچہ پس معنی لفظی اُفچہ صوت صغیر
کہ ہنگام پف زدن از دہن بر آید بدین سبب کہ این بیرقہا طیور را می پراند و ہوا را بحرکت
آرد فارسیان این را اُفچہ نام نہادند و این کنایہ باشد- مزارعان دکن بعوض بیرقہای
پارچہ شاخہای کوچک درختان با برگہای خشک آویزان کنند کہ از حرکت سلسلۂ رسن
آواز ہم ازین آویزہ ہا پیدا و زیادہ تر موثر شود برای پرانیدن طیور (اردو)
دکن کے کاشتکار ڈگہ اون سوکھی ہوئی شاخون کو کہتے ہین جو خشک پتون کے ساتھ
کھیتون مین ایک بلند لکڑی اور رسی کے سلسلہ پر لٹکا دیتے ہین اور اوس رسی کے
ایک گوشہ کے ہلانے سے وہ شاخین حرکت کرتی ہین اور خشک پتون کی کھڑکھڑاہٹ سے
پرندے جو خوشون کو چٹ کرنے کے لئے کھیت پر اتر آتے ہین فوراً اڑ جاتے ہین- ڈگہ
ڈھوکا کا بگڑا ہوا لفظ ہے جو ہندی مین بقول صاحب ساطع اوس شکل کا نام ہے جو طیور کو

ڈرانے کے لئے کھیتون مین قایم کی جاتی ہے ۔

افد | بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی بمعنی افتد کہ گذشت ۔ صاحبان رشیدی و جہانگیری و سروری	و جامع و ناصری ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید این مخفف افتد باشد (اردو) دیکھو افتد ۔

(الف) افدر | بقول برہان و سروری بروزن صفدر (۱) برادر پدر را گویند کہ بعربی عم خوانند و بمعنی (۲) برادرزادہ و (۳) خواہرزادہ نیز آمدہ ۔ صاحب مؤید این را ذیل لغات فارسی نویسد و ذکر معنی دوم و سوم کند صاحب جامع و جہانگیری بر معنی اول قانع صاحب رشیدی بذکر ہر سہ معنی صراحت کند کہ معنی اوّل اصح است و صاحب ناصری بر معنی اوّل و دوم قناعت کند ۔ صاحب شمس بذکر ہر سہ معانی فرماید کہ ---------

(ب) افدرہ | بزیادت ہای ہوز در آخر ہم آمدہ و صاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ بمعنی برادرزادہ و خواہرزادہ فقط مؤلف عرض کند کہ بخیال ما (۴) معنی حقیقی این پدر است و استعمال این معنی در کلام شعرای فرس یافتہ ایم (بوشعیب ؎) سنبلہ جعدی بنفشہ عارضی پوکت سیاوش افدر و پرویز جد ۔ پس افدر بدین معنی مزید علیہ و مبدّل پدر باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود الف وصلی در اوش آورند و بای فارسی را بہ فا بدل کردند ہمچون تپل و فپل و سپید و سفید و معنی اوّل و دوم و سوم مجاز آن و جا دارد کہ مجازاً عم را پدر یا افدر گوئیم کہ بجای پدر است ولیکن برادرزادہ و خواہرزادہ را افدر گفتن محل تامّل و طالب سند باشیم کہ از نظر ما نگذشت اندرین صورت لازم آید کہ پدر را اصل این لغت و اسم جامد فارسی زبان گیریم بمعنی اب ولیکن عجب است از صاحبان برہان و جہانگیری و سراج و جامع و سروری و دری و پہلوی و شمس

ورشیدی کہ لفظ پدررا ترک کردہ اند و آفرین بر ہفت دمؤیدواشند وغیاث کہ ذکرش کردہ اند۔ استعمال لفظ پدر بمعنی اب درکلام متقدمین ومتاخرین ومعاصرین عجم بسیار آمدہ ولیکن ترک محققین معتبر وکثیر التعداد مارا بحیرت انداز دخیال می کنیم کہ این لغت فارسی الاصل نباشد وعجبی نیست کہ اصل این فادر است کہ بقول منتخب در عربی زبان بمعنی بزکوہی کلان سال وفدر ہم بمعنی بز کوہی جوان آمدہ وفارسیان آن را مفرس کردہ بہ تبدیل فا با بای فارسی پدر کردہ بمعنی اب استعمال کردہ باشند کہ بز کلان سال۔ پدر گلۂ گوسپندان باشد ودر انگلیسی زبان ہم پدر را فادر گویند و عجبی نیست کہ ماخذ آن ہم لغت عرب باشد وجود افدر در استعمال فرس بمعنی پدر بزیادت الف وصلی در اولش تائید خیال ما می کند۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مخفی مبادکہ در افدرہ ہای نسبت برآخر افدر زیادہ کردہ اند بمعنی منسوب بہ پدر وموافق قیاس است کہ عم وبرادرزادہ وخواہرزادہ را افدرہ گفتند بر سبیل مجاز (اردو) (الف) و (ب) (۱) چچا۔ مذکر۔ (۲) بھتیجا۔ مذکر (۳) بھانجا۔ مذکر (۴) باپ۔ مذکر

افدستا | بقول برہان با تای قرشت بروزن مجلسہا بمعنی افندستا۔ صاحبان ناصری وسراج وجہانگیری ورشیدی وجامع وادری وبہلوی ذکراین کردہ اند کہ مخفف افندستا بحذف تای فوقانی اوّل باشد شمس فخری سہ) بدین کتاب اعانت نمود طبع مرا چہ کہ جملہ بندگی شاہ را است افدستا چہ (دقیقی سہ) بعید ایزد توہم خداوندی چہ زبان کنم بر تو اول افدستا چہ (اردو) دیکھو افندستا۔

افدیدن | بقول برہان ونوادروسروری بروزن فہمیدن شگفتی کردن وتعجب نمودن صاحب بحر ہنر بانش وفرماید کہ سالم التصریف است کہ تعریفش

بر اسم مصدر کرده ایم۔ صاحب موارد گوید که
حاصل بالمصدر این آفد باشد مؤلف عرض کند
که یا اینکه این را مخفف مصدر افندیدن گیریم
که گذشت یا مرکب از آفد و یای معروف و
علامت مصدر (دن) پس آفد اسم جامد
زبان فارسی مخفف آفند و اسم مصدر وصیغهٔ
امر و حاصل بالمصدر بر وزن امر باشد (اردو)
دیکھو افندیدن۔

افرا بقول برہان بر وزن صفرا (۱) بمعنی آفرین وتحسین باشد۔ صاحب ناصری بذکر معنی اول فرماید که (۲) نام درختی معروف که آن را افراغ ہم نامند چنانکہ شاعر مازندرانی گوید (ع) شمشاد وچنار وارس وافرا؛ افراخته قامت دل آرا؛ صاحب جامع وجہانگیری بر معنی اول قانع وفرماید که افری ہم بہمین معنی آمده صاحب انند فرماید که بالکسر بزبان عرب بمعنی اصلاح کردن ونیکو بریدن است مؤلف گوید که آفرین اصل است که بزمرہ ممدودہ گذشت وافری بمقصورهٔ اول وحذف نون بہمین معنی مخفف آفرین که می آید وافرا مبدل افری بہ تبدیل تحتانی بہ الف چنانکہ یکدحش وانگدش ویرمغان وارمغان۔ نسبت معنی دوم حیف است که محققین فرس باصاحب ناصری اتفاق نمی کنند واو صراحت مزید این نکرده است وصاحب محیط ہم این را ترک کرده (اردو) (۱) دیکھو آفرین کے دوسرے معنی (۲) ایک مشہور درخت کا نام جس کو فارسیون نے افرا اور افراغ کہا ہے افسوس ہے کہ اسکی مزید تعریف ہمکو معلوم نہ ہوسکی کچھ عجب نہیں کہ یہ وہی درخت ہو جس کو سنسکرت مین بقول صاحب ساطع آپر اجا جس کو کویل اور کوا ٹھینٹھی بھی کہتے ہین صرف دو شاخ کا پودہ ہے۔

(الف) افراخ	صاحب منتهی الارب نسبت (الف) فرماید که بالکسر بمعنی آشکارا
(ب) افراخست	شدن راز و فاش کردن پنهانی است و بخیال ما ستبل و فرید علیه
(ج) افراختن	فراز که بمعنی بلند اسم جامد زبان فارسی است که فارسیان الف
(د) افراخته	وصلی در اول این آوردند و بقاعدهٔ خود زای منقوطه را بجای

معجمه بدل کردند همچون آویز و آویخت - پس اسم مصدر افراختن است چنانکه فراز اسم مصدر فرازیدن و (ب) ماضی مطلق (ج) و (ج) مصدریست که وضع کردند از (الف) بزیادت کلمهٔ تن که علامت مصدر باشد و بقول برهان بروزن پرداختن بمعنی (۱) برداشتن و بلند ساختن است و بقول صاحب بحر عجم بپای کردن و (۲) برکشیدن و برآوردن هم (کامل التصریف) مضارع این افرازد مؤلف گوید که مضارع این افراخد بوده بهمان قاعدهٔ تبدیل که ذکرش بالا مذکور شد خای معجمه را بزای منقوطه بدل کردند صاحب موید بر معنی اول قانع و فرماید که افراز امر این و نیز حاصل بالمصدر بروزن امر - صاحبان نوادر و جامع و جهانگیری و سروری صرف بمعنی اول را ذکر کرده اند (عمید الدین ؎) افراخت لوای بادشاهی :: بگرفت سپیدی و سیاهی :: مخفی مباد که بقول محققین فرس این مصدر اصلی است و سماعی و بر اصول ماکه بر اسم مصدر گذشت اصلی و قیاسی که از اسم جامد فارسی زبان وضع شده است حالا عرض میشود نسبت (د) و این بقول برهان و سروری بمعنی برداشته و بلند گردانیده (خاقانی ؎) پرچم زشب پرداخته مه طاس پرچم ساخته :: بیرق ز صبح افراخته روزش سپهدار آمده :: مؤلف عرض می کند که اسم مفعول است از (ج)

دیگر ہیچ (اردو) (الف) بلند (ب) بلند کیا (ج) (۱) اٹھانا۔ بلند کرنا۔ کھڑا کرنا (۲) نکالنا (د) بلند کیا ہوا۔ نکالا ہوا۔ جیم کا اسم مفعول۔

افراز بقول برہان و رشیدی و جامع بروزن پرواز (۱) بمعنی بلند و بلندی۔ خان آرزو در سراج گوید کہ فراز بدون الف اول مخفف این است و صاحب ناصری فرماید کہ در جمیع معانی فراز مرادفش و افرازیدن مصدر این صاحب سروری از استاد لبیبی سند آوردہ (ﮯ) زبس رفعتش شاہباز خرد نیارد برافراز او پر پرید مؤلف عرض کند کہ فراز بدون الف اول اصل است و اسم جامد زبان فارسی بمعنی حقیقی بلند۔ الف وصلی در اولش آوردہ افراز کردند و ہمین است اسم مصدر افرازیدن کہ می آید پس افراز مزید علیہ فراز است نہ فراز مخفف افراز چنانکہ خان آرزو گفتہ مخفی مباد کہ سندی کہ بالاگذشت متعلق بمعنی پانزدہم است کہ حاصل بالمصدر افرازیدن باشد و در مصرع دومش افراز بمعنی بلندی است نہ بلند (اردو) دیکھو افراخ۔

(۲) افراز بقول برہان و جہانگیری و سراج و جامع بمعنی منبر (حکیم زجاجی ﮯ) خطیبان پس از نام پاک امام بر افراز این شاہ بردند نام مؤلف عرض کند کہ این مجاز معنی اوّل است کہ منبر ہم بلند باشد و فراز بدون الف اول ہم بدین معنی توان گرفت ولیکن استعمالش در کلام فرس یافتہ نشد از ینجاست کہ صاحب برہان در معانی فراز این معنی را ترک کردہ (اردو) منبر۔ بقول صاحب آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ مقام بلند۔ اونچی جگہ۔ کاٹھ یا چونے وغیرہ کا سیڑھی دار بنا ہوا اونچا مقام جس پر خطیب کھڑا ہو کر خطبہ سناتا ہے۔ وعظ کہنے کا مقام۔ اسٹیج کا چبوترہ (ناسخ ﮯ)

نہ خلاف انکو سمجھا کہ برای حیدر؛ سات زینون
کا کیا حق سے نے یہ منبر پیدا؛

(۳) افراز- بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی جمع کہ مقابل فرد است (سیف
اسفرنگی ؎) روح اقسام شادمانی را؛
از پی بزم تو کند افراز؛ خان آرزو در سراج
گوید کہ بمعنی جمع کردہ وبہم آوردہ مؤلف
گوید جمع کردن وبہم آوردن معنی افراز کردن
است نہ مجرد افراز بخیال ما این متعلق است
بہ معنی ششم کہ می آید یعنی پیش ونزدیک
ضرورت ندارد کہ باستناد کلام سیف اسفرنگی
معنی جمع گیریم وتعدد معانی را وسیع کنیم واین ہم
مجاز معنی اول باشد کہ چیزی کہ بلند شود قریب
وپیش نظر شود از برای بیندگان برخلاف
چیزی کہ بلند نیست مخفی مباد کہ اصل این ہم
بدون الف وصلی اول وصاحب برہان نیز
این معنی را ہم ذکر کردہ (اردو) دیکھو چھٹے معنی

(۴) افراز- بقول برہان وجہانگیری وسروری
وجامع بمعنی بستہ- خان آرزو در سراج گوید کہ
فراز کردن در بمعنی فروبستن یعنی پیش آوردن
ہر یکی جدا است وہذا در فراز کردن بمعنی بستن
است مقابل باز کردن (سعدی ؎) بر روی
خود در اطماع باز نتوان کرد؛ چو باز شد بدرستی
فراز نتوان کرد؛ مؤلف عرض کند کہ این ہم
مجاز معنی اول باشد زیرا کہ در زمانہ سلف صورت
در ودریچہ ہا نہ چنان می بود کہ در زمانۂ حال
است بلکہ تختہ را برای در بہ پایین آستان
بوسیلۂ نرمادہ آہنین نصب می کردند وچون در را
باز می کردند آن تختۂ چوبین بر زمین فرش می شد
وچون می خواستند کہ در را بند کنند آن تختہ را
فراز یعنی بلند می کردند وباحصۂ بالائی دریوست
یعنی چارچوب ودہلیز وصل کردہ قفل می زدند
از ینجاست کہ در محاورۂ عجم افراز بمعنی بستن ہم
آمدہ ولیکن تخصیص این با در ودریچہ ومثال آن

باشد و بزبانِ حال ہم دری را کہ دو تختہ دارد
چون خواہند کہ بند کنند یک تختہ آن را بر
تختۂ دومش ملبند می کنند ازینجاست کہ
فراز بمعنی حقیقی بلند مجازاً بمعنی بند مستعمل شد۔
(اردو) بند۔ بقول آصفیہ مسدود۔ مقفل
(۵) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
وسروری و جامع بمعنی کشادہ و پہن شدہ
صاحب شمس گوید کہ در عربی بمعنی جدا کردن
چیزی از چیزی مؤلف گوید کہ این مبدل
و مزید علیہ فراخ است کہ اسم جامد فارسی
زبان باشد بہمین معنی فارسیان بقاعدۂ خود
خای معجمہ را بہ زای ہوز بدل کردند چنانکہ
بر لغت افراخ ذکرش کردہ ایم۔ فراز شد
و فراز بہمین معنی آمدہ (کذافی البرہان) و
پس ازان الف وصلی و را اولش آوردہ
افراز کردند۔ اندرین صورت این مجاز
معنی اوّل نباشد (اردو) فراخ۔ بقول
آصفیہ (فارسی) وسیع۔ کشادہ۔ چوڑا۔
دیکھو اپارہ۔

(۶) افراز۔ بقول برہان و جہانگیری و سراج
و سروری و رشیدی و جامع بمعنی قریب و نزدیک و
پیش مؤلّف گوید کہ این ہمان است
کہ ذکرش بمعنی سوم گذشت۔ مجاز معنی
اوّل است و سند این از کلام سیف اسفرنگی
ہمدرانجا مذکور۔ (اردو) قریب۔ نزدیک
آگے۔ سامنے۔

(۷) افراز۔ بقول برہان و سراج و رشیدی
و جامع و جہانگیری بمعنی نشیب کہ مقابل فراز
است۔ حیف است کہ سند این پیش نشد۔
صاحب برہان این را بدون الف اوّل
ہم بہمین معنی گفتہ فرماید کہ از لغت اضداد
است و طالب سند استعمال باشیم شک
نیست کہ این مجاز معنی اوّل نیست و ہیچ
تعلق با ماخذش ندارد و بر زبان معاصرین

هم استعمال این نیافتیم (اردو) نشیب۔
بقول آصفیه۔ اسم مذکر۔ نچان۔ پستی۔
(۸) افراز۔ بقول برهان وجامع بمعنی ازین
باز و بعد ازین۔ خان آرزو در سراج گوید که
همچون ازین فراز واز امروز فراز چنانکه نوعی
گفته (فرخی ۵) امرا دل او بود من وی
و پری و امرا دل خود باشم از امروز فراز
مؤلف عرض کند که در لفظ فراز معنی بجز
بعد و پس است نه بعد ازین انیهم من وجه
مجاز معنی اول باشد یعنی بالای امروز کنایه
باشد از فردا و پس فردا یعنی روزیکه بعد از
امروز آید و همین معنی بقول برهان بر لغت
فراز هم می آید (اردو) آگے۔ بعد۔
(۹) افراز۔ بقول برهان وجهانگیری بمعنی
سرکش و سرکشیده۔ خان آرزو در سراج
گوید که سرکش بمعنی سرفراز است نه تنها فراز
وبقول جامع سرکشنده۔ مؤلف عرض کند
که محققین بالا درین معنی تسامح کرده واز
سرفراز و سرافراز این معنی را پیدا کرده اند
و غور نفرموده اند که سرفراز و سرافراز اسم
فاعل و اسم مفعول ترکیبی است و بدینوجه
که افراز از مصدر افرازیدن امر است بحالت
ترکیب افاده معنی فاعلی و مفعولی کند و مجرد
افراز اصلا بمعنی سرکش و سرفراز نیست
خان آرزو اشارتاً اختلافی که با محققین دیگر
کرده است درست است حیف است که
مدعیان این معنی سند استعمال این پیش نکردند
(اردو) سرکش۔ بقول آصفیه۔ باغی۔
نافرمان۔ متمرّد۔
(۱۰) افراز۔ بقول برهان وجهانگیری وجامع
بمعنی خرزه یعنی آلت تناسل است۔ خان آرزو
در سراج گوید که به تقدیم زای معجمه بر رای مهمله
باشد و آن ترجمهٔ آلت است۔ صاحب سروری
فرماید که بمعنی اوزار باشد و صاحب رشیدی

گوید که او در آز به تبدیل فا با واو به رای مهملهٔ
سوم و زای هوز پنجم هم به همین معنی آمده و
صاحب ضمیمهٔ برهان هم صراحت کرده که آفراز
و افراز به تقدیم و تاخیر رای مهمله و زای هوز
هر دو مرادف یکدیگر است مؤلف گوید که
افراز به رای مهملهٔ سوم و زای معجمهٔ پنجم بدین معنی
مقلوب افزار به زای هوز سوم و رای مهملهٔ
پنجم است که فارسیان این را مقلوب بعضی
گویند همچون اسطخر و اسطرخ که گذشت و افزار
به فای دوم و زای معجمهٔ سوم و رای مهمله
در آخر مبدل او زار باشد که فارسیان بقاعدهٔ
خود واو را به فا بدل کنند همچون وام و فام و
معنی حقیقی این مطلق آله باشد و مجازاً برای آله
تناسل استعمال کرده باشند و اوزار بقول صاحب
اننددر عربی زبان هم بمعنی سلاح و ساز آمده
حیف است که سند استعمال این بدین معنی
مجازی از نظر ما نگذشت و اگر افراز را بدین معنی
مجاز معنی اول هم گیریم جا دارد که بلندیش بحالت
نعوظ با معنی اول تعلق دارد (اردو) آلهٔ تناسل
مذکر۔ دیکھو ابو الحیّه۔

(۱۱) افراز۔ بقول برهان و سراج و سروری
و رشیدی و جامع بمعنی بر دارد و بلند ساز مؤلف
گوید که امر است از مصدر افرازیدن و شامل
بر همه معانی آن که می آید (اردو) اٹھا۔ بلند
کر۔ امر حاضر۔

(۱۲) افراز۔ بقول برهان بمعنی بلند کننده و بقول
رشیدی بلند گردانده خان آرزو در سراج
فرماید که این ماخوذ است از افرازنده و صاحب
سروری گوید که بلند گردانیده چنانکه ابو عاصم
فرماید (ع) ای در همه علمها سرافراز ٭ دائم
ز جهانیان سرافراز ٭ مؤلف عرض کند که
تسامح محققین بالا بیش نیست که مجرد افراز که امر
حاضر مصدر افرازیدن است معنی فاعلی یا
مفعولی ندارد تا آنکه مرکب نشود با اسمی دیگر و دریں

صورت اسم فاعل یا مفعول ترکیبی باشد (اردو)
بلند کرنے والا۔ بلند۔

(۱۳) افراز۔ بقول خان آرزو در سراج بحوالۂ نسخۂ وفائی بمعنی خون۔ فرماید کہ این خیلی غریب است و صاحب برہان ہمین معنی را بحوالہ نسخہ وفائی بہ فراز نوشتہ و بر افراز ترک کردہ مؤلف عرض کند کہ ہمہ اہل تحقیق ازین معنی ساکت اند و سندی ہم پیش نشد یہ اگر استعمال این بمعنی خون در کلام فرس بہ تصدیق نسخۂ وفائی یافتہ شود یا وجود این معنی در فراز تائید کند توانیم عرض کرد کہ ہم مجاز است از معنی اول کہ چون رگ کشادہ شود خون ہمچون فوارہ بلند شود (اردو) خون۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر بمعنے

(۱۴) افراز۔ بقول صاحب انند و غیاث بمعنی مصالح طعام مثل کشنیز و قرنفل و زیرہ و غیرہ و این مخفف بو افراز باشد مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال این بدست آید توانیم گفت کہ مخفف بوافراز است و بوافراز اسم فاعل ترکیبی باشد (اردو) مصالح۔ بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ پیاز لہسن۔ ادرک دہنیا وغیرہ جو گوشت مین ڈالا جاتا ہے۔ اور جب لونگ۔ الائچی۔ زیرہ سیاہ۔ سیاہ مرچ وغیرہ ڈالتے ہین تو گرم مصالح کہتے ہین۔ اردو مین اسکو مسالا بھی کہتے ہین۔

(۱۵) افراز۔ بقول صاحب موارد حاصل المصدر افرازیدن است بمعنی بلندی بروزن امرد ظاہر است کہ فرق نازک کہ در معنی بلند و بلندی است ہمین فرق است درین و نمبر اول (اردو) بلندی۔ مؤنث۔

افرازپا | استعمال۔ بقول صاحب شمس ہرچہ در پای پوشند۔ صاحب مؤید فرماید کہ ہندی این کہوسرہ باشد کذا فی العلمی۔ صاحب بحر و ضمیمۂ برہان این را بہ زای معجمہ سوم و یائے

صفحهٔ نجم آورده اند بمعنی کفش و پاپوش نوشته۔
مؤلف عرض کند که مرکب اضافی است د
متعلق به معنی دهم لفظ افراز که بزای معجمه سوم
و رای مهمله سوم هردو آمده و معنی حقیقی آن آلت
است پس آلت پا معنی حقیقی این باشد و کنایه
از کفش و پاپوش یا چیزی که در پای پوشند۔
(اردو) جوتی۔ بقول صاحب آصفیه (ہندی)
اسم مذکر۔ کفش۔ پاپوش اور بلحاظ معنی عام و
چیز جو پاؤن مین پہنی جائے یعنی پاتابون پر
بہی اس لفظ فارسی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

افراز دان | استعمال۔ بقول صاحب آنند
و مؤید بازای موقوف آوندی مانند نمکدان
چوب و مماثل آن که در آن حوائج دیگ محفوظ
کنند و به تازیش مفرحه خوانند مؤلف گوید که
درین لغت لفظ افراز بمعنی چهاردهمش باشد که
مخفف بو افراز است و دان کلمه ایست در
آخر لفظی آمده افادهٔ معنی ظرفیت کند همچون قلمدان
و قهوه دان (اردو) مصالح رکھنے کا صندوق
یا ٹوکری یا ظرف۔

افراز کردن | استعمال۔ بمعنی پیش کردن
و حاضر آوردن است سند این بر معنی سوم
افراز از کلام سیف اسفرنگی گذشت (اردو)
پیش کرنا۔ حاضر کرنا۔

افرازیدن | بقول صاحب برهان بمعنی
(۱) بلند ساختن و افراختن و (۲) بمعنی آراستن
و زیب دادن و (۳) خوش کردن صاحب
بحر هم متفق با برهان و فرماید که کامل التصریف
است و مضارع این افرازد و صاحب موارد
بمعنی اول قانع و فرماید که افرازم و حاصل
بالمصدر این و صاحب نوادر هم بر معنی اول
قناعت کرده مؤلف گوید که مرکب است از
اسم مصدر افراز و یای معروف و علامت مصدر
دن۔ بقول اصل مصدر اصلی که از اسم جامد فارسی
زبان وضع شد و بقول محققین فرس مصدر جعلی است

و فرق و تعریف ہر دو بر لفظ اشتم مصدر گذشت
بالجملہ معنی اول حقیقی است و معنی دوم و سوم
من وجہ متعلق بہ معنی و ہم لفظ افراز است کہ
کہ سامان پوشانیدن کنایہ باشد از آراستن

و زیب دادن و خوش کردن حیف است کہ سند
معنی دوم و سوم پیش نہ شد (اردو) (۱)
بلند کرنا ۔ کھڑا کرنا (۲) سنوارنا ۔ (۳)
خوش کرنا ۔

افراس | بقول برہان بر وزن کرپاس خیمہ و قنات را گویند و بقول ناصری چشمہ: قنات
بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد کہ خیمہ را چشمہ نوشت ۔ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی خیمہ و طناب
باشد ۔ خان آرزو در سراج باتفاق معنی بالا فرماید کہ ظاہرا تصحیف است صحیح بہ شین معجمہ باشد
جمع فرش ۔ صاحب انند گوید کہ فرس لغت عرب است بمعنی اسپ و افراس بالفتح بقول
صاحب منتخب جمع فرس یعنی اسپان مؤلف عرض کند کہ فارسیان افراس عربی را بمعنی
داحد گرفتند یعنی استعارۃً خیمہ را اسپ گفتند کہ قیام آن با طناب و قنات مشابہ اسپ است
و بہتر ازین است کہ این را مبدل افراز گیریم کہ معنی اولش بلند است و خیمہ ہم بلند باشد فارسیان
زای معجمہ را بسین مہملہ بدل کنند ہمچون آیازد ایاس و ہترمز و ہرمس ۔ خیال خان آرزو نسبت
تصحیف این لغت موجہ نیست زیرا کہ افراش جمع فرش نیامدہ و اگر باشد در آن صورت ہم فرش
را بخیمہ استعارہ کردن خوش نمی نماید و باتفاق صاحبان تحقیق بہ سین مہملہ کہ چہارم است و ماخذ
بیان کردۂ ما قابل تسکین (اردو) خیمہ ۔ مذکر ۔ دیکھو اتاق ۔

افراس آب | اصطلاح ۔ بقول برہان
بکسر سین بی نقطہ بمعنی سواران آبست کہ حباب

باشد ۔ صاحب بحر فرماید کہ باضافت حباب را
کہ بوقت بارش بر روی آب پدید آید صاحب

جامع گوید که قبهٔ حباب معروف و بقول مؤید
سوارگان آب که افراس سواران را گویند صاحب
شمس همزبانش مؤلف عرض کند که افراس
در عربی زبان بمعنی سواران قابل غور محققین فاضل
از لفظ فرس که در عربی زبان اسپ را گویند
در غلط افتاده اند بخیال ما معنی حقیقی این خیمهٔ
آب است که افراس بمعنی خیمه گذشت و ماخذ
آن هم همین را انجامد کورسپ افراس آب کنایه

باشد از حباب که همچون خیمه بالای سطح آب
قائم می شود و دیگر هیچ صاحب جهانگیری
این را در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور پنجم بحث
لغات غریبه نوشته (حکیم سوزنی ع) ای بتاج
تخت شاهی وارث افراسیاب ؛ کرد فتح و نصرت
از فعل سم افراسیاب ؛ عکس ماه نو فلک بر آب دریا
افگنده تا همه مشعل شوند از بهر تو افراس آب (هزار دی)
حباب بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر پانی کا بلبلا گنبد آب

افراسیاب | بقول برهان و هفت نام پادشاه ترکستان است و کنایه از هموار راه
رونده هم چه آب بمعنی راه و هموار است (فردوسی ع) شود کوه آهن چو دریای آب ؛
اگر بشنود نام افراسیاب ؛ صاحب مؤید فرماید که همین پادشاه جادو بوجود آورد و بعد کشتن نوذر
پادشاه ایران زمین دوازده سال ملک ایران را فرو گرفته و همیشه با ایرانیان منازعت
داشت پس طهماسپ پادشاه ایران زمین او را از ایران بیرون کرده باز بترکستان فرستاد
مؤلف عرض کند که شک نیست که این مرکب از افراس و آب است و در اسامی شاهان
ترک اکثر لفظ اسپ را یافته ایم و وجه تسمیهٔ آن بجایش ذکر کرده ایم که ترکان اسپ را وجیع
می دانند و در اسامی سلاطین نسبت یا اضافت شاه بآن کنند بخیال ما افراسیاب در اصل
افراس آب بود و اسم فاعل ترکیبی یعنی آب و رونق و قدرت اسپان دارنده و جابرارو که

ہموارہ براہ روندہ کنایہ باشد از ہمین معنی حقیقی پس از و والف ممدودۂ آب کہ در رسم الخط قدیم
بود بیک الف بقاعدۂ فارسی مبدل شد بہ یای تحتانی ہمچون تازہ آنہ و تازیانہ - افراسیاب شد
وانچہ برہان ارادہ بیان وجہ تسمیہ کردہ است سکندری خوردہ است وخود آب بمعنی ہموارہ
براہ روندہ آمدہ کہ بجایش گذشت و در معانی مختلفۂ آب بمعنی راہ و ہموار نیست و نباشد
و ہیچ ذکر نکردہ کہ ترکیب افراس با آب چہ طور معنی ہموارہ براہ روندہ پیدا کرد فتامل -
(اردو) افراسیاب - بقول امیر توران کے ایک عظیم الشان بہادر بادشاہ کا نام ہے
جو ایران کے کیانی بادشاہون کے ساتھ مدتون لڑتا رہا اور آخر کار کیخسرو بن سیاوش
کے زمانہ مین مارا گیا -

(الف) افراش (الف) بقول آنند بالکسر لغت عربست بمعنی ایستادن و معانی دیگر ہم
(ب) افراشت دارد بخیال ما در فارسی زبان این مبدل افراز است بالفتح بمعنی
(ج) افراشتن بلند کہ فارسیان زای ہوز را بہ شین معجمہ بدل کنند ہمچون زلوک
(د) افراشتہ و شلوک کہ بقول برہان بمعنی کرم معروف است سیاہ رنگ
کہ خون از بدن بمکد پس (الف) اسم جامد فارسی زبان و اسم مصدر (ج) باشد و
(ب) بقول برہان و ناصری و سروری بمعنی برداشت و بلند ساخت و بالا برد سراج الدین
راجی از سروری سہ) رایت جود آنچنان افراشت ٭ کز جہان نام فقر را برداشت
مؤلف گوید کہ ماضی مطلق است از مصدر (ج) و (ج) بقول برہان بروزن و معنی
برداشتن و بلند ساختن - صاحب بحر عجم گوید کہ کامل التصریف و مضارع این افراشد

و اصل این افراختن - صاحب مواد و فرماید که بدون الف اوّل فراشتن هم آمده و حاصل بالمصدر این افراز (شیخ شیرازی سه) چه می خواهی از طارم افراشتن ؛ همینست بس از سپهر بگذاشتن ؛ صاحبان رشیدی و جامع و سراج و جهانگیری و نوادر هم ذکر این کرده اند و مرادف افراختن گفته و (د) بقول برهان و ناصری و سروری و نوادر بمعنی برداشته و بلند ساخته و بالا برده (استاد لبیبی سه) دل از حرص و از کینه انباشته ؛ سر کبر بر چرخ افراشته ؛ مؤلّف عرض کند که اسم مفعول (ج) است و بس (اردو) (الف) دیکھو افراخ (ب) افراخت (ج) افراختن (د) افراخته کے پہلے یعنی -

افراشته قد اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و مؤید مرادف آخته قد (که در ممدود گذشت) شامل بر بهرو و معنیش یعنی (۱) بلند قد و (۲) نام آور - مؤلّف عرض کند که معنی اوّل موافق قیاس است و معاصرین عجم هم اتفاق دارند و لیکن نسبت معنی دوم طالب سند باشیم (اردو) دیکھو آخته قد

افراه بقول برهان و جامع و سراج وصفت بروزن همراه طعامی را گویند که بجهة محبوسان پزند - صاحب سروری هم بحواله تحفه ذکر این کرده صاحب انند این را لغت فارسی گوید جز این نیست که اسم جامد باشد و حیف است که سندی پیش نشد (اردو) قیدیون اور محبوسون کی غذا (مؤنّث)

افربیون بقول صاحب برهان بفتح اول و ثانی و سکون ثالث و کسر بای ابجد و دیای حطّی بواو رسیده و بنون زده دوائی است که آنرا فرفیون هم نامند - صاحب سواد السبیل گوید که این را بیونانی اوفوربیان نام است صمغ نادریون و نزد قوم هندی

باشد۔ و صاحب محیط گوید کہ ہمان فرفیون و برفربیون ہم حوالہ فرفیون دادہ و بر
فرفیون فرماید کہ ابربیون وافربیون ہم آمدہ کہ معرب آوربیون فارسی باشد و بعربی
اکل بنفشہ و قاتل بنفشہ و حافظ النحل و کروش الغنم و حافظ اطفال و بہ بربری ناگوت و برومی
نوطیوس و افنین و بیونانی کحالیون و مالاس و توماتوس و اہل بصرہ و شام آنرا لبانہ مغربیہ
خوانند و اکثر لبن اسود او بقول بعض صمغ نباتی است شبیہ بہ نبات کاہو و کاسنی و شیر دارد
گرم و خشک در اول چہارم و گویند در آخر سوم۔ حاد۔ اکال۔ ملطف۔ جالی۔ محرق بانجان
شدید خصوصاً تازۂ آن و منافع کثیرہ دارد (الخ) صاحب مخزن ذکر افربیون کردہ فرماید کہ
ابرفیون ہم گویند دلمغربی بتانہ (اردو) ایک درخت کا گوند ہے جو کاہو اور کاسنی سے
مشابہ ہوتا ہے افسوس ہے کہ اسکا اردو یا مشہور نام نہ معلوم ہو سکا۔ صاحب جامع الادویہ
نے اسکو ترک کیا ہے اور صاحب محیط اور مخزن نے اس کا معرب نام افربیون لکھا ہے اور
بقول سوا السبیل ماذریون کا گوند اور زقوم ہندی۔ صاحب محیط نے زقوم پر لکھا ہے کہ سینڈ۔

افرسب بقول صاحب سروری بکسر ہمزہ و سکون فا و سین مہلہ و فتح رای مہلہ چوبی باشد
کہ بام خانہ را بآن پوشند چنانکہ شاعری گوید (ص) از گرانی اگر شوی بر بام :: بام و افرسب
جملہ خورد کنی :: صاحب رشیدی و سراج فرماید کہ چوب بزرگ بام خانہ کہ آنرا شاہ تیر ہم گویند
و بدون الف فرسب ہم آمدہ و صاحب برہان بر فرسب فرماید کہ بہ بای فارسی ہم مستعمل و
صاحب شمس این را لغت فارسی گفتہ و بیای فارسی نوشتہ مؤلف عرض کند کہ جز این نیست
کہ فارسیان این را مرکب کردہ اند از لفظ فر و اسپ ۔ فر بمعنی رفعت و شان می آید و اسپ

بمعنی خود است پس فرسپ بحذف الف اعم ازینکه با بای عربی گیریم یا فارسی بمعنی رفعت وشان اسپ دارنده ـ اسم فاعل ترکیبی است می بایست که اسپ را بر فر مقدم آرند ولیکن اسم فاعل ترکیبی بدین ترکیب هم آید چنانکه کمان ابرو و ابرو کمان پس چیزی که رفعت و شان اسپ دارد کنایه باشد از شاه تیر سقف مکان که بلند هم باشد و حامل وزن سقف هم ـ بالجمله فرسب اصل است و افرسپ بزیادت الف وصلی در اولش مزید علیه آن و جا دارد که بای فارسی و عربی هر دو خوانیم که اسپ هم به هر دو گذشت (اردو) شاه تیر ـ بقول آصفیه فارسی اسم مذکر ـ بڑی کڑی ـ شہتیر ـ سقف خانه ـ

افرنجمشک بقول برهان مرادف فرنجمشک نباتی است که آنرا به شیرازی بالنگو می خورند و گویند ـ بواسیر را نافع است در بر فرنجمشک فرماید که نام این در عربی بقلة الغضب و صاحب محیط گوید که همان فرنجمشک و بر فرنجمشک صراحت کند که معرب پلنگ مشک فارسی است و آنرا افرنجمشک و فلنجمشک و ابرنجمشک نیز نامند و این همه اسمای معرب از اسم فارسی است و بعربی اصابع فتیان هم نامند و بسریانی فلنجمشکا و برومی امیولو فراس و بیونانی افلیلس ـ و اوقلیس و بهندی رام تلسی گویند و انجل هم و این نوعی از ریحان است خوشبوی شبیه ببوی قرنفل و از قرنفل بستانی همین مراد است و گویند بوی آن شبیه به مشک است ـ گرم و خشک در آخر دوم ـ خوردن و شمیدن و طلا کردن آن مفتح سدد دماغی و جهت درد سر بارد نافع و خوش کننده بوی دهان و بغایت مقوی و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب برهان به پلنگ مشک فرماید که وجه تسمیه آنست که گل این به گلهای پشت پلنگ و برنگ آن می ماند و بوی مشک میدهد

(اردو) صاحب آصفیہ نے تلسی پر فرمایا ہے کہ اسم مونث ایک پودے کا نام جسے ہندو لوگ پوجتے ہین۔ ریحان۔ بالنگو۔ نیازبو۔ صاحب جامع الادویہ نے رام تلسی پر افرنجمشک کا ذکر کیا ہے ایک قسم کا ہندی ریحان اور تلسی پر نازبو اور شاہسفرم کا اور جنگلی تلسی پر ریحان البری لکھا ہے اسکا خالص ترجمہ رام تلسی ہے جس کی کافی صراحت جامع الادویہ مین ہے۔

افرنجہ | بقول برہان بفتح اول سرنجہ (۱) نام شہریست کہ نوشیروان آباد کردہ بود در کنار دریای مصر و ماو رعذرا از ان شہر است و (۲) نام ولایتی است از زنگبار و (۳) نام زمینی ہم ہست در بلاد عرب۔ بخیال ما این مبدل و مرکب است از افرند کہ لغت فارسی است بمعنی نیکوئی و زیبائی و حشمت کہ می آید دال مہملہ مبدل شد با جیم عربی بر سبیل تعریب ہمچون زکند زنج وہای نسبت در آخرش زیادہ کردہ نام شہری و ولایتی و زمینی نہادہ باشند کہ منسوب بہ نیکوئی و زیبائی است و بیان ماخذ او زند بکالیش می آید۔ صاحبان ناصری و جامع و رشیدی و جہانگیری و سروری و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند (نظامی ؎) ز مصر و ز افرنجہ و روم و روس ؛ بیابان لشکر چو چشم خروس ؛ صاحب ناصری ہم گفتہ کہ افرنجہ معرب می نماید و بقول رشیدی فرنجہ بدون الف اول ہم آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ انچہ صاحبان تحقیق نسبت این نوشتہ اند ہمہ بی تحقیق است و اکثر علما چنانکہ افرنجہ جہان جلی است کہ در تصرف فرنگیان است چنانچہ طوسی گفتہ و مبدل افرنگہ کہ ہای نسبت بر افرنگ زیادہ کردہ اند و مقتوا نام شہر بود کہ نوشیروان بشکل و صورت انطاکیہ در مدائن بنا کردہ و تفصیلش در رومیہ خواہد آمد پس صاحب برہان را اشتباہ افتاد و شہر مذکور را بر کنار دریای مصر تصور کردہ پس برین تقدیر کلمہ ہا برای نسبت خواہد بود و انچہ بمعنی ولایت زنگبار نوشتہ غلط محض است و تکذیب منقول شعر خواجہ نظامی کہ در بالا مذکور شد زیرا کہ آئینہ این لشکر سکندر

رومی مقابل زنگیان بود (الخ) مؤلف عرض کند که خان آرزو بتردید قول محققین زحمت مزید برداشت حیف
است تسکین ما نکرد از کلام نظامی تردید قول اہل تحقیق نمی شود و لازم نمی آید که اگر افرنجه
نام شہری باشد ولایتی دیگر یا زمینی دیگر بدین نام موسوم نباشد و لازم نمی آید که ذکر شہری که در
کلام نظامی است از ان تصدیق عدم وجود شہری بہمین نام در زنگبار شود خان آرزو این را
مرکب از فرنگ گرفته است و غالباً الف را وصلی قرار داده و یای نسبت را در آخر نهاده
و جیم عربی را بالضرورت تعریب مبدل کاف فارسی کرده مگر نمی داند و چرا نمی داند سوا اندکه
افرنگ مبدل اورنگ ہم ہست که بمعنی زیبائی و تخت می آید و افرنگ بحالت خود بمعنی
فرنگ ہم که ترجمۀ آن بعربی نصاری است پس چه خصوصیت دارد که افرنجه را مخصوص به فرنگیان
کنند و منسوب به تخت و زیبائی نکنند۔ واضعین این نام دانند که مقصود شان چه بود۔ پس جا دارد
که شہر مقبوضۀ فرنگیان را متعلق از ماخذ فرنگ گیریم و دیگر ولایت و زمین را که بہمین نام داده
متعلق از معانی دیگر لفظ افرنگ کنیم و باشد که ولایت مذکور در زمانی پای تخت باشد و
بزیبائی معروف باتی حال دلیل خان آرزو بی تحقیقی محققین را ثابت نمی کند (اردو)
(۱) ایک شہر کا نام افرنجه ہے جس کو نوشیروان نے دریای مصر کے کنارے آباد کیا تھا۔
(۲) ایک ولایت زنگبار کا نام افرنجه ہے (۳) بلاد عرب سے ایک زمین کا نام افرنجه ہے۔

(الف) افرند	(الف) بقول برہان بروزن فرزند بمعنی نیکوئی و زیبائی و حشمت
(ب) افرندیدن	باشد صاحب رشیدی بر لفظ افرنگ فرماید که بہمین معنی افرند و

اورند نیز آمده و بقول جامع بمعنی فر و نیکو و زیبا و حشمت صاحب مؤید گوید که بمعنی افرند

که بمعنی فروزیبائی و بهتری گذشت (ما ذکر همین بمعنی هفتم اورنگ کرده ایم) پس افرنجیان
ما مبدل اورنگ و مرادف آورند و ارند باشد که بقاعدهٔ فارسی واو به فا بدل شود همچون
وام و فام و یاوه و یافه و کاف فارسی به دال هم تبدیل یابد چنانکه اورنگ و اورند
و معنی حقیقی این زیبائی و حشمت و آنچه در اورنگ و اورند و ارند بگر معانی مجازی هم
هست بلحاظ استعمال فرس در افرند نیست باقی حال این اسم جامد زبان فارسی و اهم مصدر
است که مصدر (ب) از همین اسم جامد وضع شد و (ب) بقول برهان بمعنی (۱) زیب
دادن و زینت کردن و آراستن. صاحب بحر بزیادت معنی حشمت داشتن فرماید که سالم التصریف
است و ما تعریف سالم التصریف بر اسم مصدر کرده ایم. صاحب موارد نوشته که افرند حاصل
بالمصدر این باشد و افرندیدن بمعنی (۲) فریب دادن هم و صاحب نوادر همزبانش و
سندی که برای معنی دوم آورده اورندیدن راست پس ما معنی دوم را در افرندیدن تسلیم
نکنیم تا آنکه سندی از نظر ما نگذرد. صاحب رشیدی بر معنی اول قانع و صاحب سروری
همزبانش و خان آرزو و سراج باتفاق معنی اول این را مبدل اورند گوید که می آید.
ما تصفیه این بر (الف) کرده ایم. صاحبان مؤید و هفت و انند هم بر معنی اول اکتفا کرده اند
(اردو) (الف) زیبائی آرایش۔ مونث (ب) سنوارنا آراستہ کرنا دیکھو آراستن۔

افرنگ بقول برهان و سروری و جهانگیری بر وزن و معنی اورنگ است که (۱) تخت
پادشاهان باشد و (۲) فرونیکوئی و زیبائی و حشمت و (۳) بمعنی فرنگ هم که بعربی نصاری
گویند۔ صاحب ناصری بر معنی اول و دوم قانع (حکیم فرخی سلـ) خدایگان جهان خسرو

بزرگ اورنگ ؛ برآورندهٔ نام ؛ فرو برندهٔ اورنگ ؛ صاحب رشیدی بذکر هر سه معنی بالا
برای معنی دوم سند منصور شیرازی آورده (ع) زخاک پای تو دارد سر فلک افسر ؛
زحسن رای تو دارد عروس ملک اورنگ ؛ (دقیقی ع) فرود اورنگ از تو گیرد دین پیغمبر
از خطبه تو آراید ؛ خان آرزو در سراج بذکر هر سه معنی فرماید که معنی سوم مجاز است و گوید
که اورنگ داورند و آفرند نیز بدین معنی است مؤلف عرض کند که اصل این اورنگ باشد
که بمعانی متعدده بجایش می آید و بقول برهان معنی عقل و دانش هم دارد و مکر و فریب هم و استعمال
اورنگ بمعنی عقل و دانش و مکر و فریب بنظر نیامده و ازینجاست که محققین بالا این معنی را برین
لفظ ترک کرده اند و معنی سوم هم در لفظ اورنگ نیست ازینجاست که خان آرزو آنرا مجاز
گفته یعنی بلحاظ زیبائی و حشمت که معنی حقیقی است نصاری را هم افرنگ گفته باشند یا اصل این
بمعنی سوم فرهنگ باشد که بحذف های هوز از کثرت استعمال فرنگ شد و بزیادت الف وصلی
در اولش افرنگ و بدین وجه که قوم نصاری در عقل و دانش ممتاز بود - فارسیان بزیادت
یای نسبت در آخر ایشان را افرنگی گفتند و با الف وصلی افرنگی چنانکه مولوی معنوی گوید (ع)
او همی زارید صد قطره روان ؛ که در افتادم بجلاد و عوان ؛ تا نمیرد هیچ افرنگی چنین ؛ هیچ ملحد را
مبادا این چنین ؛ پس یای نسبت در استعمال حذف شد و افرنگ بمعنی سوم باقی ماند چنانکه مولوی
معنوی گوید (ع) خواهی برو صدیق شو خواهی برو افرنگ شو ؛ (اردو) (۱) اورنگ -
بقول امیر (فارسی) مذکر تخت شاهی (غالب ع) اے شہنشاہ آسمان اورنگ ؛ اے
جہاندار آفتاب آثار ؛ (۲) دیکھو اورند کے گیارہویں معنی (۳) افرنگ - بقول آصفیہ

(فارسی) اسم مذکر۔ نصاری۔ عیسائی سانگریزہ فرنگی۔ آپ فرماتے ہین کہ فرنگ سے فرنگ ہوا کیونکہ جرمن کی ایک قوم کا نام فرینگ تہا جس نے پانچوین صدی مین گال یعنی فرانس کو تہ و بالا کرکے فتح کیا اور اسی سبب سے فرانس اسکا نام پڑا۔

(الف) افروغ | (ب) بقول صاحب موارد بمعنی (۱) روشن کردن و روشن شدن

(ب) افروختن | و (۲) جلا دادن آلازم و متعدی ہر دو آمدہ وافروز حاصل بالمصدر این است بمعنی روشنی وجلا (جامی سلہ) زحسرت آتشی در جانش افروخت ٭ براغ ناامیدی سینہ اش سوخت ٭ (نظامی ۵۲) چو افروختندش غرض برشناست ٭ درو پیکر خود ندید ند راست ٭ فرماید کہ مرادف افروزیدن و آوروختن است۔ صاحب بحر عجم بمعنی اول قانع و ذکر معنی لازم ہم نکند و این را مخصوص کند با چراغ و آتش و فرماید کہ کامل التصریف ومضارع این افروزد۔ صاحبان سروری و نوادر بمعنی اول قناعت کنند وبقول جامع وناصری وبرہان و (خان آرزو وسراج) بمعنی اول بہ تخصیص متعدی خان آرزو فرماید کہ فروختن بحذف الف اول مخفف این و معنی مجازی این سوختن است چنانکہ سوختن بمعنی افروختن ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ آنانکہ در معنی اول لازم را ترک کردہ اند و نیز معنی دوم را نہ نوشتہ اند تسامح اوشان است کہ سند استعمال ہر دو مذکور شد و تخصیص صاحب بحر با چراغ بمعنی حقیقی است وبرای آتش مجاز آن داستعمال این با آئینہ وجام و عالم وہوس ہم آمدہ وافروختن کسی۔ ہم بمعنی مجازی باشد کہ در ملحقات می آید و در مرادفات این افروزدن ہم آمدہ کہ بجایش مذکور شود حالا عرض میشود نسبت ماخذ این کہ این مرکب است با اسم مصدر فروغ کہ بمعنی شعاع

در روشنی می آید و این اسم جامد فارسی زبان است و عجمی نیست که فارسیان این اسم را از فروغ
بزیادت واو و درمیان رای مهمله و غین معجمه وضع کرده باشند که در عربی زبان بقول منتخب نام دوستیغ
روشن است - از دیاد این قسم واو میان کلمه در قواعد فارسی آمده چنانکه منق ومنقول و افتادن
و اوفتادن بالجمله فارسیان از فروغ مصدری نساختند بلکه بقاعدهٔ خود غین معجمه را به خای
معجمه بدل کردند چنانکه تیرغ و تیرخ از ینجاست که ما این را به الف قائم کرده ایم و پس ازان
علامت مصدر تن در آخرش آوردند فروختن شد و با الف وصلی در اولش افروختن گردید
پس اصل این فروختن است و مزید علیه آن افروختن - باقی ماند افروزدن و افروزیدن و افروختن
همه مبدل این که صراحت کاملش بجای خودش کنیم - انچه خان آرزو افروختن را اصل و
فروختن - مخفف این گفته درست نیست حقیقت برعکس آنست که بالا مذکور شد محققین
فرهنگ این را مصدر اصلی و سماعی و غیره موضوع گفته اند و بقول ما با صولیکه ذکرش به اسم مصدر
گذشت اصلی و قیاسی و موضوع است (اردو) (الف) - روشنی - بقول آصفیه (فارسی)
اسم مؤنث - نور - چمک - دمک - تجلی - (ب) (۱) روشن کرنا - روشن ہونا (۲) جلا دینا چمکانا

(الف) افروختن آتش — استعمال -
(ب) افروختن آتشکده — مرکب اضافی (۱۹۹۹)
قلب (الف) در ممدوده گذشت و (ب)
بمعنی روشن کردن آتش کده از آتش باشد
ومتعلق به معنی حقیقی اول مصدر افروختن چنانکه
عرفی گوید (۵) سجده برهمن اینجا نه حرام است *
بیا که صد آتش کده در کنج غم افروخته ایم *
(اردو) الف - دیکھو آتش افروختن (ب)
آتشکده کو روشن کرنا، سلگانا -

افروختن جام — مصدر اصطلاحی مرکب (۲۰۰۰)

اضافی است بمعنی روشن کردن و فروغ دادن جام و شہرت و عزت دادنش و کنایہ از شراب در ساغر کردن ہم و این مجاز معنی اوّل افروختن باشد کہ گذشت چنانکہ عرفی گوید (ﮯ) گشتہ ایم از سخن پیر مغان روشن دل ؛ بفروغ نفسش جام جم افروختہ ایم ؛ (اردو) جام کو روشن کرنا۔ جام جم کو شہرت دینا۔ شراب ساغر میں ڈالنا۔

(۱۶۰۱) **افروختنِ چہرہ** مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است بمعنی روشن شدن چہرہ از سرور و مسرت چنانکہ صائب گوید (ﮯ) تازہ چہرہ گلرنگ تو افروختہ است ؛ جگر لالہ عذاران چمن سوختہ است ؛ و این مجاز معنی اوّل افروختن باشد کہ گذشت (اردو) چہرہ روشن ہونا۔ چمکنا۔

(۱۶۰۲) **افروختنِ شعلہ** (استعمال) مرکب اضافی است بمعنی بلند کردن شعلہ و روشن کردنش و این حقیقی افروختن باشد کہ گذشت چنانکہ انوری گوید (ﮯ) از دل این شعلہ چو داغ صنم افروختہ ایم ؛ آتش غمکدہ را در حرم افروختہ ایم ؛ (اردو) شعلہ بلند کرنا۔ روشن کرنا۔

(۱۶۰۳) **افروختنِ شمع** استعمال۔ مرکب اضافی است بمعنی روشن کردن شمع و افروختن درینجا بمعنی حقیقی است (عرفی ﮯ) تا بہر غمکدہ عرفی کہ گذر داشتہ ایم ؛ شمع مقصود درین قدم افروختہ ایم ؛ (اردو) شمع روشن کرنا۔

(۱۶۰۴) **افروختنِ عالم** مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی است بمعنی روشن کردن و زیب و رونق دادن۔ عالم را (سعدی شیرازی ﮯ) بلند اختر عالم افروختہ ؛ زوال اختر دشمنت سوختہ ؛ صاحب آصفی ہمین شعر را بسند اختر افروختن آوردہ فتأمّل (اردو) جہان کو روشن کرنا۔ عالم کو روشن کرنا۔

(۱۶۰۵) **افروختنِ کسی** اصطلاح۔ مرکب اضافی است بمعنی خوشدل شدن و سرور پیدا کردن

وبمعنی زیب دادن و روشن کردن ہم وا ین مجاز معنی اوّل افروختن باشد که لازم و متعدی ہر دو آمده (عرفی ؏) کی بر اہل کرم روی طلب زرد کنیم ؎ ما که از جرعهٔ جام کرم افروخته ایم ؎ (اردو) خوشدل ہونا۔ سرور پیدا کرنا زینت دینا۔ روشن کرنا۔	افروختنِ ہوس — مصدر اصطلاحی مرکب اضافی۔ بمعنی زیاده کردن ہوس و ہوسناک شدن و از ہمین مصدر است اسم فاعل ترکیبی این ہوس افروز۔ و این مجاز معنی اول افروختن باشد (عرفی ؏) گاہی ہوس افروز نعمت بینم ؎ گه مضطرّ ز بیم جمعیت بینم ؎ (اردو) ہوس بڑھانا۔ (۷۰۳)

(الف) افروز	(الف) بقول برہان بروزن سرود بمعنی روشن و بروشن کردن و روشن کننده و امر بدین معنی یعنی روشن کن۔ و
(ب) افروزانیدن	
(ج) افروزدن	بقول سروری روشن کننده و امر به روشن کردن و بقول
(د) افروزه	جامع اسم فاعل از افروختن و روشن و روشنی۔ صاحب
(ہ) افروزیدن	موارد بر مصدر افروختن این را حاصل بالمصدر گفته مؤلف

عرض کند که اصل این فروغ باشد که اسم جامد فارسی زبان است و ما ذکر این با افروختن کرده ایم۔ فارسیان بقاعدهٔ خود غین معجمه را به زای ہوز بدل کردند ہمچون گریغ۔ و گریز و آمیغ و آمیز۔ پس ازان الف وصلی در روش آورده افروز کردند که بمعنی روشنی باشد مرادف افروغ که می آید۔ پس به تحقیق ما الف (۱) اسم مصدر افروختن است و مصادر (ب) و (ج) و (ہ) از ہمین اسم جامد وضع شده و (۲) جا دارد که حاصل بالمصدر (ج) و (ہ) ہم گیریم که بروزن امر است و (۳) امر حاضر ہر دو مصادر (ج) و (ہ) ہم انچه صاحب برہان

این را بمعنی روشن کردن نوشته درست نیست و آنچه صاحبان برہان و سروری و جامع بیّنا اسم فاعل نوشته اند در غلط افتاده اند که افادهٔ اسم فاعل ترکیبی بدون ترکیب صیغهٔ امر یا اسمی حاصل نمی شود۔ حالا عرض می شود نسبت (ب) که این مصدر متعدی باشد بقول صاحب سوارد بمعنی روشن کردن فرمودن که بقاعدهٔ فارسی از (ہ) ساخته اند که ذکر قاعدهٔ این بر لفظ اسم مصدر کرده ایم۔ صاحب بحرعجم صراحت کند که متعدی افروختن و کامل التصریف و مضارع این افروزاند مؤلف عرض کند که معنی حقیقی این افروختن بواسطه غیری باشد و لیس و (ج) بقول صاحب بحرعجم مرادف (ہ) کامل التصریف و مضارع این افروزد و (ہ) بقول بحر و موارد بمعنی روشن کردن و بقول نوادر بمعنی روشن شدن ہم و صاحب بحر صراحت کند که این ہم کامل التصریف است و مضارع این ہم افروزد مؤلف عرض کند که فارسیان (ج) را وضع کرده اند۔ بزیادت علامت مصدری (الف) و در وضع (ہ) یای معروف ہم بقاعدهٔ فارسی قبل علامت مصدر زیاده شد بالجمله (ج) بقول محققین فرس مصدر اصلی است و (ہ) بقول شان مصدر جعلی و بقول ما (ج) و (ہ) ہر دو مصدر اصلی است که از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و ما تعریف اصلی و جعلی را بر لفظ اسم مصدر بیان کرده ایم که گذشت حالا باقی ماند (د) که بقول صاحب نوادر و شمس بمعنی فتیلهٔ چراغ است و ہمین لفظ به ہمیز معنی در مدود ہم گذشت و بخیال ما مخفف افروزده و افروزیده باشد که ہر دو اسم مفعول افروزدن و افروزیدن است بمعنی روشن کرده شده و کنایه از فتیله حیف است که سند این بہم پیش نشد و استعمال این از نظر ما نگذشت (اردو) (الف) دیکھو افروغ (ب) روشن کرنا

(ع) دیکھو افروختن (ر) دیکھو افروزہ (و) دیکھو افروختن ۔

افروسالیئن | بقول صاحب برہان و ہفت با سین مہملہ بالف کشیدہ و کسر لام و یای
حطی بہ تحتانی رسیدہ و بنون زدہ بلغت یونانی سنگی است کہ او را بعربی حجر القمر خوانند و آن
سفید و شفاف می باشد و در شبہای افزونی ماہ می یابند اگر بر گردن مصروع بہ بندند شفا
می یابد ۔ صاحب محیط بذیل افروسالیس و افروسالیون گفتہ کہ حجر القمر است و بر حجر القمر
نوشتہ کہ آنرا بزاق القمر و زبد القمر و مہر نیز گویند و بسریانی افروسالیتون و بیونانی افروسالیس
نامند و معنی آن زبد القمر است و بفارسی درکف و بہندی چندرکانت نامند و آن سنگی است
کہ نقرہ را جذب می کند گویند کہ شبیہی است کہ بر سنگہای فند و متحجر می گردد سرد در دوم و گویند
معتدل و خشک در اول و از خواص آنست کہ چون بر درخت آویزند ثمر بسیار آورد و بر مصروع
ازالۂ صرع کند و منافع دیگر ہم دارد (الخ)(اردو) چندرکانت ۔ بقول صاحب محیط ایک
پتھر کا نام ہے جس کو درخت پر لٹکانے سے بار زیادہ آتا ہے اور صرع کے بیمار کے گلے
میں ڈالنے سے بیماری دفع ہوتی ہے ۔ معتدل اور پہلے درجہ میں خشک ۔

افروشہ | بقول برہان بفتح اول و شین نقطہ دار نام حلوائیست و تعریف بیان کردۂ
برہان در ممدودہ گذشت و بقول ناصری حلوائیست کہ فرشہ نیز گویند ۔ خان آرزو در
سراج گوید کہ ہمان افروشہ کہ در ممدودہ مذکور شد و در ممدودہ صراحت کند کہ ترجمہ خبیص
است کہ اہل عرب بعوض شہد خرما در آن کنند و این اصطلاح بالغت مردم گیلان است
پس ہر حلوا و نان خورش شیرین را افروشہ نتوان گفت ۔ صاحبان سروری و جامع

انیست کہ کلام تو یا کار تو منسوب بہ زیبائی است یعنی زیبائی دارندہ و بسیار خوب و نیکو از قبیل شاہ باش کہ دعا ایست کہ بر موقع تحسین و آفرین گویند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) تحسین

آفرین کے دوسرے معنی۔

افریدون | صاحبان برہان و رشیدی و جامع ذکر این کردہ اند ہمان آفریدون است کہ در ممدودہ گذشت اصل این فریدون بدون الف باشد فارسیان الف وصلی در اولش آوردند و نتیجۂ لب و لہجہ بعض مقامات مقصورہ را بممدودہ بدل کرد بخیال ما مرکب باشد از فرید و ون فرید لغت عربیت بقول منتخب بمعنی یگانہ و ہر جوہر نفیس و ون کلمہ ایست در فارسی بفتح واو بمعنی شبیہ و نظیر و بقول خان آرزو در سراج کلمۂ نسبت است چون آنرا با این مرکب کردند واو ساکن شد و معنی لفظی این منسوب بہ جوہر نفیس و مثل آن و کنایہ از پادشاہی کہ بدین نام موسوم شد و بعض اہل لغت فریدون را اسم جامد فارسی زبان گرفتہ اند و نام عقل فلک ہشتم گفتہ پس جا دارد کہ این پادشاہ را بہ ہمین نام موسوم کردہ باشند نظر بر حشمت و بلندی مرتبہ اش واللہ اعلم (اردو) دیکھو آفریدون۔

افریدین | بقول صاحب شمس بمعنی زیب دادن و آراستن و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ہمان افزدین است کہ بہ نون پنجم گذشت صاحب شمس نون را یای تحتانی خواندہ غلطی کتابت نباشد بلکہ تسامح اوست کہ بر ماخذ غور نکرد و از سلسلۂ ردیف می کشاید کہ مقصودش بہ تحتانی چہارم بود نہ نون۔ افرید بمعنی زیبائی نیامدہ وجز این نیست کہ او در نسخہ بغلطی کتابت یافتہ و در تالیف خود بدون تحقیق جا دادہ (اردو) دیکھو افزدین۔

اعلان وقف کتب

ہماری تالیفات کی (۱۵) جلدین جنکی تفصیل اس کتاب کی آخر ورق پر ہے قیمتی لعہ مختلف مواقع اور تقاریب پر ہندوستان کی کل پبلک لائبریریز اور مدارس فوائد عامہ کو لئے وقف اور اسوقت تک (۷۰) لائبریریوں اور مدارس پر حسب درخواست روانہ ہوچکی ہین اور آیندہ بھی جس پبلک لائبریری او رمدرسۂ غیر سرکاری سے اوسکی درخواست پیش ہوگی اور ہمکو صاحب ضلع یا مشاہیر مقامی کی تصدیق سے اطمینان کرادیا جائیگا - اوس کے سکرٹری کے نام پندرہ جلدین بلا معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ کے ویالیو پر جو مجموعی پارسل کے لئے تین روپیہ ہے روانہ کی جائینگی - عام شائقین سے جن حضرات کو یہ کتابین بدون معاوضہ قیمت صرف خرچ ٹپہ پر لینا مقصود ہو او نکو لازم ہے کہ محمڈن علیگڈھ کالج کو عہ چندہ ادا فرماکر اوسکی رسید ہمارے پاس بھیجدین ہم اونکی خدمت مین کل کتابین صرف خرچ ٹپہ (سے) کے ویالیو پر بھیجدینگے اور آیندہ آصف اللغات کی ہر ایک جلد مطبوعہ وقت بوقت اونکی خدمت اور نیز پبلک لائبریریز اور مدارس مذکور پر صرف ۸ر خرچ ٹپہ کے ویالیو پر روانہ ہوا کریگی - باشندگان کلکتہ پریسیڈنسی اگر بھی رقم عہ کی انجمن مفید الاسلام کلکتہ کو عطا کرکے آنریری سکرٹری صاحب انجمن کی باضابطہ رسید ہمارے پاس بھیجدین تو اونکو ساتھ بھی رعایت بالا کی جائیگی -

راقم خاکسار

عزیز جنگ - مؤلف

و جہانگیری ہم ذکر این کرده اند و صاحب برہان بر فروشه ہم که بدون الف اول می آید شاق
این کرده بخیال ما اصل این بدون الف وصلی است وبہای لیاقت بمعنی لائق فروش که دہا
ہم بسیار بفروش میرود که حلوای لذیذ است (اردو) دیکھو آفروشه

افروغ | بقول برہان بفتح اول بمعنی فروغ در روشنی و تابش و پرتو باشد اعم از روشنی و
پرتو آفتاب و ماه و آتش و امثال آن صاحبان رشیدی و جامع و سروری و جہانگیری و سراج
ذکر این کرده اند (ابوشکور راز سروری ۵) چو بر رویت از پیری افتاد اخوغ * نه بینی دگر
در دل خویش افروغ * مؤلف گوید که اصل این فروغ است بدون الف وصلی که اسم
جامد زبان فارسی و اسم مصدر افروختن و افروزیدن و افروزدن است چنانکه ذکرش بجای
گذشت فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول این آورده افروغ کردند دیگر ہیچ -
(اردو) دیکھو افروغ و افروز -

افرنج | بفتح اول و ثالث و با و سکون ثانی و نون و جیم دوائیست که آنرا کشوث و تخم
آنرا بزر الکشوث خوانند - فواق را نافع است - صاحب محیط بر افرنخ به غین معجمه بجای جای
ہتو نه فرماید که کشوث است و بر کشوث نوشته که اسم عربی است و بیونانی نسبر طوس
و بسریانی و نا و رغبا و برومی کتموریں و بفارسی برشش و فرنج و زجمول و در ہندی اہتا
و اکاس بیل و آن گیاہی است مانند ریسمان بر درختها می پیچد - بقول شیخ گرم در اول اول
وخشک در آخر دوم مقوی احشا و منقی و مجفف رطوبات و منافع بسیار دارد (الخ) مؤلف
عرض کند که صاحب محیط بر افتیمون که گذشت نوشته که امر بیل و اکاس بیل ولایتی ترجمه

افتیمون است درین جا ترجمهٔ هندی لفظ ولایتی را حذف کرده بر افتیمون فرماید که نباتی باریک است همچون رشته که بر اشجار می تند و درینجا می فرماید که گیاهی است مانند ریسمان که بر درختها می پیچد و در اسمای نسخهٔ غیره هردو اختلاف است و در صحبت هردو هم اختلاف واقع اما صاحب مخزن در ترجمهٔ این و افتیمون ذکر اکاس بیل و امر بیل کرده و هیچ فرق ولایتی و غیر ولایتی نفرموده و ما بیشتر ازین در تحقیق قاصریم ترجمهٔ هندی می گوید که هردو یکی است و از تعریف صاحب محیط و مخزن می کشاید که در هردو فرق است اینقدر تحقیق شد که فرهنج اسم جامد فارسی زبان است و صاحب برهان ذکرش کرده که می آید فارسیان الف وصلی در آخرش زیاده کرده افرهنج کردند و افرغنج مبدل این باشد که بقاعدهٔ فارسی هاى هوز با غین معجمه بدل شود همچون لهم و لغم که بمعنی مرهم آمده (اردو) دیکهو افتیمون۔

افری | بقول برهان و جامع و هفت و انند بر وزن سفری مخفف آفرین است ما اشارهٔ این بر افرا کرده ایم که گذشت و افرا مبدل همین است که ذکرش همه را انجا کرده ایم و آفرین که اصل هردو است اسم جامد زبان فارسی باشد که در ممدوده گذشت و ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است حیف است که ما بر لفظ آفرین خبری از ماخذ نگرفتیم و بر اسم جامد قناعت کرده ایم و درینجا تلافی مافات می کنیم بخیال ما اصل آفرین بدون الف فرین است مرکب به لفظ فر و یا و نون نسبت بمعنی منسوب به زیبائی و زیبندگی که فر بمعنی زیبائی و زیبندگی آمده و هم برین قیاس است فری که درین صرف یای نسبت با لفظ فر مرکب باشد فارسیان بر موقع تحسین استعمال آفرین کنند بزیادت الف وصلی در اولش که در لب و لهجهٔ فارسیان ممدوده شد خطاب شان بمخاطب

انیست که کلام تو یا کار تو منسوب به زیبائی است یعنی زیبائی دارنده و بسیار خوب و نیکو از قبیل
شاه باش که دعا ایست که بر موقع تحسین و آفرین گویند و الله اعلم بحقیقة الحال (اردو) دیکھو
آفرین کے دوسرے معنی۔

افریدون | صاحبان برہان و رشیدی و جامع ذکر این کرده اند ہمان آفریدون است که در
ممدوده گذشت اصل این فریدون بدون الف باشد فارسیان الف وصلی در اولش آورده‌اند
و نتیجه‌ٔ لب و لہجه بعض مقامات مقصوره را ممدوده بدل کرد بخیال ما مرکب باشد از فرید و وَن
فرید لغت عربست بقول منتخب بمعنی یگانه و ہر جوہر نفیس و وَن کلمه ایست در فارسی بفتح واو
بمعنی شبیه و نظیر و بقول خان آرزو در سراج کلمهٔ نسبت است چون آنرا با این مرکب کردند واو
ساکن شد و معنی لفظی این منسوب به جوہر نفیس و مثل آن و کنایه از پادشاہی که بدین نام موسوم
شد و بعض اہل لغت فریدون را اسم جامد فارسی زبان گرفته اند و نام عقل فلک ہشتم گفته پس
جا دارد که این پادشاه را بہمین نام موسوم کرده باشند نظر بر حشمت و بلندی مرتبه اش و الله اعلم
(اردو) دیکھو آفریدون۔

افریدن | بقول صاحب شمس بمعنی زیب دادن و آراستن دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
مؤلف گوید که ہمان افزمیدن است که به نون پنجم گذشت صاحب شمس نون را یای تحتانی
خوانده غلطی کتابت نباشد بلکه تسامح اوست که بر ماخذ غور نکرد از سلسلهٔ ردیف می کشاید که
مقصودش به تحتانی چہارم بود نه نون۔ افرید بمعنی زیبائی نیامده و جز این نیست که او در نسخه
بغلطی کتابت یافته و در تالیف خود بدون تحقیق جا داده (اردو) دیکھو افزمیدن۔

اعلان وقف کتب

ہماری تالیفات کی (۱۵) جلدین جن کی تفصیل اس کتاب کی آخر ورق پر ہے
قیمتی لعہ مختلف مواقع اور تقاریب پر ہندوستان کی کل پبلک لائبریریز اور مدارس خانگی
کی لئے وقف اور اسوقت تک (۷۰) لائبریریوں اور مدارس پر حسب درخواست روانہ ہوچکی ہین
اور آئندہ بہی جس پبلک لائبریری اور مدرسۂ غیر سرکاری سے اوسکی درخواست پیش ہوگی اور
ہمکو صاحب ضلع یا مشاہیر مقامی کی تصدیق سے اطمینان کرادیا جائیگا۔ اوس کے سکرٹری کے
نام پندرہ جلدین بلا معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ کے ویلیو پر جو مجموعی پارسل کے لئے تین
روپیہ ہے روانہ کی جائینگی۔ عام شائقین سے جن حضرات کو یہ کتابین بدون معاوضۂ قیمت صرف
خرچ ٹپہ پر لینا مقصود ہو اونکو لازم ہے کہ محمڈن اینگلو کالج کو لعہ چندہ ادا فرماکر اوسکی رسید
ہمارے پاس بہیجدین ہم اونکی خدمت مین کل کتابین صرف خرچ ٹپہ (سے) کے ویلیو پر
بہیجدینگے اور آئندہ آصف اللغات کی ہر ایک جلد مطبوعہ وقت بوقت اونکی خدمت اور
نیز پبلک لائبریریز اور مدارس مذکورہ پر صرف ۸ر خرچ ٹپہ کے ویلیو پر روانہ ہوا کریگی۔ باشندگان
کلکتہ پریسیڈنسی اگر یہی رقم عہ کی انجمن مفید الاسلام کلکتہ کو عطا کرکے آنریری سکرٹری صاحب
انجمن کی باضابطہ رسید ہمارے پاس بہیجدین تو اونکی ساتھ بہی رعایت بالا کی جائیگی۔

راقم خاکسار

عزیز جنگ ۔ مؤلف

فہرست تالیفات خان بہادر شمس العلماء۔ نواب عزیز جنگ بہادر

(۱) تاریخ النوائط۔ یہ فن تاریخ کی کتاب ہے ۵۹۲ صفحہ پر شامل۔ زبان اردو قیمت پانچ روپیہ خرچ ٹپہ ۶ ر

(۲) عطیات سلطانی۔ یہ شاہان سلف کی عطایای نقدی و اراضی کی تاریخ ہے ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت تین روپیہ خرچ ٹپہ ۶ ر

(۳) محبوب السیر۔ یہ فرمانروایان دکن کی تاریخ ہے تا زمانۂ حضرت غفران مکان میر محبوب علی خان بہادر نور اللہ مرقدہ مع ضمیمہ نگارستان آصفی۔ ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت تین روپیہ خرچ ٹپہ ۵ ر

(۴) سیاق دکن۔ یہ عربوں کے سیاق قدیم کی تاریخ ہے جسمیں حیدرآباد کے دفتری سیاق کا بھی بیان ہے ۱۸۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت ۱ے خرچ ٹپہ ۴ ر

(۵) فلاحۃ النخل۔ یہ فن زراعت میں کاشت کھجور سے متعلق اور ۲۸۸ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عـہ خرچ ٹپہ ۵ ر

(۶) کاشت انگور۔ یہ فن زراعت میں انگور سے مخصوص ہے اور ۲۹۴ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت تین روپیہ خرچ ٹپہ ۶ ر

(۷) کاشت ترکاری۔ یہ فن زراعت میں ترکاریوں کی کاشت سے متعلق اور ۱۵۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عـہ خرچ ٹپہ ۴ ر

(۸) غرائب الجمل۔ یہ فن تاریخ گوئی سے متعلق ہے اور ۸۰۴ صفحہ پر شامل۔ زبان اردو قیمت ۱ے خرچ ٹپہ ۷ ر

(۹) حیوۃ الحمام۔ یہ فن طیور سے متعلق کبوتر سے مخصوص اور ۱۴۴ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عـہ خرچ ٹپہ ۷ ر

(۱۰) کلیات نظم ولا۔ یہ فن شعر و سخن میں ہماری قصائد و غزلیات اور رباعیات و قطعات تاریخ کا مجموعہ ہے جسکے دیباچہ میں مؤلف کی مختصر سوانح عمری ہے ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت عـہ خرچ ٹپہ ۵ ر

(۱۱ تا ۱۵) آصف اللغات۔ یہ فن لغت میں ایک مبسوط کتاب جو ۲۸ جلد پر شامل ہے جسمیں صرف پانچ جلدیں چھپی اور باقی جلدیں چھپ رہی ہیں۔ فارسی اردو زبان کا لغت مطبوعہ چاروں جلد ۲۰۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی مع ترجمہ اردو پانچ جلدوں کی قیمت عـہ خرچ ٹپہ عـہ

مندرجۂ بالا کل کتب پبلک لائبریریز کے لئے صرف خرچ ٹپہ پر وقف ہیں